وَهُوَ الَّذِی خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَّصِهْرًا ؕ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا ۝
(القرآن)

اِذَا اَتَاكُم مَن تَرْضَوْنَ خُلُقَهُ وَدِيْنَهُ فَانْكِحُوهُ اِلَّا تَفْعَلُوا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِی الاَرضِ وَفَسَادٌ عَرِيْضٌ ۝
(الحدیث)

طَرِيقُ الفَلاحِ فِی مَسْئَلَةِ الكُفُوِ لِلنِّكَاحِ

(نکاحِ سیّدہ با غیر سیّد کی شرعی حیثیت)

تصنیفِ لطیف

وارثِ علومِ مہریہ

علّامہ پیر سیّد نصیر الدّین نصیر گیلانیؒ

درگاہِ غوثیہ مہریہ گولڑہ شریف سیکٹر E-11 اسلام آباد

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا ۗ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا ۝

(القرآن)

اِذَا اَتَاكُم من ترضون خُلقَهٗ وَدِيْنَهٗ فانكحوهُ اِلّا تفعلُوا تكُن فِتنَةٌ فِي الارضِ وَفسادٌ عَرِيضٌ ۝

(الحدیث)

طَرِيْقُ الْفَلَاحِ فِيْ مَسْئَلَةِ الْكُفْوِ لِلنِّكَاحِ

(نکاح سیّدہ با غیر سیّد کی شرعی حیثیت)

تصنیفِ لطیف

وارثِ علومِ مہریہ

علّامہ پیر سیّد نصیر الدین نصیؔر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

باہتمام

پیر سیّد غلام نظام الدین جامی قادری

پیر سیّد غلام نجم الدین گیلانی

پیر سیّد غلام شمس الدین گیلانی

درگاہِ غوثیہ مہریہ گولڑہ شریف سیکٹر E-11 اسلام آباد

Marfat.com

جملہ حقوق بحقِ مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب	:	طَرِیْقُ الْفَلَاح فِی مَسْئَلَةِ الْکُفْوِ لِلنِّکَاح
بار	:	اوّل
تعداد	:	1100
تزئین وکمپوزنگ	:	اِفتخار احمد (گولڑہ شریف) +92-346-5405806
تدوین	:	مولانا محمد اشفاق سعیدی
پروف ریڈنگ	:	مولوی محمد نعیم سعید، محمد افضل خاکسار
ترتیب	:	قاضی محمد بشیر الدین ہری پور ہزارہ
ناشر	:	مہریہ نصیریہ پبلشرز، گولڑہ شریف Web Site: www.pirnaseeruddin.com E-Mail: Mail@pirnaseeruddin.com
نگرانِ طباعت	:	حاجی عبدالقیوم گولڑوی +92-334-5402040
مطبع	:	حمزہ پرویز پرنٹرز، راولپنڈی +92-51-5521575
ہدیہ	:	350 روپے
سنِ طباعت	:	2009ء 1430ھ

ملنے کا پتہ

اندرون ملک

مکتبہ مہریہ نصیریہ، درگاہ غوثیہ مہریہ گولڑہ شریف،
سیکٹر E-11 اسلام آباد، پاکستان (051-2292814)
مکتبہ ضیاء القرآن، گنج بخش روڈ، لاہور

بیرون ملک

Malik Ghafoor Ahmed Chishti,
82 Brighton Road Birmingham B12 8QH U.K
Ph:07976901875-4424548

Qari Fazal Rasool,
Jamia Hanfia Mehria & Muslim Centre
INC 32-13, St # 57th Wood Side, New York
Office: 418 Avenue, P Brook Line, New york 11223.
Ph: 718-274-7813, Fax: 718-3396-385
USA: 1347-2552-767

Marfat.com

انتساب

میں اپنی اِس علمی کاوش کو اپنے عظیم المرتبت جدِ اعلیٰ، رازیِ زماں غزالیِ دوراں، فقیہِ بے مثیل

حضرت علّامہ پیر سیّد **مہر علی شاہ** قدس سرہ العزیز

کی ذاتِ عالی کی طرف منسوب کرتا ہوں۔

جن کے مہرِ علم و تحقیق نے ایک جہاں کو روشن کر رکھا ہے اور جن کے تحریر کردہ فتوٰی نے مسئلۂ مانحن فیہ میں میری قدم قدم پر رہنمائی کی اور جن کی روحانی توجہات نے مجھے اِس موضوع پر قلم اُٹھانے کی جرأت و ہمّت عطا فرمائی۔

سوئے دریا تحفہ آوردم صدف
گر قبول اُفتد زہے عزّ و شرف

Marfat.com

اب بچا کر وہ دکھائیں تو گریبانوں کو
آئے دن چھیڑتے رہتے تھے جو دیوانوں کو

(نصیرؔ)

Marfat.com

فہرست

پیش لفظ	صاحبزادہ پیر سید نظام الدین جامی گیلانی
تقریظ	علامہ سید عرفان مشہدی
تقریظ	علامہ مفتی منیب الرحمٰن چیئرمین رویتِ ہلال کمیٹی وصدر تنظیم المدارس اہلِ سنّت پاکستان
تقریظ	مفتی غلام مصطفیٰ رضوی دارالافتاء جامعہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم ملتان شریف
اسبابِ تالیف	علامہ پیر سید نصیر الدین نصیر گیلانی

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
	بابِ اوّل: نکاح میں شرطِ کفو کی شرعی حیثیت اور اُس کی اقسام	
1	نکاحِ سیّدہ باغیر سیّد	02
2	آیۂ تطہیر پر بحث	03
3	ایک سیّد صاحب سے دلچسپ علمی گفتگو	04
4	لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا	05
5	نکاح کا معاملہ اوڑھنی سے کہیں زیادہ اہم ہے	06
6	حیات النبی پر دلیل	07
7	نکاحِ سیّدہ باغیر سیّد پر اقوالِ فقہاء سے دلیل	08
8	علّامہ کاسانیؒ کا فتویٰ	08
9	امام حاکم نیشاپوریؒ کی تحقیق	09
10	علّامہ اسمٰعیل حقیؒ مصری کا حوالہ	09
11	انصاف کی بات	11
12	کبرِ نسبی کی تباہ کاریاں	12
13	برصغیر کے سادات کی غلط فہمیاں	14

Marfat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
14	صاحبِ سبعِ سنابل کا مرتبہ	16
15	سبعِ سنابل میں مذکور ایک عبرت آموز واقعہ	17
16	مذکورہ واقعہ سے حاصل شدہ نتائج	20
17	معترض کو حضرت گنجِ شکرؒ کا مُسکتِ جواب	22
18	خلاصۂ بحث	23
19	مجتہد بننے کی شرائط	24
20	اَئمۂ مجتہدین مُحسنینِ اُمت ہیں	25
21	مسئلۂ کفاءت کی مثال	27
22	چند جواب طلب اعتراضات	28
23	مخالفینِ نکاحِ مذکور کی اہم دلیل	31
24	حدیثِ وَاصطفانی پر بحث	31
25	دعوتِ تطبیق	33
26	دعوتِ فیصلہ	36
27	قابلِ غور تحقیق	36
28	لُغت، قرآن اور احادیث کے آئینہ میں لفظِ سیّد کے مفاہیم ومقاماتِ اطلاق	38
29	لفظِ سیّد کے معانی اور اِس کے مصادیق	38
30	لفظِ سیّد کے اطلاق کی ایک اور دلیل	41
31	قرآنِ مجید میں لفظِ سیّد کے ایک اور مستعملہ پہلو کا ثبوت	43

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
32	وضاحتِ کفو برائے تفہیمِ مسئلۂ کفو	47
33	تعریفِ کفو	48
34	لفظِ کفو کی بحث	49
35	غیر قائلینِ کفو کے دلائل	49
36	دلیلِ اوّل	50
37	قائلینِ کفو کی جانب سے جواب	51
38	غیر قائلینِ کفو کی دلیلِ دوم	52
39	قائلینِ کفو کی جانب سے جواب	54
40	غیر قائلینِ کفو کی دلیلِ سوم	54
41	قائلینِ کفو کی جانب سے جواب	55
42	کفاءت پر جمہور فقہاء کے سُنّت (احادیث) سے دلائل	56
43	جمہور قائلینِ کفو کے دلائل کے بارے میں فقہائے احناف کا فیصلہ	57
44	مسئلۂ کفو کی وضاحتِ مزید بہ طریقۂ جدید	62
45	کفو کی شرعی تعریف میں اُمورِ آتیہ سے کیا مراد ہے؟	63
46	کفو عورت کا حق ہے یا اُس کے اولیاء کا؟	63
47	کیا کفو کا اعتبار صرف مرد کی طرف سے ہوتا ہے یا عورت کی طرف سے بھی؟	64
48	کفو کے بارے میں امامِ اعظمؒ اور ہر دو حضرات (صاحبینؒ) کا مذہب	65
49	کفو کو واجب سمجھنے والوں سے بایں سلسلہ چند چبھتے سوالات	67

Marfat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
50	حضرت گولڑویؒ کے فتوٰی کی غلط تعبیر	68
51	یہ خود ساختہ دعوای ائمۂ اربعہ میں سے کسی کے بھی موافق نہیں	70
52	امام مالکؒ اور چند ائمۂ احناف کا کفو کے متعلّق موقف	70
53	خلاصۂ عبارت	71
54	موقفِ ھذا پر امام مالکؒ اور چند ائمۂ احناف کے اپنے اپنے دلائل	71
55	کفو کے متعلّق جمہور مشائخ حنفیہ کا مذہب	73
56	مذہبِ کفو کے متعلّق جمہورِ مشائخِ حنفیہ کے دلائل	74
57	تفاضل کا اعتبار خلافِ تعمیم اور خلافِ حدیث ہے	76
58	نام نہاد مفتیوں کے دعاوی	78
59	محوّلہ بالا دلائل کا نتیجہ	80
60	امام سرخسیؒ کے نزدیک تفاضل کے باوجود قریش ایک دوسرے کے کفو ہیں	80
61	قبائلِ قریش میں تفاضل کا اعتبار نہیں	81
62	تعاملِ صحابہؓ، تابعینؒ اور تبع تابعینؒ	84
63	اِن مفتیانِ کم سواد پر صد افسوس	85
64	ہر فردِ قریش دوسرے فردِ قریش کا کفو ہے	86
65	امام مالکؒ کے نزدیک کفو کا سرے سے اعتبار ہی نہیں	87
66	کفو کے متعلّق امام شافعیؒ کا مذہب	88
67	کفو کے بارے میں امام احمد بن حنبلؒ کا مذہب	89

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
68	حضرت امام حسینؓ کی صاحبزادیوں کے غیر ہاشمیوں سے نکاح	91
69	کفو کے بارے میں ائمۂ اربعہ کے مذہب کا اجمالی ذکر	93
70	ایک چیلنج	95
	بابِ دوم: مسئلۂ نکاحِ سیّدہ میں مخالفینِ جواز کے متعدّد رسائل کا مدلّل جواب	
71	رسالہ رفع الاشتباہ عن قولِ سیّدنا مہر علی شاہؒ سے پیدا شدہ غلط فہمیوں کا ازالہ	107
72	جواب خادمِ الحدیث لِشیخ الحدیث	109
73	صاحبِ فتح القدیر کی تحریر، شیخ الحدیث صاحب کے مزعومہ اور خود ساختہ نظریہ کو باطل ثابت کر رہی ہے	110
74	امام محمد بن حسنؒ کا قول، اُس کا رد اور توجیہہ	112
75	صاحبِ ہدایہ کی توجیہہ	114
76	حاشیہ ہدایہ کی توجیہہ	114
77	صاحبِ فتح القدیر کی توجیہہ	114
78	علّامہ کاسانیؒ کا تبصرہ	115
79	شریعت نے نکاح کے معاملے میں فضیلت کو ساقط کر دیا ہے	116
80	وضاحتِ تسکینِ فتنہ باندازِ دِگر	126
81	میٹھا میٹھا ہپ ہپ، کڑوا کڑوا تھو تھو	129
82	ہر دو حضرات امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کا مذہب	130
83	لو آپ اپنے دام میں صیّاد آ گیا	133

Marfat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
84	ہمارا موقف	135
85	امام محمدؒ کے استثنائی قول کا فیصلہ کُن جواب	138
86	غیر قرشی ہوتے ہوئے خود امام محمدؒ کا سیّدہ فاطمیہ سے نکاح	139
87	امام شافعیؒ کا نسب	140
88	امام شافعیؒ کی والدہ ماجدہ کا مبارک نسب	141
89	1: امام شافعیؒ کی والدہ سیّدہ فاطمیہ کا قریشی غیر ہاشمی سے پہلا نکاح	142
90	2: امام شافعیؒ کی والدہ سیّدہ فاطمیہ کا (غیر قرشی سے) دوسرا نکاح	144
91	مصنّف دُرِّ مختار کے نزدیک اکابر فقہائے اُمّت کے مراتبِ فقاہت	147
92	نذرانۂ عقیدت بحضورِ امام محمدؒ	148
93	خصائصِ نبویہ علی صاحبہا الثناء والتحیۃ پر ہمارا ایمان ہے	149
94	صاحبِ بحر الرّائق کا اِستدلال	155
95	حُسنِ اِتّفاق	159
96	امام محمدؒ کے استثنائی قول' صاحبِ بحر الرّائق کی نظر میں	160
97	مُغنی کی عبارت کے حصّۂ اوّل پر تبصرۂ نصیر	164
98	دلیلِ اوّل	165
99	دلیلِ دوم	168
100	حدیثِ الأحائك أو حجام کی تحقیق	169
101	حضرت عمرؓ کی طرف منسوب اِس اَثر کی تحقیق	172

Marfat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
102	نکتۂ خاص	174
103	نتیجۂ بحث	175
104	عالمِ باعمل علویہ کا کفو ہے	176
105	اب جگر تھام کے بیٹھو مری باری آئی	176
106	کفو کے متعلق مذہبِ شافعیؒ کا بالاختصار ذکر	179
107	بات چل نکلی تو پھر یہ بھی سہی	181
108	آمدم برسرِ مطلب	182
109	فتاویٰ عالمگیری کی مزید عبارت کا مفہوم	185
110	اختلافِ عبارت کا مفاد	186
111	تصدیقِ حوالہ	188
112	عبارتِ فتح القدیر کی تفصیل وتشریح	189
113	حوالۂ بحرالرائق کی وضاحت	191
114	ظاہرالروایہ کے محولہ بالاقول کی وضاحت	192
115	علّامہ ابن ہمامؒ کے بارے میں علّامہ شامیؒ اور صاحبِ بحر کی رائے	195
116	عبارتِ بحرالرائق کی مزید وضاحت	199
117	وضاحتِ نصیر بفضلِ ربِ قدیر	199
118	مزید عبارتِ بحر پر حاشیۂ شامی	201
119	صاحبِ بدائع الصنائع کی تحقیق	204

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
120	تشریحِ مزید	204
121	قریش کا نسبی اعتبار سے حضور ﷺ کا کفو ہونا منصوص ہے	207
122	عجمی کے علویہ کے کفو ہونے پر مختصر دلائل	207
123	حضرت فاضلِ بریلویؒ کی نظر میں امام قاضی خان کا علمی مقام	209
124	نتیجۂ عبارت	209
125	کوئی صورت نظر نہیں آتی	213
126	کفو اور امام قاضی کا خانؒ کا فتویٰ	213
127	شرفِ علم، شرفِ مال ونسب سے بالا اور قوی ہے	215
128	حسیب ونسیب کا فرق	217
129	علّامہ شامیؒ اور ہمارے موقف کی تصویب	219
130	ردّالمحتار اور الدّرالمختار کی وجہِ تسمیہ اور صحیح تلفّظ	221
131	عالم اور علویہ کے تکافو پر علّامہ شامیؒ کی دلیلِ مزید	222
132	علّامہ شامیؒ کا قولِ فیصل	223
133	علمی لطیفہ	224
134	مسئلۂ تواضع اور اِس کی مثالیں	225
135	نتیجۂ نقلِ عبارت	226
136	کفوِ نسبی مستحب ہے، فرض یا واجب نہیں	226

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار

بابِ سوم: درجۂ ایمان ودرجۂ نسب کی وضاحت

137	درجۂ ایمان درجۂ نسب سے بلند تر ہے	228
138	جنّت میں الحاق بالآباء کا معیار ایمان ہے' نہ کہ نسب	229
139	بعدِ ارتداد فضیلتِ نسبی کے متعلق ایک خط کا جواب مع مثال	232
140	پاسِ نسب پر قرآنی استشہاد	235
141	دلیلِ اوّل	235
142	جوابِ نصیر	236
143	دلیلِ ثانی	237
144	جوابِ نصیر	238
145	حضرت ضحاکؒ کی روایت ہمارے موقف کی مؤید ہے	239
146	کفّار کی چھوٹی اولاد قیامت کے دن کہاں بھیجی جائے گی؟	240
147	صالحیّت صفت ہے' نہ کہ نسب	241
148	مخالفین کی ایک اہم دلیل	242
149	سادات کے دیگر قبائلِ قریش کے ساتھ عدمِ کفاءت کا استدلال لغو اور غلط ہے	242
150	حضرت عمرؓ کی روایت بھی ہمارے موقف کی مؤید ہے	244
151	انسانی زندگی میں تین نوعیت کے رشتے	245
152	نسبی اور حسبی رشتے کی اہمیت	246
153	مخالفین کا بھونڈا استدلال اور اس کا رد	248

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
154	شیخ اکبرؒ کی تشریح	249
155	حدیثِ مذکورہ کی تشریح	250
156	امام احمد بن حنبلؒ کی روایت	251
157	امام بیہقیؒ کی روایات	251
158	فرمودۂ شیخ اکبرؒ قدس سرہٗ	253
159	برائے مغفرت ابوجہل وابولہب کو قرابتِ نبویہ فائدہ نہ دے گی	254
160	ایمان کے بغیر محض نسب وجہِ مغفرت نہیں ہوسکتا	255
161	بنوفاطمہ کے لیے کوئی الگ قانونِ نکاح نازل نہیں کیا گیا	255
162	رسالت مآب نے صرف دین وخُلق کو معیارِ کفاءت بنایا	256
163	حضرت علیؓ کی روایت کردہ حدیث کی تحقیقی تشریح	257
164	امام حاکم کے نزدیک سیّدہ کا نکاح غیر سیّد سے جائز ہے	260
165	پاکستان میں کورٹ میرج کا قانون	261
166	ظاہر الرّوایہ کو نوادر پر ترجیح حاصل ہے	262
167	امام ابوحنیفہؒ کا آیتِ قرآنی سے استدلال	262
168	امام ابوبکر جصاصؒ کا استدلال	265
169	مفتیانِ ذی وقار جواب دیں	265
170	نکاح وطلاق کے معاملہ میں دوہرا معیار کیوں؟	266
171	نکاح کے بعد حقوقِ زوجیت کی ادائیگی ہرگز باعثِ عار نہیں	267

Marfat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
172	علامہ سرخسیؒ کے موقف کی غلط تفہیم	269
173	اصلِ جواب	270
174	توضیحِ قولِ شمس الائمہ سرخسیؒ	271
175	عورت پر مرد کی فوقیت وفضیلت جزوی ہے	271
176	خلاصۂ بحث	273
177	شیخین کا موقف	273
178	شریعت کے مقابلے میں ہماری پسند وناپسند کی کوئی حیثیت نہیں	276
179	فقہی اصطلاحات کی توضیحِ مزید	277
180	فتویٰ کا معیارِ اعتبار وحقانیت	278
181	قانون کی تشریح وتصریح میں جج صاحبان کا اختلاف	279
182	مفتیانِ گولڑہ کے فقہی حوالہ جات آخر حضرت گولڑویؒ نے قابلِ حجت کیوں نہ سمجھے؟	282

بابِ چہارم: مشروعات کی تعریف اور متعدد رشتوں کی تفصیل

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
183	مشروعات اور اُن کی تعریفات	284
184	1: فرض	284
185	2: واجب	286
186	3: سنّت	287
187	4: مستحب	288
188	5: مباح	289

Marfat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
189	6: مستحسن	289
190	لفظِ جواز اور عدمِ جواز پر بحث	289
191	لفظِ جواز کا متعدد معانی میں استعمال	290
192	اصطلاحِ محوّلہ بالا کا مسئلۂ کفو پر انطباق	292
193	نتیجۂ بیانِ اصطلاحاتِ فقہیہ	296
194	لفظِ اصلاً کی وضاحت	297
195	ایک غلط فہمی کا ازالہ	299
196	کیا چودہ سو سال کے اکابرِ اُمت جواز اور عدمِ جواز کے مفہوم سے ناواقف تھے؟	300
197	لفظِ جواز و عدمِ جواز کی ایک اور مثال سے توضیح	301
198	واجب پر لفظِ سنّت کے اطلاق کی مثال	302
199	حضرت گولڑویؒ کے چہرۂ انور پر ریشِ مسنونہ کی بہار	305
200	خلاصۂ کلام	307
201	بسلسلۂ نکاحِ سیدہ با غیر سیّد چند اہم رشتے	309
202	کُتبِ حدیث و تاریخ سے اثباتِ نکاحِ سیّدہ اُمِّ کلثومؓ بہ امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ	310
203	کُتبِ انساب سے اثباتِ نکاحِ سیّدہ اُمِّ کلثومؓ بہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ	315
204	نکاحِ سیّدہ اُمِّ کلثومؓ بہ امیر المومنین حضرت عمرِ فاروقؓ کا اثبات اہلِ تشیّع کی کُتب سے	319

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
205	1: کتاب الکافی	319
206	توجہ طلب تبصرہ	320
207	فاعتبروا یا أولی الابصار	322
208	2: کتاب الاستبصار	324
209	3: تہذیب الاحکام	324
210	نتیجۂ نقلِ عبارات	326
211	متقدمین اور متاخرین کی تحدید	326
212	4: کتاب الشافی	327
213	5: کتاب تنزیہ الانبیاء	328
214	6: شرحِ حدیدی	328
215	7: شرائع الاسلام	330
216	8: مجالس المؤمنین ومصائب النّواصب	333
217	9: مرآۃ العقول	335
218	10: تاریخ طرازِ مذہب مظفّری	335
219	11: منتھی الآمال	336
220	شیعہ عُلماء کی کُتب سے مزید حوالہ جات	339
221	غیر کفو میں سیّدات کے نکاحوں کی توجیہہ کا تذکرہ اور اُس کا ابطال	344
222	ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی	345

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
223	کسی بھی مومنہ کا غیر کفو میں جوازِ نکاح کا وحیِ الٰہی سے ثبوت	346
224	غیر کفو میں نکاح کے بارے میں شارع علیہ السلام کا عمل	348
225	ایک اور سوال کا جواب	348
226	ایک اور اہم نکتہ کی طرف دعوتِ توجّہ	350
227	اِستخراج فوائد از حوالہ بالا	358
228	ناطقہ سربگریباں ہے' اِسے کیا کہیے	359
229	انوکھی عقیدت' نرالی محبّت	360
230	مُغنی ابنِ قُدامہ تلمیذِ پیرانِ پیر کے نزدیک نکاح میں کفو شرط نہیں	362
231	ایک فیصلہ طلب مرحلہ	363
232	ناقابلِ تردید حوالہ	364
233	سیّد زادیوں کے ساتھ خاندانِ ولی اللٰہی کے چار اہم ترین رشتے	366
234	دو اور اہم رشتے	368
235	ستم بالائے ستم	369
236	ایک اور اہم اور لاینحل سوال	379
237	طبعِ سلیم فضل است' ارثِ پدر نہ باشد	381
238	حضرت گولڑویؒ کے فتوٰی کا پس منظر	387
239	خامہ اُٹھا تھا کہاں سے تو کہاں تک پہنچا	388
240	نکاحِ ھٰذا کو حرام کے بجائے ناجائز کہنے والوں کے لیے لمحۂ فکریہ	391

Marfat.com

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
393	نکاحِ سیّدہ با غیر سیّد کے معاملے میں ساداتِ مدینہ کا تعامل	241
394	میرے نام سیّد سہل بن احمد العطّاس مدنی کی تحریر	242
397	ترجمۂ تحریر	243
	بابِ پنجم: مفتیانِ گولڑہ کے فتوے اور اُن کے بھیانک نتائج	
401	اعلیٰ حضرت گولڑویؒ کے فتویٰ کی غلط تعبیرات وتشریحات	244
402	مفتیانِ گولڑہ شریف کے فتووں کے بھیانک نتائج	245
405	نتیجۂ بحث	246
406	دعوتِ قبولِ حق ورجوع الی الحق	247
407	سادات برادری سے میری ایک مخلصانہ التماس	248
409	فضیلتِ نسبی پر حضرت عبداللہ المحضؒ کا مسکت جواب	249
410	حقوقِ عزّت سب کے لیے برابر ہیں	250
411	حضرت اعلیٰ گولڑویؒ کا گستاخ اور دشمن کون ہے؟	251
414	ایک حدیث شریف کے تناظر میں مفتیانِ گولڑہ کا حضرت گولڑویؒ سے حُسنِ سلوک	252
418	امامِ اعظمؒ سے حضرت گولڑویؒ کا اظہارِ عقیدت	253
419	اعترافِ حقیقت	254
421	پیرانِ پیر کی اپنے بیٹوں کو قبل از وفات وصایا	255
422	کام کرنے کا یہی ہے ہمیں کرنا ہے یہی	256

Marfat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
257	درگاہوں سے وابستہ عُلماء وخطباء کی حالتِ زار	423
258	عُلمائے کرام کی خدمت میں ایک مخلصانہ مشورہ	425
259	کفاءت کا اعتبار درجہء استحباب کے سوا کچھ نہیں	429
260	بسلسلۂ نکاحِ سیّدہ با غیر سیّد' تین اہم فتوے	431
261	پہلا فتویٰ (حضرت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلویؒ کی تحقیق)	432
262	دوسرا فتویٰ (از فتاویٰ دار العلوم دیو بند)	433
263	تیسرا فتویٰ (محرّرہ قاضی غلام گیلانی موضع شمس آباد ضلع کیمبل پور)	433
264	اسمائے گرامی مصدِّقینِ فتویٰ مذکورہ بالا	436
265	نتیجۂ نقلِ فتاویٰ	436
266	امام ابو یوسفؒ کے لیے امام ابو حنیفہؒ کی وصایا	442
267	وصایا سے اقتباس	442
268	آخری معروضِ مصنّف بحضورِ اُمّتِ مُسلمہ	444
269	اشاریہ (اسبابِ تالیف)	457
270	اشاریہ (طَرِیْقُ الْفَلَاح فِی مَسْئَلَةِ الْکُفُوِ لِلنِّکَاح)	462

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیمِ○

پیش لفظ

نکاحِ سیدہ با غیر سیّد کے موضوع پر میرے والدِ گرامی (پیر سیّد نصیر الدّین نصیؔر گیلانیؒ) نے قریباً اٹھارہ سال قبل اپنی تصنیفِ لطیف نام ونسب میں قلم اُٹھایا جس کی مخالفت میں یکے بعد دیگرے متعدد چھوٹے بڑے رسالہ جات شائع ہوتے رہے۔ کتابِ ھٰذا (طَرِیْقُ الْفَلاح فِی مَسْئَلَۃِ الْکُفُوِ لِلنِّکَاح) اِنہی رسالہ جات کے جواب میں اُن کی آخری اور حتمی تحریر ہے' جس میں مسئلہ مذکورہ کو نہایت شرح وبسط سے بیان کیا گیا ہے۔ کتابِ ھٰذا کے مطالعہ سے والدِ گرامیؒ کے تبحرِ علمی اور مسئلۂ زیرِ بحث پر اُن کی گہری تحقیق کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ والدِ گرامیؒ نے اپنی زندگی ہی میں اِس کتاب کو مکمل کر لیا تھا اور اِسے جلد از جلد منظرِ عام پر لانا چاہتے تھے لیکن افسوس! کہ اِسی اثنا میں پیامِ اجل پر لبیک کہتے ہوئے وہ دارِ فانی سے رحلت فرما گئے۔ لہٰذا اُن کا جانشین ہونے کی وجہ سے مجھ پر لازم

تھا کہ میں اپنے والدِ گرامی مرتبتؒ کی اِس تحقیقِ انیق کو بغیر کسی تبدیلی کے من وعن شائع کراؤں۔ قبلہ والدِ گرامیؒ کا نکاحِ سیّدہ باغیر سیّد کے معاملہ میں جو شرعی و تحقیقی نقطۂ نظر تھا، ہم تینوں بھائی (ناچیز غلام نظام الدّین، غلام نجم الدّین اور غلام شمس الدّین) مکمل شرحِ صدر کے ساتھ اُسی نقطۂ نظر پر قائم ہیں اور اِن شاء اللہ ہمیشہ قائم رہیں گے۔ کیوں کہ کتاب وسُنّت اور سلف صالحین کی تحقیقات و دلائل اِسی نقطہ نظر کی تائید کرتے ہیں۔ کتاب بفضلہٖ تعالیٰ زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر منظرِ عام پر آچکی ہے، جسے پڑھ کر باانصاف قارئین کو اِس مسئلہ کی شرعی حیثیت جاننے میں کوئی دقت نہ ہوگی۔

27-04-2009

سیّد غلام نظام الدّین جامی قادری

حسنی گیلانی، رزاقی قمیصی

(سجادہ نشین درگاہِ غوثیہ مہریہ گولڑہ شریف)

Marfat.com

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم

تقریظ

از: علامہ سیّد محمد عرفان مشہدی

حضرت پیر سیّد نصیر الدین نصیر سجادہ نشین درگاہِ غوثیہ گولڑہ شریف نے اَحقر کی رہائش (دائرۂ سیّد عالم شاہ بریڈفورڈ) میں بوقتِ ملاقات اپنی تازہ تصنیف طَرِیْقُ الْفَلاح فِی مَسْئَلَۃِ الْکُفْوِ لِلنِّکاح کی تکمیل کے بارے میں بتایا اور مسودہ کے مطالعہ کا حکم دیا۔ چند روز پہلے آپ نے ٹیلی فون پر کتاب کے پانچ ابواب کی کمپوزنگ میرے پاس بھیجے جانے کی اطلاع دی۔

اُحقر نے اِس کتاب کے پانچ ابواب جو چار سو چھپن صفحات پر مشتمل ہیں کی اکثر منتخب مباحث کو مکمل پڑھا ہے۔ احقر یہ سمجھتا ہے کہ حضرت مصنّف مدظلّہٗ نے نفسِ مسئلہ کو پُوری جامعیت کے ساتھ واضح کر دیا ہے۔ دلیل اور استدلال پر برعایتِ قواعد سُپردِ قرطاس کر دیے ہیں۔ نفسِ مسئلہ کے ساتھ ساتھ ضمنی مباحث پر بہت خوبصورت اور پُر لطف تحقیقات رقم کی ہیں' جو قارئین کے لیے سند بھی ہوں گی اور پُراز معلومات بھی۔ حضرت سیّد نصیر الدین نصیر مدظلّہٗ اُصول و فُروع میں اپنے جدِّ بزرگوار اعلیٰ حضرت گولڑوی قدس سرّہ العزیز کے متبع ہیں اور اِس کتاب میں اُنھوں نے اپنے جدِّ اعلیٰ کے فتوٰی کی تشریح و توضیح کا حق ادا کر دیا ہے۔ ہیچمداں اِس مسئلہ میں حضرت مصنّف مدظلّہٗ کا مؤید ہے۔ کتاب میں کہیں کہیں حضرت مصنّف مدظلّہٗ کو پیش آنیوالے نا مساعد حالات کی تلخی اور اُس کی شدت کا اظہار بھی ہوتا ہے' مگر۔

تلخیوں کا مزاج بدلے گا
زہر میں قند گھولیے صاحب

Marfat.com

مخدومِ من! ناقدریِ اربابِ جہاں کی بات تو ما قدر اللّٰہ حق قدرہٖ سے چل کر جانے کہاں تک پہنچے مگر سینۂ چاکانِ چمن بھی کم نہیں، جن کے دلوں میں آپ کی چاہت کی جڑیں کافی گہری ہیں۔ براعۃً یہ رباعی حاضر ہے۔

شہ نصیر آں پرتوِ مہرِ علی
از وجودش تازہ شد دورِ ولی
شارحِ اسرارِ چشت اہلِ بہشت
فخرِ ملّت وارثِ غوثِ جلی

دعاجو

الراجی الی رحمة ربه المنّان محمّد عرفان غفرله الرّحمٰن الی یوم المیزان
من احفاد موسیٰ الکاظم بن جعفر الصّادق رضی اللّٰہ عنهما
بھکی شریف ضلع منڈی بہاؤالدین پاکستان
07-02-2009

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

تقریظ

از: علامہ مفتی منیب الرحمٰن (چیئرمین مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی پاکستان وصدر تنظیم المدارس اہلِ سنّت پاکستان)

الحمد للّٰہ ربّ العٰلمین ؕ والصّلوٰۃ و السّلام علیٰ رحمۃ للعٰلمین سیّدنا و مولانا محمّد وعلیٰ الہ الطّیّبین الطّاھرین وعلیٰ صحابتہ الصّدّیقین الصّادقین وعلیٰ کلّ من تبعھم باحسان الیٰ یوم الدّین۔

چند مستثنیات کے علاوہ بحیثیتِ مجموعی ہمارا خانقاہی نظام رُو بہ زوال ہے۔ اِس نظام کی موجودہ عمارت صرف اور صرف تقدیسِ نسبت و نسب پر قائم ہے۔ علمی معیار، تقویٰ و کردار، تزکیہ، عرفان اور احسان کی روایات سے اِس کا دُور کا تعلّق بھی نہیں ہے۔ نوح علیہ السّلام نے جب اللہ تعالیٰ سے اپنے اہل کے لیے وعدہ نجات کا واسطہ دے کر اپنے بیٹے کی نجات کا سوال کیا، تو اُنہیں بارگاہِ ربِّ ذوالجلال سے جواب ملا:

یٰنُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۔ ترجمہ: ''اے نوح! وہ (آپ کا بیٹا) درحقیقت آپ کے اہل سے نہیں ہے، کیوں کہ عمل کے اعتبار سے وہ صالح نہیں ہے۔ (ھود: 46)''۔ ہم اہلِ سنّت و جماعت نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد فرمائے ہوئے اس معیارِ اہلیّت کو یکسر نظرانداز کر دیا ہے۔ حضرت سیّد علی ہجویری داتا گنج بخش رحمہ اللہ تعالیٰ نے تین قسمیں بیان فرمائی تھیں: صُوفی، متصوّف اور مُستصوف۔

صُوفی سے اُن کی مراد یہ تھی کہ جسے اللہ جلّ شانہٗ نے فطری طور پر عقلِ سلیم، قلبِ مصفّٰی، مجلّٰی و مزکّٰی

Marfat.com

عطا کیا ہو۔ ایسے باصفا شخص کے لیے حق و ہدایت کی راہ پر چلنا اُس کا اپنا طبعی تقاضا بن جاتا ہے۔ کسی تکلف و تصنّع کا نام ونشان نہیں ہوتا۔ متصوِّف سے مراد وہ مردِ باصفا ہے جس نے حصولِ علم، ریاضت و مجاہدہ، خشیتِ الٰہی اور اعمالِ صالحہ کے ذریعے اپنے ظاہر و باطن کو پاکیزہ بنالیا ہو۔ مُتصوِف سے مراد وہ فنکار، شاطر اور عیار شخص ہے جس کا قلب تو حُبِّ دُنیا اور حُبِّ جاہ و مال میں ڈوبا ہوا ہو، لیکن اُس نے سادہ لوح اور جاہل لوگوں کو اپنے دامِ عقیدت میں پھانسنے کے لیے تصوف کا لبادہ اوڑھ رکھا ہو۔ اِس طرح کے جعلی عاملین اور مُتصوِفین کا ایک بڑا گروہ ملک کے اندر اور باہر سادہ لوح مسلمانوں کو لوٹنے اور اُن کے استحصال میں مصروفِ عمل ہے۔

عوام کو فریب دینے اور علماءِ حق سے دور کرنے کے لیے ایک اور حربہ جو استعمال کیا جاتا ہے، وہ شریعت و طریقت کی تقسیم ہے۔ گویا یہ دو باہم متضاد شعبے ہیں، اِن کی سمتیں متخالف و متضاد ہیں اور سادہ لوح لوگوں کو یہ باور کرایا جاتا ہے کہ عالم محض ظاہر بیں ہوتا ہے، اِس نے جوہرِ حقیقت کو نہ کبھی جانا اور نہ پہچانا، لہٰذا اِس سے دُور رہو۔ حالانکہ اُمتِ مسلمہ کا ہمیشہ یہ دعوٰی رہا ہے کہ اسلام ایک جامع، کامل اور مکمل دین ہے، اِس کو اجزاء میں تقسیم کرنا درست نہیں، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ۔

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے نقوشِ قدم کی پیروی نہ کرو (بقرہ:208)

ہماری فہم کے مطابق شریعت، طریقت، مسلک و مذہب اِن سب کا معنٰی راستہ ہے، یعنی وہ راستہ جو بندے کو اللہ جلّ شانہٗ کی منزلِ رضا تک پہنچا دے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رحمہ اللہ تعالیٰ اِسی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

''شریعت اصل ہے اور طریقت اِس کی فرع، شریعت منبع ہے اور طریقت اِس سے نکلا ہوا دریا۔ طریقت کی جدائی شریعت سے محال اور دشوار ہے۔ شریعت ہی پر طریقت کا دار و مدار

ہے۔شریعت ہی اصل کار اور محک و معیار ہے۔شریعت ہی وہ راہ ہے جس سے وصول الی اللہ ہے۔اِس سے سوا آدمی جو راہ چلے گا' اللہ تعالیٰ کی راہ سے دُور جا پڑے گا' طریقت میں جو کچھ منکشف ہوتا ہے' شریعت مطہرہ کے اتباع کا صدقہ ہے' جس حقیقت کو شریعت رد فرمادے وہ حقیقت نہیں بددینی اور زندقہ ہے۔تصوف میں عشقِ رسول ﷺ ہی بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے''۔

صحابۂ کرام سے لے کر آج تک ہمارے جتنے بھی سلفِ صالحین اور اکابر اولیائے اُمت گزرے ہیں۔اِن کے بارے میں ہمارا قوی عقیدہ اور ایمان ہے کہ وہ بیک وقت اپنے عہد کے عالمِ ربانی بھی تھے اور واقف اسرار شریعت بھی۔شریعت و طریقت کی یہ تقسیم جس میں صاحب طریقت' شریعت کی تمام پابندیوں' شعار دین اور سراپائے سید المرسلین ﷺ کی اتباع سے بے نیاز ہو جائے' اِس دور کی اختراع ہے اور بہر کیف یہ بدعتِ سیئہ ہے۔ہماری تمام بڑی بڑی خانقاہوں اور مزارات اولیاءِ کرام کے موجودہ سجادگان اور خلفاء باستثناءِ چند دینی تعلیم تو دُور کی بات ہے' دینی وضع سے بھی عاری ہے۔

ایسے ماحول میں حضرت علامہ پیر سیّد نصیر الدین نصیرؔ گولڑوی زید مجدہم کی شخصیت بسا غنیمت ہے' کیوں کہ انہیں اپنے عہد کے عالمِ ربانی' عارفِ کامل' مجاہد و محافظِ ختمِ نبوت اور شریعت و طریقت کے مجمع البحرین حضرت قبلہ سیّد پیر مہر علی شاہ گولڑوی نوّر اللہ مرقدہٗ سے نسبی قرابت کا شرف بھی حاصل ہے' متشرع و متدین بھی ہے اور صاحبِ علم بھی۔اللہ تعالیٰ نے اِنہیں کئی نعمتوں اور محاسن سے نوازا ہے۔وہ ایک اعلیٰ معیار قادر الکلام نعت گو شاعر ہیں' اردو زبان کے مآخذ و مصادر' عربی' فارسی اور ہندی پر اِنہیں یکساں عبور حاصل ہے۔استعارات' تلمیحات' تشبیہات' مجازات اور تراکیب کے استعمال پر اِنہیں پورا عبور حاصل ہے اور اِس کے ساتھ ساتھ اِن کی نثر نگاری بھی اعلیٰ ادبی معیار کی ہے' اِس دَور میں ایسے اصحابِ قلم شعراء اور نثار اگر نایاب نہیں تو کم یاب ضرور ہیں۔اِن کی شاعری اور نثر کے لہجے میں بعض اوقات تلخی نمایاں ہو جاتی ہے۔کاش کہ وہ غمِ جاں کو غمِ دوراں نہ بناتے اور اپنے کلام کو اپنے عہد کا ایک مثالیہ (Ideal) بنا لیتے' لیکن بشری علائق سے ہمہ وقت ماورا رہنا بلاشبہ دشوار امر ہے۔

Marfat.com

مجھے اِن کی کوئی جامع و مفصل تقریر بالاستیعاب سُننے کی سعادت حاصل نہیں ہوئی' تاہم اِن کے جوہرِ خطابت' حُسنِ کلام' حُسنِ صورت اور حُسنِ آہنگ کی ایک جھلک ایک آدھ بار سننے کا موقع ملا۔ البتہ بعض دوستوں سے اِن کے اندازِ خطابت کے بارے میں کچھ شکایات و حکایات سننے کو ملتی ہیں۔ اگر وجہِ شکایت فقط یہی ہے کہ وہ توحید کو موضوعِ کلام بناتے ہیں تو یہ ہمارے تمام متقدمین اولیائے کاملین کا شعار رہا ہے' ہمارے دوستوں کو اِس کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیے۔ سو اگر بعض دوستوں کے نزدیک یہ ہمارے موجودہ خانقاہی نظام میں ایک ''قصور'' ہے' تو ہمیں قرآنِ مجید' سیرتِ طیّبہ اور سیّدالانبیاء والمرسلین ﷺ کے ارشاداتِ عالیہ کا مطالعہ ضرور اور بار بار کرنا چاہیے۔ حضرت قبلہ پیر صاحب سے بھی بصد ادب کروں گا کہ وہ اپنے خطابات میں طنز' تعریض' توریہ' ایہام اور ارشارات وکنایات کے بجائے اللہ تعالیٰ کے تعلیم فرمائے ہوئے آدابِ دعوتِ دین حکمت' موعظۂ حسنہ اور جدالِ احسن کو اپنا شعار بنائیں' کیوں کہ خادمِ دین کا اصل مقصد مناظرے' مباحثے اور مجادلے میں غلبہ پانا نہیں' بلکہ اتمامِ حُجت' احقاقِ حق اور ابطالِ باطل ہوتا ہے اور اتمامِ حق کو اپنے مخاطبین کے قلوب و اذہان میں نہ صرف اتارنا بلکہ ثبت کرنا ہوتا ہے۔ اِس میں بعض اوقات اپنی ذات اور جذبات و احساسات کی نفی بھی کرنا پڑے تو یہ سودا مہنگا نہیں ہے۔

ہمارے طبقے کی بدنصیبی یہ ہے کہ اگر کوئی اہل بندہ پیدا ہو جائے تو اس کی کسی حقیقی یا مفروضہ کمزوری کو نشانہ بنا کر اس کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔ اس کے برعکس مجھ عاجز کا شعار یہ ہے کہ میں حتّی الامکان محتاط انداز میں اصلاحِ احوال کی مخلصانہ کوشش کرتا ہوں اور دعا بھی کرتا ہوں کہ ہم اہل لوگوں کی صلاحیتوں سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرسکیں۔ دینِ حق اسلام اور مسلکِ حق اہلِ سنّت و جماعت کے لیے اُن کی شخصی' منصبی' نسبی اور علمی وجاہت کو بہتر طور پر استعمال کرسکیں' کیونکہ ہم شدید طور پر قحط الرّجال کا شکار ہیں' رجال کار دستیاب نہیں ہیں۔ ہمارے علمی اور خانقاہی نظام میں اہل لوگوں کی جگہ بھی نہیں بن پا رہی ہے کیونکہ جو عناصر آسیب بن کر مسلّط ہیں وہ اہل لوگوں کو اپنے وجود کے لیے

Marfat.com

خطرہ محسوس کرتے ہیں۔

زیرِ نظر کتاب ایک علمی مسئلے "اعتبار الکفاءت فی النکاح" کے موضوع پر ہے۔ اِس موضوع پر وہ پہلے بھی مایۂ ناز تصنیف نام و نسب میں اپنا موقف مدلّل پیرائے میں بیان کر چکے ہیں' پھر اپنے عہد کے استاذ العلماء و امام المدرسین' جامع المعقول والمنقول حضرت علامہ عطا محمد بندیالوی نوّر اللہ مرقدہم کی ایک مستقل شاہکار علمی و تحقیقی تصنیف مطبوعہ شکل میں موجود ہے۔ حضرت قبلہ استاذ العلماء رحمہ اللہ تعالیٰ فقہِ حنفی کے مسلّمہ اصولوں کی روشن میں انتہائی مدلّل انداز میں یہ ثابت کر چکے ہیں کہ ولی کی رضا مندی سے سیّدہ کا غیر سیّد سے نکاح جائز ہے۔

حضرت قبلہ پیر صاحب نے اپنی موجودہ تصنیف میں اِس مسئلے کو امثال و نظائر' مسلّمہ شواہد اور دلائلِ قطعیّہ سے مستند حوالہ جات کے ساتھ مبرہن کر کے بیان کر دیا ہے۔ حضرت قبلہ پیر صاحب کے لہجے اور اندازِ بیان میں کہیں کہیں تلخی اور جارحانہ پن بھی آ گیا ہے۔ میری اِن سے مؤدّبانہ گزارش ہے کہ ادفع بالتی ھی احسن کے فرمانِ الٰہی کے مطابق حکمت و موعظۂ حسنہ کے پیرائے میں اگر اِسے ڈھال سکیں تو غیر جانبدار' منصف مزاج اور خالی الذّہن قارئین کو یہ کتاب اپنی طرف زیادہ راغب کرے گی اور شاید یہی مصنّف کا مطلوب بھی ہے اور یہی شعار اللہ جلّ شانہٗ کی بارگاہ میں زیادہ محبوب بھی ہے۔

ہمیں معلوم ہے کہ ہمارے کئی قابلِ احترام بزرگوں کا موقف اِس کے برعکس ہے۔ ہماری اِن سے گزارش ہے کہ تلخیوں اور نفرتوں کو بھلا کر کھلے دل سے اِن دلائل پر غور کریں۔ یہ ایک علمی مسئلہ ہے' مسلکی خلافیات کا مسئلہ نہیں ہے' لہٰذا ایک ہی مسلک کے حاملِ اہلِ علم و تحقیق کو کسی خاص مسئلے میں متضاد موقف رکھنے والوں کے لیے احترام کا جذبہ قائم رکھنا چاہیے' توازن و اعتدال کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہیے۔ ''مجتہد فیہ'' و ''غیر منصوص'' مسائل میں ہم مسلکِ اہلِ سنّت و جماعت کو چار مذاہب میں دائر مانتے ہیں اور اپنے مسلکِ حنفیت کو مبنی بر حق جانتے اور مانتے ہوئے اور ہم سمجھتے ہیں کہ اِن

Marfat.com

مسائل میں 99 فیصد حق امامِ اعظمؒ کے ساتھ ہے، لیکن ایک فیصد خطا کا احتمال بھی موجود ہے۔ اگر ہم اپنے امام سے احتمالِ خطا کی مطلقاً نفی کر دیں تو یہ اِن کی اجتہادی مسائل کو ''وحیِ معصوم'' کو درجہ دینا ہوگا، حالانکہ یہ مقام صرف امام المرسلین، خاتم النبیین احمدِ مجتبیٰ محمدِ مصطفیٰ ﷺ کا ہے

میں حضرت قبلہ پیر صاحب سے بصد ادب معذرت خواہ ہوں کہ میں اپنی متنوع اور کثیر الجہات مصروفیات کے باعث اِن کی اِس شاہکار تصنیف کا بالاستیعاب مطالعہ نہیں کر سکا۔ صرف فہرستِ عنوانات پر نظر ڈالی، چند مقامات کو باندازِ ''نظرے خوش گزرے'' دیکھا۔ اِس لیے میں ایک جامع تبصرے کا حق ادا کرنے سے قاصر ہوں۔ مجھ پر مسلط اور مسیطر اُن کے مرید و معتقد خاص محترم عاشق حسین صاحب کا جبر اور دباؤ بھی تھا کہ میں ضرور اِس موضوع پر اظہارِ خیال کروں۔ سو قبلہ پیر صاحب کی بارگاہ میں سرخرو ہونے کے لیے یہ چند منتشر الخیال اور ناقص سطور پیشِ خدمت ہیں۔ ع

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

میری دعا ہے اللہ تعالیٰ اپنے حبیبِ کریم رحمۃ للعالمین محمد رسول ﷺ کے طفیل حضرت قبلہ پیر صاحب کو مع جملہ متعلقین ہمیشہ صحت و سلامتی کے ساتھ اپنے حفظ و امان میں رکھے، آستانۂ مہریہ اپنے شانِ جلالت کے ساتھ شاد و آباد رہے۔ اِس منبعِ فیوض و برکات کے سُوتے کبھی خشک نہ ہوں۔ اِس مسند کے ورثا و اخلافِ امجاد ہمیشہ سیرتاً و صورتاً اپنے اسلافِ عالی مرتبت کے نقوشِ قدم پر استقامت کے ساتھ قائم و دائم رہیں۔ ع

ایں دعا از من و جملہ جہاں آمین باد

دعا گو و دعا جُو

بندۂ عاجز

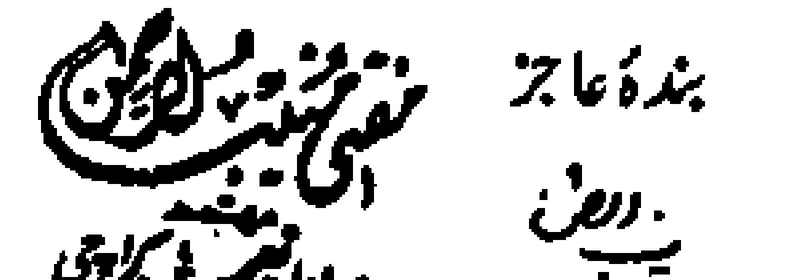

منیب الرحمٰن

12، فروری 2009

Marfat.com

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

تقریظ

از: مفتی غلام مصطفیٰ رضوی (دارالافتاء جامعہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم ملتان شریف)

اسلام میں انعقادِ نکاح کے لیے کفاءت کو بھی خاص اہمیت حاصل ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے الکفاءۃ معتبرۃ فی الرّجال للنّساء للزوم النّکاح لہٰذا سیّدہ کا رشتہ بھی سادات کرام ہی میں ہونا چاہیے۔ لیکن اگر بوجوہ ساداتِ کرام میں مناسب رشتہ میسّر نہ آئے' تو پھر سیّدہ کا نکاح اِس کی اور اِس کے اولیاء کی رضامندی سے ایسے غیر سیّد سے بھی جائز ہے جو معاشرے میں باعزّت مقام رکھتا ہو۔ تمام اکابر فقہائے کرام کا یہی مفتیٰ بہ قول ہے' لیکن ایک زُمرۂ قلیلہ بِلا دلیل و حُجّت ایسے نکاح کے عدمِ جواز کا قائل ہے اور جب انہیں فقہائے متقدّمین و متاخّرین کا کوئی قول اپنے موقف کی تائید میں نظر نہیں آیا' تو اُنھوں نے عامۃ النّاس کو مغالطہ دینے کے لیے اپنے دور کے ولیِ کامل حضرتِ اعلیٰ پیر سیّد مہر علی شاہ صاحب گولڑوی علیہ الرحمہ کے فتویٰ سے اپنے موقف کو ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے حالانکہ اہلِ علم اِس بات سے اچھی طرح آگاہ ہیں کہ سرکارِ گولڑہ علیہ الرحمہ سے سوال کیا گیا تھا کہ کسی شخص نے ایک سیّدہ ہاشمیہ فاطمیہ سے نکاح کیا ہے اور کسی قریبی اور بعیدی ولی کی رضامندی اِس پر نہیں۔ کیا یہ نکاح درست ہے یا نہیں؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ تمام متونِ فقہ اِس قسم کے عدمِ جواز پر متفق ہیں کیونکہ یہ نکاح غیر کفو میں ہے' بلکہ فتاویٰ مہریہ کے آغاز میں جو فہرستِ مضامین ہے اِس میں بھی اِس فتویٰ کا عنوان یوں ہے (غیر کفو میں سیّدہ کے نکاح کا حکم) حضرت سرکارِ گولڑہ علیہ الرحمہ کا یہ ارشادِ گرامی یقیناً اکابر فقہائے کرام کی اِس سلسلے میں تحقیق کے عین مطابق ہے' کیونکہ عندالاحناف غیر کفو میں نکاح اِس وقت

Marfat.com

جائز ہوگا جب لڑکی اور اِس کے اولیاء راضی ہوں۔

اِس اہم نازک اور حسّاس موضوع پر برِّصغیر کے معروف روحانی خانوادے کے چشم و چراغ نامور اہلِ قلم حضرت صاحبزادہ پیر سیّد نصیر الدّین نصیرؔ گولڑوی نے جو تحقیقی مقالہ سپردِ قلم فرمایا ہے وہ اِس سلسلے میں حرفِ آخر ہے آپ نے جس علمی، تحقیقی اور ناقابلِ تردید دلائل سے اِس مسئلے کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے یہ وہ علمی جواہر پارے ہیں جو ہر دور کے مفتیان کرام اور اہلِ علم کے لیے مشعلِ راہ ثابت ہوتے رہیں گے

واللہ تعالیٰ اعلم

مفتی ... (دستخط)

4-2-009

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ تعالیٰ

اسبابِ تالیف

قارئینِ کرام! کتابِ ھٰذا کے اسبابِ تالیف کا تذکرہ کرنے سے قبل کتاب کے مندرجات اور اُس کے چند متعلقہ اُمور کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں۔ چوں کہ یہ کتاب خالصتاً علمی و فقہی موضوع سے تعلق رکھتی ہے' اِس لیے آپ کو اِس میں بعض مسائل' حوالہ جات اور قواعد کی تکرار نظر آئے گی۔ اگرچہ بادیُ النظر میں یہ بات معیوب نظر آتی ہے' لیکن اربابِ تحقیق پر مخفی نہیں ہے کہ جب ایک کثیر الجہات مسئلہ پر قلم اُٹھایا جائے اور اُس کی جہاتِ مختلفہ و متعدّدہ کی وضاحت کی جائے' تو چونکہ اُن جہات کا آپس میں علاقۂ لازم و ملزوم ہوتا ہے' اِسی لئے کسی ایک جہت کی وضاحت میں دُوسری جہت کا ذکر بھی آجاتا ہے۔ لیکن اگر باریک بینی سے کام لیا جائے تو ہر مقام پر تکرارِ مسائل کے ساتھ کوئی نہ کوئی نیا نکتہ اور مسئلہ کا کوئی نہ کوئی نیا رُخ ضرور نظر آئے گا۔

اگر اِس اُصول کے مطابق دیکھا جائے تو قرآنِ مجید کی آیات اور احادیثِ نبویّہ

Marfat.com

علی صاحبها الثناء والتحیۃ میں بھی تکرار کی حکمت اچھے طریقے سے معلوم ہو سکتی ہے' جن کی مفسّرین کرام اور شُرّاحِ حدیث نے وضاحت فرما دی ہے۔ بالخصوص مسائلِ فقہیہ میں تو ایسا ہونا لازمی ہے' جیسا کہ فتاوٰی رضویہ میں حضرت مولانا احمد رضا خان فاضلِ بریلویؒ قدّس سرّہٗ نے معترض کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرمایا:

قولہٗ یلزم التکرار

ترجمہ: معترض کا قول "تکرار لازم آتی ہے۔"

اقولُ اوّلًا: فکان ماذا اِذا ذکر ضابطۃ تشمل فروعًا ثمّ بعد حین اورد فرعًا منھا لتبیین حکم یعد تکرارًا فاذا لَم یقبح مع تقدّم ذکرہٖ فی الضّابطۃ کیفَ یقبح ولم تذکر بعد۔

وثانیًا :لو تتبعت ما وقع لھم وللشارح الامام من تکرار الافادات لاعیاك طلبُھا[1]۔

ترجمہ: میں کہتا ہوں اوّلاً تکرار لازم آتی ہے تو کیا ہوا۔ جب کوئی ایسا ضابطہ بیان کیا جائے' جو بہت سی جزئیات کو شامل ہو' پھر کچھ آگے کسی حکم کی وضاحت کے لیے اُن میں سے کوئی جزئیہ دوبارہ لایا جائے تو کیا اِسے تکرار شمار کیا جائے گا؟ جب اُس کا ضابطہ کے تحت پہلے ذکر ہونے کے باوجود دوبارہ لانا بُرا نہیں تو جب تک ابھی مسئلہ بیان ہی نہ ہوا ہو' اُس کا آنا کیسے قبیح ہوگا۔

ثانیاً: اگر تو اِس کی تلاش اور چھان بین کرے کہ حضرات عُلماء اور خود شارح امام سے افادات کی تکرار کس قدر ہوئی ہے۔ تو یہ کام تجھے تھکا دے گا۔

---

[1] فتاوٰی رضویہ ج 4' ص 251' مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

Marfat.com

اِسی طرح حضرت فاضلِ بریلویؒ نے حاشیہ میں تحریر فرمایا:

وھٰذا سیّد الأئمّة محرّر المذھب محمّدؓ عنہٗ قد کرّر المسائل فی کتبہٖ قال الامام شمس الأئمّة السّرخسیؒ فی المبسوط فرّغ نفسہٗ لتصنیف مافرعہٗ ابو حنیفةؓ محمّد بن الحسن الشیبانیؒ فانہٗ جمع المبسوط لترغیب المتعلّمین وَالتیسیر علیھم ببسط الالفاظ و تکرارِ المسائل فی الکتب لیحفظو ھَا شاء وا وَابوا ھ ۱۲منه غفرلہٗ[1]۔

ترجمہ: اور یہ ہیں اُئمّہ کے سردار' محرّر المذہب امام محمد کہ آپ نے مسائل کو اپنی کتب میں تکرار کے ساتھ بیان کیا ہے۔ امام شمس الائمّہ اپنی مبسوط میں فرماتے ہیں کہ محمد بن الحسن الشیبانیؒ نے فروعاتِ امامِ اعظم ابوحنیفہؒ کے لیے خود کو وقف کر رکھا تھا۔ پس اُنھوں نے متعلّمین کے شوق اور آسانی کو ملحوظ رکھتے ہوئے کتابِ مبسوط کو جمع فرمایا' جس میں الفاظ کو وسعت اور مسائل کو تکرار کے ساتھ بیان کیا تاکہ متعلّمین جنھیں چاہیں محفوظ کرلیں یا جنھیں چاہیں نہ کریں۔ ۱۲منہ غفرلہٗ (مبسوط)۔

مزید یہ بات بھی اپنی جگہ مسلّمہ حقیقت ہے کہ میں نے آج سے اٹھارہ سال پہلے لکھی جانے والی اپنی کتاب نام ونسب میں پہلی مرتبہ اِس مسئلہ نکاحِ سیّدہ با غیر سیّد پر اپنی تحقیق لکھی تھی اور اپنے جدِّ اعلیٰ حضرت پیر مہرعلی شاہ گولڑویؒ کے ایک فتوٰی کی وضاحت کی تھی۔ میری اِس وضاحت اور نام ونسب میں لکھی ہوئی تحقیق کے خلاف اِن سترہ اٹھارہ سالوں میں کم وبیش دس بارہ رسائل وکتب کی اشاعت ہوئی۔ جن کا جواب میں اپنی

1 ملاحظہ ہو حاشیہ فتاوٰی رضویہ ج 4' ص 251' مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

Marfat.com

اِس موجودہ تصنیف میں دے رہا ہوں۔ اُن تمام کتب ورسائل کے مندرجات میں اگرچہ دلائل تو ایک جیسے ہی ہیں، مگر ترتیبِ دلائلِ نقلیہ کے فرق کے علاوہ کچھ عقلی اٹکل پچّو قسم کے مسائل بھی مختلف انداز میں تحریر ہیں۔ نیز ہر رسالہ وکتاب کا مزاج بھی الگ ہے۔ اب اُن تمام کتب ورسائل پر گرفت، اُن کے ضروری دلائل واعتراضات کے جوابات اور اُن کی قابلِ توضیح باتوں کی وضاحت، ایک خاصا تفصیل طلب کام تھا۔ لہٰذا متعدّد کُتب میں مندرج اعتراضات وسوالات کے جواب میں ہر اُسلوب اور ہر پہلو سے سیر حاصل گفتگو کے لیے تکرار کا در آنا بھی ایک لازمی امر تھا۔ اُمید ہے کہ قارئین اِس سلسلے میں مجھے معذور سمجھیں گے اور میری اِس کاوش کو نظرِ انصاف سے پذیرائی بخشیں گے۔

بندہ کو عالمِ دین، فقیہِ عصر، شاعر وادیب یا بہتر انشاء پرداز ہونے کا کوئی دعوٰی نہیں، بلکہ بالخصوص اِس تحریر میں میری کوشش یہی رہی ہے کہ نفسِ مسئلہ ایسے پیرائے میں قارئین کے سامنے پیش کروں کہ وہ باآسانی میرے بیان کردہ مفاہیم ومطالب کو سمجھ پائیں۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ یہ ایک خالصتاً شرعی وفقہی مسئلہ ہے، لہٰذا اِس میں بہت سی عربی عبارات بطورِ حوالہ وسند نقل کرنا ضروری تھیں۔ تو شاید اُن کے تراجم میں آپ کو کوئی خاص شگفتگی وسلاست نظر نہ آئے۔ دراصل ماتن نے جس اسلوب میں کوئی عبارت تحریر کی ہوتی ہے، اُسی اسلوب میں اُس کا ترجمہ ناگزیر ہوتا ہے۔ پھر فقہ اور بعض دیگر علوم کی مخصوص علمی اصطلاحات کی وجہ سے بعض مقامات پر تحریر کا قدرے

بوجھل ہو جانا بھی قدرتی امر ہوتا ہے' مگر ایسے مقامات کو بہ آسانی سمجھ لینا اُن حضرات پر زیادہ دشوار نہیں ہوتا' جو براہِ راست اِس دنیا سے تعلّق رکھتے ہیں۔ اِس اظہارِ عجز کے ساتھ کتابِ ھٰذا کی عبارت میں جہاں جہاں فقیر کا سمندِ قلم غیر ارادی طور پر آپ کو شعر و ادب اور انشاء پردازی کی ہلکی پھلکی جولانیاں دکھاتا دکھائی دے تو یہ ناچیز کے اِس دنیا سے کچھ نہ کچھ تعلّق کا نتیجہ تصوّر کریں اور اگر اِس طویل تحریر میں بندہ کی طرف سے کوئی لفظی و معنوی یا کاتب کی جانب سے سہو واقع ہوا ہو تو اُسے بشری نسیان اور خطا پر محمول فرماتے ہوئے معذور سمجھیں۔

اب آیئے اور سب سے پہلے عبارتِ استفتاء' اُس کے جواب اور پھر اُس پر بندہ کے مختصر وضاحتی تبصرہ کو بغور پڑھیے' تاکہ آپ متنِ کتاب کی دنیا میں اترنے سے پہلے نفسِ مسئلہ سے بے خبر نہ ہوں۔ اِس طرح آپ ہمارے سفینۂ دلائل و شواہد سے مخالفین کی ہر ناتواں موجِ دلیل کے ٹکرانے اور اُلجھنے کا نہ صرف حشر دیکھیں گے' بلکہ قرآن و سُنّت کی مضبوط پتواروں اور اکابر فُقہاء و عُلماء کے دلائل کی موافق ہواؤں کے زور اور سہارے پر چلنے والے اِس سفینۂ شریعتِ مصطفٰی کے ساحلِ مراد تک بہ سلامتی پہنچنے کا بچشمِ خود نظارہ کرنے کے ساتھ اُن جملہ مناظرِ علمیّہ سے کماحقّہ' محظوظ بھی ہوسکیں گے۔

Marfat.com

حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کا فتوٰی اور اُس کا صحیح مفہوم

الاستفتاء: چہ مے فرمایند علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اندریں مسئلہ کہ مسمّٰی محمد خان ساکنِ ملہوٹ بہ حکم واجازتِ مولوی عبدالحق ساکنِ ملہوٹ بہ یکے از ہاشمیات' سیّدات' فاطمیات عقدِ نکاح وازدواج نمود غیر مسترضی من احد من الولاة القريبة أوالبعيدة هَل يجوز هٰذا النّكاح اَمْ لَا ؟

الجواب هُو الموفّق للصّدق والصّواب

نکاحِ مذکورہ جائز نیست ومفتی بجوازہٖ نہ تنہا بر ولاۃِ سیّدہ ظلم روا داشتہ' بلکہ برکافۂ اہلِ اسلام کہ بمقتضائے آیتِ قل لا اسئلكم عليه اجرًا اِلاّ المودّة فی القُربٰی وبفحوائے حدیثِ لا يومن اَحَدُكم حتّٰى اكون احبّ اليہ من والدہٖ و ولدہٖ والنّاس اجمعين مودّة وحُبِّ قرابتِ نبویہ را بر خود فرض واز اصولِ ایمان می شمارند' جورِ بے حدو ستمِ بے عد نمودہ' چہ پر ظاہر است کہ درصحّتِ نکاحِ سیّدہ ہاشمیہ' فاطمیہ در غیر کفو بناء علَى المودّة 'فالمحبّة المذكورة ہزار ہادِل بوجہِ ہتکِ حُرمتِ اہلِ بیت رنجیدہ وشکستہ خواہند بود۔ متونِ فقہ مملو اند ومشحون از عدمِ ایں چنیں نکاح لعدم کفاءةٍ[1] الخ

ترجمہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اِس مسئلہ میں کہ مسمّٰی محمد خان ساکنِ ملہوٹ نے مولوی عبدالحق ساکنِ ملہوٹ کے حسبِ حکم واجازت ایک سیّدہ ہاشمیہ فاطمیہ سے نکاح کیا اور کسی قریبی اور بعیدی ولی کی رضامندی اِس پر نہیں۔ کیا یہ نکاح درست ہے یا نہیں؟

---

[1] فتاوٰی مہریہ' ص 133' طبع سوم' سنِ طباعت 1988ء' مطبوعہ لاہور

الجواب هو الملهم للصدق والصواب

نکاحِ مذکورہ جائز نہیں اور جواز کا فتویٰ دینے والے نے فقط سیّدہ مذکورہ کے ورثاء پر ہی ظلم نہیں کیا' بلکہ تمام اہلِ اسلام پر بھی ظلم کیا ہے' کیونکہ حسبِ ارشادِ الٰہی اور حدیثِ مذکورہ حضور ﷺ کے اہلِ قرابت سے محبت رکھنا تمام اہلِ اسلام اصولِ ایمان سمجھتے ہیں اور ظاہر ہے کہ نکاحِ مذکورہ کی وجہ سے ہزار ہا دِل اہلِ بیت کی ہتکِ حُرمت سے رنجیدہ ہوں گے اور تمام متونِ فقہ اِس قسم کے نکاح کے عدمِ جواز[1] پر متفق ہیں' کیونکہ یہ نکاح غیر کفو میں ہے الخ۔

قارئینِ کرام! حضرت گولڑویؒ کا یہ فتویٰ جس کا اصل متن اور ترجمہ آپ کے مجموعۂ فتاویٰ مسمّٰی بہ فتاویٰ مہریہ اشاعت شدہ از گولڑہ شریف' ضلع اسلام آباد' مؤرّخہ جمادیٰ الاُولیٰ 1408ھ مطابق جنوری 1988ء سے پیش کیا گیا ہے۔ یہ فتویٰ چونکہ ایک حنفی المذہب مفتی و فقیہ کے قلم مبارک سے تحریر ہوا' لہٰذا یہ فقہِ حنفی کے عین مطابق ہے۔ جس کی قدرے تفصیل یہ ہے کہ محمد خان ساکنِ ملہوٹ جس کو استفتاء میں ایک عجمی شخص ظاہر کر کے حضرت گولڑویؒ سے پوچھا گیا کہ سیّدہ ہاشمیہ' فاطمیہ سے اُس نے نکاح کیا ہے' جب کہ سیّدہ کا قریبی اور بعیدی کوئی ولی وارث راضی نہیں ہے اور نہ اُن سے کسی قسم کی کوئی اجازت لی گئی ہے' کیا ایسا نکاح جائز ہے؟ تو آپ نے فقہِ حنفی کی روشنی میں جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ نکاحِ مذکورہ جائز نہیں۔ یعنی اِس قسم کا نکاح جو غیر کفو میں ہو اور اولیاء کی اجازت اور رضاء کے بغیر ہو' جائز نہیں اور آگے آپ نے یہ الفاظ بھی ارشاد

---

[1] قارئین اس لفظ پر غور کریں' کیوں کہ یہی سب شارحینِ فتویٰ کے مغالطے کی بنیاد ہے۔ اس کے معنی ہوئے اس صورت یا قسم کے عدمِ جواز پر متفق ہیں نہ کہ مطلق نکاح کے عدمِ جواز پر۔ ۱۲ منہ

Marfat.com

فرمائے از عدمِ ایں چنیں نکاح یعنی اِس قسم کا نکاح جائز نہیں تو گویا آپ نے وہی مخصوص قسم کا نکاح ناجائز قرار دیا کہ جو غیر کفو میں ہو اور منکوحہ کے قریبی اور بعیدی اولیاء کی اجازت و رضاء کے بغیر ہو۔ فقہِ حنفی میں غیر کفو میں ہونے والے نکاح کے لیے دو روایتیں ہیں۔ ایک ظاہر الرّوایہ کہ غیر کفو میں عورت کا نکاح بغیر اجازتِ ولی منعقد تو ہو جاتا ہے' لازم نہیں ہوتا' یعنی عورت کے اولیاء کو اعتراض کا حق حاصل رہتا ہے۔ اگر وہ قاضی کے پاس جا کر اِس نکاح کے فسخ کرنے کا مطالبہ کریں اور قاضی حالات و واقعات کی روشنی میں وہ نکاح فسخ کر دے تو فسخ ہوگا اور اگر جائز رکھے تو نکاح باقی رہ جائے گا۔ دوسری نادر روایت کہ اگر کسی عورت نے غیر کفو میں اپنے ولی کی رضا و اجازت کے بغیر خود نکاح کر لیا تو یہ نکاح سرے سے جائز ہی نہیں' یعنی نہ منعقد ہوا اور نہ لازم ہوا۔ قاضی کے پاس جانے اور مطالبہ فسخ کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔

ان دو روایات میں سے اگرچہ ظاہر الرّوایہ اصلِ مذہب اور ترجیح یافتہ ہوتی ہے' لیکن فتوٰی ہر دو روایات پر دیا جا سکتا ہے' یہ مفتی پر منحصر ہے کہ وہ حالات کے تقاضوں اور ماحول کی نزاکتوں کے پیشِ نظر کس روایت پر فتوٰی دینے کو ترجیح دیتا ہے۔ لہٰذا حضرت گولڑوی نے انگریز دور میں ایک سیّدہ کے ایک عجمی سے بغیر اذن و رضائے اولیاء کیے ہوئے نکاح کو فقہِ حنفی کی روایتِ نوادر کے مطابق ناجائز و غیر صحیح قرار دیا' جو بالکل درست ہے اور فقہِ حنفی کے عین مطابق ہے' لیکن بعد میں اِس فتوٰی کا غلط مطلب لیا گیا کہ سیّدہ فاطمیہ کی بالکل الگ کفو ہے۔ کوئی عجمی تو عجمی حتّٰی کہ کوئی عربی قریشی' عباسی' ہاشمی'

Marfat.com

صدّیقی، علوی بھی سیّدہ کا کفو نہیں اور کسی سے بھی بغیر سیّد فاطمی کے سیّدہ کا نکاح اپنے اولیاء کی اجازت و رضاء کے باوجود بھی ناجائز و حرام ہے اور اُن کی صُحبت، صُحبتِ زنا اور اولاد، اولادِ حرام ہے معاذ اللہ۔ یعنی حضرت گولڑویؒ کے ایک مخصوص فتوٰی کو عام قانونِ شریعت بنا کر یوں سیّدات و ساداتِ بنو فاطمہ کے لیے الگ تھلگ اور جداگانہ ایک شریعت بنا دی گئی۔

قارئینِ کرام! چونکہ بندہ کو قدرت نے اپنے فضل و کرم سے علمِ شریعت کا کچھ انعام عطا فرمایا ہے۔ اِس لیے حضرت گولڑویؒ سے نسبی تعلّق کی بِنا پر میرا یہ منصبی اور نسبی فرض بنتا تھا کہ میں اِس فتوٰی کی وضاحت کروں اور اِس فتوٰی کی غلط توضیح کی بِنا پر حضرت گولڑویؒ کی علمی شخصیت پر جو دھبّہ لگ رہا تھا، اُسے فتوٰیٔ مذکورہ کی صحیح توجیہہ کر کے دھو ڈالوں۔ لہٰذا میں نے جیسا کہ ذکر ہوا آج سے تقریباً اٹھارہ سال قبل اپنی تصنیف نام و نسب میں اس فتوٰی کی توضیح و تشریح کی، جس کے صلے میں مجھے جن امتحانوں اور آزمائشوں سے گزرنا پڑا، اُن کا قدرے ذکر آپ تھوڑی دیر بعد پڑھ لیں گے، چونکہ اسی فتوٰی کو استعمال کر کے موجودہ پیران و مفتیانِ گولڑہ نے پاکستان بھر میں بالعموم اور وابستگانِ درگارِ گولڑہ شریف میں بالخصوص میرے متعلّق ایک مخصوص فضا پیدا کرنے کی تحریک شروع کر رکھی ہے۔ نیز غیر جانبدار علمی حلقوں سے بھی حضرت گولڑویؒ کے اِس مذکورہ فتوٰی کے متعلّق تشویش ناک آراء سُن اور پڑھ کر اِس بات کی از حد ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ آپ کے اِس فتوٰی کی مکمل وضاحت کی جائے اور بہ سلسلۂ نکاحِ سیّدہ با غیر سیّد

حضرت گولڑویؒ کے مذکورہ فتویٰ اور علمائے احناف کے درمیان جو مصنوعی تضاد اور ٹکراؤ پیدا کرنے کی عاقبت نا اندیشانہ سازشیں کی جا رہی تھیں' اُن کا مکمل سدِ باب کیا جائے۔ لہٰذا اِس سلسلہ میں فقیر کی یہ کاوش پیشِ خدمت ہے۔

آج سے تقریباً اٹھارہ برس قبل بندہ نے نکاحِ سیّدہ با غیر سیّد کے متعلق اپنے جدِّ امجد حضرت پیر سیّد مہر علی شاہ گولڑویؒ کے اُس فتویٰ کی تشریح اپنی تصنیف نام و نسب میں کی تھی' جس سے میرے بعض اہلِ قرابت نے اختلاف کیا۔ رفتہ رفتہ اِس اختلاف کو ذاتیات اور انا کا مسئلہ بنا کر میرے والدِ ماجدؒ کے سامنے پیش کیا گیا۔ پہلے تو والدِ ماجدؒ نے فرمایا کہ نصیر الدّین نے اگر شریعت میں ایسے نکاح کے جواز و حلّت کا لکھا ہے تو وہ اِس مسئلہ میں اکیلا نہیں' بلکہ امامِ اہلِ سُنّت حضرت مولٰنا احمد رضا خاں بریلویؒ کے علاوہ دیگر اکابر علماء نے بھی اَیسا ہی فتویٰ دے رکھا ہے' مگر حاشیہ نشینوں اور بعض قریبی عزیزوں اور بزرگوں نے اِس آگ کو مزید بھڑکانے میں کلیدی کردار ادا کیا۔ اُنھوں نے میری اِس مذکورہ تشریح کو حضرتِ اعلیٰ گولڑویؒ کے فتویٰ کی سراسر مخالفت و اہانت قرار دینے میں اُلٹے سیدھے دلائل کے انبار لگانا شروع کر دیئے۔ مخالفین کی نظر میں اِس مسئلہ میں میرا اختلاف کرنا یا مسئلہ کی تشریح بہ ایں طور کرنا' اِس قدر اہم نہ تھا' جس قدر اُنہیں والدِ ماجدؒ کے دل میں میری نفرت ڈالنا مقصود تھا۔ دراصل وہ میرے والدِ ماجدؒ اور درگاہِ گولڑہ شریف سے نسبت رکھنے والوں کو یہ باور کرانا چاہتے تھے کہ میں نے حضرت گولڑویؒ کے فتویٰ کی مخالفت کی ہے۔ نہ صرف مخالفت' بلکہ اپنے اندازِ تحریر

Marfat.com

سے (معاذ اللہ) اُن کی توہین بھی کی ہے۔ گویا حضرت گولڑویؒ کے فتوٰی کے دفاع کی آڑ میں وہ مجھ سے ذاتی دشمنی پوری کرنے کا موقع تلاش کر رہے تھے، جو اُنہیں کچھ عرصہ کے لیے میسّر بھی رہا۔ والدِ گرامیؒ نے فرمایا: نہیں ایسا نہیں، ایسا نکاح قطعی حرام تو ہرگز نہیں، البتہ حضرت اعلیٰ گولڑویؒ ایسے نکاح کو طبعًا ناپسند فرماتے تھے۔

سلسلۂ بحث طویل عرصہ تک جاری رہا، مگر قرآن و سُنّت سے نکاحِ سیّدہ با غیر سیّد کی حُرمتِ قطعیہ ثابت نہ کی جا سکی اور نہ ان شاءَ اللہ قیامت تک ایسا ممکن ہو گا۔ آخر والدِ ماجدؒ کو اُن کے حلقہ نشینوں نے اِس بات پر آمادہ کر لیا کہ بڑے عرس شریف (بڑی گیارھویں شریف) کے موقع پر مجلس میں اِس مسئلہ سے متعلق دوٹوک اعلان کرایا جائے۔ چنانچہ 9/اکتوبر 1992ء مطابق 11 ربیع الثّانی 1413ھ بروز جمعہ مفتی عبدالشکور ہزاروی سے اعلان کرایا گیا۔ مجھے اعلان کرانے پر کوئی اعتراض نہیں، البتہ اعلان کنندہ کے بہ سلسلۂ نکاح وکفاءت بعض غیر شرعی و غیر فقہی جملوں اور مطالب و مفاہیم پر ضرور اعتراض ہے۔ لہٰذا محض چھاتی کے زور پر کیے جانے والے ایسے لاکھوں اعلانات شریعتِ مطہرہ کے کسی بھی حکم میں سرِ مُو تبدیلی نہیں لا سکتے۔ بقولِ اکبرؔ الہٰ آبادی۔

برسوں فلاسفہ کی چُناں و چُنیں رہی   لیکن خدا کی بات جہاں تھی، وہیں رہی

مُفتیانِ گولڑہ کے سات آٹھ رسالچوں کے علاوہ اُس اعلان میں نکاح وکفاءت، ...ت و حُرمت، جواز و عدمِ جواز اور رضاء و عدمِ رضائے ولی سے متعلق اکثر اہم ...ی مسائل قرآن و سُنّت اور اکابر فُقہائے اُمّت کی تصریحات کے برعکس توڑ مروڑ کر اور

بعض صریحاً خلاف بیان کیے گئے' جو کتابِ ھٰذا کی تصنیف کا سبب بنے۔ مثلاً

1: کسی سیّدہ فاطمیہ کا کوئی غیر سیّد کفو نہیں ہے' چاہے وہ غیر سیّد فرد قوم کا ہاشمی' قریشی' صدیقی' علوی یا کوئی اور عربی النسل ہی کیوں نہ ہو۔

2: جو سیّدہ کسی غیر سیّد کو نکاح میں دی گئی' وہ نکاح غیر کفو میں ہونے کے سبب منعقد ہی نہ ہوا' لہٰذا اُس کے بطن سے پیدا ہونے والی اولاد (معاذ اللہ) حرام کی ہوگی اور سیّدہ کے ساتھ غیر سیّد کا عملِ زوجیت (معاذ اللہ) صریحاً زنا ہوگا۔

3: پیر مہر علی شاہؒ کے فتویٰ مذکورہ کی رُو سے غیر سیّد کا کسی سیّدہ فاطمیہ سے ولیِ اقرب کی رضامندی کے باوجود نکاح ناجائز اور صُحبت' صُحبتِ زنا ہے۔

اَندرون و بیرونِ ملک متوسّلینِ درگاہِ گولڑہ میں یہ باتیں پھیلائی گئیں اور اِس ''کارِ خیر'' کے لیے کئی کینہ خصلت اور کمینہ فطرت زباں درازوں کو بہ طورِ خاص مقرّر کیا گیا کہ تمھیں اپنے ابلیسی پن کا ثبوت دیتے ہوئے گولڑہ شریف سے تعلّق رکھنے والے ہر شخص کے ذہن میں یہ وسوسہ ڈالنا ہوگا کہ نصیر الدین اپنے باپ کا گستاخ' دادا کے مسلک کا مخالف اور اُن کے فتوٰی کو رَد کرنے والا ایک وہابی اور دیو بندی ذہن کا آدمی ہے۔ اِس سے بچنا اور اِس کے قریب نہ جانا' ورنہ یہ آپ کو صراطِ مستقیم سے بھکا دے گا۔ مدّتِ دراز تک مسلسل مصائب و شدائد کی چکّی میں جس طرح میں پِسا ہوں اور جس طرح میرے بعض کرم فرماؤں نے مجھے ذلیل کرنے میں ''سعیِ بلیغ'' فرمائی ہے اگر اُتنا وقت وہ اپنے خالق کی طرف متوجّہ رہنے میں' اُس کے دروازے تک رسائی

Marfat.com

حاصل کرنے میں صَرف کرتے تو یقین جانیے' آج اُن کا شمار اولیائے کاملین میں ہوتا' مگر وہ تو میرا اگراف گرانے میں سرگرمِ عمل رہے اور آج بھی اِسی کارِ خیر میں لگے ہوئے ہیں۔ اِس طویل عرصے میں میرے ساتھ جو سلوک روا رکھا گیا' مَیں نے آج تک اِس بارے میں اپنی زبان بند رکھی' مگر شاید اب میرے بولنے کا وقت آ گیا ہے۔ جس مسئلہ کی تشریح کی پاداش میں میرے سر پر قیامتیں ٹوٹتی رہیں' بھلا میں آج اُسے یونہی کیسے چھوڑ دوں۔ میری دوسری بہت سی خامیوں میں سے ایک خامی یہ بھی ہے کہ مَیں کسی کے رُعب یا دھونس سے ڈر کر اپنے موقف سے پیچھے ہٹنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ انتقام' ضد اور ہٹ دھرمی اگر خاندانی لوگوں کی پہچان ہے تو میں بھی اُنہی میں سے ہوں۔ ان شاء اللہ اب بمصداقِ التکبّرمع المتکبّرِصدقة تکبّر کا جواب انکسار سے نہیں دیا جائے گا۔ بقولِ راقم۔

تم نے دریا ہی کو دیکھا ہے اُٹھاتے طوفاں
آج دیکھو کسی قطرے کا بھی طوفاں ہونا

اگر میں نے قرآن وسُنّت اور فقہ کی روشنی میں اِس فتویٰ کی تشریح کر ہی دی تھی تو مجھ سے کون سا ایسا گناہِ عظیم سرزد ہو گیا تھا' جس کی پاداش میں مجھے اِتنی بڑی سزا دی گئی۔ خیر میں نے تو جیسے تیسے اپنی اِس سزا کا طویل دورانیہ عقوبت خانۂ وقت میں کاٹ ہی لیا' مگر اب جواباً جو سزائیں آئندہ وقت دینے والا ہے' ان شاء اللہ اُن کو پہلے میرا حول خود اور پھر اُس کی کئی نسلیں بھگتیں گی۔ کیونکہ زخم رسیدہ انسان بپھرے ہوئے

Marfat.com

شیر سے بھی کہیں زیادہ تباہی پھیلا سکتا ہے۔ لہٰذا مکافاتِ عمل سے ہمیشہ ڈرنا چاہیے۔
بقولِ ابوالمعانی مرزا بیدلؒ۔

از مکافاتِ عمل ایمن نباید زیستن
سر بُریدنہائے ناخن عبرتِ دل خستن است

ترجمہ: انسان کو اپنے کیے کا بدلہ ملنے سے بے فکر ہوکر نہیں رہنا چاہیے' اِس لیے کہ ناخنوں کے سر کاٹنا' دل زخمی کرنے سے عبرت دلانے کے لئے ہوتا ہے۔

ویسے مظلوم انسان کے منہ سے بآوازِ بلند نکلنے والی باتوں کا اللہ تعالیٰ بھی مواخذہ نہیں فرماتا' جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوا: لا یحبّ اللّٰہ الجھر بالسّوءِ من القولِ الا من ظلم وکان اللّٰہ سمیعًا علیمًا۔ ترجمہ: بُرائی کے ساتھ آواز بلند کرنے کو اللہ پسند نہیں فرماتا' مگر مظلوم کو اِس کی اجازت ہے۔ اللہ سننے اور جاننے والا ہے۔

بغض و حسد اور کینہ جیسے امراض سے اللہ تعالیٰ سب کو بچائے' یہی قبیحہ صفات انسانوں کی باہمی نفرتوں' جھگڑوں' قتل و غارت' فتنوں اور فسادات کی جڑ ہیں۔
کتبِ سیرت میں آتا ہے کہ حضرت امیر معاویہؓ اپنی اکثر مجالس میں یہ شعر پڑھا کرتے تھے

کل العدوۃ قد ترجٰی إماتتھا الّا عدوۃ من عاذك من حسَدٖ

ترجمہ: ہمہ قسمی دشمنی کو ختم کر دینے کی امید کی جاسکتی ہے' مگر اُس دشمن کی دشمنی کسی طرح ختم نہیں کی جاسکتی' جو تجھ سے محض حسد کی بِنا پر کر رہا ہو۔

میں بھی کچھ ایسے ہی برتاؤ سے دوچار ہوں' مگر نہ جانے کیوں؟ کیوں کہ جس سے

Marfat.com

حسد کیا جائے' اُس میں کم از کم ایک آدھ خوبی کا ہونا ضروری ہے' مجھ میں تو نہ کوئی کمال ہے اور نہ کوئی خوبی۔ اِس کے باوجود اپنوں' بیگانوں کی مجھ پر یہ مسلسل کرم فرمائیاں؟ خدشہ ہے کہ اُن کا یہ عمل مجھے اپنی کسی ایک آدھ خوبی یا کمال کے ہونے کا کہیں احساس نہ دلا دے۔

بہر حال کوئی کچھ کہے میں تو اِسے خدا واسطے کا بیر سمجھتا اور کہتا ہوں۔ دراصل میرے بعض بہت ہی قریبی کرم فرماؤں نے اپنے دلوں میں موجود میرے خلاف غبارِ کدورت اور حسد کو کھل کر نکالنے کے لیے فتویٰ مہریہ کو محض ایک بہانہ بنایا' تاکہ فتویٰ کی آڑ میں اپنے تمام پسِ پردہ دیگر مقاصد کو باآسانی حاصل کیا جاسکے' نیز کھل کر دشمنی کرنے اور میرے خلاف بَرملا زبان کھولنے اور کھلوانے کا اُن کے پاس کوئی معقول جواز بھی ہو۔ گویا بمصداقِ فی قلوبهم مرض اصل بیماریاں کچھ اور تھیں' لیکن اُس باطنی زہر کو اُگلنے کے لیے فتویٰ مہریہ کو سہارا بنایا گیا۔ حالانکہ شریعت کسی کی پراپرٹی نہیں کہ کوئی اُس پر اپنا حق جتا سکے' یہ تو دلائل اور مسائل کی دنیا ہے۔ یہاں پر دلائل و براہین سے بات کو معتبر سمجھا جاتا ہے۔ آپس میں اختلافات کی صورت میں قرآنِ مجید نے کسی کو کسی پر اپنا فیصلہ ٹھونسنے کا حق نہیں دیا' بلکہ فرمایا: فان تنازعتم فی شی فردّوہ الی اللّٰہِ والرّسول کہ اگر تم کسی مسئلہ یا معاملہ میں باہمی الجھاؤ اور جھگڑے کی نوبت تک آ پہنچو تو اُس معاملہ کو اللہ اور اُس کے رسول کے سامنے پیش کرو' یعنی سب سے پہلے اُس مسئلہ کا جواب قرآنِ مجید اور پھر سُنّتِ رسول میں تلاش کرو۔ اِس آیۂ کریمہ سے معلوم ہوا کہ کسی شرعی مسئلہ کی بِنا پر کسی کے لیے اپنے دل میں عناد و کینہ رکھنا جائز نہیں۔ بلکہ فریقین کو اپنا

Marfat.com

وہ متنازعہ کیس اللہ اور اُس کے رسول کے سامنے پیش کر کے نہ صرف فیصلہ لے لینا چاہیے' بلکہ پھر خدا اور رسول کے اُس فیصلے کو حتمًا مقضیًا سمجھ کر اپنا عقیدہ اور اپنے ایمان کا جزو بھی بنا لینا چاہیے۔ اِسی لیے بندہ نے اپنی اِس کتاب میں نکاحِ سیّدہ با غیر سیّد کی حلّت یا حُرمت کا یہ متنازعہ کیس شریعتِ مصطفیٰ کی اعلیٰ عدالت میں پیش کر دیا ہے۔ قرآن وسُنّت' فقہائے اربعہ کی فقہ اور اکابر سلف کے تعامل و نقطہ ہائے نظر کا جو بھی ذخیرہ اِس مسئلہ کے جواب میں مجھے بہ صورتِ فیصلہ ملا ہے' کتابِ ھٰذا میں مع حوالہ جات ہدیۂ قارئین کر دیا ہے۔ اب فریق مخالف پر واجب ہے کہ یا تو وہ شریعتِ مصطفیٰ کا فیصلہ مان کر اِسے سرِعام قبول کر لینے کی سعادت حاصل کرے۔ یا پھر عدمِ تسلیم کی صورت میں میرے پیش کردہ اِن تمام دلائل کا جواب کم از کم اُتنے یا پھر اُن سے بھی زیادہ وزنی اور ناقابلِ تردید شرعی وفقہی دلائل اور تاریخی شواہد سے بہ صورتِ کتاب اپنے نام سے شائع کر کے ایسے نکاح کو رضائے ولیِ اقرب کے باوجود بھی ناجائز یا حرام ثابت کرے۔۔

ہم نہ کہتے تھے کہ مت چھیڑیے دیوانوں کو — اب بچاتے ہی پھریں اپنے گریبانوں کو

(نصیرؔ)

یہاں میں نے مختصرًا اپنے دورِ مصائب کا تذکرہ کیا' ورنہ اِس طویل دورِ ابتلاء اور آزمائش میں میرے ساتھ جو کچھ ہوا یا کرایا گیا' اُسے کم از کم کوئی پیرزادہ برداشت نہیں کر سکتا' بالخصوص ایسا شخص جو ناز ونعمت اور ادب آداب کے ماحول میں پلا بڑھا ہو۔ اُس کے لیے ایسے سلوک کا سامنا کرنا اور تقلّباتِ زمانہ کے سینکڑوں توہین آمیز مناظر

Marfat.com

جاگتی آنکھوں دیکھنا اگر محال نہیں تو قریبِ محال ضرور ہے۔ کیوں کہ بالخصوص عہدِ حاضر کے اکثر ہم ایسے بے چارے پیروں' پیرزادوں اور پیر کا روپ دھارنے والے عُلماء کے لیے لے دے کر ایسی چند چیزیں ہی تو سہارا ہوتی ہیں اور اُن کی یہ کھوکھلی عمارتِ بزرگی اِنہی خام بنیادوں اور مریدوں اور شاگردوں کی بعض ایسی ہی بے جا عقیدتمندیوں پر قائم ہوتی ہے' جو بالآخر اِن کی خرابیِ دماغ[1] کا سبب بنتی ہیں۔ اگر کوئی تعظیماً اِن کے لیے کھڑا نہ ہو تو آدابِ طریقت کا باغی' اِن کی خوشامد نہ کرے تو شرفِ قرب سے تاحیات محروم' سرِ مجلس نام لے کر اِن کی تعریف نہ کی جائے تو عہدۂ خطابت سے معزولی کا ڈر' اِن کی رنجش کو اللہ و رسول کی رنجش نہ سمجھے تو ابتریِ حالات کا خدشہ' اپنا کوئی کام شروع کرنے سے پہلے اِن سے دعا نہ کرائے تو اندیشۂ زیاں' نذر و فتوح کی عدمِ ادائیگی پر بندشِ رزق کے خوف کے ساتھ تا ادائیگی قبلہ کی نظروں سے گرے رہنے کا خطرہ' ہر مقام پر ہر طرح کی دعا کا اِنہی کو ٹھیکیدار نہ سمجھے تو مرادوں کا حصول ناممکن' اِن کے ہر قول و فعل کو شریعت کا درجہ نہ دے تو اِن کے رُتبے کا انکاری' اِن کو ہمہ قسمی معائب و معاصی سے معصوم نہ سمجھے تو ارادت میں ناپختہ' اِن کی برہمی کو وعیدِ دوزخ اور اِن کی ہلکی سی مسکراہٹ کو نویدِ جنّت تصوّر نہ کرے تو جرمِ بدعقیدگی کا مرتکب' حالانکہ اکابر صوفیاء' علمائے خیر اور سلف صالحین نے اپنے دامنِ قلوب و اذہان کو ایسی تمام فکری آلائشوں سے ہمیشہ پاک رکھا۔ آپ ذرا خیال فرمائیں کہ ایسی صورتِ حال میں ایک صاف دل مسلمان کرے تو کیا کرے اور کم بخت جائے تو کہاں جائے؟

---

[1] مزید تفصیل کے لیے علماء و مشائخ کے مراحب کبر کے بیان میں ملاحظہ ہو: احیاء علوم الدین' از امام غزالیؒ، الجزء الثالث' کتاب ذمّ الکبر والعجب' ص 350' مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت' لبنان

جو گردن بچ نکلتی ہے تو پاؤں کاٹ لیتے ہیں
ٹپکتا ہے جو زخموں سے لہو تو چاٹ لیتے ہیں

درگاہوں میں پلنے اور چلنے والے ایسے خُطباء و عُلماء نے دورانِ خطاب مخصوص زاویے سے تبشیر و تنذیر کر کے خلقِ خُدا کے ذہنوں کو بُری طرح سے مفلوج کر دیا ہے۔ لوگ اب اللہ سے اِتنا نہیں ڈرتے، جتنا پیرانِ عظام اور عُلمائے کرام سے ڈرتے ہیں، رسول اللہ کی احادیث کا اُتنا احترام نہیں کرتے، جتنا آج کے مشائخ و عُلماء کے اقوال کا احترام کرتے ہیں، اولیائے کاملین اور علمائے راسخین کے اُسوۂ حسنہ اور تعلیمات کو اِتنا قابلِ عمل نہیں جانتے، جتنا آج کے ایسے مشائخ کے اقوال و افعال کو حُجت سمجھتے ہیں، جو اپنے اکابر اسلاف کے مقابلے میں خاک کے برابر بھی نہیں۔ بس یہی میری وہابیت و گستاخی ہے اور اگر ایسے پیروں اور پیری کا روپ دھارنے والے عُلماء کے اپنائے ہوئے عقیدے رکھوں، جو اپنے اِس نام نہاد فیضان کی آڑ میں آج خلقِ خُدا کو مختلف طریقوں سے گمراہ کر رہے اور لوٹ رہے ہیں تو میں بھی پکا سُنّی، ورنہ دائرۂ سُنّیت سے خارج۔ اب قوم فیصلہ کرے کہ کون حق پر ہے، میں یا مجھ پر اعتراض کرنے والے؟

علاوہ ازیں اُس دور سے لے کر آج تک مجھ سے جو سلوک کیا گیا یا کیا جا رہا ہے، صرف اِس لیے ہے کہ میں اپنا موقف (دربارۂ نکاحِ سیّدہ) بدل لوں گا، مگر مجھ سے ایسا نہ ہوا ہے اور نہ ان شاء اللہ آئندہ ایسا ہو گا۔ ہاں اگر کوئی شخص آج بھی مجھے قرآن و سُنّت اور فقہ سے چند ایسے ٹھوس دلائل دے، جن کے مقابلے میں میرے سارے دلائل اور

Marfat.com

سوالات کالعدم ہو جائیں تو میں اُسی وقت سرِ عام اپنے موجودہ موقف سے رُجوع کرلوں گا اور شریعتِ مطہّرہ کے آگے اپنا سر جُھکا دینے کو باعثِ صد عزّت و افتخار سمجھوں گا' نیز اپنے سارے چھوٹوں' بڑوں اور دیگر اہلِ علم سے دست بستہ سرِ محفل معافی تک مانگ لُوں گا اور میرا یہ جُھکنا شریعتِ مصطفیٰ کے آگے جُھکنا ہوگا' اِس کے علاوہ میں آج کے کسی بڑے سے بڑے مدّعیِ علم کو بھی خاطر میں نہیں لاتا۔ کیوں کہ یہ وافر مقدار میں ہاتھ آنے والی بے مشقت دولت دنیا سے بگڑے ہوئے چند دماغوں' زعمِ برتری میں مبتلا بعض ذہنوں' غیر اسلامی رسم و رواج اور قوانینِ شریعتِ مصطفیٰ کے درمیان جنگ ہے۔

مخالفین بے شک اپنی سابقہ ضد اور ہٹ دھرمی پر قائم رہیں کیونکہ اُن کا کسی شرعی مسئلہ میں مخالفت کرنا مسئلے کی نوعیت نہیں بدل سکتا۔ شریعت بہرحال شریعت ہے۔ ایسے کینہ پرور اور قرابت فراموش پیروں' باعثِ نزاع مفتیوں' مولویوں اور خطیبوں کے حالات و معمولات قریب سے دیکھنے کے بعد میرا اعتقاد اِن پر سے اُٹھ گیا ہے' تاہم اللہ کے سچّے بندوں' اولیائے سلف اور منصف مزاج عُلمائے خیر کا آج بھی احترام کرتا ہوں اور کرتا رہوں گا۔ وہ بھی اِس لیے نہیں کہ عقیدت کی اِس آڑ میں اُن کا نام کیش کرا سکوں' بلکہ صرف اور صرف اِس لیے کہ ایسی قُدسی صفات ہستیوں کی پاکیزہ زندگیاں اشاعتِ اسلام اور پھر احکامِ شرعیہ کی تبلیغ و تشہیر میں گزریں' ورنہ مجھے اُن کی کوئی خوشامد نہیں۔ عزّت' ذلّت اور رزق صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ غرض میرے اِن خویش نما بیگانوں نے مجھ پر جو دروازہ بھی بند کرنا چاہا' میرے حقیقی مالک نے

نہ صرف وہ دروازہ مجھ پر کھول دیا' بلکہ اُس سے کہیں بہتر ہزاروں در ہائے عطا کھول دیئے اور مجھے معتوبِ خلق کے بجائے مرغوبِ خلق بنا دیا۔

توقّع سے ترے لُطف و کرم کو بیشتر دیکھا
مجھے شرم آگئی جب اپنا دامن مختصر دیکھا

ایسا کیوں نہ ہو' اُس نے خود فرمایا ہے: ما یفتح اللّٰہ للناس من رحمة فلا ممسك لها وما یمسك فلا مرسل لهٗ من بعدہٖ[1]۔

ترجمہ: ''اللہ لوگوں کے لیے جو رحمت کھول دے' اُسے کوئی بند کرنے والا نہیں اور جس کے لیے بند کر دے تو اُس کے بند کرنے کے بعد اُسے کوئی کھولنے والا نہیں ہے۔'' یہ مجھی پر منحصر نہیں' بلکہ دورِ حاضر کے اکثر پیرانِ عظام اور عُلمائے کرام کی روش اپنے بلند مرتبہ اسلافِ کرام کے طور طریقوں کے مطابق نہ رہی۔ البتہ اُن چند چیزوں میں بزرگوں کا اتباع ضروری سمجھتے ہیں' جو آسان ہونے کے ساتھ مفیدِ مطلب بھی ہوں۔ جو مرضی کے مطابق نہ ہوں' وہ اساطیرُ الاوّلین کے کھاتے میں ڈال دی جاتی ہیں۔ اِس کی تفصیل ضرورت پڑنے پر پیش کی جائے گی۔

گولڑہ میں متذکرہ بالا اعلان کے بعد ملک کے اکثر علمی حلقوں میں یہ بات آگ کی طرح پھیل گئی' میری طرف کئی تردیدی خطوط اور فون آئے کہ کیا گولڑے والے پیروں نے کوئی تازہ شریعت وضع کر لی ہے؟ چنانچہ اعلانِ ھٰذا کے چند ہی روز بعد ایک حنفی مگر غالباً دیوبندی مولوی کا ایک تفصیلی خط میرے نام آیا' جس میں اُس نے ہمارے

---

[1] القرآن' سورۂ فاطر' آیت نمبر 2

Marfat.com

اِس علمی نزاع کے تذکرے کے بعد حضرت گولڑویؒ کے اِس فتوٰی پر چند اعتراضات کئے۔ میں نے تین سوالوں کے جواب اُسے لکھ کر بھیج دیئے' مگر باقی سوالوں کے جوابات پیرانِ گولڑہ کے لئے تبرّکاً چھوڑ دیئے' کیوں کہ اپنے جدِّ امجد کے علمی دفاع کا حق اِنہیں بھی حاصل ہے' اگر ہم سب اپنے اِس عظیم دادا کے نام پر گدا سے شاہ بن گئے اور آج کروڑوں کی پراپرٹی کے مالک ہیں' تو ہم کسی مولوی یا مفتی کے محتاج کیوں بنیں۔ میدانِ عمل میں جواب کے لئے خود کیوں نہ اُتریں۔ لہٰذا خانوادۂ مہریہ کے وہ افراد جو اِس مسئلہ میں خود کو حق بجانب سمجھتے ہیں' اگر اُن میں سنجیدہ علم کی کچھ رمق بھی باقی ہے اور علم کی زبان اور عُلماء کا لب ولہجہ جانتے ہیں' تو اُن سوالات کے جوابات دینے کے لیے ذہنی طور پر تیار رہیں۔ ورنہ حضرت گولڑویؒ کا محض نام کیش کرانے اور خود کو اُن کے مسلک کا ٹھیکیدار کہلانے سے گریز فرمائیں۔

مخالفین وحاسدین جو کہیں یا سمجھیں' کہتے اور سمجھتے رہیں' مگر بحمداللہ میرا اِس بات پر ایمان کی حد تک یقین ہے کہ بالخصوص فتوٰی ھٰذا کی تشریح میں میری پُشت پر میرے پردادا بیہقیِ زماں' غزالیِ دوراں' رازیِ وقت' رومیِ عصر' جامیِ گیہاں' قطب الاقطاب حضرت پیر سیّد نامہر علی شاہؒ گولڑوی قدّس سرّہٗ کا روحانی وعلمی ہاتھ ہے' ورنہ اِس قدر علمی پیچیدگیوں' الفاظ ومعانی کی نزاکتوں اور فقہی مصطلحات کی موشگافیوں سے یوں بہ آسانی گزر جانا میرے بس کا روگ نہ تھا' گویا میرا وجدان یہ کہتا ہے کہ حضرت گولڑویؒ نے کسی اور کو نہیں بلکہ صرف مجھے اِس کام کے لیے روحانی طور پر خود نامزد فرمایا' تاکہ اُن

Marfat.com

کے خانوادے کا ایک حقیر فرد ہونے کے ناتے اہلِ علم کی طرف سے اُن کے فتوٰی پر عائد ہونے والے ہر رکیک اعتراض کا منہ توڑ جواب دے سکوں۔ اِس کے ساتھ یہ بھی واضح کرتا چلوں کہ حضرت گولڑویؒ بہ ایں جلالتِ علم و فضل حضرت پیرانِ پیرؒ کی ذات کو اپنی پہچان سمجھتے تھے' جب کہ میں تمام تر خداداد صلاحیتوں کے باوجود اپنی علمی و نسبی پہچان غوثِ جلیؒ اور مہرِ علیؒ دونوں کو سمجھتا ہوں ع

شادیم کہ ہستیم میانِ دو کریم

بارگاہِ مجیبُ الدّعوات میں التجا ہے کہ دنیا و آخرت میں میری پہچان یہ دونوں اور اِن ایسی ہستیاں ہی رہیں' بقولِ بندہ ؎

ہم اُن کے نور کی ادنیٰ سی اِک تجلّی ہیں   جو علم و فقر کے مہرِ منیر کہلائے

یہ ضروری نہیں کہ دوسرے مسلک کے لوگ بھی معتقدین کی طرح اظہارِ عقیدت ہی کریں اور ہر بات آنکھیں بند کر کے تسلیم ہی کر لیں' علم والے علم والوں پر اعتراضات کرتے آئے ہیں' یہ کوئی نئی بات نہیں۔ مگر حضرت گولڑویؒ کی عادت مبارک یہ تھی کہ آپ اپنے مخالف کا ہر کڑے سے کڑا اعتراض نہایت حوصلہ مندی و بُردباری سے نہ صرف سُنتے' بلکہ علمی زبان اور مرتضوی لب و لہجہ میں اُس کا جوابِ شافی بھی مرحمت فرمایا کرتے تھے۔ یہ بھی اُنہی کا مسلک ہے جس کا ثبوت آپ کی تصانیف ہیں۔ مَیں نے سرِدست وارد کردہ اعتراضات' اپنے جوابات اور چند باقی تشنۂ جواب اعتراضات کا تذکرہ کتابِ ھٰذا میں قصداً نہیں کیا۔ وقت آنے' بات بڑھنے اور ضرورت پڑنے پر

ان شاء اللہ وہ سارا علمی مواد ہدیۂ قارئین کروں گا۔ لہٰذا درگاہ گولڑہ شریف سے نسبت رکھنے والے مقتدر و محترم جملہ عُلماء، خطباء اور مفتیانِ ذی وقار کو میرا قبل از وقت یہی مشورہ ہے کہ خدارا وہ ہمارے ایسے معاملات میں دخل دینے سے گریز کریں، خاص طور پر نکاحِ سیّدہ با غیر سیّد کے معاملے میں۔ ورنہ کل برآمد ہونے والے بھیانک نتائج کے ذمہ دار وہ خود ہوں گے۔ بہتر ہے کہ آپ سب حضرات اپنی اپنی عزّتیں بچائیں، تماشا ضرور دیکھیں، مگر اِس اکھاڑے میں خُود نہ اُتریں۔ شاید اب اینٹ کا جواب پتّھر سے دیا جائے گا۔ آپ نے بچشمِ خود دیکھا نہیں تو بگوشِ خود سُنا ضرور ہوگا کہ درگاہِ مہریہ کے ایک خطیب صاحب کو اپنی اوقات سے بڑھ جانے پر اِس ناچیز سے برسرِ منبر ایک زناٹے دار تھپڑ بھی کھانا پڑا تھا جس کا آئندہ بھی امکان ہے۔ پس ایسا نہ ہو کہ مصیبت آنے اور وقت پڑنے پر آپ تنہا ہی رہ جائیں اور کوئی شیخ زادہ آپ کا دست و بازو نہ بن سکے۔ کیوں کہ یہ طبقہ انسانوں کو ٹشو پیپر کی طرح استعمال کر کے ردّی کی ٹوکری میں پھینک دیا کرتا ہے۔ اگر فریقین کے درمیان کوئی حتمی اور تحریری سمجھوتہ طے نہ پا سکا تو پھر درگاہِ مہریہ کو باہمی فتنہ و فساد سے بچانے اور اِس کے تقدّس کو برقرار رکھنے کے لیے کوئی قانونی راستہ اختیار کیا جائے گا، علاوہ ازیں بوقتِ ضرورت نکاحِ سیّدہ کا یہ اہم مسئلہ پاکستان کی عدالتِ عالیہ میں حتمی فیصلے کے لیے بھی پیش کیا جائے گا۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ آئندہ جو بھی شخص اپنے ذاتی دلائل یا رائے سے نکاحِ سیّدہ با غیر سیّد کو حرام یا بصورتِ رضائے ولیِ اقرب بھی ناجائز قرار دیتا ہے، وہ لاکھ بار ایسا

Marfat.com

کہتا اور کرتا پھرے، مجھے اِس سے کچھ سروکار نہیں، کیوں کہ یہ اُس کا ذاتی فعل ہے۔ اللہ جانے اور وہ، مگر اِس کی نسبتِ حرمت یا عدمِ جواز میرے جدِ امجد حضرت گولڑویؒ کی ذاتِ عالیہ سے مت کرے۔ کیوں کہ یہ سراسر اُن کی عظیم ذات پر بہتانِ عظیم ہے۔ وہ حنفیُ المسلک تھے، چنانچہ اُنھوں نے اپنے ایک فتوٰی میں اِس کا اظہار بھی فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو ''فتاوٰی مہریہ'، ص نمبر 69' سنِ طباعت جون 1997ء''۔ لہٰذا آپ کا کوئی فتوٰی فقہِ حنفی کے خلاف نہیں ہوسکتا۔ آپ نے جو فتوٰی نکاحِ سیّدہ کے بارے میں دیا ہے، وہ فقہِ حنفی کے عین مطابق ہے، مگر پیران و مفتیانِ گولڑہ نے آپؒ کے اِس فتوٰی سے جو غلط نتائج اخذ کیے ہیں، مجھے اختلاف اُن سے ہے، نہ کہ حضرت گولڑویؒ یا آپ کے فتوٰی سے۔ آپ کا یہ فتوٰی ہر مومنہ، حُرہ، مُکلّفہ خاتون کے لیے ہے، چاہے وہ سیّدہ ہو یا غیر سیّدہ اور اِن شاءاللہ اِس کی حلّت اور اِس کے نفسِ جواز کو ہم قرآن و سُنّت اور ائمۂ اربعہ کے حوالوں سے بالعموم اور فقہِ حنفی سے بالخصوص ثابت کر کے دکھا دیں گے۔ اگر قرآن و سُنّت، فقہ اور دیگر شواہد پر مبنی میری پیش کردہ اِس ساری تحقیق، دلائل اور تجزیہ سے خانوادۂ مہریہ کے کسی بھی فرد کو پھر بھی اختلاف ہوگا، تو اُسے یہ حق حاصل ہوگا۔ مگر اُس پر لازم ہوگا کہ پھر وہ اِس کتاب کا جواب خود لکھے اور اپنے نام سے اُسے شائع بھی کرے، تاکہ اُسے براہِ راست مخاطب کر کے جواب دیا جاسکے۔ لیکن اگر حسبِ سابق یہ خدمت کسی مفتی یا مولوی صاحب ہی نے سرانجام دی ہے تو پھر اُس کے مقابلے میں بندہ بھی اپنا کوئی مفتی یا مولوی سامنے لائے گا۔ بہرحال اب یہ بات طے ہے کہ ضرورت پڑنے پر یہ کیس

کستان کی اعلیٰ عدالت میں برائے فیصلہ پیش کیا جائے گا' تاکہ اُمتِ مسلمہ پر روزِ روشن کی رح واضح ہو جائے کہ کون حق پر ہے اور کون باطل پر؟ نیز یہ کہ حضرت پیر سیّد مہر علی شاہؒ گولڑوی قدس سرہٗ کے اِس متنازعہ فتویٰ کا منشاء صحیح طور پر کون سمجھا پایا؟ مَیں یا خانوادۂ مہریہ کے بعض دوسرے افراد۔ ؎

آخر آخر اب ہوائیں ہی کریں گی فیصلہ
جس دِیے میں جان ہوگی' وہ دِیا رہ جائے گا

نیازمندِ علمائے راسخین و مشائخِ کاملین

نصیر الدین نصیر کان اللہ لہ

سیّد نصیر الدین نصیرؔ گولڑوی

یکم جنوری' 2009ء

....

Marfat.com

بابِ اوّل

نکاح میں شرطِ کفو

کی

شرعی حیثیت اور اُس کی اقسام

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحیم

اَلحمدُ للّٰہِ علی التّوفیق اِلی الھدایۃ وسلوک طریقِ اھلِ الدّرایۃ وَاَشھَدُ اَن لّا اِلٰہَ اِلّا اللّٰہُ وحدہٗ لَا شریک لہٗ وَلہٗ علیٰ ذٰلِک کُلّ شیٔ ایۃ وَاَشھَدُ انّ محمّداً عبدہٗ ورسولہٗ الّذی لہٗ فی الشّرفِ اَعلیٰ غایۃ وفِی السّیادۃِ اقصٰی نھایۃ صلّی اللّٰہ علیہ وعلیٰ الہٖ وَصحبہٖ صلوۃً وّسلامًا دائمین مااستلزمت النّھایۃ والبدایۃ اَمّا بعدُ فاَعوذُ باللّٰہِ من الشّیطٰنِ الرّجیم

بِسْمِ اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم ۝ وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ خلقَ لکُم مِّن انفُسِکُمْ اَزواجًا لِّتسکنُوْٓا اِلَیھَا وَجَعَلَ بَینکُم مَّوَدَّۃً وَّرحمۃً ط اِنَّ فِی ذٰلِک لَاٰیٰتٍ لِّقَومٍ یَّتفکّرونَ ۝ وَھُوَ الَّذی خَلَقَ مِنَ المَآءِ بشرًا فَجعلَہٗ نسَبًا وَّصِھرًا ط وکانَ رَبُّکَ قدیرًا ۝ یٰٓاَیُّھَاالنَّاسُ اِنَّا خَلَقنٰکُم من ذَکرٍ وَّاُنثٰی وَجَعَلنٰکم شُعوبًاوَّقَبَآئِلَ لِتَعارَ فوا ط اِنَّ اَکرَمَکُم عِندَاللّٰہِ اَتقٰکُم ط اِنَّ اللّٰہَ عَلیمٌ خَبِیرٌ ۝ وقَالَ رسُولُ اللّٰہِ ﷺ: اِذَا اَتاکُم من تَرضَون خُلقَہٗ وَدِینَہٗ فانکحوہُ اِلّا تفعَلُوا تکُن فِتنَۃٌ فِی الارضِ وَفسادٌعَرِیضٌ ۝

صَدَقَ اللّٰہُ مولٰنا العَظِیمُ وَصَدَقَ رَسُولُہُ النّبِیُّ الکریمُ۔

نکاحِ سیّدہ باغیر سیّد

قرآنِ مجید کی اکثر آیات کا نُزول کسی نہ کسی واقعہ کے تحت ہوا' گویا آیات کی شانِ نُزول اِنفرادی بھی ہے اور اجتماعی بھی۔ صحابۂ کرام کے معاملات میں جن آیات کا نُزول ہوا' مُفسّرین نے پُورے واقعہ کے ساتھ اُن آیات کی نشاندہی بھی فرمائی ہے۔ عقائد میں اِفراط وتفریط کے سبب بہت سے مسالک معرضِ وجود میں آئے' دُور از کار تاویلات وتشریحات نے قرآنی مطالب اور مفاہیم کا نقشہ بدل کر رکھ دِیا۔ ہر شخص مُفسّرِ قرآن بن بیٹھا' حالانکہ اُس کی علمی بِساط اِتنی نہ تھی' سلفِ صالحین کی مُستنَد تشریحات اور علمائے لغت واصطلاح کی پیش کردہ تشریحات کو پسِ پُشت ڈال دِیا گیا' حالانکہ وہی اصل سرمایہ تھا۔ بہر حال ہمارا مدّعا کسی مسلک کی نمائندگی' تائید یا تردید نہیں' بلکہ روایت ودرایت کی روشنی میں ایسی تشریح پیش کرنا ہے' جو قرآنی آیات کے سیاق اور لُغت واصطلاح کے اعتبار سے قرینِ حقیقت ہو۔

عام طور پر ہمارے خطیب اور علماء آیۂ تطہیر کے بارے میں عجیب وغریب قسم کا فلسفہ بیان کرتے ہیں۔ ہم نے شیعہ عقائد کا ذکر کرنا یہاں اِس لیے مناسب نہ سمجھا کہ وہ دنیا ہی الگ ہے' اُن کے ہمارے ساتھ اُصول وفُروع میں اختلافات ہیں۔ ہم جس انداز سے آیۂ تطہیر کا مفہوم دیگر قرآنی آیات کے حوالے سے پیش کریں گے' دوسرے تمام عقائد کی تردید خود بخود ہوتی چلی جائے گی۔ عام طور پر آیۂ تطہیر کا یہ مفہوم عوام میں بیان کیا جاتا ہے کہ اہلِ بیت

جُملہ عُیوب اور خطاؤں سے پاک کر دیئے گئے ہیں اور یہ بشارت اِنہیں خداوندِ عالم نے آیۂ تطہیر کی صورت میں مُنادی ہے۔ لٰہذا نہ اُن سے کوئی خطا سرزد ہوسکتی ہے اور نہ وہ کوئی گناہ کر سکتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں گویا یہ گروہ معصوم ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو ہمیں کیا اعتراض تھا؟ مگر ایسا نہیں ہوا اور نہ ہے۔

آیۂ تطہیر پر بحث

آیئے! اب ذرا آیۂ تطہیر پر بحث کرتے ہیں۔ سب سے پہلی اور اہم بات یہ ہے کہ سورۂ احزاب کے اِس پورے رکوع کی مخاطَب صرف اور صرف ازواجِ مطہّرات ہیں۔ یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ کُنْتُنَّ تردن الحیوۃ الدنیا سے لے کر واذکرن ما یتلی فی بیوتکنّ[1] تک رُوئے سخن ازواجِ مطہّرات کی طرف ہے' یہ ایسی حقیقت ہے کہ اِس کا اِنکار ممکن ہی نہیں۔

اِسی رکوع میں آیۂ تطہیر موجود ہے' مگر اِس کا جو انوکھا مفہوم ہمارے ہاں مروّج ہے' وہ قرآنِ مجید کے مطالب سے بہت دُور ہے' اِس میں کوئی شک نہیں کہ اہلِ بیت کا ادب واحترام حضور علیہ السّلام کی نسبت کے سبب ضروری ہے' مگر اِس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ ہم اِس احترام کی آڑ میں اِن کو احکامِ شرعیّہ سے بھی مستثنیٰ قرار دے دیں اور اِن کے لیے حلال وحرام کے احکام بھی بدل ڈالیں' جب کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ سے ایسا ثابت نہیں اور نہ ہی فقہائے کرام نے اِس سلسلے میں کوئی تصریح فرمائی۔ ۱

چوں کہ غیر سادات سے سیّدات کے نکاح کے موضوع پر میں نے اپنی تحقیق نام ونسب میں تحریر کی تھی اور حضرت پیر مہر علی شاہؒ کے فتویٰ کی قرآن وسُنّت اور فقہائے احناف کی تصریحات

---

[1] سورۂ احزاب' آیت 28 تا 34

Marfat.com

کی روشنی میں وضاحت کی تھی' اِس لیے میرے خلاف ایک کُہرام مچ گیا۔

بقولِ شاعر ۔

میرے دریا بُرد ہو جانے کا غُل تو مچ گیا　　گہرے پانی سے تعارف تھا مرا' میں بچ گیا

میرے دلائل کا جواب تو نہیں دیا جا سکا' البتہ پُوری دُنیا میں یہ شور مچایا گیا کہ میں نے اپنے جدِّ امجد حضرت گولڑوی ؒ کے فتوٰی کے خلاف لکھا ہے' حالانکہ بات یہ نہ تھی' میں نے صرف اِتنا کہا تھا کہ جو کچھ آپ کے فتوٰی سے سمجھا گیا ہے' وہ درست نہیں اور یہ کہ حضرت گولڑوی ؒ نے غیر سادات سے سیّدات کے نکاح کو حرام قطعاً نہیں کہا' یہ اُن پر بہتانِ عظیم ہے' چوں کہ وہ معاملہ اِکراہ و جبر اور اِغوا کا تھا' اِس لیے آپ نے فتوٰی میں سختی اور احتیاط اختیار فرمائی۔ جس دَور میں یہ مسئلہ اپنے شباب پر تھا' میرے بعض افرادِ خانوادہ اور کچھ دوسرے مدّعیانِ سیادت علماء بھی میری مخالفت پر کمر بستہ تھے۔ اُنہی ایام میں بڑے بڑے عُلماء اور سیّد صاحبان سے اِسی موضوع پر گفتگو کرنے کا اتّفاق ہوا۔ افسوس کہ اُن علمی مباحث کو محفوظ نہ کیا جا سکا' تاہم ایک واقعہ جو مجھے دمِ تحریر یاد آ رہا ہے' نذرِ قارئین ہے۔

ایک سیّد صاحب سے دلچسپ علمی گفتگو

ایک دن ایک سیّد صاحب جو خود کو قرآن و سُنّت کا بہت بڑا عالم خیال کرتے تھے' مجھ سے بحث کرنے میرے غریب خانہ پر تشریف لے آئے' مجھے لاجواب کرنے کے لیے فوراً ایک آیت پڑھ دی' یہ بحث بڑی دلچسپ ہے' ذرا توجہ اور انصاف سے ملاحظہ کیجیے۔

غیر سادات سے سیّدات کے نکاح کی حُرمت پر موصوف نے یہ آیت پیش کی: وما کان لکم

Marfat.com

ان تؤذوا رسول اللّٰہ ولا ان تنکحوا ازواجہٗ من بعدہٖ ابدًا انّ ذٰلکم کان عنداللّٰہ عظیمًا۔[1]

ترجمہ: اور تمہارے لیے یہ مناسب نہیں کہ پیغمبرِ خدا کو تکلیف دو اور نہ یہ کہ اِن کی بیویوں سے کبھی اِن کے بعد نکاح کرو۔ بے شک یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا (گناہ کا کام) ہے۔

کہنے لگے دیکھیے! اِس آیۂ کریمہ سے ازواجِ مطہّرات کو اُمّت پر حرام کر دیا گیا اور اُن سے پیغمبر کی وفات کے بعد بھی نکاح کو گناہِ عظیم کہا گیا۔ پھر اُنہی ازواج کی بیٹیاں اُمّت پر کیسے حلال ہوسکتی ہیں؟ میں نے جواباً کہا کہ سیّد صاحب! آپ قرآن وسُنّت پر گہری نظر رکھنے کے مدّعی ہیں اور مجھے تو کوئی دعویٰ نہیں۔

لو آپ اپنے دام میں صیّاد آ گیا

مگر آپ یہ آیت پیش کر کے اپنے جال میں خود بُری طرح پھنس گئے' کہنے لگے وہ کیسے؟ میں نے گزارش کی کہ لیجیے اب جو جواب میں آپ کو دینے والا ہوں' وہ میرا اپنا علمی مذاق ہے' کسی تفسیر کے حوالے سے پیش نہیں کر رہا' اِس آیت سے آپ کا موقف ثابت نہیں ہوتا' بلکہ آپ کے موقف کی تردید ہو رہی ہے۔ وہ یوں کہ ازواجِ رسول سے نکاح کی حُرمت کی علّت اُن کا اُمّہاتِ مؤمنین ہونا ہے' ظاہر ہے کہ ماؤں سے نکاح نہیں کیا جاسکتا۔ اِس لیے کہ ایک اور آیت میں ازواجِ رسول کو مؤمنین کی مائیں قرار دیا گیا ہے۔ آپ نے سورۂ احزاب کی یہ آیت پیش تو کر دی' مگر اِسی کے بعد اِسی سورت میں واقع آیت نمبر 59 پر غور نہیں فرمایا۔ کہنے لگے وہ کیسے؟ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اِس آیت میں ازواجِ رسول کے ساتھ رسول کی صاحبزادیوں اور مسلمان عورتوں کو بھی شامل کرتے ہوئے فرمایا: یا ایھا النبی قُل

[1] سورۂ احزاب' آیت نمبر 53

Marfat.com

لازواجك وبناتك و نساءِ المؤمنين يُدنين عليهنّ من جلابيبهنّ[1]

ترجمہ: کہ اے نبی! آپ اپنی ازواج' اپنی بیٹیوں اور تمام مؤمنین کی عورتوں سے فرمادیں کہ (باہر نکلا کریں تو) اپنے (چہروں) پر چادر لٹکا (گھونگھٹ نکال) لیا کریں۔

نکاح کا معاملہ اوڑھنی سے کہیں زیادہ اہم ہے

مقامِ توجّہ ہے کہ اوڑھنی جیسی معمولی سی بات میں بطورِ خاص ازواج کے بعد اُن کی بیٹیوں کا ذکر کردیا' حالانکہ اگر ازواج ہی تک اِس حکم کو محدود رکھا جاتا تو یہ بات تبعاً خود سمجھ میں آسکتی تھی کہ اگر ماؤں کو اوڑھنی کرنے کا حکم دیا گیا ہے' تو اُن کی بیٹیاں بطریقِ اَولیٰ اِس حکم میں داخل ہیں' کیوں کہ وہ بھی ازواج کی طرح افرادِ خانہ میں شامل ہیں' مگر اللہ تعالیٰ نے اِس ذراسی بات کے لیے ازواجِ مطہّرات کے بعد اُن کی صاحبزادیوں کا ذکر وبناتك کے لفظ سے فرما کر وضاحت کردی کہ یہ حکم ازواج کے لیے ہی مخصوص نہیں' بلکہ اُن کی بیٹیاں بھی پردہ کریں۔ اب آپ کی پیش کردہ آیت کی طرف آتا ہوں کہ وہاں پیغمبر کی ازواج سے نکاح کو باعثِ اِیذائے رسول قرار دیتے ہوئے اُن سے نکاح کو حرام قرار دیا گیا۔ آخر اِس آیت میں ولا ان تنكحوا ازواجه' کے ساتھ وبناته کے لفظ کا اضافہ کیوں نہیں کیا گیا' تاکہ حضور علیہ السّلام کی ازواج کے ساتھ آپ کی صاحبزادیوں سے نکاح کرنا بھی صریحاً حرام ہوجاتا۔ اوڑھنی جیسے معمولی سے معاملہ میں وبناتك کا لفظ بطورِ خاص ذکر کیا گیا اور اِس آیت میں ازواج سے نکاح کی حُرمت کے ذکر میں بناته کا لفظ کیوں نہیں بڑھایا گیا' حالانکہ اوڑھنی نہ کرنے میں اِتنی بے حُرمتی نہیں' جتنی نامناسب شخص سے نکاح میں ہوتی ہے۔ معلوم ہوا کہ عنداللہ نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی صاحبزادیاں افرادِ اُمّت پر حلال تھیں' جب کہ اِن کی

[1] سورۂ احزاب' آیت نمبر 59

صرف مائیں اُمّت پر حرام تھیں۔ اگر اِس آیت میں ولا ان تنکحوا ازواجہٗ کے ساتھ وبناتہٖ ابدًا کہہ دیا جاتا، تو سیّدہ فاطمہؓ حضرت علیؓ پر اور دوسری دو صاحبزادیاں حضرت عثمانؓ پر حرام ہو کر رہ جاتیں۔ لیکن آپ جانتے ہیں اور تاریخ گواہ ہے کہ حضرت علیؓ کا سیّدہ فاطمہؓ سے اور حضرت عثمانؓ کا حضرت رقیہؓ اور حضرت اُمِّ کلثومؓ سے یکے بعد دیگرے نکاح ہوا، اگر حضور علیہ السّلام کی بیٹیاں بھی اُمّت پر حرام ہوتیں تو یہ دو نکاح کبھی نہ ہو سکتے، کیوں کہ حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ کو جس قدر بھی مرتبہ دیا جائے اِس کے باوجود وہ حضور ﷺ کے اُمّتی ہونے سے بالاتر قرار نہیں دیئے جا سکتے، بلکہ اُمّت میں شامل ہیں اور یاایھا الّذین امنوا کے خطاب کے اوّلین مخاطَب ہیں، اِس لیے متذکرہ محوّلہ بالا آیت سے پہلے شروع ہونے والے رکوع میں سلسلۂ کلام اِسی خطابی جملے سے شروع کیا گیا ہے۔ اب فرمایئے کہ سیّدات کے نکاح غیر سادات سے حرام ہوئے یا حلال؟ محترم سیّد صاحب سے کوئی جواب نہ بن پایا اور سر پیٹ کر رہ گئے۔

حیات النّبی پر دلیل

میں نے مزید کہا کہ آپ نے جو آیت پیش کی ہے، اِس کے حوالے سے ایک اور طبع زاد نکتہ پیش کرنا چاہتا ہوں کہ آج تک اہلِ سُنّت حیاتِ نبی کو محض ذاتی عقیدے کے طور پر بیان کرتے آئے ہیں، مگر نصِّ قرآنی سے شاید کسی نے ایسی دلیل پیش کی ہو۔ اِس آیت سے حضور کی حیات ثابت ہے۔ وہ یوں کہ اِیذا کے لیے شعور اور شعور کے لیے حیات کا ہونا ضروری اَمر ہے۔ معلوم ہوا کہ رسالت مآب کی وفات کے بعد اگر کوئی اُن کی اَزواج میں سے کسی کے ساتھ نکاح کرنے کی جسارت کرے گا، تو اُس کا یہ عمل نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے لیے باعثِ اِیذا ہوگا۔

Marfat.com

ظاہری حیات میں اِس عمل کا باعثِ اِیذا ہونا تو ایک بدیہی سی بات ہے' مگر من بعدہٖ یعنی نبی علیہ السّلام کی وفات کے بعد اِس بات کا آپ کی ذات کے لیے باعثِ اِیذا ہونا' اِس بات کی دلیل ہے کہ بعداز وفات آپ کا شعورِ حیات باقی ہے' جس سے آپ کی زندگی صراحتًا ثابت ہو رہی ہے' جس کا اِنکار قرآن مجید کی وضاحت کا اِنکار ہے۔

نکاحِ سیّدہ با غیر سیّد پر اقوالِ فقہاء سے دلیل

یوں تو ہمارے اہلِ سُنّت امام ابو حنیفہؒ اور بعد کے اکابر فقہائے احناف کے اقوال کو حُجّت تسلیم کرتے ہیں' مگر کچھ حضرات صرف ایسے اقوال اور فتاوٰی کو سند اور قابلِ استدلال سمجھتے ہیں' جو اُن کے کسی ذاتی نقطۂ نظر کے موافق ہو۔ قرآنِ مجید کی تصریحات کے بعد کسی اور سند کی ضرورت تو نہیں رہتی' مگر کیا کیا جائے ہمارے ہاں کچھ لوگ فقہاء و مجتہدین کے اقوال اور فتووں سے دلائل طلب کرتے ہیں۔ لہٰذا ہم یہاں چند اکابرِ اُمّت کے اقوال بھی نقل کیے دیتے ہیں تاکہ اِتمامِ حُجّت ہو جائے۔

علّامہ کاسانیؒ کا فتوٰی

مشہور فقیہ علاؤ الدّین ابی بکر بن مسعود کاسانی حنفیؒ (م 589ھ) اپنی شہرۂ آفاق تصنیف بدائع الصّنائع میں لکھتے ہیں: انّا لا ننکر فضیلۃ بنو ہاشم لکنّ الشّرع اسقط اعتبار تلک الفضیلۃ فی باب النّکاح و اِن کان للھاشمیّ من الفضیلۃ مَالَیس للقرشیّ لکنّ الشّرعَ اَسقَطَ اعتبارَ تلک الفضیلۃ فی بابِ النّکاح[1]۔

---

[1] بدائع الصّنائع ' فصلِ ثالث 'باب الکفاءۃ' ج 2' ص 319' طبع شدہ در مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ پاکستان

ترجمہ: ہم بنو ہاشم کی نسبی فضیلت کا انکار نہیں کرتے، لیکن شریعت نے نکاح کے معاملے میں اُن کا یہ اعتبارِ فضیلت ساقِط کر دیا ہے۔ اگر چہ ہاشمی کے لیے ایسی فضیلت ہے جو قریشی کے لیے نہیں، لیکن شریعت نے نکاح کے معاملے میں اِس فضیلت کا اعتبار ساقِط کر دیا ہے۔

سادات بنیادی طور پر بنو ہاشم اور قریشی ہی ہیں، لیکن قریشیوں اور ہاشمیوں کو ہر جگہ اِنہی ناموں سے پُکارا جاتا ہے، جب کہ سادات کے لیے مختلف علاقوں میں مختلف القاب استعمال ہوتے ہیں، جیسے مدینہ منوّرہ میں شریف کا لفظ، ہندوستان میں میر صاحب، سیّد صاحب، شاہ صاحب وغیرہ۔ اگر یہ لفظ اسمِ عَلَم کا درجہ رکھتا ہوتا تو ہر جگہ اور ہر زبان میں سیّد یا سادات ہی کے الفاظ بولے جاتے، مگر ایسا نہیں ہے۔ لہٰذا جو حکم بنو ہاشم کا ہے، وہی حکم سادات اور سیّدات کا ہوگا۔

امام حاکم نیشاپوریؒ کی تحقیق

علاوہ ازیں امام حاکم نیشاپوریؒ ایک طویل حدیث ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

ھٰذا حدیث صحیح علی شرطِ البخاریّ، ولم یخرّجاہ وفیہ انّ الشّریفۃ تزوّج کلّ مسلمٍ[1] کہ یہ حدیث بخاری کی شرط پر صحیح تھی، مگر اُنہوں (امام بخاری و امام مسلم) نے اِسے نہیں لیا، وہ یہ حدیث تھی کہ شریفہ (سیّدہ ہاشمیہ) ہر مسلمان سے نکاح کر سکتی ہے۔

علّامہ اسمٰعیل حقّیؒ مصری کا حوالہ

جیسا کہ ہم نے سابقاً تحریر کیا کہ اہلِ بیت کی فضیلت میں کوئی شک نہیں، مگر نکاح کے سلسلے میں اُن کے لیے کوئی خصوصی حکم نہیں، جس کی بِنا پر اُن سے رشتہ لینا شرعاً حرام یا ممنوع ہو، بلکہ اِس وقت ہمارے سامنے ایک حدیث شریف ہے، جس میں حضور علیہ السّلام

[1] المستدرک، کتاب النکاح، ج 2، ص 178، طبع اوّل، سنِ طباعت 1991ء مطبوعہ بیروت

نے اُمّت کوترغیب دی کہ قریش یا پھر اہلِ بیت میں رشتہ کریں۔ صاحبِ رُوح البیان ۔
یہ روایت صاحبِ فتوحاتِ مکیہ حضرت محی الدین ابنِ عربیؒ کے حوالے سے تحریر فرمائی ہے۔
لکھتے ہیں: قال فی ترجمة الفتوحات واگر عزمِ نکاح کُنی جُہد کُن کہ از قریشیات
بدست کنی واگر از اہلِ بیت باشد بہتر ونیکوتر' رسول اللہ ﷺ فرمودہ کہ بہترین زنانیک
بر شُتر سوار شدند زنانِ قریش اند[1]۔

فارسی عبارت کا ترجمہ یہ ہے کہ اگر تو نکاح کا ارادہ کرے' تو کوشش کر کہ کسی قریشی النسب
لڑکی سے نکاح کرے اور اگر قریشیہ کے بجائے اہلِ بیت (یعنی سادات) کے گھر سے رشتہ
مل جائے تو یہ اچھا اور بہت ہی بہتر رہے گا' کیوں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ عورتوں میں سے
بہترین عورتیں وہ ہیں' جو اُونٹ پر سوار ہوتی ہیں اور وہ قریشی خاندان کی خواتین ہیں۔
یہ روایت جو علاّمہ اسماعیل حقیؒ نے ترجمۂ فتوحات کے حوالے سے تحریر کی ہے' اِس سے
تو اُلٹا یہ ثابت ہو رہا ہے کہ اُمّت کے لوگ کوشش کریں کہ قریشی نسب عورت سے نکاح کریں
اور اگر کسی کو اہلِ بیت سے رشتہ مل سکتا ہو تو یہ اُس کے لیے بہتر ہوگا۔ اگر سیّدات سے نکاح
کرنا حرام یا ناجائز ہوتا' تو آپ اُمّت کی غیر سادات اقوام کو قریشیوں اور پھر سادات میں
رشتہ کرنے کی ترغیب کیوں دلاتے؟ جب کہ شارع علیہ السّلام خود ترغیب دے رہے ہیں اور
آج کے بعض سادات اِن خانوادوں میں رشتہ لینے کے سلسلے میں ترہیب دِلا رہے ہیں'
مقامِ غور ہے کہ اب ہم قرآن وسُنّت یا فقہائے اُمّت کی بات مانیں یا چند سیّد صاحبان
کی۔ یاد رہے کہ صاحبِ تفسیرِ روحُ البیان علاّمہ اسماعیل حقّی آفندی مصریؒ وہ شخصیت ہیں

[1] تفسیرِ روحُ البیان' جلد ثانی' ص 766' مطبوعہ مصر

Marfat.com

جنہیں اعلیٰ حضرت گولڑوی نے اپنی تصنیف تصفیہ مابین سُنّی وشیعہ میں مشہور محقق[1] کے الفاظ سے یاد فرمایا ہے اور اُن کی تفسیر سے قریباً دس احادیثِ مبارکہ بھی نقل فرمائی ہیں۔

انصاف کی بات

شاہ صاحبان سے گزارش ہے کہ وہ اپنی لڑکیوں کا رشتہ بے شک غیر سادات میں نہ دیں۔ اُنہیں اِس پر کوئی مجبور بھی نہیں کرتا۔ بات صرف اِتنی ہے کہ وہ اپنی لڑکیوں کو افرادِ اُمّت پر حرام بھی نہ سمجھیں۔ میرا جھگڑا صرف اِس بات میں ہے کہ بعض سیّد صاحبان جو کہ کُفو کی بڑی رٹ لگاتے ہیں، وہ غیر سادات کو کہاں رشتہ دیں گے، کیوں کہ وہ اُن کے بقول اُن کے کُفو نہیں، وہ تو اپنی قریبی برادری میں بھی اپنی لڑکیاں نہیں دیتے، کیوں کہ تاوقتیکہ وہ ان کی طرح صاحبِ حیثیت نہ ہو۔ نتیجہ نکلا کہ آج کے اکثر سادات کی اصل کفو بھی دولت، پراپرٹی اور بینک بیلنس ہے، نہ کہ لڑکے کا سیّد یا غیر سیّد ہونا۔ امیر سادات اپنی غریب برادری میں اپنی لڑکیاں اِس لیے نہیں بیاہتے، کیوں کہ وہ باوجود ہم نسب ہونے کے غربت کی وجہ سے اُن کو حقیر سمجھتے ہیں۔ گویا اُن پر نسبی کِبر کا یہ بُھوت اِس بُری طرح سے سوار ہوتا ہے کہ اُن کی بیٹیاں ساری عمر عذابِ تنہائی کاٹ کاٹ کر مر جاتی ہیں۔ ایسی لڑکیاں اگر بہ شامتِ نفس معاذ اللہ کسی گناہ میں مبتلا ہو جائیں تو اِس کا گناہ اُنہیں نہ بیاہنے والے اولیاء پر ہوگا۔ اِس سلسلے میں حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا ایک اِرشاد ملاحظہ ہو، جسے امیر المؤمنین حضرت عمرؓ بن خطاب نے روایت فرمایا: مکتوب فی التوراۃ من بلغت لہ ابنۃ اثنتی عشرۃ سنۃ فلم یزوّجھا فرکبت اثما فاثم ذلک علیہ[2]۔

---

[1] تصفیہ مابین سنّی وشیعہ، ص60، طبع سوم سنِ طباعت 2005ء

[2] شعب الایمان للبیہقی، حدیث نمبر 8670، ج6، ص402، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

Marfat.com

ترجمہ: اللہ عزّوجل تورات میں فرماتا ہے' جس کی بیٹی بارہ برس (بلوغ) کی عمر کو پہنچ
اور وہ اُس کا نکاح نہ کرے اور وہ دُختر گناہ میں مبتلا ہو جائے' تو اُس گناہ کا وبال اُس کے باپ
کے سَر ہوگا۔

کِبرِ نسبی کی تباہ کاریاں

اِسی کو کبر نسبی کہتے ہیں اور حضور ﷺ نے ساری عمر اِسی کے خلاف جنگ کی اور اِسی کے
خلاف احادیث میں واضح تردید و مذمت بھی فرمائی' مگر افسوس صد افسوس کہ آج آپ ہی کی
اولاد میں سے بعض مدّعیانِ سیادت اِسی نسبی تفاخر' خاندانی کبر اور اپنے طبعی بُخل و حرص کے سبب
غیر سادات میں رشتہ دینا تو بہت دُور کی بات ہے' اپنے غریب افرادِ خاندان کو بھی صرف
اِس لیے رشتہ نہیں دیتے کہ لڑکی کو جہیز دینے کے علاوہ وراثت میں سے شرعی حصّہ بھی دینا
پڑے گا اور اِس طرح خاندان کا کوئی غریب سیّد کہیں بہتر زندگی گزارنے کے قابل نہ
ہو جائے۔ حالانکہ غریب افرادِ خاندان اِنہی کی طرح سیّد ہیں' اُن کا قصور صرف یہ ہے کہ
وہ اُن کی طرح دولت مند نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمان خاندانوں کو بشمولِ بنو ہاشم
اور بنو فاطمہ حکم دیتے ہوئے فرمایا: وانکحوا الایامٰی مِنکم والصّالحین من عبادِ کم
واِمائکم ان یکونوا فقرآء یغنھم اللہ من فضلہٖ[1]۔

ترجمہ: اپنی قوم کی بیوہ عورتوں کے نکاح کر دیا کرو اور اپنے غلاموں اور لونڈیوں
کے بھی اگر نیک ہوں (تو نکاح کر دیا کرو) اگر وہ مُفلِس ہوں گے تو اللہ تعالیٰ اُن کو اپنے فضل
سے غنی کر دے گا۔

---

[1] سورۂ نور' آیت نمبر 32

اگر کہا جائے کہ اِس آیت میں بیوہ عورتوں کو نکاح کر دینے کا حکم ہے' کنواری لڑکیوں کے لیے حکم نہیں ہے تو اِس کا جواب یہ ہے کہ اگر بیوہ سیّدہ اِس خطاب میں شامل ہے تو غیر شادی شدہ سیّدہ کے لیے ممانعت کہاں سے ثابت ہورہی ہے؟ وہ تو بدرجۂ اَولیٰ نکاح کر دینے کی مستحق ٹھہرتی ہے۔ جس بھی خاندان کی لڑکی کو بٹھا دیا جائے اور عدمِ کفاءت کی زنجیر میں جکڑ کر عمر بھر کے لیے زندانِ تنہائی میں دھکیل دیا جائے تو اِس کے نتائج بہت بُرے نکلتے ہیں اگر ایسی لڑکی سے گناہ سرزد ہو جائے اور وہ خواہشاتِ نفسانی سے مجبور ہو کر گناہ کرتی رہے' تو اِس کا گناہ حدیثِ مذکورہ کے مطابق والدین کو ہوگا' نہ کہ لڑکی کو۔

اِس آیت میں واقع لفظِ ایامٰی جمع ہے اور اِس کا واحد ایمّ ہے اور ایمّ کا اطلاق مرد اور عورت دونوں پر ہوتا ہے' عورت خواہ باکرہ ہو یا ثیّبہ۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ایمّ کا لفظ صرف بیوہ کے لیے آتا ہے۔ یہ غلط ہے۔ چنانچہ عربی کا مشہور اور مُستند لُغت لِسان العرب لکھتا ہے: الایّم من النّساء الّتی لا زَوج لها بکرًا أو ثیّبًا و من الرّجال الّذی لا امرأة لہٗ[1]۔

گویا لفظِ ایمّ کی مختصر تعریف یہ ہوئی من لا زوج لہ سواء کان ذکرًا أو أُنثٰی کہ وہ عورت یا مرد جس کا زوج (جوڑا) نہ ہو۔ قرآنِ مجید کی اِس آیت سے واضح ہو گیا کہ افرادِ خانہ میں لڑکیاں ہوں یا لڑکے' غلام ہوں یا لونڈیاں اُن سب کے نکاح کر دینے چاہئیں۔ پھر انکحوا امر ہے اور اَمر وُجوب کے لیے آتا ہے' گویا تمام افرادِ خانہ کے نکاح کرنا واجب ہیں۔ اِس میں کسی خاندان کی تخصیص نہیں' یہ حکم ہر مسلمان خاندان اور افرادِ خاندان کے لیے ہے' لڑکی اور لڑکا خود کسی جگہ شادی نہ کرنا چاہے اور عمر بھر کنوارا رہنا چاہے تو یہ اُس کی مرضی ہے'

---

[1] لسان العرب' ج 12' ص 39' مطبوعہ بیروت

Marfat.com

جس میں جبر نہیں کہ وہ ضرور ہی نکاح کرے۔ مگر باوجود عدمِ عُذر کے بلاوجہ نکاح نہ کرنا سُنّتِ نبویہ کے خلاف ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: النکاح من سنتی یعنی نکاح میری سُنّت ہے۔ اِسی طرح جان بُوجھ کر بلا عُذر سُنّت ترک کرنے والے کے لئے کہا گیا کہ فمن رَغب عن سنّتی فلیس منّی[1] یعنی جس نے میری سُنّت کو (حقارت اور نفرت کی وجہ سے) چھوڑ دیا' اُس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

ہاں جو لڑکا یا لڑکی' غلام یا لونڈی نکاح کرنا چاہتے ہیں' مگر اِن کے مالک یا اولیاء اُس نکاح میں حائل ہو رہے ہیں' اُن کو حکم دیا گیا ہے کہ تم نکاح میں حائل نہ ہو: فلا تعضلوهنّ ان ینکحن ازواجهنّ[2] (القرآن) پس اولیاء کو عورتوں کے نکاح کے سلسلے میں اُن کی مرضی کے خلاف کوئی قدم خلافِ شرع نہیں اُٹھانا چاہیے' بلکہ تمہارے جو افرادِ خانہ نکاح کرنا چاہیں' اُن کی پسند کے مطابق کرا دو' کیوں کہ زندگی اُنہوں نے گزارنا ہے' اِس لیے وہ اپنے لیے بہتر جوڑے کا انتخاب کر سکتے ہیں۔

برِّ صغیر کے سادات کی غلط فہمیاں

ہمارے پاک و ہند میں تعلیمی فُقدان کے باعث بعض سادات عجیب و غریب طرح کی غلط فہمیوں کا شکار ہیں اور اپنے بارے میں کچھ ایسے نظریات قائم کیے بیٹھے ہیں کہ اُن کا ثبوت قرآن و سُنّت میں نہیں ملتا۔ مثلاً یہ کہ وہ تو سیّد ہیں اور دوسری تمام اقوام کے افراد اُمّتی ہیں' اُن کے نزدیک لفظِ اُمّت کا اطلاق سیّد خاندان پر نہیں ہو سکتا۔ اُن کا یہ اندازِ فکر انتہائی غیر منطقی اور قرآن و سُنّت کی تعلیمات سے یکسر محرومی کے سبب ہے' ورنہ یہ بات شرعاً طے ہے کہ جو اُمّتِ مصطفیٰ نہیں'

[1] باب رغِب یرغَب کا صلہ اگر الی آئے تو میلان' توجّہ' محبت کرنے یا زاری کے ساتھ سوال کرنے کا معنیٰ دیتا ہے' جیسے الرّاغبون الی اللہ اور جب اِس کا صلہ عن آئے تو رُوگردانی یا اِعراض بالتنافر کا معنیٰ دیتا ہے' جیسے حدیثِ مذکورہ بالا میں ہے۔ نصیر

[2] سورۂ بقرہ' آیت 232

Marfat.com

وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہونے کے باعث کافر وزِندیق ہے' بلکہ عُلمائے کرام کے نزدیک کفار بھی اُمّتِ دعوت میں شامل ہیں۔ مؤمنین' اُمّتِ اجابت ہیں' مگر اُن کو سمجھائے کون؟ اگر کوئی شرعی دلیل پیش کرتے ہوئے سمجھانے کی کوشش کی جائے تو نشۂ نسب میں دُھت اِس طرح کے سادات یہ کہہ کر خاموش کرانے کی سَعی کرتے ہیں کہ شریعت اور قرآن وسُنّت ہمارے گھر کی چیزیں ہیں۔ ہمارے نانا صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل ہوا' تم کون ہو جو ہمارے گھریلو معاملات میں دخل دینے کی کوشش کررہے ہو۔ قرآن وسُنّت کو تم زیادہ سمجھتے ہو یا ہم کہ یہ سب کچھ جن کے گھر کی چیز ہے۔ مولانا جامیؒ نے ایسے تارکینِ احکامِ شرعیہ سادات کے لیے یہ شعر کہا تھا۔

اولادِ نبی کہ نیست بر راہِ نبی

چوں آیۂ منسوخِ کلامُ اللہ است

یعنی رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے خانوادے سے منسوب وہ اولاد جو آپ کی شریعت کی پابند نہیں یا اپنے آپ کو اِس پابندی سے مستثنیٰ سمجھتی ہے' تو اُس کی مثال قرآنِ مجید کی اُس آیت جیسی ہے' جو شاملِ قرآن تو ضرور ہے' مگر بہ لحاظِ عمل منسوخ ہے۔ علاوہ ازیں بطورِ مثال بعض سادات کا یہ عقیدہ کہ ہم بخشے بخشائے ہوئے لوگ ہیں' تکلیفِ شریعت سے آزاد ہیں۔ اچھا کریں' بُرا کریں' قیامت کے دن ہم سے اِس بارے سوال نہیں ہوگا۔ اعلیٰ ترین نسب رکھنے کے سبب دوسری تمام مسلمان اقوام سے ہم افضل ہیں۔ اُن کی بیٹیاں تو ہم اپنے نکاح میں لاسکتے ہیں' مگر ہماری بیٹیاں اُن پر حرام ہیں' یہ خیالات قطعاً غلط اور خلافِ شریعت ہیں۔ راقم الحروف خود بھی سیّد گھرانے کا ایک فرد ہے اور یہاں جو کچھ بھی تحریر کیا جارہا ہے' وہ محض اِخلاص اور سادات

Marfat.com

کی خیر خواہی پر مبنی ہے۔ مخالفین جب ایسے غیر شرعی اور خود ساختہ مفروضات پر تنقید کرتے ہوئے متبعِ شریعت اکابر سادات پر بھی گستاخی کا جھاڑو پھیرتے ہوئے گزر جاتے ہیں' تو افسوس ہوتا ہے۔ لہٰذا ہم یہاں جو کچھ لکھ رہے ہیں' وہ سراسر اِصلاح اور نیک نیتی پر مشتمل ہے اور اِس کا اجر اللہ تعالیٰ پر چھوڑتے ہیں۔ مَیں نے جن سادات کے جن نظریات اور خوش فہمیوں کا ابھی ذکر کیا ہے' سُنی سُنائی باتوں سے زیادہ اُن کا تعلّق میرے ذاتی مشاہدے اور تجربات سے ہے۔

صاحبِ سبعِ سنابل کا مرتبہ

آیئے! اب ہم ایک جلیل القدر ہستی کی عبارت مع ترجمہ وتجزیہ نقل کرتے ہیں' جو نہ صرف ایک سیّد گھرانے کا چشم وچراغ ہے' بلکہ اکابر عُلماء وصُوفیاء بھی اِس کی شخصیت کے مجمع الصفات اور جامع الفضائل ہونے کے معترف ہیں۔ اُس ہستی سے میری مراد حضرت سیّد میر عبدالواحد بلگرامیؒ ہیں' جن کے حق میں حضرت مولانا احمد رضا خان بریلویؒ یوں گویا[1] ہوئے ۔

عبدِ واحد کے سبب جنّت ہے نامِ بلگرام | اللہ اللہ عزّ و شان و احترامِ بلگرام
جلوۂ انوارِ حق ہے صبح و شامِ بلگرام | آسماں عینک لگا کر مہر و مہ کی دیکھ لے
منّ و سلویٰ ہیں مگر خُبز و اِدامِ بلگرام | روزِ عرس آوارگانِ دشتِ غربت کے لیے

مشہور چشتی بزرگ حضرت شاہ کلیم اللہ جہاں آبادیؒ نے بھی حضرت میر سیّد عبدالواحد بلگرامیؒ کے فضائل بیان فرمائے ہیں۔ یہ تفصیل میں جانے کا وقت نہیں' ورنہ ہم اُن کی شخصیت اور اُن کے بارے میں عُظمائے ملّت کے وہ الفاظ نقل کرتے' جو اُنہوں نے موصوف کے عُلوّ منزلت کے سلسلے میں کہے ہیں۔ میر بلگرامیؒ نسبِ رسالت مآب ﷺ کی فضیلت بھی بیان فرماتے ہیں'

[1] اصح التواریخ' ج1' ص92' بحوالہ سبع سنابل مترجم اُردو

Marfat.com

مگر اِس کے ساتھ اُن سادات کے باطل نظریات کا ردِّ بلیغ بھی فرماتے ہیں' جو قرآن وسُنّت کی تعلیمات کے سراسر معارض ہیں۔ یہاں ایک واقعہ کا ذکر خالی از عبرت نہیں' جسے میر سیّد عبدالواحد بلگرامیؒ نے اپنی تصنیف سبعِ سنابل میں یوں تحریر کیا ہے۔

سبعِ سنابل میں مذکور ایک عبرت آموز واقعہ

نقل است کہ چوں خواجۂ جہاں خواجہ معین الحقّ والدّین قدّس سرّہٗ در مقامِ اجمیر رسید۔ روزے در محلّے گشتہ بُود کہ آنجا دو بُت سنگے ایستادہ بُودند' یکے بصورتِ مرد' دوم بصورتِ زن' درآں وقت راجہ بدیدنِ خواجہ آمد، خواجہ گُفت تو کیستی؟ گُفت کہ دریں ولایت راجہ منم۔ پُرسید کہ چوں آمدی؟ گُفت بدیدنِ پائے مبارکِ شُما۔ فرمودا ے راجہ! شُما ایں بُتانِ سنگینی را بمعبودیّت می پَرستید' ہیچ مشکل از ایشاں می کشید یا مددے ومعونتے رُوئے می نُماید۔ راجہ گفت کہ جملہ اشیاء مظاہرِ نورِ اُوست و در پردۂ ہر مظہرے ظہورِ اُو، وما ایں مظہر را وسیلہ ساختہ توجّہ بر ظہورِ حق داریم۔ خواجہ فرمود اگر در مظہرِ سنگ متوجّہ بظہورِ حق می باشید' سنگ را بصورتِ مخلوقے برائے چہ می تراشید وانسان کہ مظہرِ ظہورِ رُوح القُدس است اگر اُو جمادے را پَرستد از خود غافل است' خود را ضائع می کند۔ راجہ ساکت شُد۔ خواجۂ آں بُت را کہ صورتِ مرد داشت' بخواند وگفت ای غلامے شادی؟ اُو گُفت لبّیک' فرمود بیا' اُو بیامد' باز آں بُت را کہ صورتِ زن داشت' گفت ای لکھمی! کنیزک! اُو گُفت لبّیک' گفت پیشتر بیا' اُو نیز بیامد۔ ہر دو را پُرسید کہ ایں کافراں شُما را بصدق واخلاص می پَرستند وعقدِ محبّت واِخلاص بر شُما بستند، شُما از ایشاں خوشنود ہستید یا نہ؟ گفت اے خواجہ! اگر سنگ ہا را زبان بودے بر ایشاں خاکِ لعنتہا

ریختندے واگر پائے فرار بودے درخرابہ گریختندے۔ مخدوما! آنچہ خداوند تعالیٰ درکلامِ خود فرمودہ است کہ وقودُ ھاالنّاسُ والحجارۃ آں ناس عابدانِ ماہستند وآں حجارہ ماایم' کہ بہ سببِ پرستشِ ایشاں ہیزمِ دوزخ گشتہ ایم۔ مخدوما! بعضے سنگہارا ازیں حسرت ہمیشہ گریہ وزاریست واز باطنِ ایشاں چشمہ ہائے آب جاری وبعضے راازیں ندامت جگرہاخون است کہ ازاں لعل وجواہری بندد وبعضے راازیں پشیمانی آتش در باطن است کہ از زخمِ آہن بروں می آید وبعضے سنگہا خود گداختہ نمک گشتہ اند۔ اے برادر! جائیکہ جماد راازعبدۃِ خود چندیں رنجش باشد قیاس باید کرد علی مرتضٰی کرّم اللہ وجہہ را ازگروہِ مُفضِلہ چہا رنجش وایذاء میرسد کہ ایشاں اُورا دربعضے عقائدازدائرۂ عبودیت بیروں می برند ومعلوم است کہ ہرکس کہ داغِ خلقت داردا اُورابندہ بودن ناگزیراست[1]۔

ترجمہ: منقول ہے کہ جب خواجۂ خواجگان حضرت معین الدین چشتیؒ اجمیر میں پہنچے' ایک دن آپ ایک ایسی جگہ تشریف فرماتھے' جہاں پتھروں سے بنے ہوئے دوبُت نصب تھے' ایک مردانہ اور ایک زنانہ شکل میں تھا۔ اِس دوران اجمیر کا راجہ زیارتِ خواجہؒ کے لیے حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا تو کون ہے؟ عرض کی میں اِس علاقے کا راجہ ہوں۔ پوچھا کیسے آنا ہوا؟ عرض کی' آپ کی زیارت کرنے۔ آپ نے فرمایا اے راجہ! تم جو پتھروں سے بنے ہوئے اِن بُتوں کو معبود سمجھ کر پُوجا کرتے ہو' کیا اِن کے ہاتھوں تمہاری کوئی مشکل بھی حل ہوتی ہے یا کسی قسم کی مدد امداد بھی تمہیں پہنچتی ہے؟ راجہ نے کہا کہ دنیا کی تمام اشیاء اللہ تعالیٰ کے نور کی مظہر ہیں اور اِن تمام مظاہر میں اُس کا ظہور ہے۔ ہم اِن مظاہر کو وسیلہ بنا کر ظہورِ حق پر توجّہ رکھتے ہیں۔ خواجۂ خواجگانؒ نے فرمایا کہ اگر تم پتھّر کو مظہر سمجھ کر ظہورِ حقّ کی طرف متوجّہ

[1] سبع سنابل فارسی از میر عبدالواحد بلگرامیؒ، ص 25'24' مطبوعہ مکتبہ قادریہ لاہور

Marfat.com

ہوتے ہوتو پھر پتھر کو انسانی شکل میں کیوں تراشتے ہو اور وہ انسان جو اپنے وجود کے اعتبار سے خود روح القدس کے ظہور کا مظہر ہے' اگر وہ ایک جماد (پتھر) کو پُوجے تو وہ اپنے سے غافل ہوا اور اپنے آپ کو ضائع کر رہا ہے۔ یہ سُن کر راجہ خاموش ہو گیا۔ خواجۂ اجمیرؒ نے مرد کی صورت والے بُت کو اشارہ فرما کر اپنی طرف بُلا کر فرمایا اے غلام! خوش ہے؟ اُس نے عرض کی جی ہاں۔ فرمایا اِدھر آ۔ وہ آ گیا۔ پھر دوسرے بُت کو بلایا' جس کی صورت عورت کی تھی' اُس سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے لکھمی! اے لونڈی! اُس نے عرض کی 'لبیك' یعنی میں حاضر ہوں۔ فرمایا اور نزدیک آ۔ وہ آئی پھر دونوں سے مخاطَب ہو کر فرمایا کہ یہ کافر لوگ تمہیں کمالِ صدق و خلوص سے پُوجتے اور تم سے خاص محبّت اور عقیدت رکھتے ہیں' کیا تم اپنے اِن پجاریوں سے خوش ہو کہ نہیں؟ اِن دونوں بتوں نے جواباً عرض کیا کہ حضرت! اگر پتھروں کو زبان مل جاتی تو وہ اپنے اِن پجاریوں پر لعنت بھیجتے اور اگر بھاگ جانے کے لیے اُنہیں پاؤں ملتے تو بیابانوں کی طرف نکل جاتے۔ اے ہمارے مخدوم! قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے وقودُھا النّاس والحجارۃ کے جو الفاظ فرمائے ہیں' اِس آیت میں لفظِ النّاس کے مستحق وہی لوگ ہیں' جو ہماری پُوجا کرتے ہیں اور الحجارۃ سے مراد ہم ہیں' جو اپنے پجاریوں کے اِس عملِ پرستش کے سبب دوزخ کا ایندھن بنے ہوئے ہیں۔ اے ہمارے مخدوم اور ہماری جائے پناہ! بعض پتھروں پر اِسی حسرت کی وجہ سے ہمیشہ رونا اور چلّانا طاری رہتا ہے اور اُن کے اندر سے پانی کے چشمے بہتے رہتے ہیں اور بعض کے جگر اِس ندامت سے خون ہو چکے ہیں کہ اُس سے لعل و جواہر بنتے ہیں اور بعض اِسی پشیمانی کی بدولت آگ میں پھک چکے ہیں کہ اُن کے زخموں سے لوہا برآمد ہوتا ہے اور

Marfat.com

بعض پتھر پگھل کر نمک ہو چکے ہیں۔

اے برادر! جب جمادات اپنے پجاریوں سے اِس قدر غمگین ہیں تو غور کا مقام ہے کہ علیؓ المرتضیٰ کرّم اللہ وجہۂ کو اُن مُفضّلہ سے کس قدر غم اور تکلیف پہنچتی ہو گی کہ وہ اپنے بعض عقیدوں میں آپ کو بندوں کے دائرہ سے علیحدہ شمار کرتے ہیں' حالانکہ یہ بات طے ہے کہ جس کسی پر مخلوق ہونے کا داغ لگ چکا' اُسے بندگی کے سوا چارہ نہیں (انتھٰی)

بقولِ بیدؔل

چہ ممکن است رود داغِ بندگی زِ جبیں زمین فلک شود و آدمی خدا نہ شود

مذکورہ واقعہ سے حاصل شدہ نتائج

اِس واقعہ سے بہت سے نتائج اخذ ہوتے ہیں' پہلا یہ کہ صوفیائے کرام نے ہر دَور میں اپنے فرائضِ منصبی کس خوبی سے انجام دیئے اور بالخصوص حضرت خواجہ معین الدّین چشتی اجمیریؒ نے نائبِ رسول ﷺ ہونے کے ناتے کس مستعدّی اور کیسی حکمت عملی سے سرزمینِ ہند میں جو کُفر و شرک کا مرکز تھی' توحید و رسالت کے چراغ روشن فرمائے۔ ع

خدا رحمت کُند ایں عاشقانِ پاک طینت را

دوسرا یہ کہ خواجۂ اجمیرؒ کو قرآن و سُنّت کے اتباعِ کامل کی بدولت وہ مقامِ عالی و تصرّفِ روحانی حاصل ہو گیا تھا کہ اگر سیّد الوریٰ ﷺ نے کنکریوں کی زبان سے کلمہ جاری کروایا تو حضرتِ خواجہؒ نے آپ کی نیابت میں جامد و ساکت بتوں کو ایک اشارے سے اپنے پاس نہ صرف بُلایا' بلکہ اُن سے سوال و جواب بھی کیا۔ علمائے ظاہر اور عُلمائے باطن (صُوفیاء) میں یہی فرق ہے اور بِلاشبہ

یہ بہت بڑا فرق ہے۔

تیسرا یہ کہ خواجۂ اجمیرؒ جیسا سچّا اور راسخ العقیدہ موحّد اور بندۂ مومن اگر پتّھروں کی زبان سے اقرارِ حق اور اعلانِ توحید کرانا چاہے' تو وحدہٗ لاشریک دوسرے انسانوں میں اِسے ممتاز کرنے یعنی کرامت و امتیاز دینے کے لیے ناممکن کو بھی ممکن کر دیتا ہے۔ کام کا ظہور ہر چند اُس بندۂ مومن کے ہاتھ پر ہوتا ہے' مگر کرنے والا قادرِ مطلق خود ہوتا ہے' بندہ نہیں۔ کرامتِ اولیاء کا صحیح مفہوم یہی ہے۔

چوتھا یہ کہ مشرکین کے نزدیک بھی اصنام وسیلہ ہیں' اصلی داتا نہیں۔ لہٰذا بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ پھر اولیاء' انبیاء اور اصنام میں کیا فرق ہوا؟ کیوں کہ بُت پرست اصنام کو اور بعض اہلِ عقیدت انبیاء اور اولیاء کو بھی بہ طورِ وسیلہ پیش کر کے قاضی الحاجات سے اپنی حاجات طلب کرتے ہیں۔ اِس کا مختصر جواب یہ ہے کہ اصنام مخلوق کے تراشیدہ ہیں' جو بے رُوح اور بے شعور ہیں' جب کہ انسان ایک بُت سہی' مگر اللہ تعالیٰ کا تراشیدہ ہے۔ الّذی خلقك فسوّاك فعدلك فی أیِّ صورۃٍ مّاشاءَ رکّبك کے مراحل سے گزرا ہوا ہے۔ یہ اعزاز اصنام کو حاصل نہ ہو سکا اور پھر یہ انسان ایسا بُت ہے یا اِس کی وہ صورت ہے کہ بقولِ حضرتِ گولڑویؒ ع

بے رنگ دِسے اِس مُورت تھیں

اِس کی تخلیق پر خالق نے خلقتُ بیدیّ کے الفاظ فرمائے اور پھر یہ کہ اِس کی رُوح نہیں مرتی اور جس پر مرنا نہ ہو' اُسے بہ طورِ وسیلہ بارگاہِ ایزدی میں پیش کرنا خلافِ عقل نہیں۔ معترضین نے لفظِ بُت کا اطلاق صُوفیاء پر بھی کیا اور یوں اپنی بھڑاس نکالی۔

Marfat.com

معترض کو حضرت گنج شکرؒ کا مُسکت جواب

چنانچہ شیخ الشیوخ، فرید الحقّ والدّین حضرت فرید الدّین مسعود گنج شکرؒ ایک محفل میں تشریف فرما تھے کہ اچانک ایک شخص دروازے سے داخل ہوتے ہی کہنے لگا کہ اے فرید! تو یہاں بُت بن کر بیٹھا ہے۔ مقصد یہ تھا کہ آنے والے تیرے ساتھ ادب و احترام کے حوالے سے وہ سلوک کرتے ہیں، جو بُتوں کے ساتھ اُن کے پجاری کیا کرتے ہیں۔ گویا اُس نے حضرت پر یہ فقرہ طنزاً کسا۔ آپؒ نے نہایت نرمی سے اُسے جواب دیا کہ ''من نساختہ ام خدائے تعالیٰ ساختہ است[1]'' کہ اے معترض! تُو اگر مجھے بُت کہہ رہا ہے تو جان لے کہ یہ بُت میں نے خود نہیں بنایا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے میرے اِس بت کو خود گھڑا ہے۔

سبحان اللہ! کیا برمحلّ، پُرمغز اور مُسکت جواب ہے۔

حضرت خواجۂ اجمیریؒ اور دو بُتوں کے درمیان جس مکالمے کا ابھی ہم نے ذکر کیا اور جس میں بُتوں نے اپنے پجاریوں سے ہمہ قسمی بیزاری کا رونا رویا، وہ مخالفینِ روحانیّت کے لیے خلافِ عقل ضرور ہے، لیکن ناممکن و محال نہیں۔ بُتوں کو پُوجنے اور اُنہیں معبود بنالینے کا گناہ پُجاریوں کے سَر ہے۔ اگرچہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے اِضلال کی نسبت اصنام کی طرف کرتے ہوئے فرمایا تھا: ربِّ انھنّ اضللن کثیرًا مّن النّاسِ کہ اے میرے ربّ! اِن بتوں نے تیرے اکثر بندوں کو گمراہ کر دیا ہے۔

مگر اِس کا مطلب یہ ہے کہ اصنام، اِضلال یعنی گمراہ کرنے کا محض سبب بنے۔ ایسا نہیں کہ یہ

---

[1] بحوالہ تاریخِ مشائخِ چشت از خلیق نظامی، ص 283، مطبوعہ کراچی

Marfat.com

خود لوگوں کو بُلا کر اپنی عبادت پر مجبور کرتے ہیں' بلکہ لوگ خود ایسا کرتے ہیں۔ اِسی بات کو سلطانُ العارفین' شہنشاہِ اقلیمِ تصوّف حضرت سلطان ابوسعید ابوالخیرؒ نے اپنی ایک رُباعی میں یوں بیان فرمایا ہے۔

خواہی کہ کسے شوی' زہستی کم کُن　　ناخوردہ شرابِ وصل' مستی کم کُن
با زُلفِ بُتاں دراز دستی کم کُن　　بُت را چہ گنہ' تو بُت پرستی کم کُن

رباعی کا مفہوم یہ ہے کہ اگر تُو کچھ ہونا چاہتا ہے تو اپنی ہستی کو گھٹا۔ وصل کی شراب پیئے بغیر مستی نہ دکھا۔ حسینوں کی زُلفوں سے نہ اُلجھ۔ اِس میں بُت کا کیا گناہ ہے؟ تو اُسے پُوجنا چھوڑ دے۔ چوں کہ ہدایت اور ضلالت دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہیں' جیسا کہ من یھدِ اللّٰہ فلا مضلّ له و من یُضلِلُ فلا ھادی لہٗ اِس پر گواہ ہے۔ پس جب وہ کسی کے لیے گمراہی چاہتا ہے' تو اُسے ماسوا کی پرستش کی طرف مائل کر دیتا ہے' چنانچہ پجاریوں کی نگاہ میں اصنام معبود بن جاتے ہیں اور اِن کو ذاتِ الٰہی کا مظہر بنا کر بُتوں کی زبان سے یہ کہلواتے ہیں۔

ہر ذرّہ پہ فضلِ کبریا ہوتا ہے　　اِک چشمِ زدن میں کیا سے کیا ہوتا ہے
اصنام دبی زباں سے یہ کہتے ہیں　　وہ چاہے تو پتّھر بھی خدا ہوتا ہے

مگر پجاریوں اور اصنام کا یہ سارا فلسفہ سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔

خلاصۂ بحث

اِس ساری بحث کا خلاصہ یہ نکلا کہ اصل مستحقِ عبادت صرف وہ ذاتِ بے ہمتا و یکتا ہے'

جو سارے جہانوں کی خالق ہے اور اصنام اور حضرت اجمیریؒ کے درمیان جو مکالمہ ہوا' اصل بات وہی ہے کہ اصنام بھی اپنی پُوجا سے بیزاری و برأت کا اظہار کرتے ہیں۔ اگر الفاظ سے یہ اِس بیزاری کا اظہار نہیں کر سکتے تو زبانِ حال سے یہی کچھ کہتے ہیں اور یہ کہ اصنام ہوں یا انسان دونوں اپنے معبود ہونے سے براءت کرتے ہیں۔ مسجود و معبود اور لائقِ عبادت نہ ہونے میں اصنام اور انسان برابر ہیں' مگر انسان میں اِتنا فرق ضرور ہے کہ اِس کے نیک اعمال اور پرہیزگاری کے سبب بارگاہِ ایزدی میں اُسے بطورِ وسیلہ پیش کیا جا سکتا ہے' لیکن ایک حد تک وسیلہ بنائی جانے والی شخصیت کے ساتھ آدابِ انسانی و اخلاقی کے دائرے میں رہتے ہوئے سلوک رَوا رکھنا ہو گا۔ یہ نہیں کہ اُسے بھی وسیلہ کی آڑ میں درپردہ معبود کا درجہ دے دیا جائے اور اُس سے بھی وہ عقائد وابستہ کر لیے جائیں' جو صرف خاصہ ذاتِ باری تعالیٰ ہیں۔ انبیاء علیہم السّلام' اولیائے کرام اور پھر قرآن و سُنّت نے ایسی اندھی عقیدت سے بھی سختی سے منع کیا ہے۔ جب اہلِ محبّت عقیدت کی رَو میں بہہ کر شریعت کی حُدود پھلانگنے لگتے ہیں' تو قرآن و سُنّت کا محافظ گروہ اِن کے خلاف آواز بلند کرتا ہے اور اِنہیں حدودِ شرعیّہ کی پاسداری اور تحفّظ کی طرف متوجّہ کرتا ہے۔ ایسے ہی مقام پر بعض تنگ نظر اور مُفرِط اہلِ عقیدت ایسا کہنے والوں کے خلاف بدعقیدگی کے فتوے داغ دینے کو اپنی عقیدت کا لازمہ قرار دیتے ہیں' جو کہ سراسر غلط ہے۔

مجتہد بننے کی شرائط

ہم یہ نہیں کہتے کہ ائمۂ مجتہدین کے بعد قیامت تک کے لیے دروازۂ اجتہاد بند ہو گیا

Marfat.com

ہے اور یہ کہ اُمّت کے کسی اور فرد کو اجتہاد فی المسائل کی شرعاً اِجازت نہیں۔ ایسی کوئی بات
ہیں' بلکہ دروازۂ اجتہاد قیامت تک کے لیے کُھلا ہے' مگر یہ بھی نہیں کہ ہر ایرا غیرا اُٹھ کر
جتہاد کی مَسنَد پر متمکّن ہو جائے' بلکہ اِس کے بھی کچھ اُصول اور ضوابط ہیں۔ جو فردِ اُمّت اِن
رائط پر پُورا اُترے' وہ اجتہاد فی المسائل کرنے کا مجاز ہے۔ چوں کہ ہر دَور کے بدلتے
ے تقاضے انسان کو اجتہاد کی دعوت دیتے ہیں اور اِس کے بغیر کوئی چارۂ کار بھی نہیں'
س لیے ضروری ہے کہ عُلمائے اُمّت میں سے جو قرآن وحدیث اور جملہ علومِ ضروریّہ پر
طُولیٰ رکھتے ہیں' وہ عصری مسائل اور پیش آمدہ معاملات کا شرعی حل قوتِ اجتہاد سے کریں۔

ئمۂ مجتہدین محسنینِ اُمّت ہیں

غیر مقلدین کی بعض تصانیف دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ یہ دُرست ہے کہ اُنہیں بھی اپنی
ئے کے اظہار کا حق ہے' مگر بعض لوگوں نے اپنی تحریرات میں جس بھونڈے انداز میں
ئمۂ اربعہ کے اجتہاد کا مذاق اُڑایا ہے اور اِسے وقتی ضرورت سے تعبیر کیا ہے' یہ طرزِ فکر
ی محض تنگ نظری اور حسد وبُغض اور مرتبۂ اجتہاد سے ناواقفیّت کی دلیل ہے۔ اُنہوں نے کہا
کہ مسائل کے حل کا واحد ذریعہ سُنّتِ نبویّہ ہے' حالانکہ ذخیرۂ احادیث اِس قدر زیادہ ہے اور پھر
ن کے رُواۃ کی چھان پھٹک کے مسائل اِتنے مشکل ہیں کہ ہر کس وناکس اُن کو کامیابی سے
طے نہیں کرسکتا۔ لہٰذا چند ایسے ذہنوں کا وجود ضروری ہے' جو اِن تمام علمی مراحل سے بہ دقّتِ نظر
گزر سکیں۔ نیز غیر مقلدوں کا یہ کہنا بھی غلط ہے کہ فقہاء نے تمام مسائل اپنی ذاتی رائے
ور قیاس سے وضع کیے ہیں۔ اگر یہ لوگ قرآن وسُنّت کے لیے اِتنے مخلص ہیں' تو کیا ہمارے

Marfat.com

فقہائے سلف مخلص نہ تھے؟ جس مسئلہ پر قرآنِ مجید کی واضح نص موجود ہے' فقہاء نے اِس
سے براہِ راست حکم اخذ کیا اور اُس میں کسی نے کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں کی' بلکہ ایسا کرنے
کفرِ صریح کہا۔ ہاں وہ مسائل جن کا قرآنِ مجید میں حل نہیں ملا' اُسے احادیثِ نبو
یا پھر قول و تعاملِ صحابہؓ سے حل کرنے کی کوشش کی۔ اگر وہاں بھی اُس کا حل نہ ملا' تو پھ
قرآن و سُنّت پر مجموعی غور و فکر کرنے کے بعد اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لا
ہوئے اجتہاد کیا اور اُمّت کے لیے اُن پیش آمدہ مسائل کا حل ڈھونڈا۔ یہ دُرست ہے ک
ائمۂ مجتہدین کے کسی قول یا فیصلے کا اِنکار کفر نہیں اور نہ یہ کہ جو لوگ کسی امامِ مجتہد کے مقلّ
نہیں وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہیں' مگر اِتنا ضرور ہے کہ جن مسائل کا حل ائمّہ نے ذاتی اجتہا
سے پیش کیا' اِس کے مقابلے میں غیر مقلّد حضرات کے پاس کیا حل ہے اور اِس حل کا ماخذ
کیا ہے؟ اگر کوئی حدیث ہے تو پھر اُس حدیث کو اُن ائمّہ نے قبول کیوں نہیں کیا؟ جو صحابہؓ
کے دَور سے بالکل قریب تھے۔ آخر اِس حدیث کے راوی میں کوئی نہ کوئی خرابی تو ہوگی
جس کی بِنا پر ائمّہ نے اُسے سند نہیں مانا۔ یہ تو ممکن نہیں کہ موجودہ ذخیرۂ احادیث ائمّۂ اربعہ کی
نظر سے تو نہیں گُزرا' البتّہ آج کے غیر مقلّدوں کی اُس سارے ذخیرۂ احادیث پر گہری نظر
ہے۔ ائمّۂ مجتہدین کی رائے اور قیاس پر مبنی فیصلہ جات کو محض اُن کی ذہنی اختراع کہہ کر گزر
جانا یا اُن کے مقلّدین کو یہ باور کرانے کی سَعی کرنا کہ وہ قرآن و سُنّت کے مقابلے میں اپنی
ذاتی آراء اور قیاسات حلِّ مسائل کے لیے پیش کیا کرتے تھے۔ یہ اُن کی پاکیزہ نیّتوں پر شک
کرنے اور اُن پر اِفترا باندھنے کے مترادف ہے۔ ایسے تمام علمی مباحث کتابوں میں موجود

ں، جنہیں ایک ذی علم قاری پڑھ کر خود فیصلہ کرسکتا ہے کہ اُن کو قرآن و حدیث اور لُغت
پر کس قدر عُبور حاصل تھا اور اُنہوں نے بعض مقامات پر جہاں قیاس اور رائے پر فیصلے صادر
فرمائے ہیں، وہ کس قدر معقول ہیں؟ ہم یہ نہیں کہتے کہ اُن کا اِنکار کنندہ بے دین اور زِندیق ہوگا،
مگر ہم اِتنا ضرور کہیں گے کہ پھر ایسے تمام فیصلہ جات کا نعمَ البدل اُن حضرات کے پاس کیا
ہے جو ائمۂ فقہ کے اِن فیصلوں کو تسلیم نہیں کرتے۔

مسئلۂ کفاءت کی مثال

مثال کے طور پر احناف کے نزدیک نکاح کے لیے کفاءت ضروری ہے، مگر اِس کا یہ
مطلب بھی نہیں کہ جہاں کفاءت نہ پائی جائے، وہاں نکاح منعقد ہی نہیں ہوتا۔ فُقہائے احناف
نے اِس طرح کی شرائط بطورِ احتیاط رکھی ہیں کہ زوجین کے درمیان کسی قسم کی تلخی اور فساد
ذہنی و معاشی ناہمواری کے سبب رُونما ہونے والے ممکنہ واقعات جنم نہ لے سکیں۔ معترضین کا یہ
کہنا کہ فُقہاء نے اُمت کو مختلف طبقات میں تقسیم کر دیا اور اسلامی مساوات کے نظریہ کو توڑنے
کے لیے طبقاتی اُونچ نیچ کی داغ بیل ڈالی اور مساواتِ اسلامیہ کا شیرازہ بکھیر کر رکھ دیا۔
سب غلط ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اُن کے نزدیک ایک حرّہ، مکلفہ چاہے وہ کسی اُونچے سے
اونچے خاندان سے تعلق رکھتی ہو یا کسی کمتر خاندان سے منسوب ہو، وہ اپنے نکاح کے سلسلے
میں خودمختار ہے اور جہاں چاہے کسی بھی مسلمان سے نکاح کرسکتی ہے۔

بعض سادات کرام اور اُن کے تملّق شعار مُفتیان علم الانساب اور فقہ کے تمام مسلّمہ اُصولوں
کو بالائے طاق رکھتے ہوئے یہ موقف اپنائے ہوئے ہیں اور اِس کی عام تشہیر کر رہے ہیں

Marfat.com

کہ قریش تو قریش، غیر فاطمی بنو ہاشم بھی سیّدہ کے کفو نہیں ہیں۔ تو اِس موقفِ نادرست کے سبب اُن پر چند جواب طلب اعتراض کیے جاتے ہیں، جس کا جواب اُن کے بس کا روگ ہی نہیں۔

چند جواب طلب اعتراضات

اُن کے اِس دعوٰی کے مطابق تو حضرت علی کرّم اللہ وجہہ الکریم بھی سیّدہ فاطمہ کے کُفو نہیں بنتے، کیوں کہ آپ مطلقاً خاندانِ بنو ہاشم کے فرد ہیں۔ تو پھر کیا اُن کے نزدیک اُن کے درمیان ہونے والا نکاح غیر کُفو میں ہوا؟ اگر غیر کُفو میں ہوا، تو پھر اُنھیں یہ حقیقت بھی تسلیم کرنا پڑے گی کہ سیّدہ کے نکاح کی ابتداء ہی غیر کُفو میں نکاح سے ہوئی، جیسا کہ سیّدہ فاطمہؓ اور سیّدنا علی المرتضیٰؓ کے نکاح سے ظاہر ہے۔ تو اِس بنا پر بعد میں آنے والی سیّداتِ فاطمیہ کے لیے غیر کفو میں نکاح کے جواز کا ثبوت موجود ہوا، پھر خواہ مخواہ سیّدہ کے غیر کُفو میں عدمِ جوازِ نکاح کے اعلانات اور فتوٰی بازی سے کیا فائدہ؟ جب کہ اِس کے جواز کا ثبوت سادات کے اُس اوّلین گھر ہی میں پایا جاتا ہے، جس گھرانے سے نسبی نسبت ہی قیامت تک پیدا ہونے والے سادات کی سیادت کا موجِب ہے اور اگر جنابِ سیّدہ فاطمہؓ کا نکاح کفو میں ہوا تو پھر بنو ہاشم کو سیّداتِ فاطمیہ کا غیر کُفو کہنے کی کیا تُک بنتی ہے؟ لہٰذا اُن حضرات کو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ بنو ہاشم، ساداتِ فاطمیہ کے نہ صرف کُفو ہیں، بلکہ یہ ایک ہی گھرانہ ہے۔ اِن قلیل المطالعہ سادات اور اِن کے وکیل مفتیان نے سادات اور بنو ہاشم کو آپس میں غیر کُفو قرار دے کر فقہی اُصولوں کو پائمال کرنے کے علاوہ حضرت گولڑویؒ کے

نقطہ نظر کی واضح مخالفت کی ہے' کیوں کہ جب بنی ہاشم پر حُرمتِ صدقاتِ فرضیّہ سے متعلق آپ سے سیّد حسین شاہ صاحب نے سوال کیا تو آپ نے بحوالۂ فقہِ حنفی اُس کے جواز کا فتوٰی دیا اور وجوہِ جواز بھی تحریر فرمائیں[1]۔

اِس میں مزید قابلِ غور اَمر یہ ہے کہ سوال کنندہ سیّد حسین شاہ صاحب کو بھی معلوم تھا کہ سادات دراصل بنو ہاشم ہی سے نسبی تعلّق رکھتے ہیں[2] اور پھر حضرت گولڑوی نے بھی اِس کی تردید نہ فرمائی' ورنہ آپؒ لکھ دیتے کہ سیّد صاحب! آپ کا ایک الگ نام اور الگ خاندان ہے۔ جس کا بنو ہاشم سے کوئی تعلق نہیں یا سادات پر بنو ہاشم کا اطلاق نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا آپ کا یہ سوال بنو ہاشم کے بارے میں تو ہوسکتا ہے' سادات کے بارے میں نہیں ہوسکتا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ اِس سے معلوم ہوا کہ حضرت گولڑوی کی نظر میں عُرفِ عام میں سیّد کہلانے والے اور بنو ہاشم ایک ہی چیز تھے۔ چنانچہ آپ نے سیّد حسین شاہ صاحب کو ہاشم ہی کا ایک فرد قرار دے کر اُن پر بنو ہاشم کے نسبی اطلاق کو دُرست تسلیم کرتے ہوئے استفتاء کا جواب مرحمت فرمایا' کیوں کہ کُتبِ فقہ میں بنو فاطمہ کے لیے علویات یا بنو ہاشم کے علاوہ کوئی دوسرا لفظ استعمال نہیں ہوا' جو اُن کے الگ تشخّص پر دال ہو۔ چنانچہ کُتبِ فقہ میں علویات سے سیّدنا علیؓ کی وہ تمام اولاد مراد لی جاتی ہے' جو سیّدہ فاطمہؓ کے بطنِ پاک سے ہو یا آپؓ کی دوسری ازواج سے' پھر یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ انبیاء اور مرسلین کا مرتبہ سب سے بلند ہوتا ہے' یہاں تک کہ اُن کے اپنے گھر کے افراد میں سے کوئی بھی فرد اُن کے اُس مفوّض مِنَ اللہ مقام و مرتبہ کا کُفو نہیں ہوسکتا۔ البتہ نسبی اعتبار سے تمام افرادِ خانہ نبی و مرسل

---

[1] مہرِ منیر' ص 569' طبع ششم' سنِ طباعت 1991ء [2] چنانچہ فتوٰی ہٰذا کی عبارتِ استفتاء میں ہاشمیات کا لفظ سیّدات سے پہلے ہے' جو اِس پر دال ہے کہ سیّد اصل میں ہاشمی ہی ہیں' نیز مولانا غلام محمد گھوٹویؒ نے باعتبارِ نسب لفظ ہاشمی کا اطلاق خود حضرت گولڑویؒ پر کیا۔ ملاحظہ ہو: مہرِ منیر' باب 5' فصل 11' ص 305' طبع سوم' سنِ طباعت 1976ء

Marfat.com

کے ہم کفو ہوتے ہیں۔ چنانچہ اِس دوسری وجہِ کفاءت کے سبب سیّدہ فاطمہؓ کا جنابِ علی المرتضیٰؓ سے نکاح ہوا اور حضرت عثمانؓ کے نکاح میں یکے بعد دیگرے حضور علیہ السلام کی دو صاحبزادیاں آئیں۔ اگر حضور علیہ السلام کے رتبہ اور منصبِ نبوّت کو معیارِ کفاءت بنایا جائے‘ تو انبیاء و مرسلین کے بغیر آپ علیہ السلام کا کوئی شخص ہم کُفو نہیں ہو سکے گا۔

ثابت ہوا کہ منصبِ نبوّت پر فائز ہونے کے باوجود اُمّت کے افراد پر نبی کی بیٹیاں برائے نکاح حلال اور جائز ہیں۔ حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ کا جو مرتبہ بھی ہو‘ وہ بہر حال دوسرے افرادِ اُمّت کی طرح آپ علیہ السلام کی اُمّت کے فرد بھی ہیں اور تاریخ شاہد ہے کہ نبی علیہ السّلام نے اپنی اُمّت کے مذکورہ بالا دو افراد کے نکاح میں اپنی بیٹیاں دی تھیں۔ اگر ایک نبی کی بیٹی اُمّت کے کسی فرد پر حلال ہو سکتی ہے‘ جب کہ وہ اُمّتی اُس نبی کے ایک کلمہ گو غلام کی حیثیت رکھتا ہو تو پھر جنابِ فاطمہؓ کی اولاد یعنی سیّدات کو افرادِ اُمّت پر حرام کہنے یا سمجھنے پر کون سی شرعی دلیل موجود ہے؟ یہاں دو صورتیں سامنے آتی ہیں کہ یا تو یہ کہا جائے کہ حضور علیہ السلام نے مرتبۂ نبوّت کے اعتبار سے افرادِ اُمّت یعنی جنابِ علیؓ اور جنابِ عثمانؓ کے نکاح میں اپنی صاحبزادیاں دیں۔ تو اِس اعتبارِ مرتبہ کے مطابق یہ ہر دو حضرات حضور علیہ السلام کے کفو نہیں تھے لیکن اِس کے باوجود آپ علیہ السلام نے غیر کُفو کے اِن دو حضرات کو اپنی لڑکیاں بیاہ دیں۔ تو اِس سے غیر کُفو میں سیّدات کے نکاح کے جواز کا ثبوت پایا جائے گا یا پھر یہ کہا جائے کہ حضور علیہ السلام نے نسبی کفاءت کے اعتبار سے اِن ہر دو حضرات سے اپنی صاحبزادیوں کے نکاح کئے تھے۔ تو پھر یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ بنو ہاشم اور قریش حضور علیہ السلام کے کُفو ہیں‘ جب کہ

Marfat.com

ضرت علیؓ بنو ہاشم کے فرد اور حضرت عثمانؓ اُموی قریشی تھے۔ لہٰذا یہ دونوں خاندان
نور علیہ السلام کے کفو ہیں۔ اگر یہ دونوں خاندان یعنی بنو ہاشم اور قریش حضور علیہ السلام کے کفو
سکتے ہیں‘ جیسا کہ اوپر واضح کیا گیا تو پھر یہ خاندان آپ کی صاجزادیوں کی اولاد یعنی
دات فاطمیّہ کے کفو کیونکر نہیں ہو سکتے۔ اِس پر کوئی دلیل؟

فین نکاحِ مذکور کی اہم دلیل

بعض کم فہم غیر کفو میں نکاحِ سیّدہ کے عدمِ جواز پر ایک حدیث بطورِ دلیل پیش کرتے
ں اور عدمِ جوازِ نکاح کی علّت سیّدہ کا اِصطفا اور امتیاز ٹھہراتے ہیں‘ حالانکہ یہ استدلال
سلۂ نکاح غلط ہے۔ وہ حدیث یہ ہے: اِنّ اللّٰہ اصطفی کنانۃ من وُلدِ اسمٰعیل
صطفٰی قریشًامن کنانۃ واصطفٰی من قریش بنی ھاشم واصطفانی من بنیِ ھاشم۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے کنانہ کو چُنا اور بنو کنانہ سے قریش
چُنا اور قریش سے بنو ہاشم کو چُنا اور بنو ہاشم سے مجھے چُن لیا۔

ث وَاصطفانی پر بحث

یہاں اِس حدیث سے متعلق چند ابحاث ملاحظہ ہوں۔

ی کہ اِن لوگوں کے نزدیک حدیثِ ھٰذا کے مطابق قریش دوسری اقوامِ عرب سے اور بنی ہاشم
ں سے اور پھر واصطفانی کے تخصیصی لفظ سے بنو فاطمہ اِن سب سے افضل ہیں۔ لہٰذا افضل‘
ل کا کفو نہیں ہو سکتا۔ پس اِن کے درمیان مُناکحت جائز نہیں‘ کیوں کہ غیر کفو میں نکاح

Marfat.com

کرنے سے صاحبِ فضیلت خاندان کی توہین اور ہتک ہوتی ہے۔ حالانکہ یہ عقیدہ یا نقطۂ
قطعاً غلط اور خلافِ منشائے حدیث و فقہِ احناف ہے۔ جیسا کہ امام ابنِ ہمامؒ، قاضی خا
صاحبِ ھدایہ اور دیگر اکابر فقہاء کی عبارات اور حوالوں سے یہ موقف عنقریب ثابت کیا جا
گا کہ بنو فاطمہ، بنو ہاشم، بنو عبّاس، بنو امیہ، بنو عقیل، بنو جعفر، صدیقی، فاروقی، عثمانی اور علوی
اعوان اور دنیا میں بسنے والے وہ تمام خاندان جن کا نسبی رشتہ مذکورہ بالا خاندانوں
ملتا ہے، یہ تمام آپس میں کفو ہیں اور بسلسلۂ نکاح اِن میں تفاضل کا کوئی اعتبار نہیں اور آ
میں فقہِ حنفی کے مطابق نکاح کا حکم بھی بیان کر دیا جائے گا۔ واضح ہو کہ حدیثِ مذکورہ کے آ
جملہ واصطفانی من بنی هاشم میں اصطفی سے مراد بہ اعتبارِ خصائلِ حمیدہ آپ کا اصطفا
انتخاب ہے، نہ کہ بہ اعتبارِ مرتبۂ نبوّت و دیانت اور تقویٰ و صالحیت۔ یہ امر متفق علیہ ہے کہ آ
خصائلِ حمیدہ کے اعتبار سے تمام بنو ہاشم، قریش اور سارے عرب و عجم پر کُلّی فضیلت رکھتے
لیکن اِس کے ساتھ ساتھ یہ اَمر بھی ذہن نشین رہے کہ واصطفانی کے اِس تخصیصی لفظ سے
یہ مراد نہیں لی جا سکتی کہ آپ ﷺ کا مرتبۂ نبوّت پر فائز ہونے کے بعد، اپنی قوم قریش یا بنو
سے سلسلہ انقطاع پذیر ہو گیا، کیوں کہ نبوّت و رسالت کے اِس منصب پر فائز ہونے کے
بھی آپ کے اِس قوم و خاندان سے ہونے کی صراحت خود آیاتِ قرآنیہ میں موجود ہے۔
سے انکار موجبِ کفر ہے۔ ارشاد ہوا: وَاَنذِر عشیر تك الاقربین ”اپنے قریب ترین عش
ڈرایئے“۔ عشیرۃ کا لفظ عربی زبان میں انسان کے باپ کی طرف سے قریبی رشتہ پر مش
جماعت کے لیے بولا جاتا ہے، کیوں کہ اِن سے انسان کثرتِ عدد حاصل کرتا ہے۔ گ

اُس کے لیے بمنزلہ عددِ کامل کے ہیں اور پھر عشیرہ کا عدد ہی کامل ہوتا ہے۔قرآنِ پاک میں ہے: وازواجکم و عشیرتکم یعنی عورتیں اور خاندان کے آدمی۔ لہٰذا عشیرہ' انسان کے رشتہ داروں کی اُس جماعت کو کہتے ہیں' جن سے انسان کثرت اور قوت حاصل کرتا ہے[1]۔

اِس وضاحت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آیتِ محوّلہ میں عشیرتك میں واقع خطاب سے واضح فرمادیا کہ آپ کا عشیرہ موجود ہے' جو ہم جد ہونے میں بلحاظِ نسب آپ کے برابر ہے کہ عشیرتك الاقربین کے مرادِ اوّل بنی ہاشم اور تمام بُطونِ قریش ہی ہوسکتے ہیں' نہ یہ کہ اَنْذِر کے خطاب میں مُنذَرِین اہلِ بیتِ النّبی ہی ہیں۔ لہٰذا سادات اور اِن کے ہمنواؤں کو حدیثِ واصطفانی کے علاوہ ایک اور حدیث شریف بھی پیشِ نظر رکھنا ہوگی' جس میں اہلِ بیت کے بارہ اُئمّہ پر بنی ہاشم کے بجائے صرف لفظِ قریش کا اطلاق کیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت گولڑویؒ شیعہ سے متعلق چند سوالات کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں '' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بارہ اماموں کا ہونا احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے۔ چنانچہ بخاری شریف میں حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ بارہ امیر ہوں گے (اگلا کلمہ وہ نہ سُن سکے تو اُن کے والد نے بتایا کہ آپ نے فرمایا' سب کے سب قریش سے ہوں[2] گے)

دعوتِ تطبیق

معترض سادات اور اِن کے ہمنواؤں کو دعوت دی جاتی ہے کہ وہ اِن مذکورہ ہر دو احادیث میں تطبیق پیدا کرتے ہوئے وجہِ تطبیق بھی بیان کریں۔

اوّل الذِکر حدیث میں قریش پر بنو ہاشم کو فضیلت دی گئی اور بنو ہاشم پر خود کو چوں کہ

---

[1] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: مفردات القرآن از امام راغب اصفہانیؒ

[2] فتاویٰ مہریہ، ص 145' طبع سوم' سنِ طباعت 1988ء

سیّدہ فاطمہ زہرؓا اور آپ کی دوسری صاحبزادیاں اور صاحبزادے آپ کی صلبی اولاد ہیں۔ لہٰذا اگر بقولِ مخالفین واصطفانی کی تخصیص کا اعتبارِ نسبی اِس معاملے میں بھی لیا جائے تو حسنؓ وحسینؓ وسیّدہ فاطمہؓ ورقیہؓ وغیرہم دیگر بنو ہاشم سے افضل ٹھہرے اور قریش تو پہلے ہی اِس حدیث کے مطابق بنو ہاشم سے کم درجہ رکھتے ہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہمیں اِس فضیلت کا مفہوم سمجھایا جائے' جس کی بِنا پر اولادِ اسمٰعیل سے بنو کنانہ اور بنو کنانہ سے قریش اور قریش سے بنو ہاشم کو افضل قرار دیا گیا۔ کیا یہ فضیلت من حیث المرتبہ ہو گی یا من حیث النّسب؟ اگر اِس فضیلت کو من حیث المرتبہ کہا جائے تو کیا ایسی فضیلت فاضل اور مفضول طبقہ کے مابین نکاح کی مشروعیّت پر اثر انداز ہو کر اُسے نامشروع بنا سکتی ہے؟ اگر بنا سکتی ہے تو پھر اِس پر کوئی شرعی دلیل اور اگر اِس فضیلت کو من حیث النّسب لیا جائے تو کیا بنو ہاشم' قریش' بنو کنانہ اور اولادِ اسمٰعیل ہم جد اور ہم نسب نہیں؟ اگر کہا جائے کہ نہیں' تو پھر اِس کا کوئی تاریخی ثبوت؟ اِس لیے کہ حدیثِ محوّلہ میں وُلدِ اسمٰعیل علیہ السّلام سے لے کر واصطفانی تک کے تمام مختلف الاسماء خاندان اولادِ اسمٰعیل ہونے کے اعتبار سے متحد النّسب قرار دیئے گئے ہیں۔ تو حدیثِ مذکور میں بیان کردہ اِس نسبی اِشتراک واتحاد کے باوجود اِن تمام کے درمیان عدمِ کفاءت کی ناقابلِ قبول منطق کو کس دلیل کی بِنا پر تسلیم کیا جائے؟ جب کہ کُتبِ فقہ میں کفاءت کے چھ مراتب میں ایک درجہ نسب کا بھی موجود ہے۔ علاوہ ازیں یہ بھی بتایا جائے کہ آخر کس بِنا پر حدیثِ محوّلہ میں مذکورہ خاندان ایک طرف ترقّی اور دوسری جانب تنزّل یافتہ قرار دیئے گئے؟ نیز یہ کہ حضور علیہ السّلام

Marfat.com

نے واصطفانی کے اعتبار سے بنو ہاشم اور قریش کو خود مفضول ٹھہرا کر اُنہی مفضول خانوادوں کے افراد سے اپنی دخترانِ پاک نہاد کے نکاح بھی فرما دیئے' آخر ایسا کیوں ہوا؟ بندہ عنقریب دلائلِ قاہرہ سے ثابت کرے گا کہ جو لوگ اِس معاملہ میں نظریۂ ضرورت یا خاصۂ رسول ﷺ کا قول بطورِ حُجّت پیش کرتے ہیں' اُن پر واضح ہو کہ یہ اُن کا خود ساختہ خاصہ اور نظریۂ ضرورت ہے۔ اگر وہ اپنے دعوٰی میں صادق ہیں' تو اُن پر لازم ہے کہ وہ سے اُئمۂ مجتہدین کے اگر کسی قولِ مختار سے نہیں تو کم از کم صرف کسی قول ہی سے ثابت کر دکھائیں۔

اِسی طرح جو لوگ واصطفانی کی حدیث کو اہلِ بیت کے بنو ہاشم سے افضل ہونے پر بطورِ دلیل پیش کرتے ہیں' اُن پر واضح ہو کہ مؤخّرالذّکر حدیث میں بارہ اُئمّہ اور خلفاء کے لیے بنو ہاشم کے بجائے علامتِ نسب کے طور پر صرف لفظِ قریش وارد ہوا ہے۔ اب ایک قاری اہلِ بیت کے خلفاء (مثلاً حضرت علیؓ اور امام حسنؓ) کو محوّلہ بالا ہر دو احادیث کے تناظر میں بنو ہاشم کے افراد سمجھے یا صرف قریش کے' کیوں کہ مؤخّرالذّکر حدیث مرویۂ بخاری میں واقع لفظِ قریش اِن بارہ اماموں کے نسب کی نشاندہی پر بولا گیا' جن میں دو خلفاء سیّدنا علیؓ اور سیّدنا امام حسنؓ بھی شامل ہیں' جن کا شمار بلاشبہ فاطمی خاندان کے مورثانِ اعلیٰ میں ہوتا ہے۔

حدیثِ ھٰذا کے حوالے سے موجودہ ساداتِ فاطمیّہ کو حضور ﷺ کے اِس واضح اِرشاد کی تعمیل میں بہ سلسلۂ نسب اپنے اسماء کے ساتھ سیّد کے بجائے صرف قریشی کا لفظ لکھنا اور بولنا چاہیے' کیوں کہ حضور ﷺ نے یہ لفظ اُن کے آباءواجداد امام حسنؓ' امام حسینؓ' امام زین العابدینؓ'

امام محمد باقرؓ اور امام جعفر صادقؓ وغیرہم کے لیے بطورِ علامتِ نسب ارشاد فرما کر تخصیص کردی' لہٰذا جو نسب باپ کا ہو وہی اولاد کا ہونا چاہیے۔

کچھ مفاد پرست' کم علم اور کاسہ لیس مولویوں نے ساداتِ فاطمیہ کو اِن تاریخی حقائق سے آگاہ کرنے کی کبھی جرأت نہیں کی یا پھر ایسے سطحیُ الذّہن مفتیوں اور مولویوں کے اپنے دماغ اِن علمی موشگافیوں کے لائق ہی نہیں۔

دعوتِ فیصلہ

ایسے حضرات بندہ کی پیش کردہ اِن ہر دو احادیث کو سامنے رکھتے ہوئے مفتی کہلانے کے حوالے سے بہ دلائل قویہ اپنا فیصلہ دیں کہ سیّد کا لفظ جو ایک الگ قومیّت کے وجود کو ظاہر کرنے کے لیے ہمارے عُرف میں مُستعمل ہے' کیا حضور کی کسی حدیث سے اِس کا ثبوت ملتا ہے کہ آپ نے سیّد یا سادات میں سے کوئی لفظ من حیثُ القوم بہ طورِ علامتِ نسب کسی خاندان کے لیے تجویز فرمایا ہو؟ اگر کوئی مُستند ثبوت موجود ہو تو سامنے لایا جائے تاکہ اُسے بہ طورِ حُجّت پیش کرتے ہوئے ساداتِ بنو فاطمہ پر من حیثُ القوم لفظِ سیّد کے اطلاق کو تسلیم نہ کرنے والوں کے اِس ایک مستقل اور لاینحل اعتراض کا جواب دیا جاسکے۔ اب اِس سلسلے میں فقیر اپنی تحقیق پیش کرتا ہے۔

قابلِ غور تحقیق

میری تحقیق اور مطالعہ کے مطابق اہلِ بیت کے بارہ اَئمّہ وخلفاء کا نسباً بنو ہاشم یا پھر قریش ہونا تو ضروری بھی ہے اور ثابت بھی' مگر کسی حدیث میں بنو فاطمہ کے لیے من حیثُ القوم

اور پھر وہ بھی بطورِ علامتِ نسب سیّد یا سادات میں سے کسی ایک لفظ کا بھی ثبوت نہیں ملتا۔
لہٰذا بندہ کے نزدیک حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی محوّلہ بالا ہر دو احادیث کے مطابق بنو فاطمہ قریشی ہاشمی ٹھہرے اور اِن کا اصلی نسب صرف یہی ہے کیوں کہ اِن کے مُورِث اعلیٰ جناب علیّ المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ الکریم ہاشمی تھے اور پھر خود حضور ختمی مرتبت نے ایک جنگ میں رجزیہ شعر پڑھتے ہوئے اپنے متعلّق فرمایا تھا: اَنَـا النّبیُّ لاکَذِب، انَا ابنُ عبدِالمَطلب گویا آپ نے اپنے مطّلبی ہونے پر فخر کا اظہار فرمایا' کیوں کہ عبدالمطلب بن ہاشم آپ کے دادا تھے۔ لہٰذا ہاشم یعنی حضور ﷺ کے پردادا کی اولاد ہاشمی کہلائی اور خود ہاشم نسبًا قریشی تھے' تو اِس طرح ہاشمی قریشی بھی ٹھہرے۔

بندہ کی نظر اُن تمام احادیث پر بھی ہے' جن میں حضرت فاطمہ زہرؓا' حضراتِ حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور خود حضور ﷺ نے اپنے لیے لفظِ سیّد فرمایا' علاوہ ازیں اپنے چچا کے لیے سیّدالشہداء کے الفاظ بھی فرمائے یا حضرت علیّ المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ کے لیے لفظِ سیّد العرب استعمال فرمایا۔ اِس کا مختصر جواب یہ ہے کہ اِن تمام مقامات پر لفظِ سیّد کا استعمال اعزازًا ہے' نہ کہ نسبًا۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ سیّد یا سادات کوئی الگ قوم نہیں' بلکہ اِن کا اصلی نسب ہاشمی یا پھر قریشی ہے' البتہ متاخّرین نے بنو فاطمہ پر لفظِ سیّد کا اعزازًا استعمال کیا' جو کہ رفتہ رفتہ علامتِ نسب بن کر مستعمل ہونے لگا اور اِس خاندان کے افراد کو سیّد' سادات اور شریف کے الفاظ سے تعبیر کیا جانے لگا' جس سے عوام النّاس نے یہ سمجھا کہ سیّد کوئی الگ قوم ہے' حالانکہ ایسا ہرگز نہیں' بلکہ یہ خاندان ازرُوئے علمِ الانساب والفقہ والاحادیث صرف قریشی اور ہاشمی

Marfat.com

ہے۔ اب لفظِ سیّد سے متعلق ذرا تفصیلاً چند ایسی ابحاث کا ذکر کیا جاتا ہے' جن سے بعض ذہنوں میں پیدا ہونے والے اشکالات رفع ہو سکتے ہیں۔

لُغت' قرآن اور احادیث کے آئینہ میں لفظِ سیّد کے مفاہیم و مقاماتِ اطلاق

بندہ نے سابقاً عرض کیا کہ لفظِ سیّد کسی الگ قوم کا نام نہیں' جیسا کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے۔ اب اِس لفظ سے متعلق چند ابحاث ملاحظہ ہوں۔ عربی کے تمام مُستَنَد لُغات میں اِس کی مختلف تعریفات ملتی ہیں۔ سب سے مُستَنَد' جامع اور مشہور مجموعۂ لُغت لسان العرب نے اِس لفظ کے اُن معنوی پہلوؤں پر تفصیلاً بحث کی ہے' جو عرب کے ہاں رائج تھے۔ اِس لفظ کے متعلق صحابہؓ و تابعینؒ کی بیان کردہ تعریفات سے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچتا ہے کہ اِس لفظ کا اطلاق جس فرد پر بھی کیا جائے یا کیا گیا' وہ اُس کے اوصاف کی بِنا پر سمجھا جائے' نہ یہ کہ اِس لفظ کا کسی فرد یا خاندان پر اطلاق بحیثیّتِ نسب بھی ہوا یا ہو سکتا ہے۔ اگر یہ لفظ ہاشمی یا قریشی کی طرح کسی خاص خاندان کے ساتھ علامتِ نسب کے طور پر مختص ہوتا تو کُفّار اِسی لفظ کو اپنی قوم کے بڑوں اور چوہدریوں کے لئے استعمال کرنے کے اُصولاً مجاز نہ ہوتے' لیکن ایسا ہوا۔ لٰہذا فقیر آئندہ اوراق میں اپنے مقام پر قرآنِ مجید سے اِس کا ثبوت پیش کرے گا۔ چوں کہ یہ لفظ عربی زبان کا ہے' لٰہذا سب سے پہلے بحوالۂ لسان العرب وغیرہ مختصراً اِس کی تعریفات اور اس کے مقاماتِ اطلاق کی تلخیص نذرِ قارئین کی جاتی ہے۔

لفظِ سیّد کے معانی اور اِس کے مصادیق

اِس لفظ کا اطلاق درجِ ذیل معانی پر ہوتا ہے۔ ربّ' مالک' فاضل' شریف' کریم'

Marfat.com

حلیم اور اپنی قوم کی ایذا کو برداشت کرنے والا رئیس۔ ابنِ شمیل کے نزدیک سیّد وہ شخص ہے، جو دوسروں پر مالی رفع و نفع اور عقل و دانش میں فوقیت رکھتا ہو۔ حضرت عکرمہؓ کے نزدیک لفظِ السیّد کا اطلاق اُس پر ہوگا، جس پر غصّہ اور غضب غالب نہ آئے۔ حضرت قتادہؓ کے نزدیک سیّد کہلانے کا استحقاق اُسے حاصل ہے، جو عبادت گزار، متورّع اور حوصلہ مند ہو، چوں کہ سیادتِ حقیقی یعنی کرم، ملکیّت اور حلم جیسی تمام صفاتِ کاملہ اللہ تعالیٰ میں پائی جاتی ہیں، اِس لیے حضور علیہ السّلام نے از راہِ انکسار و تواضع صحابۂ کرام کے اِس قول پر کہ آپ سیّدالعرب ہیں، ارشاد فرمایا کہ السیّدُ ھُوَاللّٰہ کہ حقیقی سیّد تو صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ ابومنصور کہتے ہیں کہ حضور نے بالمشافہ مدح کو پسند نہ فرمایا۔ انصار کے ایک قبیلے کے رئیس (حضرت سعد بن معاذؓ) کے مجلس میں آنے پر حضور نے اُن کی قوم سے فرمایا: قُومُوا الٰی سیّدِکُم کہ اپنی قوم کے سردار کی تعظیم کے لیے اُٹھو۔ (یہ حدیث ملاحظہ ہو مشکوٰۃ شریف کے باب القیام میں) علاوہ ازیں صاحبِ مشکوٰۃ نے بحوالۂ مسلم شریف: اَنَا سیّد ولدِ ادم ولا فخر کی حدیث درج کی۔ یہاں اِسی حدیث کی تشریح سے متعلّق مرقاۃ (شرحِ مشکوٰۃ) کی وہ عبارت پیش کی جاتی ہے، جسے صاحبِ مرقاۃ نے لفظِ سیّد کی تشریح کے تحت حاشیہ پر لکھا ہے۔

لکھتے ہیں: قال الھروی السیّد ھوالّذی یفوق قومہٗ فی الخیر و قال غیرہٗ ھوالّذی یفزع الیہ فی النّوائب والشّدائدِ فیقومُ بامورِھم و یتحمّل عنھم مکارِھَھُم ویدفعھا عنھم[1] خلاصۂ عبارت یہ ہے کہ ہروی کے نزدیک سیّد وہ شخص ہے، جو خیر خواہی اور نیکی کے اعتبار سے اپنی قوم پر گوئے سبقت لے جائے اور ہروی کے غیر نے یوں کہا کہ اِس لفظ کا

---

[1] حاشیہ مرقاۃ بر مشکوٰۃ، ص 511، مطبوعہ اصح المطابع دہلی، سنِ طباعت 1932ء

Marfat.com

ہراُس شخص پر اطلاق ہوگا، جس کے سامنے لوگ اپنے دُکھوں اور مصیبتوں کے ہاتھوں پریشانی کا اظہار کریں اور وہ اُن کی مدد کے لیے اُٹھ کھڑا ہو اور اُن کی تمام تکالیف کو اپنے سر لے کر اُنہیں تکالیف کے بوجھ سے سُبکدوش کرنے کی سَعی کرے۔

لفظِ سیّد کی مذکورہ بالا تعریفات سے یہ بات واضح طور پر سامنے آگئی کہ اِس لفظ کا اطلاق عندالعرب ہراُس شخص پر کیا جاسکتا ہے یا کیا جائے گا، جو صفاتِ ممتازہ اور اخلاقِ عالیہ اور اَقدارِ فائقہ کے اعتبار سے اپنے علاقے یا اپنی قوم میں امتیازی حیثیت اور مسلّم شخصیت کے درجہ پر فائز ہو مثلاً جو لوگوں کے دُکھ اپنی جان پر لے کر اُنہیں سُکھ دے، جو حاسدین اور دشمنوں کے جَور و سِتم اور غیر مہذّب برتاؤ کو خندہ پیشانی سے برداشت کرے۔ ذاتی مفادات پر دوسروں کے مفادات کو ترجیح دے، انتقام پر قدرت کے وقت عفوو درگُزر کو ترجیح دے، کنجوسی اور بُخل سے کام نہ لے، بلکہ ہر مقام پر سخاوت اور ایثار کا مظاہرہ کرے، غریبوں کے جان و مال اور عزّت و آبرو کے تحفّظ کے لیے اپنی کوششیں صرف کرے، امانت واپس کرے اور دیانتداری کا دامن نہ چھوڑے، کسی بھی شخص کو کسی قسم کا دھوکہ نہ دے، ہر آدمی سے حُسنِ سلوک کے ساتھ پیش آئے۔ چوں کہ مذکورہ تمام اُمور صفاتِ عالیہ کے ضمن میں آتے ہیں، لہٰذا جو شخص بھی اِس قسم کی اور دیگر تمام صفاتِ عالیہ کا جس قدر مالک ہوگا، لوگوں کے نزدیک اُس کے مقامِ سیادت میں اُسی قدر اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ لفظِ سیّد سے متعلق محوّلہ بالا تمام تعریفات کو سامنے رکھتے ہوئے جب ہماری نظر حضور ﷺ کے ارشاد: اِبنی ھٰذا سیدٌ پر پڑتی ہے، تو جگر گوشۂ بتول اور دلبندِ علیؓ و رسول سیّدنا امام حسن مجتبیٰؓ کی تصویر آنکھوں میں پھرنے لگتی ہے کہ اللہ اللہ اُس ذاتِ عالیہ

کا کیا مقام ہوگا جو اِتنی اَن گنت صفاتِ کاملہ کی حامل تھی اور جس کی اِنہی صفاتِ عالیہ کی بِنا پر خود حضور علیہ السّلام نے اِبنی ھٰذا سیدٌ کے لافانی لقب اور اعزاز سے نواز کر اُس کی سیادت پر اپنی مُہرِ تصدیق ثبت فرمادی کہ بے شک میرا یہ بیٹا سیّد ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ امام حسنؓ نے اپنے ساتھ پیش آمدہ ہر ناروا سلوک، مصائب وشدائد اور مخالفین وحاسدین کی طرف سے کیے جانے والے رکیک حملوں کو جس پامردی، خندہ پیشانی اور متانت کے ساتھ تادمِ آخر برداشت کیا، دنیا اُس کی نظیر لانے سے قاصر ہے ع

اے فاطمہ کے لال! یہ تیرا ہی کام ہے

سو بندہ یہ عرض کررہا تھا کہ حضور علیہ السّلام نے جو امام حسنؓ کو اِبنی ھٰذا سید فرمایا، تو یہ بطورِ نسب نہیں فرمایا، بلکہ بطورِ لقب فرمایا اور لقب کسی وصف کا مظہر ہوتا ہے۔ جب کہ عَلَم میں یہ بات نہیں ہوتی۔ چنانچہ سیّدنا امام حسنؓ انتہا درجے کے کریم، سخی اور تمام قابلِ تعریف اوصاف کے حامل تھے۔ بناءً علیہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا کہ یقیناً میرا یہ بیٹا سیّد ہے۔ ساتھ ہی پیش گوئی بھی فرمادی کہ لعلّ اللہ یصلح بہ بین فئتین عظیمتین من المسلمین۔ لہٰذا آپؓ کا سیّد ہونا وصفًا اور لقبًا ہے نہ کہ نسبًا۔

لفظِ سیّد کے اطلاق کی ایک اور دلیل

اوصاف کے تحت کسی پر لفظِ سیّد کے اطلاق کی ایک اور دلیل ملاحظہ ہو۔ تفسیرِ خازن میں آیت سیّدًا وّ حصُورًا وّ نبیًا مّن الصّالحین کے تحت یوں آیا ہے کہ حضور علیہ السّلام نے بنوسلمہ سے پُوچھا کہ تمہارا سیّد (سردار) کون ہے؟ اُنہوں نے جواب دیا ہمارا سیّد جد بن قیس

ہے، مگر وہ بہت ہی بخیل اور کنجوس ہے، چنانچہ ہم اُسے بُخل کی طرف منسوب کرتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا: وہ تمہارا سیّد نہیں، بلکہ تمہارا سیّد عمرو بن جموح ہے۔ اِس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے سخاوت کے وصف کی بِنا پر عَمرو بن جموح کو سیّد قرار دیا اور وصفِ بُخل کی بِنا پر جد بن قیس کو سیادت اور سیّد کے عہدے سے ہٹا دیا۔

پس حدیثِ مُحوّلہ بالا کی رُو سے جس طرح لفظِ سیّد کا حضرت امام حسنؓ پر بطورِ تنصیص اطلاق ہوا، اُسی طرح اِس لفظ کا بقیہ افراد مثلاً حضرت فاطمہؓ اور امام حسینؓ کی ذات پر اِتنے اہتمام اور تنصیص سے اِطلاق نہیں ہوا۔ اِس کی مثال بالکل وہی ہے کہ قرآنِ مجید میں لفظِ خلیفہ کا جس طرح حضرت داوٗد علیہ السّلام پر اطلاق کیا گیا، اُس طرح بقیہ انبیاء و مُرسلین پر تنصیصًا نہیں ہوا، بلکہ اِنّی جاعل فی الارضِ خلیفة کہنے پر اکتفا کیا گیا۔ یہ دُرست ہے کہ تمام انبیاء وصفًا سیّد ہیں، مگر اِس لفظ کا نصًّا اطلاق صرف حضرت یحیٰؑ پر کیا گیا۔ چُنانچہ قرآنِ مجید میں سیّدًا وّ حَصُورًا وّنبیًا من الصّٰلحین کے واضح الفاظ اُن کی سیادت پر صریحًا دلالت کر رہے ہیں۔ اِس اعتبار سے گویا حضرت یحیٰ علیہ السّلام کی سیادت اور آپ کا سیّد ہونا قطعیُ الثّبوت اور قطعیُ الدّلالہ ہے۔ قرآنِ مجید چُوں کہ نقلِ متواتر سے ثابت ہے، جو قطعیُ الثّبوت کا درجہ رکھتی ہے اور پھر اِس لفظ (یعنی سیّدًا) کی دلالت اپنے معنیٰ پر بھی قطعی ہے، لہٰذا حضرت یحیٰ علیہ السّلام پر لفظِ سیّد کا اطلاق قطعیُ الثّبوت اور قطعیُ الدّلالہ ہوا، بخلافِ آنا سیّد ولدِ ادم، یہ حدیث متواتر نہیں، بلکہ خبرِ واحد ہے، جو ظنّیُ الثّبوت کے درجے میں ہے۔ اِسی طرح جن احادیث میں اہلِ بیتِ عظام پر لفظِ سیّد کا اطلاق ہوا، وہ بھی قطعیُ الثّبوت نہیں، خواہ اُن کا معنیٰ قطعیُ الدّلالہ ہی کیوں نہ ہو، مگر اور

Marfat.com

مصطلحاتِ حدیث کے یہ مُسلّمہ اُمورِ علمِ حدیث کے عالم پر واضح ہیں۔ جیسا کہ ماقبل مذکور ہوا کہ اگرچہ تمام انبیاء علیہم السّلام وصفًا سیّد ہیں، مگر قرآنِ مجید میں لفظِ سیّد کا نصًّا اِطلاق صرف سیّدنا یحیٰ پر ہوا۔ اِس کے باوجود ہم قرآنِ مجید کی بعض آیات سے حضور ﷺ کے سیّدولدِ ادم ہونے کا اِستخراج و استنباط کرسکتے ہیں اور ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ آپ افضلُ الانبیاءٗ سیّدالبشر اور سیّدالسّادات ہیں۔

قرآنِ مجید میں لفظِ سیّد کے ایک اور مستعملہ پہلو کا ثبوت

بندہ نے بحوالہ لسان العرب جہاں لفظِ سیّد کے مختلف معانی ذکر کیے ہیں، وہاں اِس کا ایک معنیٰ رئیسِ قوم بھی مذکور ہوا، جسے ہمارے عُرف کے مطابق مطلق سردار یا وڈیرا کے الفاظ سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ ایسے رئیسِ قوم کے لیے ضروری نہیں کہ وہ اپنی قوم کی سیادت کے منصب پر صفاتِ عالیہ مذکورہ کے تحت ہی فائز ہوا ہو، بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ ایسا شخص کثرتِ دولت اور محض اپنی قوتِ اقتدار کے زور پر جبرًا اپنے علاقہ یا اپنی قوم پر تسلّط جمائے ہوئے ہو۔ قرآنِ مجید کی ایک آیت میں لفظِ سیّد بصورتِ جمع اِسی مذکورہ مفہوم میں استعمال ہوا۔ آیتِ کریمہ یہ ہے:
وقالوا ربّنآ اِنّا اطعنا سادتنا و کبرآءَ نا فاضلّونا السّبیلاؔ[1]۔ اِس آیتِ مبارکہ کا ترجمہ پیش کرنے سے قبل اِس سے پہلی دو آیات کا صرف ترجمہ پیش کیا جاتا ہے، تا کہ بات پُوری طرح ذہن نشین ہو سکے۔

''ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے کافروں پر لعنت کی اور اُن کے لئے جہنم تیار کی، جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور کسی کو اپنا دوست اور مددگار نہ پائیں گے۔ جس دن اُن کے چہرے آگ میں پھیرے جائیں گے، تو وہ کہیں گے اے کاش ہم اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی اطاعت

---

[1] سورۂ احزاب، آیت نمبر 67

Marfat.com

کرتے اور کہیں گے اے ہمارے ربّ! ہم نے اپنے سادات (یعنی کافر سرداروں) اور وڈیروں کی اطاعت کی (اور اُن کے کہنے پر چلے) پس اُنہوں نے ہمیں راستے سے بھٹکا دیا۔'' (انتھٰی)

محوّلہ بالا آیۂ مبارکہ میں واقع لفظِ سادتنا سیّد کی جمع ہے اور اِس کی جمع الجمع سادات آتی ہے۔ مذکورہ آیت میں سادتنا مطلق سردارانِ قوم کے معنٰی میں مستعمل ہوا' کیوں کہ اِسی مفہوم کی تائید اِس کے بعد کا لفظ کبرآءَنا کر رہا ہے۔ جس کے معنٰی آسان اور سادہ زبان میں یہ ہوں گے کہ اے ہمارے ربّ! ہم سے تو ہماری قوم کے چوہدریوں اور وڈیروں نے اپنی اطاعت کروائی اور ہم آنکھ بند کر کے اُن کے ہر حکم اور نقطۂ نظر کو تسلیم کرتے رہے۔

خلاصۂ بحث یہ ہے کہ سیّد یا سادات کے الفاظ کے لیے بطورِ علامت نسب کسی قوم پر اطلاق کو ثابت کرنا جُوئے شیر لانے کے برابر ہے۔ بالفرض اگر لفظِ سیّد سے کوئی نسبِ خاص ہی مراد ہو کہ اِس لفظ کا جس عبارت میں اور جہاں بھی تذکرہ ملے تو اُس سے ایک خاص خاندان یا نسب ہی کے لوگ مراد ہوں گے' تو پھر کیا آیۂ محوّلہ بالا میں وارد لفظِ سادتنا سے موجودہ دَور کے فاطمی سادات ہی مراد لیے جائیں گے؟ بندہ کے خیال کے مطابق کوئی بھی ذِی شعور اور ذِی عقل و دانش سیّد صاحب یا شاہ صاحب اِس کے دائرۂ اطلاق میں خود کو شامل سمجھنے کے خواہشمند یا مدّعی نظر نہیں آئیں گے' کیوں کہ اِس آیت میں وارد لفظِ سادتنا سے موجودہ سادات مراد ہیں ہی نہیں۔ اِس لیے کہ یہ حضرات بحمد اللہ مسلمان ہونے کے ناتے حضور ﷺ کی اُمّت میں داخل ہیں اور آیتِ محوّلہ بالا میں مذکور سادتنا سے مراد کافر اقوام

Marfat.com

کے کافر سردار اور وڈیرے ہیں۔ معلوم ہوا کہ اصلِ قوم اور شے ہے اور کسی قوم کے کسی فرد پر بربنائے اوصاف لفظِ سیّد کے اطلاق کی حیثیت اور شے ہے' کیوں کہ کسی پر کسی لقب کا اِطلاق بربنائے وصف کیا جاسکتا ہے۔ مگر یہ بات عَلَم کے لیے ضروری نہیں ہوتی' کیوں کہ اسم اور مسمّٰی میں مناسبت کا ہونا شرط نہیں۔ علاوہ ازیں آیۂ محوّلہ بالا سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ اگر کسی مسلم پر لفظِ سیّد کا اطلاق لقباً جائز ہے تو بعینہٖ کسی کافر سردار پر بھی اُس کی قوم کے افراد اِس لفظ کا اطلاق کر سکتے ہیں' جیسا کہ اِس اُمر کا ثبوت آیۂ محوّلہ بالا سے پیش کر دیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بلادِ عرب میں آج تک بھی غیر مسلم سربراہوں کے اسماء کے ساتھ سیّد کا لفظ مستعمل اور رائج ہے اور یہ بطورِ اعزاز ہے' یعنی جناب اور محترم کے معنٰی میں بولا جاتا ہے۔

اِن شواہد اور قوی دلائل سے یہ بات طے ہوگئی کہ بنو فاطمہ باعتبارِ نسب ہاشمی قریشی ہیں' البتہ اِن کے آباء پر چوں کہ لفظِ سیّد بربنائے اوصاف بولے جانے کا ثبوت احادیث میں ملتا ہے' لہٰذا لقباً اور اعزازاً اِس خاندان کے افراد کے لیے اِس لفظ کا استعمال جائز ہے' کیوں کہ اِن کے آباؤ اجداد کو اوصافِ حمیدہ اور فضائلِ عالیہ کی بِنا پر اِس لفظ کا اہل قرار دیا گیا' مگر اِس کے ساتھ ساتھ بندہ بصد معذرت دورِ حاضر کے تمام فاطمی سادات سے بشمولِ خود مُلتمس ہے کہ ہم محض اِس روایتی انتساب پر فخر کرنے کے بجائے اِس لفظ سے ملقب ہونے کے حقیقی طور پر مُستحق اور اہل بھی بنیں اور صرف پدرم سلطان بُود پر گزارا کرنے سے گُریز کریں۔ جیسا کہ ملفوظاتِ مہریّہ میں حضرت گولڑویؒ کا ایک ملفوظ موجود ہے۔ جس میں آپ نے ایک پیرزادہ کو نسبی گھمنڈ سے منع فرماتے ہوئے نسب پر حَسب کی فضیلت واضح فرمائی اور محض نسب

Marfat.com

پر بھروسہ کرنے سے روکا[1]۔

خلاصۂ بحث یہ کہ بندہ کے نزدیک سیادت سے متعلق مذکورہ بالا تعریفات کے مطابق حضرت گولڑوی ؒ ایسی ہستیاں ہی لفظاً و معناً اِس اعزازی لقب یعنی سیّد سے مُلقب ہونے کی اہل ہیں یا پھر وہ سادات اِس لقب کے اہل ہو سکتے ہیں جو صُوری و معنوی فضائل' خصائل' اوصافِ حمیدہ اور ظاہری و باطنی کمالات کے اعتبار سے اپنی ذات کو عظیم المرتبہ اکابر اسلاف کی چلتی پھرتی تصویر صرف ظاہر ہی نہ کریں' بلکہ محسوس بھی کروائیں اور اگر معاملہ اِس کے برعکس ہو تو ایسے سادات کو فقیر کا یہ مشورہ مفید رہے گا کہ وہ اِس لفظ سیّد سے وابستہ خصوصیات کے فُقدان کی صورت میں خواہ مخواہ اِس کو اپنی ذات پر منطبق کرنے اور اِس لفظ پر لڑنے مرنے کے بجائے اِس سے گُریز فرمائیں اور خود کو نسباً صرف قریشی یا پھر ہاشمی ہی ظاہر کرنے پر اِکتفا کریں' ورنہ وہ اِس صورت میں بدنام کنندۂ نکونامے چند کا مصداق ہی بن سکیں گے' جو کہ اُن کے عظیم المراتب اکابر سادات کے لیے مُوجبِ توہین ہے۔ اِس لیے کہ صرف حَسنی حُسینی کہلانا کچھ اور ہے اور حَسنی حُسینی کمالات کا خود کو وارث ثابت کرنا کچھ اور ہے۔

قارئینِ کرام! لفظِ سیّد و سادات کے معانی اور اُن کے مصادیق پر سَیر حاصل گفتگو کرنے کے بعد اب اصل مسئلہ کے اہم ترین پہلو یعنی کُفو کے لفظ کی وضاحت کی جاتی ہے اور اِس سلسلے میں پہلے چند اوراق مشہور محقق سکالر الدّکتور وھبۃ الزّحیلی کی کتاب الفقہ الاسلامیّ وَاَدلّتہٗ سے پیش کیے جاتے ہیں دوبارہ اِسی مسئلہ کو دیگر علمائے اِسلام کی تحقیق کی روشنی میں بھی بیان کیا جائے گا' اِس تکرار کو تکرارِ محض نہ سمجھا جائے' بلکہ ہر تکرار میں

---

1. ملفوظاتِ مہریہ' ص 93' طبعِ پنجم' سنِ طباعت 2005ء' نیز مہرِ منیر' باب دوم' ص 482' طبعِ سوم' مطبوعہ لاہور' سنِ طباعت 1976ء

Marfat.com

مسئلہ مَانحنُ فیه کا ایک دوسرا پہلو زیرِ بحث آئے گا تو نتیجہ نکلنے پر اِس تکرار کا فائدہ معلوم ہوگا۔

وضاحتِ کفو برائے تفہیمِ مسئلہ کفو

الکفاء ۃ لغۃً المُماثلۃ والمُساواۃ یقال: فلان کفٌ لفلانٍ ای مساوٍ لہ ومنہٗ قولہٖ ﷺ "المسلمون تتکافأ دماءھم ای تتساوی فیکون دم الوضیع منھم کدم الرّفیع" ومنہٗ قولہٖ تعالیٰ "ولم یکن لہٗ کفوًا احد" ای لا مثیل لہ۔

ترجمہ: کفاءت' لُغت میں تو برابری و یکسانیت کے معنیٰ میں ہے۔ اِسی لیے کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص فلاں کا کفو ہو گیا' یعنی اُس کے برابر ہو گیا۔ جیسا کہ حدیث شریف (رواہ احمد والنّسائی و ابو داؤد عن علی کرّم اللّٰہ وجہہٗ) میں ہے۔ مسلمانوں کے خون متکافی ہیں' یعنی حُرمت وحفاظت میں برابر ہیں۔ جس طرح کسی اُونچے' معزّز طبقے سے تعلّق رکھنے والے مسلمان کا خون بہانا حرام ہے۔ اِسی طرح غریب اور نچلے طبقے سے تعلّق رکھنے والے مسلمان کا خون بہانا بھی حرام ہے اور جیسا کہ قرآنِ مجید میں ہے کہ اُس (اللّٰہ تعالیٰ) کا کوئی مثیل نہیں ہے۔

اِسی طرح فقہِ حنفی کی معتبر کتاب البحر الرّائق میں ہے: الا کفاء جمع کفؤ بمعنی النّظیر لغۃ والمراد ھٰھنا المُماثلۃ بین الزّوجین فی خصوص امورٍ۔

ترجمہ: اِکفاء کُفو کی جمع ہے۔ اِس کے لُغوی معنیٰ نظیر اور مساوی القدر کے ہیں۔ اِس مقام پر چند خاص اُمور میں زوجین کے درمیان مُماثلت مراد ہے۔

فقہِ حنفی کی ایک اور معتبر کتاب ہدایہ میں ہے: الکفاءۃ فی النّکاح معتبرۃ قال علیہ السّلام

الفقہ الاسلامیّ وادلّتہٗ' الجزء السّابع' الفصل الخامس' باب الکفاءۃ فی الزّواج' ص229

البحر الرّائق عربی' از علامہ زین الدین الشّھیر با بن نجیمؒ' ج3' ص174

Marfat.com

الا لا یزوّ ج النسآء الّا الاولیاء و لا یزوّ جن الّا من الا کفاء ولانّ انتظام المصالح بین المتکافئین عادۃ لانّ الشّریفۃ تا بٰی ان تکون مستفرشۃ للخسیس فلابدّ من اعتبارھا بخلاف جانبھا لانّ الزّوج مستفرش فلا تغیظہ' دناءۃ الفراش[1]۔

ترجمہ: کفاءت نکاح میں معتبر ہے۔ رسالت مآب ﷺ کا ارشاد ہے۔ خبردار اولیاء کے سوا عورتوں کا نکاح کوئی نہ کرائے اور اُن کا نکاح صرف اَکفاء (کُفو والوں) میں کرایا جائے اور اِس لیے کہ نکاح کی مصلحتیں عموماً اُس وقت پایۂ تکمیل تک پہنچ سکتی ہیں' جب میاں بیوی مماثل ہوں' کیونکہ ایک شریف خاندان کی عورت کسی خسیس آدمی کے لئے حُقوقِ زوجیّت پیش کرنے سے انکار کرتی ہے' پس کُفو کا اعتبار ضروری ہے' عورت کی جانب کے برعکس کہ خاوند اُسے لِٹانے والا ہے۔ پس لیٹنے والی عورت کی خستِ نسب اُسے (خاوند کو) غضب ناک نہیں کرتی۔

تعریفِ کُفو

احناف کے نزدیک کُفو کا مفہوم یہ ہے کہ چند خاص اُمور میں مرد' عورت کا ہم پلّہ ہو اِن اُمور کی تعداد چھ ہے۔ نسب' اِسلام' پیشہ' حُرّیّت' دین' مال۔ نسب کے لحاظ سے ادنیٰ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ مرد' عورت کے خاندان اور قبیلے کے برابر خاندان اور قبیلے کا نہ ہو۔ اِس کی تفصیل یہ ہے کہ اشخاص دو قسم کے ہیں' عرب اور اہلِ عجم۔ پھر عربی بھی دو طرح کے ہوتے ہیں' قریشی اور غیر قریشی۔ اگر مرد قریشی اور عورت قریشیہ ہو تو دونوں ہم کُفو شمار ہوں گے۔ اگرچہ اُن کے قبیلے مختلف ہوں مثلاً مرد نوفلی (بنو نوفل سے) اور عورت ہاشمیہ ہو۔

---

[1] الھدایہ' از علّامہ برہان الدّین مرغینانیؒ' کتاب النّکاح' جلد دوم

لفظِ کفو کی بحث

جیسا کہ سطورِ سابقہ میں گزر چکا ہے کہ عربی لغت میں یہ لفظ برابری کے معنٰی میں آتا ہے۔ چنانچہ عرب کہتے ہیں: تکافأ الشیئان[1] دونوں چیزیں برابر ہوگئیں۔ یہ اِس کا بنیادی معنی ہے۔

الکفاءۃ فی النکاح[2] اِسی سے ماخوذ ہے' یعنی شوہر کا اپنی بیوی کے ساتھ حسب و نسب اور گھرانے میں برابر ہونا۔

اگر ایسا نہ ہو تو خاوند اور بیوی کی زندگی کئی الجھنوں کا شکار بن جاتی ہے اور عدمِ اطمینان کے باعث یہ رشتہ زیادہ دیر چل نہیں سکتا' بلکہ آخر کار ٹوٹ جاتا ہے۔ اِس لیے فقہائے اِسلام نے کُفو کو نکاح میں شرط رکھا ہے۔ جس کی مزید وضاحت عنقریب آرہی ہے اور جن عُلماء نے کُفو کو تسلیم نہیں کیا' اُنہوں نے بھی دلائل دیے ہیں۔ اب جانبین سے دلائل ملاحظہ ہوں۔

غیر قائلینِ کُفو کے دلائل

اِن حضرات میں بھی بڑی شخصیات شامل ہیں۔ اِس سلسلے میں پوری بحث ملاحظہ فرمائیں۔ مشہور محقق الدکتور وھبۃ الزحیلی' صاحبِ الفقہ الاسلامیّ وادلّتہٗ تحریر فرماتے ہیں۔ "واَمّا آراء الفقہاء فی اشتراطِ الکفاءۃ فلھم رأیان"

الرّأی الاوّل: رأی بعضھم کالثوری و الحسن البصری و الکرخی من الحنفیّۃ: اَنّ الکفاءۃ لیست شرطًا اصلاً لا شرط صحّۃ للزّواج ولا شرط لزوم فیصحّ الزّواج ویلزم سواءً أکان الزّوج کفؤا للزّوجۃ أم غیر کفءٍ وا ستدلّوا بما یأتی[3]۔

---

[1] ابنِ فارس

[2] لسان العرب

[3] الفقہ الاسلامیّ وادلّتہ' ج7' ص230

ترجمہ: اور بہرحال فُقہاء کی رائے کفاءت کے شرط ہونے کے بارے دو قسم کی ہے۔ پہلی رائے: یہ بعض فقہاء کی رائے ہے' جیسا کہ حضرت سفیان ثوریؒ' حسن بصریؒ اور عُلمائے احناف میں سے امام کرخیؒ۔ اِن کی رائے یہ ہے کہ نکاح کے معاملہ میں کفاءت اصلاً شرط نہیں ہے' نہ تو صحتِ نکاح کی شرط ہے اور نہ ہی لزومِ نکاح کی۔ لہٰذا چاہے خاوند' بیوی کا کُفو ہو یا نہ ہو' نکاح اگر ہو جائے تو وہ صحیح بھی ہوگا اور لازم بھی ہو جائے گا۔ اِن فقہاء کے درجِ ذیل دلائل ہیں۔

دلیلِ اوّل

قولہٗ ﷺ "الناس سواسیة کأسنان المشط' لا فضل لعربیّ علی عجمیّ انّما الفضل بالتّقوٰی" فھو یدلّ علی المساواۃ المطلقة و علی عدم اشتراطِ الکفاءۃ ویدلّ لہٗ قولہٗ تعالٰی "انّ اکرمکم عند اللّٰہ اتقاکم" و قولہٗ تعالٰی "وھو الّذی خلق من المآء بشرًا" وحدیث "لیس لعربیٍ علی عجمیّ فضل الّا بالتّقوٰی"[1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کا فرمان "لوگ باہم برابر ہیں کنگھی کے دندانوں کی طرح' کسی عربی کو کسی عجمی پر فضیلت نہیں ہے' فضیلت تو بس تقوٰی کے سبب ہی ہے" پس یہ حدیثِ پاک مطلق مساوات پر دلالت کرتی ہے اور نکاح میں کفاءت کے شرط نہ ہونے پر دلالت کرتی ہے اور (اِسی طرح) اللہ تعالٰی کا یہ فرمان بھی (اِسی موقف پر) دلالت کرتا ہے۔ "بے شک تُم میں اللہ کے نزدیک زیادہ عزّت والا وہ ہے' جو تم میں سے زیادہ تقوٰی والا ہے" اور اللہ تعالٰی کا یہ فرمان "اور اللہ وہ ہے جس نے پانی (نُطفہ) سے بشر کو پیدا کیا" اور حدیث شریف "کسی عربی

[1] الفقہ الاسلامیّ وأدلّتہ' ج7' ص230

Marfat.com

کو عجمی پر فضیلت نہیں مگر تقوٰی کے سبب۔''

قارئینِ کرام! غیر قائلینِ کُفو کے دلائل میں سے کچھ دلائل یہ تھے' باقی آگے آئیں گے۔اب قائلینِ کفو کی طرف سے اِن دلائل کے جوابات بھی ملاحظہ ہوں۔

قائلینِ کفو کی جانب سے جواب

وردّ علیہ بأنّ معناہ أنّ النّاس متساوون فی الحقوق و الواجبات و انھم لا یتفاضلون الّا بالتّقوٰی أمّا فیما عداھا من الاعتبارات الشّخصیّۃ الّتی تقوم علٰی اعراف النّاس وعاداتھم فلاشکّ فی انّ النّاس یتفاوتون فھناك تفاضل فی الرّزق والثّروۃ "واللّٰہ فضّل بعضکم علٰی بعض فی الرّزق" وھناك تفاضل فی العلم یقتضی التّکریم" یرفع اللّٰہ الّذین اٰمنوا منکم و الّذین اوتوا العلم درجات" ومایزال النّاس یتفاوتون فی منازلھم الاجتماعیّۃ ومراکزھم الادبیّۃ وھو مقتضی الفطرۃ الانسانیّۃ والشّرعیّۃ لا تصادم الفطرۃ والاعراف و العادات الّتی لاتخالف اصول الدّین ومبادئہ[1]۔

ترجمہ: (مندرجہ بالا دلائل غیر قائلینِ کُفو) کا جواب اِس طور پر دیا گیا کہ لوگوں کے برابر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ سب انسان حقوق اور واجبات کے معاملہ میں برابر ہیں اور بے شک اُنہیں تقوٰی کے سبب ہی فضیلت ملی ہے۔البتّہ باقی شخصی اعتبارات کے سلسلہ میں ہر شخص کی حیثیت کے تعیّن کے لیے لوگوں کے مابین متعارف عُرف و عادات کی بنیاد پر

[1] الفقہ الاسلامی وادلتہ' ج7' ص230

Marfat.com

بے شک انسانوں کے مابین فرق ضرور ہے۔ دیکھئے یہاں رزق اور دولت میں سب برابر نہیں ہیں اور اللہ تعالیٰ کا اپنا فرمان ہے ''اور اللہ نے رزق کے معاملہ میں تم کو ایک دوسرے پر فضیلت دی ہے'' اور ایسے ہی علمی برتری ہے' جو اہلِ علم کی عزّت وتکریم کا تقاضا کرتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے'' بلند فرماتا ہے اللہ تم میں سے ایمان والوں کو اور علم والوں کو کئی درجے'' اور ہمیشہ اِسی طرح ہوتا ہے کہ لوگوں کے درمیان اجتماعی مراکز اور ادبی منازل کے لحاظ سے فرق ہوتا ہے اور یہ فرق ملحوظ رکھنا فطرتِ انسانی کا عین تقاضا بھی ہے اور شریعت بھی فطرت' عُرف اور لوگوں کی اُن عاداتِ حسنہ کے ساتھ نہیں ٹکرایا کرتی' جو دین کے اُصول اور مبادی کے خلاف نہ ہوں۔

اب غیر قائلینِ شرطِ کفو کے مزید دلائل اور اُن کا جواب ورَدّ قائلینِ کفو کی طرف سے ملاحظہ ہو۔

غیر قائلینِ کُفو کی دلیلِ دوم

وھو انّ بلا لًا رضی اللہ عنہٗ خطب الی قوم من الا نصار' فأبوا ان یزوّجوہٗ فقال لہٗ رسول اللہ ﷺ " قل لھم انّ رسول اللہ یأمرکم ان تزوّجونی" أمرھم النّبیّ ﷺ بالتّزویج عند عدم الکفاءۃ ولو کانت معتبرۃ لما أمر لانّ التّزویج من غیر کفو غیر مأمور بہٖ ویؤ یّدہٗ انّ سالم مولٰی امرأۃ من الانصار زوّجہٗ ابوحذیفۃ من ابنۃ اخیہٖ ھند بنت الولید بن عتبۃ بن ربیعۃ وکذلک أمر النّبیّ ﷺ امراۃ قریشیّۃ ھی فاطمۃ اخت الضّحاک بن قیس وھی من المھاجرات الاول

Marfat.com

ان تتزوّج اسامة قائلاً لها " انکحی اسامة " وروی الدار قطنی انّ اخت عبد الرّحمٰن بن عوف کانت تحت بلال و یدلّ لہٗ : انّ اباھند حجم النبیّ ﷺ فی الیافوخ فقال النبیّ ﷺ یابنی بیاضة انکحوا اباھند وا نکحوا الیہ۔[1]

ترجمہ: (کُفو کے شرط نہ ہونے کو ثابت کرنے کے سلسلے میں حضور ﷺ کے عمل مبارک سے ثابت شُدہ ایک حدیث شریف کہ) بے شک حضرت بلالؓ نے انصار کے ایک قبیلہ والوں سے اپنے لیے رشتہ مانگا' تو اُنہوں نے رشتہ دینے سے اِنکار کر دیا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلالؓ سے فرمایا کہ اِنہیں جا کر کہو کہ ''بے شک اللہ کا رسول تمہیں حکم دیتا ہے کہ تُم مُجھ سے اپنی لڑکی بیاہ دو'' حضرت بلالؓ اور انصار میں عدمِ کفاءت کے باوجود نبی کریم ﷺ نے اُنہیں نکاح کر دینے کا حکم فرما دیا اور اگر کفاءت نکاح میں شرطِ معتبر ہوتی تو یقیناً آپ اُنہیں حکم نہ فرماتے۔ حدیثِ مذکور سے تو اُلٹا غیر کُفو میں نکاح کرنے کا حکم ثابت ہو رہا ہے اور اِس موقف کی مزید تائید اِس سے بھی ہوتی ہے کہ ایک انصاری عورت کے سالم نامی غلام کے ساتھ حضرت ابو حذیفہؓ نے اپنی بھتیجی کی شادی کر دی' جس کا نام ھند بنتِ ولید بن عتبہ بن ربیعہ تھا اور ایسے ہی نبی کریم ﷺ نے ایک قریش خاندان کی خاتون فاطمہ نامی' جو ضحاک بن قیس کی بہن تھیں اور اسلام کی پہلی ہجرت کنندہ خواتین میں سے تھیں' کو حکم فرمایا کہ وہ حضرت اسامہ بن زیدؓ کے ساتھ شادی کرے اور آپ نے فاطمہ اُختِ ضحاک کو بایں الفاظ حکم دیتے ہوئے فرمایا ''تُو اسامہ کے ساتھ نکاح کر لے'' اور دارِ قُطنی نے روایت کیا کہ حضرت عبدالرّحمٰن

[1] الفقہ الاسلامی وادلتہ' ج7' ص231

Marfat.com

بن عوفؓ کی بہن حضرت بلالؓ کی زوجیّت میں رہیں اور اِسی موقفِ بالا پر یہ دلیل بھی ہے کہ آپ کے ایک نیازمند ابو ہند نے آپ کو پچھنے لگائے یافوخ میں۔ پس آپ نے فرمایا: ''اے بنو بیاضہ (خاندان والو)! تم ابو ہند کو رشتہ دے دو۔'' تو اُنہوں نے تعمیلِ ارشاد کرتے ہوئے ابو ہند کو رشتہ دے دیا۔

قائلینِ کفو کی جانب سے جواب

وردّ علَی الاحادیث بمعارضتها بأحادیث اُخرٰی تتطلب الکفاءة فتکون محمولةً علَی الندب و لا فضل وبأنّ التّسویة بین العرب و غیرهم انّما هو فی احکام الآخرة امّافی الدّنیا فقد ظهر فضل العربیّ علَی العجمیّ فی کثیرٍمن احکام الدّنیا[1]۔

ترجمہ: غیر قائلینِ کفو کی پیش کردہ احادیث وامثلہ کا جواب اُن احادیث کے ساتھ دیا گیا، جن میں کفاءت کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ پس اِس لحاظ سے کفاءت کو ثابت کرنے والی احادیث کو نُدبیّت اور افضلیّت پر محمول کیا جائے گا کہ مندوب و افضل یہی ہے کہ کفاءت کو ملحوظ رکھا جائے۔ اِس لیے کہ عرب اور غیر عرب میں برابری احکامِ آخرت کے معاملات میں ہے، دُنیوی معاملات اور احکام میں بہت سے پہلوؤں سے عجمیوں پر عربیوں کی فضیلت ظاہر ہے۔

غیر قائلینِ کفو کی دلیلِ سوم

الدّماء متساویة فی الجنایاتِ، فیقتل الشّریف بالوضیع والعالم بالجاهل فیقاس علیها عدم الکفاءة فی الزّواج فان کانت الکفاءة غیر معتبرة فی الجنایات

[1] الفقہ الاسلامی وادِلّتہ، ج7، ص 231

Marfat.com

فلا یکون معتبرۃ فی الزّواج بالأولیٰ[1]۔

ترجمہ: سزاؤں اور تاوان کے معاملہ میں تمام خون برابر ہیں۔پس کسی عام معمولی اِنسان کے قتل کے بدلہ میں اعلیٰ خاندان کے انسان کو قتل کیا جائے گا۔اِسی طرح جاہل آدمی کے قتل کے بدلے میں عالم کو قتل کیا جائے گا۔پس اِس سے نکاح کے معاملے میں عدمِ کفاءت کو قیاس کیا جاتا ہے کہ اگر جنایات (تاوان) کے معاملہ میں کفاءت کا اعتبار نہیں کیا گیا' تو نکاح کے معاملہ میں بطریقِ اولیٰ اِس کا اعتبار نہیں ہے۔

قائلینِ کُفو کی جانب سے جواب

وردّ علیہ بأنّہٗ قیاس مع الفارق لانّ التّساوی فی القصاص فی المسائل الجنایات انّما طلب لمصلحۃ النّاس و حفظ حقّ الحیاۃ حتّی لا یتجرّأذوا لجاہ أوالنّسب علیٰ قتل من دونہ ممّن لایکافئہ' امّا الکفاءۃ فی الزّواج فلتحقیق مصالح الزّوجین من دوام العشرۃ مع المودّۃ و الالفۃ بینھماولا تتحقّق تلک المصالح الّا باشتراط الکفاءۃ[2]۔

ترجمہ: غیرقائلینِ کفو کی اِس دلیل کا رد کیا گیا بایں طور کہ یہ قیاس' قیاس مع الفارق ہے' اِس لیے کہ جنایات کے مسائل میں قصاص کے اندر جو برابری رکھّی گئی ہے' اِس حکمت کے تحت کہ اِس میں ایک معاشرے میں بسنے والے انسانوں کی بھلائی اور اُن کی زندگی کے حق کا تحفّظ ہے' تا کہ کوئی بڑے مرتبے اور بڑے خاندان والا آدمی کسی نچلے طبقے کے انسان کے قتل کرنے پر دلیر نہ ہو سکے' لیکن نکاح میں جو کفاءت ملحوظ رکھی گئی ہے' وہ زوجین کے درمیان بھلائی اور ہمیشہ ایک ساتھ اچھی اور باہمی اُلفت ومحبّت کی زندگی گزارنے کے لیے ملحوظ رکھی گئی ہے' بھلائی اور

---

[1] الفقہ الاسلامی وأدلتہ' ج7' ص231

[2] الفقہ الاسلامی وأدلتہ' ج7' ص232

Marfat.com

یہ باہمی محبتِ زوجین اور باہمی اعتماد تب ہی برقرار و بحال رہ سکتا ہے جب کفاءت (برابری) کی شرط رکھی جائے۔

الرّأی الثّانی: رأی جمہور الفقہاء (منھم المذاھب الاربعة): أنّ الکفاءة شرط فی لزوم الزّواج لا شرط صحّة فیه للادلّة التّالیة من السّنّة والمعقول۔

ترجمہ: دوسری رائے: یہ جمہور فقہاء کی رائے ہے (مذاہبِ اربعہ حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی بھی اِسی خیال ونظریہ والے ہیں) کہ بے شک کفاءت لزومِ نکاح کے لئے شرط ہے۔ صحتِ نکاح کے لیے نہیں۔ اِس پر احادیث اور عقل کے لحاظ سے مندرجہ ذیل دلائل ہیں۔

کفاءت پر جمہور فقہاء کے سُنّت (احادیث) سے دلائل

حدیث علیّ انّ النبیّ ﷺ قال لهٗ: "ثلاث لا تؤخّر، الصّلوٰة اذا اتت والجنازة اذا حضرت والأیّم اذا وجدت لها کفوًا" وحدیث جابر: "لا تنکحوا النّساء الّا الاکفاء ولا یزوّجوهنّ الّا الاولیاء ولا مهر دون عشرة دراهم" وحدیث عائشة: "تخیّروا لنطفکم وانکحوا الاکفاء" وحدیث ابن عمر: "العرب بعضهم اکفاء لبعض، قبیلة بقبیلة ورجل برجل والموالی بعضهم اکفاء لبعض، قبیلة بقبیلة ورجل برجل الّا حائك أو حجام" وحدیث عائشة و عمر: "لا منعنّ تزوّج ذوات الاحساب الّا من الاکفاء" وحدیث ابی حاتم المزنی: "اذا اتاکم من ترضون دینهٗ وخلقهٗ فانکحوه، الّا تفعلوه تکن فتنة فی الارض و فساد کبیر" وفیه دلیل علی اعتبار الکفاءة۔[1]

ترجمہ: حضرت علیؓ والی حدیث کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: "اے علی! تین چیزیں

---

[1] الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج 7، ص 232

Marfat.com

ہیں کہ اِن میں تاخیر مت کرنا' نماز جب اُس کا وقت آجائے اور جنازہ جب حاضر ہو جائے اور بغیر شوہر والی عورت جب اُس کا کفو پائے۔'' اور حدیثِ جابرؓ کہ'' عورتوں کا نکاح نہ کرو' مگر اپنے اِکفاء میں اور اُن کا نکاح نہ کریں مگر اُن کے اولیاء اور دس درہم سے کم مہر بھی نہ ہو'' اور حدیثِ عائشہؓ'' اپنے نُطفوں کے لیے بہتری ڈھونڈو اور ہم سَروں کو نکاح کر دو' اور حدیثِ ابنِ عمرؓ عرب ایک دوسرے کے کُفو ہیں' ایک قبیلہ دوسرے قبیلے کے ساتھ اور ایک شخص دوسرے شخص کے ساتھ اور غلام بھی ایک دوسرے کے کفو ہیں' ایک قبیلہ دوسرے قبیلے کے ساتھ اور ایک شخص دوسرے شخص کے ساتھ' مگر جُولاہا اور فصد لگانے والا'' اور حضرت عائشہؓ اور عمرؓ والی حدیث ''میں ضرور ضرور تمہیں منع کرتا ہوں کہ تم حسیب عورتوں کا نکاح صِرف اُن کے کفو ہی میں کرو' اور ابو حاتم مزنی کی حدیث۔'' جب تمہارے پاس ایسا مرد آ جائے' جس کے دین اور اخلاق کو تم پسند کرتے ہو تو اُس کو عورت بیاہ دو۔ اگر تم ایسا نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اور فسادِ عظیم برپا ہو گا۔''

جمہور قائلینِ کُفو کے دلائل کے بارے میں فُقہائے احناف کا فیصلہ

اِن تمام احادیث کو نقل کرنے کے بعد یہاں سرِ دست ایک بات عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ قائلینِ کفو جن میں ہم خود بھی شامل ہیں' کی پیش کردہ احادیث کے متعلق خود فُقہائے احناف کا فیصلہ اور نظریہ بھی نقل کرنا ضروری ہے' تاکہ پتہ چل سکے کہ اِن روایات کی روشنی میں ہمارے جیّد فقہائے احناف مسئلہ کفو اور شرطِ کُفو کو کس درجے میں رکھتے ہیں' کیا یہ شرط واجب ہے' فرض ہے یا مستحب ومندوب ہے؟

Marfat.com

صاحبِ فتح القدیر کمال الدّین ابنِ ہمامؒ فرماتے ہیں۔

هٰذهِ الاحاديث الضعيفة من طرق عديدة يقوّى بعضها بعضًا فتصبح حجّة بالتّظا فرِ و الشّواهد و ترتفع الىٰ مرتبة الحسن لحصول الظّنّ بصحّة المعنىٰ وثبوته عنهٗ ﷺ وفي هٰذا كفاية[1]۔

ترجمہ: یہ احادیث اگرچہ ضعیف ہیں، لیکن مختلف اور متعدّد طُرق سے مروی ہیں، تو یہ طُرق کا تعدّد ایک دوسرے کو قوی کر دیتا ہے۔ لہٰذا یہ تظافُر (معاونت) اور شواہد کی بِنا پر حُجّت ہو جائے گی اور مرتبۂ حسن کو پہنچ جائے گی، رسول اللہ ﷺ سے اِن کا ثبوت ہو جانے اور صحتِ معنیٰ کا یقین حاصل ہو جانے کا سبب ہے۔ پس اِس میں کفایت ہے۔

قارئینِ کرام! علامہ کمال الدّین ابنِ ہمامؒ کے اِس تحریر کردہ فیصلہ سے یہی نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ اِس سلسلے میں روایات مفیدِ استحباب ہی ہیں، مفیدِ وجوب نہیں ہیں۔ شارحِ ہدایہ جسٹس سیّد امیر علی بھی غایت ما فی الباب یہی ثابت کرتے ہیں اور لکھتے ہیں۔ "لیکن یہ استحباب کو مفید ہے۔۔۔۔ غیر مخفی کہ شرط ہونا اِن روایات سے نہیں نکلتا، غایتِ استحباب ہے[2]۔"

اِسی طرح مشہور مُحقّق الدّکتور وهبة الزّحیلی، صاحبِ الفقه الاسلامی وادلّته گزشتہ بالا دونوں آراء کے دلائل اور اُن کے تقابل کے بعد یہی نتیجہ اخذ کرتے ہیں اور لکھتے ہیں:

فتكون محمولة علَى النّدب والا فضل[3]۔

ترجمہ: تو یہ روایات محمول کی جائیں گی نُدب (استحباب) اور افضلیّت پر۔

یہ بھی یاد رہے کہ نُدب کا معنیٰ ہم نے استحباب کیا تو یہ کوئی بے خبری یا تساہل کی بِنا پر نہیں کیا گیا

[1] فتح القدیر، ج 3، ص 186-185، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ پاکستان، نیز الفقه الاسلامی وادلّته، ج 7، ص 233

[2] عین الهدایہ اُردو شرح الهدایہ، ج 2، ص 55، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اُردو بازار لاہور

[3] الفقه الاسلامی وادلّته، ج 7، ص 231

کتبِ مذہب سے یہ بات ثابت ہے۔ علامہ ابنِ عابدین شامیؒ نے فتاوٰی شامی میں فرمایا:

یُسَمّٰی مندوبًا وادبًا) زاد غیرہٗ ونفلاً و تطوّعاً وقدجری ما علیہِ الا صولیّون والمختار من عدم الفرق بین المستحبّ و المندوب وَالادب کما فی حاشیۃ نوح آفندی علَی الدّرر فیسمّٰی مستحبًا من حیث انّ الشّارع یحبّہ ویؤثرہ ومندوبا من حیث انّہ بیّن ثوابہٗ وفضیلتہٗ من ندب المیّت وھو تعدید محاسنِہٖ ونفلاً من حیث انّہٗ زائد علَی الفرض والواجب و یزید بہٖ الثّواب وتطوّعاً انّہٗ فاعلہٗ یفعلہ تبرّعا من غیر ان یأمر بہٖ حتمًا[1]۔

ترجمہ: (اور اُس کا نام مندوب اور ادب رکھا گیا) اُس ماتن کے علاوہ اوروں نے نفل اور تطوّع کا لفظ بڑھایا اور تحقیق اِس پر اُصولیّوں نے طریقہ رکھا اور مستحب' مندوب اور ادب میں فرق نہ ہونا ہی مختار ہے' جیسا کہ حاشیۂ نوح آفندی میں ہے۔ مستحب کو مستحب اِس لیے کہا جاتا ہے کہ شارع علیہ السّلام اِسے دوست رکھتے اور اختیار کرتے ہیں اور مندوب اِس لیے کہا جاتا ہے کہ شارع علیہ السّلام نے اِس کی فضیلت اور ثواب کو بیان کیا ہے۔ یہ لفظِ مندوب' نُدبِ میّت سے ماخوذ ہے اور نُدب یہ ہے کہ میّت کے محاسن وصفاتِ کمال (عُمدگیِ اخلاق وغیرہ) بیان کیے جائیں اور نفل کو اِس لیے نفل کہتے ہیں کہ نفل کا معنٰی زیادتی ہے اور نفل بھی فرض اور واجب پر زائد ہوتے ہیں اور اِسی سبب سے ثواب میں اضافہ ہوتا ہے اور تطوّع اِس لیے کہتے ہیں کہ تطوّع کا معنٰی ہے کہ واجب ہوئے بغیر کسی کام کو اپنی مرضی اور خوشی سے کرنا اور یہاں بھی ایسا ہی ہوتا ہے

[1] حاشیۃ ردّالمحتار علی الدُّرّ المختار' ج 1' ص 91' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ پاکستان۔

Marfat.com

کہ فاعل اِس فعل کو اپنی مرضی اور چاہت سے کرتا ہے بغیر کسی قدغن کے۔

خلاصۂ بحث یہ نکلا کہ کُفو کا ہونا نکاح میں شرط نہیں' اگر ہے تو پھر لولاہ لامتنع[1] کے قبیل سے
نہیں کہ بغیر کُفو کے نکاح کا وجود منتفی ہو جائے' بلکہ مصحح لدخول الفاء کے قبیل سے
کہ اگر کفو میں نکاح ہو تو یہ سونے پہ سُہاگہ ہے' ورنہ رضائے مزوّجہ (منکوحہ) وولاۃ (ورثا
سے نکاح صحیح ولازم ہو جائے گا۔ یہی تو استحباب کا مفہوم[2] ہے' جس کو ہم ابھی بیان کر آئے ہیں
کیوں کہ کفو کی احادیث ظنّیُ الثّبوت اور ظنّیُ الدّلالہ ہیں اور اِس درجہ کی احادیث
استحباب ہی ثابت ہوتا ہے اور اگر اِن احادیث کو ظنّیُ الثّبوت اور قطعیُ الدّلالہ کا درجہ دیا جا
پھر حسبِ قاعدہ کُفو کا وجوب ثابت کیا جائے' تو اِس کا واجب ہونا اِس کے شرط ہونے کو مستلز
نہیں ہوگا' جیسا کہ نکاح میں حقِ مَہر واجب ہے' شرط نہیں ہے۔ عدمِ مَہر سے عدمِ نکاح لاز
نہیں آتا۔ اِسی طرح مسئلۂ کفو بھی ہے کہ عدمِ کُفو سے نکاح کا عدمِ لزوم نہیں ہوگا۔ مزید برآ
یہ کہ جس طرح نکاح میں حقِ مَہر واجب ہونے کے باوجود خود منکوحہ اِس کو ساقط کر سکتی
اِسی طرح حقِ کُفو بھی عورت اور اِس کا ولی ساقط کر سکتے ہیں' جب وہ رضا مند ہو جائیں
یہی تحقیق علمائے احناف کی ہے کہ نکاح میں کُفوِ نسبی کا اعتبار محض اِس لیے ہے کہ بعد از نکا

---

[1] علمائے معقول کی کُتب میں اِس اصطلاح کو استعمال کیا جاتا ہے۔ جس کا آسان مفہوم یہ ہے' کہ اگر دو چیزوں کا وجود
دُوسرے پر یوں موقوف ہو کہ موقوف کا وجود' موقوف علیہ کے وجود کا محتاج ہو کہ اگر موقوف علیہ کا وجود اُٹھ جائے تو موقوف کا وجو
ختم ہو جائے تو اُسے توقف لولاہ لامتنع کہا جاتا ہے۔ لیکن اگر موقوف علیہ کے وجود کی نفی سے موقوف کی نفی نہ ہو' یعنی اُن دونوں
علاقۂ ذاتیہ بین الشیئین نہ پایا جائے' تو اُسے توقف مصحح لدخول الفاء کہا جاتا ہے۔ (ملاحظہ ہو: حاشیۂ ملا حسن' ص 25,26
مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

[2] جب کہ ہمارے مخالفین کہتے ہیں۔ "اب صرف نسب ہی ایسی بات رہ جاتی ہے کہ جس کے متعلق یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ وہ شرط
جس میں علماء کے مندرجہ بالا فرامین کے تحت خاوند کو بیوی کا کفو ہونا نکاح کے لئے بطور لولاہ لامتنع شرط لازم ہے۔ بالخ
اقوام عرب کے لئے' جن کے نسب محفوظ اور غیر مخلوط ہیں' کیوں کہ باقی عجمیوں کے نسب خلط ملط ہو چکے ہیں"۔
(ملاحظہ ہو: تحقیق الحق الظریف الجید' ص 25,26' مؤلفہ علامہ حافظ محمد عبدالحی چشتی بہاولپوری)

Marfat.com

رفین میں کوئی نفرت اور اُلجھن پیدا نہ ہو' ورنہ نفس نکاح کے وجود یا عدم میں کُفوِ نَسبی کا
وئی دخل نہیں۔ اِس لیے امام مالکؒ اور بعض عُلمائے احناف نے نکاح میں کُفوِ نَسبی کا
تبار نہیں کیا' جیسا کہ ہم نے قبل ازیں ثابت کیا' بلکہ اُنہوں نے اسلام ہی کو بنیادی شرطِ نکاح
اردیا ہے' البتّہ جمہور احناف کے نزدیک نکاح میں کُفوِ نَسبی کا اعتبار ہے' مگر بطورِ وجوب
بطورِ شرط نہیں' بلکہ بطورِ استحباب ہے۔ چُنانچہ فقہِ حنفی کی نہایت معتبر کتاب فتح القدیر
سے یہاں ایک طویل اقتباس نقل کیا جاتا ہے' جس سے ہمارے بیان کردہ مَوقِف کی مکمّل
ضاحت ہوجائے گی۔

ولَولَا انّ شرط المشروع القطعی لا یثبت بظنّیّ لقُلنا باشتراطِ الکفاءة
مصحّة ثمّ هٰذا الوجوب یتعلّق بالاولیاء حقًّا لها و بها حقًّا لهم علٰی ما تبیّن
مّا ذکرناه' لکن انما تتحقّق المعصیة فی حقّهم اذا کانت صغیرةً لا نّها
کانت کبیرةً لا ینفذ علیها تزویجهم الّا برضاها فهی تارکة لحقّها کما اذا
ضی الولیّ بترك حقّهٖ حیث ینفذ هذا کلّه مقتضی الادلّة الّتی ذکرناها
ی قطع النّظر عن غیرِها وعلٰی اعتبارها یشکل قول ابی حنیفةؒ فی انّ الابّ
ان یزوّج بنته الصغیرة من غیر کفءٍ فأن قلت خطب ﷺ فاطمة بنت قیس
ی قرشیّة علٰی اسامة بن زید ولیس قرشیًّا وزوّجت اخت عبد الرّحمٰن بن عوف
بلال وهو حبشیّ و زوّج ابو حذیفة بنت اخیهٖ من مولاهٖ وکلّ ذلك بعلم الصحابة
حضةً بفعل النبیّ ﷺ فالجواب انّ وقوع هٰذهٖ لیس یستلزم کون تلك النسآء

Marfat.com

صغائر بل العلم محيط بانّهنّ كبائر خصوصًا بنت قيس كانت ثيبًا كبيرة حين تزوّجها اسامة وانّما جاز لِاسقاطهنّ حقّ الكفاءة هنّ واولياء هنّ هٰذا وفى اعتبار الكفاء خلاف مالكٍ والثوريؒ والكرخيؒ من مشائخنا لما روى عنه ﷺ النّاس سواسيا كأسنان المشط لا فضل لعربيّ على عجميّ انّما الفضل بالتقوٰى قلنا ماروينا يوجب حمل مارووه على حال الآخرة جمعًا بين الادلّة[1]۔

اِس طویل عبارت کا خلاصہ مع سوال و جواب وہی ہے' جو ہم نے ابھی بیان کیا کہ کفاءت عورت اور اِس کے ولی کا حق ہے۔ جب وہ دونوں اِس کو ساقط کر دیں' تو پھر نکاح کے انعقا لزوم اور صحت میں کوئی کلام نہیں' جیسا کہ مندرجہ محوّلہ بالا چند رشتوں میں یہ حقیقت دیکھی جا سکتی ہے۔

مسئلۂ کفو کی وضاحتِ مزید بہ طریقۂ جدید

قارئینِ کرام! ایک بار پھر مختصرًا لفظِ کُفو کا لُغوی اور شرعی معنٰی بیان کیا جاتا ہے اور بھی بیان کیا جاتا ہے کہ کُفو کس کا حق ہے؟ عورت کا یا اُس کے اولیاء کا' نیز یہ کہ کفاءت صِرف نکاح کنندہ مرد کے لیے ضروری ہے کہ وہ عورتِ منکوحہ کا کفو ہو یا کہ عورت کے لیے ضروری ہے کہ وہ مرد کی کفو ہو۔ شامی میں ہے: قال القهستانى: الكفاءةُ لُغةً المساواة وشرعًا مساواةُ الرّجل للمرأةِ فى الامورِ الآتيّة[2]۔

خلاصۂ عبارت یہ ہے کہ کفو کا لُغوی معنٰی مساوات اور برابری ہے اور شرعی معنٰی یہ ہے مرد عورت کے برابر ہو' آنے والے اُمور میں۔

---

[1] فتح القدير لامام ابنِ الهمام' ج 3' ص 187

[2] حاشية ردّالمحتار على الدّرّالمختار' ج 2' ص 344' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

Marfat.com

اِس سے معلوم ہوا کہ مرد کے لیے ضروری ہے کہ شرافت میں عورت کے برابر ہو
زیادہ' لیکن عورت سے شرافت میں کم نہ ہو۔ مگر امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک عورت شرافت میں
مرد کے برابر بھی ہوسکتی ہے اور کم بھی' البتہ شرافت میں عورت' مرد سے زیادہ نہیں ہوسکتی۔
اس لیے کہ اگر عورت شرافت میں مرد سے زیادہ ہے' تو پھر مرد شرافت میں عورت سے کم ہوگا
اور اِس صورت میں عورت کے برابر نہ ہوا' حالانکہ کُفو کی شرعی تعریف میں بیان ہوا کہ مرد'
عورت کے برابر ہو شرافت میں۔

کفو کی شرعی تعریف میں اُمورِ آتیہ سے کیا مراد ہے؟

اب یہ جاننا ضروری ہے کہ کفو کی شرعی تعریف میں جو اُمورِ آتیہ کا ذکر ہے' اِن اُمور سے
کیا مراد ہے؟ چنانچہ اِس سے چھ اُمور مراد لیے گئے ہیں۔ اوّل نسب' دوم حُرّیت' سوم اسلام'
چہارم دیانت یعنی تقویٰ' پنجم مال اور ششم حرفت (پیشہ) تو کُفو کی شرعی تعریف کا خلاصہ یہ ہوا
کہ مرد عورت کے نسب میں برابر ہو اور حُرّیت' اسلام' تقویٰ' مال اور حرفت میں بھی برابر ہو'
کم نہ ہو۔

کفو عورت کا حق ہے یا اُس کے اولیاء کا؟

اب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ کفو عورت کا حق ہے یا عورت کے اولیاء کا۔ تنویر الابصار میں
ہے کہ کفاءت عورت کا حق نہیں' بلکہ عورت کے ولی کا حق ہے۔ عبارت ملاحظہ ہو: والکفاءۃُ
حقّ الولیّ لا حقّھا یعنی کفاءت عورت کے ولی کا حق ہے' نہ کہ خود عورت کا اور اِس کی
وجہ یہ ہے کہ اگر عورت نے غیر کفو میں نکاح کیا' تو اِس میں عورت کے اولیاء کی بے عزتی ہے۔

Marfat.com

لہٰذا اولیاء کو فسخ کا حق حاصل ہے' تاکہ اپنی بے عزّتی کی تلافی کر سکیں۔ بخلاف عورت کے چوں کہ عورت نے اپنی رضامندی سے نکاح غیر کُفو میں کیا' اِس سے معلوم ہوا کہ عورت اِس کو اپنی بے عزّتی نہیں سمجھتی' ورنہ ایسا نہ کرتی۔ ثابت ہوا کہ کُفو اولیاء کا حق ہے اور حق رکھنے والا اپنے حق کو ساقط بھی کر سکتا ہے۔ لہٰذا اگر عورت کے اولیاء اپنا حق ساقط کر کے عورت کو غیر کُفو میں نکاح کی اجازت دے دیں' تو یہ نکاح لازم ہوگا اور قاضی اِس نکاح کو فسخ نہیں کر سکتا۔

کیا کُفو کا اعتبار صرف مرد کی طرف سے ہوتا ہے یا عورت کی طرف سے بھی؟

واضح ہو کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک کفو کا اعتبار صرف مرد کی طرف سے ہے' عورت کی طرف سے نہیں۔ تنویر الابصار میں ہے: الکفاءَۃُ معتبرۃ من جانبہٖ لامن جانبھا۔

دُرِّمختار میں ہے: أی الرجل لانّ الشریفۃ تأبٰی ان تکون فراشا للدّنیّ ولذ لاتعتبر من جانبھا لانّ الزّوج مستفرش فلا تغیظہٗ دناءۃ الفراشِ۔

شامی میں ہے: أی یعتبر ان یکون الرّجل مکافئًا لھا فی الاوصاف الآتیۃ بان لایکو دونھا فیھا ولا تعتبر فی جانبھا بان تکون مکافئۃ لہ فیھا بل یجوز ان تکون دونہٗ فیھا[1]۔

خلاصۂ عبارت یہ ہے کہ جن چھ اُمور کا ذکر ہو چکا' جو کُفو میں معتبر ہیں' اِن چھ میں تماثل اور مساوات مرد کی طرف سے معتبر ہے' نہ کہ عورت کی طرف سے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ مر کے لیے ضروری ہے کہ اِن چھ اُمور میں عورت سے کم نہ ہو۔ بطورِ مثال مرد نسب کے لحاظ سے عورت سے کم نہ ہو۔ اِس لیے کہ اگر وہ کم ہوا تو عورت شریفہ ہوگی اور مرد گھٹیا اور شریفہ کا کم مرد کی منکوحہ ہونا شرم کی بات ہے' بخلافِ عورت کے کہ وہ اِن اُمور میں مرد سے کم ہو سکتی ہے

[1] حاشیۃ ردّ المحتار علَی الدّرّ المختار فی تنویر الابصار' ج 2' ص 344' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

Marfat.com

بطورِ مثال اگر عورت نسب میں مرد سے کم ہے تو نکاح جائز ہے' کیوں کہ اِس صورت میں مرد شریف اور عورت گھٹیا ہوگی اور مردِ شریف گھٹیا فرش پر سو سکتا ہے۔ یہ جو ذکر کیا گیا کہ کُفو کا اعتبار صرف مرد کی طرف سے ہے اور عورت کی طرف سے کُفو اور تماثل کا اعتبار نہیں۔ یہ امام ابوحنیفہؒ کا مذہب ہے۔

کفو کے بارے میں امامِ اعظمؒ اور ہر دو حضرات (صاحبینؒ) کا مذہب

خلاصہ یہ ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک یہ ضروری ہے کہ مرد مثلاً نسب کے لحاظ سے عورت سے کم نہ ہو' جب کہ عورت بلحاظِ نسب مرد سے کم بھی ہو سکتی ہے۔ اب صاحبینؒ کا نظریہ ملاحظہ ہو: دُرِّمختار میں ہے: لکنّ فی الظھیریۃ وغیرھا ھذا عندہٗ وعندھما معتبر فی جانبھا ایضاً[1] خلاصہ عبارت یہ ہے کہ کفو صرف مرد کی جانب سے ہے' عورت کی جانب سے کُفو کا کوئی اعتبار نہیں۔ یعنی مرد مثلاً نسب کے لحاظ سے عورت سے کم نہیں ہو سکتا' البتہ عورت نسب کے لحاظ سے کم ہو سکتی ہے۔ یہ امام اعظمؒ کا مذہب ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک جیسے مرد کی جانب سے کُفو کا اعتبار ہے' اُسی طرح عورت کی جانب سے بھی کُفو کا اعتبار ہے' یعنی جیسا مرد بلحاظِ نسب عورت سے کم نہیں ہو سکتا' اِسی طرح عورت بھی بلحاظِ نسب مرد سے کم نہیں ہو سکتی اور اگر مرد بلحاظِ نسب عورت سے کم ہے تو یہ نکاح بھی غیر کُفو میں ہوگا۔ بطورِ مثال اگر مرد سیّد ہے اور عورت غیر سیّدہ' تو امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک اِن کے مابین نکاح غیر کُفو میں ہے۔ اِس لیے اِس نکاح کا بھی وہی حکم ہوگا' جو حکم غیر کُفو میں نکاح کا ہے۔ بحرالرّائق اور اِس کے حاشیہ میں ہے: ومن الغریب ما فی الظّھیریّۃ والکفاءۃ فی النّساء للرّجال

[1] الدّرّالمُختار' ج 1' ص 194' مطبوعہ سعید ایچ ایم کمپنی کراچی

Marfat.com

غیر معتبرة عند ابی حنیفة خلافًا لهما وذکرهٗ فی المحیط وعزاه الی الجامع الصغیر قال فی النّهر و فی البدائع بعد ان ذکر اعتبارها فی جانب الرّجال خاصّةً ومن مشائخنا من قال انّها معتبرةٌ فی جانب النّساء عندهما ایضًا[1]۔

خلاصۂ عبارت یہ ہے کہ کتاب ظہیریہ میں ایک غریب مسئلہ ذکر کیا گیا ہے' وہ یہ کہ کفو عورتوں کی جانب سے معتبر نہیں۔ یہ امام ابوحنیفہؒ کا مذہب ہے اور اِس مسئلہ میں صاحبینؒ نے ابوحنیفہؒ سے اختلاف کیا ہے۔ اُن کے نزدیک کُفو عورتوں کی جانب سے بھی معتبر ہے' یعنی جیسے مرد کے لیے ضروری ہے کہ وہ نسب میں عورت کی مثل ہو' اِسی طرح عورتوں کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ نسب میں مرد کی مثل ہوں اور اِس مسئلہ کو صاحبِ محیط نے محیط میں ذکر کیا اور اِس کو جامعِ صغیر کی طرف منسوب کیا اور کتاب نہر والے نے کہا کہ صاحب بدائع نے پہلے تو یہ ذکر کیا کہ کُفو کا اعتبار صرف مردوں کی طرف سے ہے' نہ کہ عورتوں کی طرف سے اِس کے بعد کہا' ہمارے مشائخ نے کہا کہ صاحبینؒ کے نزدیک عورت کی طرف سے بھی کفو کا اعتبار ہے۔ یعنی صاحبینؒ کے نزدیک جیسے مرد کے لیے ضروری ہے کہ وہ مثلاً بلحاظِ نسب عورت سے کم نہ ہو' اگر مرد نسب کے لحاظ سے عورت سے کم ہوا' تو یہ مرد عورت کی کفو نہیں اور اُس مرد کا نکاح مذکورہ عورت کے ساتھ غیر کفو میں ہے' اِسی طرح عورت کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ بلحاظِ نسب مرد سے کمتر نہ ہو۔ اگر ایسا ہے تو یہ عورت بھی مرد کی کُفو نہیں ہے اور اِس کا نکاح غیر کُفو میں ہے۔ اب جن حضرات کا دعوٰی یہ ہے کہ غیر کُفو میں نکاح جائز نہیں' خواہ ولی راضی ہو یا نہ ہو۔ اِس لیے زوجین کا تعلّقِ زوجیّت زنا ہے' نیز اِن غُلُوّ پسند و[...]

---

[1] البحر الرّائق وبهامشه الحواشی المسمّاة بمنحة الخالق علٰی البحر الرّائق للعلّامة محمّد امین' الشهیر بابن عابدین شامیؒ' الجزء الثالث' ص128

Marfat.com

دعوٰی یہ ہے کہ سیّدہ فاطمیہ کا کُفو غیر سیّد نہیں ہے' خواہ غیر سیّد ہاشمی ہی کیوں نہ ہو۔

کفو کو واجب سمجھنے والوں سے بایں سلسلہ چند چبھتے سوالات

پہلا سوال: ایسے خود پسندوں سے یہ تلخ سوال ہے کہ بہت سے سیّد مردوں کے نکاح میں غیر سیّدہ بلکہ غیر ہاشمیہ' غیر قریشیہ اور غیر عربیہ عورتیں ہیں' تو صاحبینؒ کے نزدیک یہ نکاح غیر کُفو میں ہیں۔ اب جن لوگوں کے نزدیک ایسے نکاح ناجائز ہیں' خواہ ولی کی رضامندی سے ہوئے یا بغیر رضامندی کے۔ اُن کے اِس مَوقِفِ نادُرست کو تسلیم کرنے سے ایسے سنگین نتائج سامنے آئیں گے' جن کا تصور بھی نہیں ہوسکتا۔ اِن حضرات سے یہ سوال اُن کے اِس غلط دعوٰی کی بنا پر ہوگا کہ غیر کفو میں نکاح ولی کی رضامندی سے بھی جائز نہیں۔ ہم پر یہ اعتراض نہیں ہوگا' اِس لیے کہ ہمارا مذہب یہ ہے کہ ولی کی رضامندی سے غیر کُفو میں نکاح جائز اور لازم ہے۔ چوں کہ صاحبینؒ کے مذہب کے مطابق یہ نکاح جائز ہے' لہٰذا کوئی قباحت لازم نہیں آئے گی' کیوں کہ جن رجالِ سادات کے نکاح غیر سیّدہ کے ساتھ اُوپر مذکور ہوئے' وہ اولیاء کی پیشگی اجازت سے ہیں۔ نیز مفتی کا یہ دعوٰی بھی غلط ہے کہ سیّدہ کا کُفو غیر سیّد ہاشمی بھی نہیں۔ احناف کا مذہب تو یہ ہے کہ تمام قریش ایک دوسرے کے کُفو ہیں' اگرچہ اِن میں تفاضل ہے۔ ہاشمی قریشی' غیر ہاشمی قریشی' سے افضل ہیں' لیکن یہ تفاضل کُفو میں مُخل اور مانع نہیں ہے۔ اِن کرم فرماؤں کو غلط فہمی اِس وجہ سے ہوئی کہ اِن کے نزدیک سیّد غیر سیّد سے افضل اور بزرگ ہے۔ لہٰذا غیر سیّد مرد سیّدہ کا کفو نہیں' خواہ وہ ہاشمی ہی کیوں نہ ہو۔ چوں کہ ایسوں کو مُستند کُتبِ مذہب سے اوّل تو واقفیت ہی نہیں اور اگر کچھ ہے بھی تو محض سُنی سُنائی

Marfat.com

باتوں کی حد تک، مگر ستم یہ کہ اُن معلومات پر بھی اُن کی ہٹ دھرمی، نسلی تعصب، تنگ نظری اور مفاد پرستی کا غلبہ ہے، جس کے سبب اُنہیں تائیدِ ایزدی حاصل نہیں اور نہ ہی اُنہیں صراطِ مستقیم نظر آتا ہے۔ بقولِ سعدیؒ ع

علمے کہ راہِ حق نہ نُماید، جہالت است

حضرت گولڑویؒ کے فتوٰی کی غلط تعبیر

قبل ازیں صاحبینؒ کے نظریہ کے مطابق قائلینِ حرمتِ نکاحِ سیّدہ با غیر سیّد سے جو سوال کیا گیا، اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ فتاوٰی مہریہ میں یہ سوال کیا گیا تھا کہ ایک شخص محمد خان نے سیّدہ فاطمیہ کے ساتھ نکاح کیا تھا۔ کیا یہ نکاح جائز ہے یا ناجائز؟ تو حضرت گولڑویؒ نے جواب دیا کہ یہ نکاح ناجائز ہے۔ اِس لیے کہ محمد خان سیّدہ کا کفو نہیں اور عدمِ کفو کی دلیل یہ ہے کہ عجمی مرد، عربی عورت کا کُفو نہیں اور غیر کُفو میں بغیر اجازتِ ولی نکاح ناجائز ہے۔ سوال میں یہ مذکور ہے کہ محمد خان کا بغیر اجازتِ ولی سیّدہ کے ساتھ نکاح ہوا۔ خلاصہ یہ کہ فتاوٰی مہریہ میں سوال عجمی مرد کا سیّدہ کے ساتھ جوازِ نکاح اور عدمِ جواز کا ہے، جب کہ یہ نکاح بغیر رضامندیٔ اولیاء کے ہے۔ جواب سے یہ واضح ہوتا ہے کہ محمد خان عجمی ہے اور عجمی عربیہ کا کفو نہیں اور غیر کُفو میں نکاح بغیر رضامندیٔ اولیاء جائز نہیں۔ فتاوٰی مہریہ میں موجود جواب سے کسی کو اختلاف نہیں ہوسکتا۔ جواب بالکل دُرست ہے، لیکن اِس سے یہ مطلب اخذ کرنا کہ غیر سیّد خواہ ہاشمی ہو سیّدہ کا کفو نہیں، تو یہ اِن حضرات کی خالص جہالت اور حضرت گولڑویؒ پر بُہتان ہے۔ جواب سے صرف اِتنا معلوم ہوتا ہے کہ عجمی مرد، عربیہ عورت کا کفو نہیں۔ نیز اِس جواب کا یہ مطلب لیں

Marfat.com

بھی پرلے درجے کی حماقت ہے کہ غیر کُفو میں نکاح ہی ناجائز ہے' خواہ ولیِ اقرب بھی راضی ہو۔ جواب سے صرف اِتنا معلوم ہوتا ہے کہ غیر کُفو میں نکاح بغیر رضامندیِ ولیِ اقرب ناجائز ہے۔

دوسرا سوال: یہ ہے کہ اِن کے دعویٰ کے مطابق غیر سیّد ہاشمی ہونے کے باوجود سیّدہ کا کُفو نہیں اور اِن کے درمیان نکاح ناجائز ہے' خواہ نکاح اولیاء کی رضا مندی سے ہو یا بغیر رضامندی کے' مگر صاحبینؒ کے نزدیک چوں کہ کُفو عورت کی طرف سے بھی معتبر ہے تو لازم آئے گا کہ غیر سیّدہ عورت' سیّد مرد کی بھی کُفو نہیں اور اگر غیر سیّدہ کا نکاح سیّد مرد سے ہو بھی گیا تو یہ نکاح غیر کُفو میں ہوگا اور قبلہ مفتی عبدالشکور ہزاروی صاحب کے اعلان شریف کے مطابق غیر کُفو میں نکاح ناجائز اور بمنزلہ زنا کے ہے' خواہ نکاح اولیاء کی رضامندی سے ہو یا بغیر رضامندی کے۔ تو صاحبینؒ کے مذہب کے مطابق جن سیّد مردوں کے نکاح غیر سیّدہ عورتوں کے ساتھ ہیں' مفتی صاحب قبلہ کے دعویٰ کے مطابق یہ غیر کُفو میں ہونے کے سبب ناجائز اور باطل ٹھہرے۔ بندہ پر یہ اعتراض نہیں ہوگا کیوں کہ فُقہاء کی صراحت اور میری تحقیق کے مطابق تمام قریش ایک دوسرے کے کُفو ہیں اور غیر کُفو میں نکاح بہ اجازت و رضامندیِ اولیاء جائز و نافذ ہے۔ اب سیّد مردوں کے جن غیر سیّد عورتوں کے ساتھ نکاح ہیں تو یہ عورتیں اگر قریشیہ ہیں' تو بندہ کے نزدیک سیّد مردوں کی کفو ہیں اور اگر وہ عورتیں قریشیہ نہیں ہیں' تو بے شک صاحبینؒ کے مطابق سیّد مردوں کی کُفو نہیں' لیکن چوں کہ نکاح بہ رضائے اولیاء ہوا ہے' اِس لیے جائز ہے۔ مگر یہ لوگ یہ جواب نہیں دے سکتے' جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ اِن کی طرف سے اگر جواب یہ ہو کہ ہم امامِ ابوحنیفہؒ کا مذہب لیتے ہیں اور اُن کے نزدیک کُفو صرف مرد

Marfat.com

کی طرف سے ہوتی ہے' نہ کہ عورت کی طرف سے تو یہ جواب دُرست نہیں۔ اِس لیے کہ صاحبینؒ بھی احناف کے امام ہیں اور اُن کا قول بھی امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔ لہٰذا احتیاط اِسی میں ہے کہ عمل میں صاحبینؒ کا خلاف نہ ہو۔ لہٰذا سیّد مرد کا نکاح غیر سیّدہ عورت کے ساتھ خلافِ احتیاط ہے۔

یہ خود ساختہ دعویٰ اَئمّۂ اربعہ میں سے کسی کے بھی موافق نہیں

اب بحث کی جُزوِ دوم ملاحظہ ہو: کُفو کے مسئلہ میں یہاں اَئمّۂ اربعہ کا مَوقف بیان کیا جارہا ہے اور اِن شاءاللہ اِس جُزو کے اختتام پر ثابت کیا جائے گا کہ بزعمِ خود یہ دعویٰ اَئمّۂ اربعہ میں سے کسی کا بھی نہیں' اگرچہ فقہ الاسلامیّ وَادلّتہٗ کے حوالے سے اِجمالاً مذاہبِ اَئمّۂ اربعہ درمسئلۂ کُفو بیان ہوچکے' لیکن اب اِسے تفصیلاً اور نئے پہلوؤں سے بیان کیا جارہا ہے۔

امام مالکؒ اور چند اَئمّۂ احناف کا کُفو کے متعلّق موقف

پہلے امام مالکؒ اور چند اَئمّۂ احناف کا کفو کے متعلّق موقف بیان کیا جاتا ہے۔

فتح القدیر میں ہے: وفی اعتبارِ الکفاءۃ خلاف مالك والثوریؒ والکرخی من مشائخنا لماروی عنہٗ ﷺ النّاس سواسیۃ کأسنانِ المشطِ لافضل لعربیّ علٰی عجمیّ انّما الفضل بالتّقوٰی قلنا ما رویناہ یُوجب حملَ ما رَوَوہ علٰی حالِ الآخرۃ جمعًا بین الادلّۃِ۔[1]

درِ مختار اور شامی میں ہے: (وتعتبر) الکفاءۃ للزوم النکاح (نسبًا) خلاف لمالك فی اعتبار الکفاءۃ خلاف مالكِ و الثوریؒ و الکرخیؒ من مشائخنا کذا فی فتح القدیر فکان الاولٰی ذکر الکرخیؒ و فی حاشیۃ الدّرر للعلاّمۃِ نوح انّ الامام

[1] فتح القدیر' فصل فی الکفاءۃ' ج 3' ص 187

الحسن الکرخی والامام ابابکر الجصّاص وھما من کبار علماء العراق
سن تبعھما من مشائخ العراق لم یعتبروا الکفاءۃ فی النّکاح ولو لم تثبت
ندھم ھذہِ الرّوایۃ عن ابی حنیفۃ لما اختارُوھا۔[1]

مبسوطِ امام سرخسی میں ہے۔ انّ الکفاءۃ فی النّکاح معتبرۃ من حیث النّسب الاعلیٰ
ل سفیان الثوری رحمہ اللّٰہ تعالیٰ فانّہٗ کان یقول لا معتبر فی الکفاءۃ من حیث النّسب
حجّتہٗ فی ذلک قولہٗ ﷺ انّ النّاس سواسیۃ کأسنان المشط لافضل لعربیّ علیٰ عجمیّ
ما الفضل بالتّقوٰی وھذا الحدیث یؤیّدہٗ قولہٗ تعالیٰ انّ اکرمکم عند اللّٰہ اتقاکم فھذہِ الآثار
دلّ علی المساواۃ وان التّفاضل بالعمل ومن ابطاء بہٖ عملہٗ لا یسرع بہٖ نسبہٗ ویحکی
ن الکرخی رحمہ اللّٰہ تعالیٰ اِنّہٗ کان یقول الاصحّ عندی ان لا تعتبر الکفاءۃ فی النّکاح اصلًا۔[2]

لاصۂ عبارت

ں طویل عربی عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت امام مالکؒ اور امام ثوریؒ اور امام ابوالحسن
رخیؒ اور امام ابوبکر جصّاصؒ کے نزدیک نکاح میں نسب کے لحاظ سے کُفو کا اعتبار ہی نہیں۔
ن چار ائمہ سے امام کرخیؒ اور ابوبکر جصّاص حنفی ہیں اور احناف کے مشائخ میں شمار ہوتے ہیں۔

وقفِ ھٰذا پر امام مالکؒ اور چند ائمۂ احناف کے اپنے اپنے دلائل

اِن چار اماموں کے نزدیک چوں کہ نکاح میں نسب کے لحاظ سے کُفو کا اعتبار نہیں اور
ہر مسلمان، خواہ وہ کسی بھی نسب کا ہو، سیّد ہو یا غیر سیّد، ہر مسلمان عورت کے ساتھ نکاح
ر سکتا ہے، خواہ وہ عورت سیّدہ ہو یا غیر سیّدہ۔ اِسی طرح ہر مسلمان عورت خواہ سیّدہ ہو

---

[1] ردّ المحتار علی الدّرّ المختار، ج 2، ص 345

[2] ماخوذ از: سیف العطاء، مؤلّفہ استاذ العلماء علامہ عطا محمد بندیالوی چشتی گولڑوی، طبع اوّل 1994ء

Marfat.com

یا غیر سیّدہ' ہر مسلمان مرد سے نکاح کرسکتی ہے' خواہ مرد سیّد ہو یا غیر سیّد۔ خلاصہ یہ ہوا کہ اِن چار ائمہ کے نزدیک ایک عجمی' چاہے جس خاندان سے تعلق رکھتا ہو' سیّدہ کے ساتھ نکاح کرسکتا ہے اور یہ نکاح جائز ہے۔

دلیلِ اوّل: اِن چار ائمہ کی دلیلِ اوّل یہ حدیث ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمام لوگ باہم نسب کے لحاظ سے اِس طرح برابر ہیں' جیسے کنگھی کے دندانے باہم برابر ہوتے ہیں۔ کسی عربی کو کسی عجمی پر فضیلت حاصل نہیں' ہر عربی' خواہ کسی نسب سے تعلق رکھتا ہو' ہر عجمی کے ساتھ نکاح کرسکتا ہے' اِسی طرح ہر عجمی مرد اور عورت ہر عربی کے ساتھ نکاح کرسکتے ہیں۔ تو ظاہر ہوا کہ اِن تمام اِماموں کے نزدیک کوئی بھی عجمی مسلمان' عربی سیّدہ کے ساتھ نکاح کرسکتا ہے اور یہ نکاح صحیح ہے' جس کو قاضی بھی فسخ نہیں کرسکتا۔

دلیلِ دوم: اِن ائمہ کی دلیلِ دوم قرآن کریم کی یہ آیت ہے: قولہٗ تعالٰی: انّ اکرمکم عند اللّٰہ اتقاکم یعنی تم میں سے اللہ تعالٰی کے نزدیک بڑی عزّت والا وہ ہے' جو تم میں سے زیادہ متّقی اور پرہیزگار ہے' یعنی فضیلت کا مدار تقوٰی پر ہے' نہ کہ نسب پر۔ علّامہ شامیؒ نے کہا ہے کہ امام ابوالحسن کرخیؒ اور امام ابوبکر جصاصؒ نے جو نکاح میں کُفو کا اعتبار نہیں کیا تو معلوم ہوا کہ امام ابوحنیفہؒ کا یہی مذہب ہے کہ نکاح میں کُفو کا اعتبار نہیں' کیوں کہ اگر امام ابوحنیفہؒ کا یہ مذہب نہ ہوتا تو یہ دونوں امام یہ مذہب اختیار نہ کرتے۔

دلیلِ سوم: حدیث شریف میں ہے: من ابطأ بہ عملہٗ لا یسرع بہ نسبہٗ یعنی جس آدمی کو اُس کے بُرے عمل نے پیچھے دھکیل دیا' شرافت نسبی اُس کو دوڑا نہیں سکتی۔ اِن تینوں

Marfat.com

دلیلوں سے ثابت ہوا کہ نکاح کے معاملہ میں سب مسلمان برابر ہیں، نسبی اُونچ نیچ کا اعتبار نہیں، فضیلت تقوٰی سے ہے، نہ کہ نسب سے۔

قارئینِ کرام! یہاں تک کُفو کے لحاظ سے امام مالکؒ، امام ثوریؒ، امام ابوالحسن کرخیؒ اور امام ابوبکر جصّاصؒ کا مذہب ذکر کیا گیا کہ اِن چار ائمہ کے نزدیک نکاح میں کُفوِ نسبی کا اعتبار ہی نہیں اور ہر مرد خواہ سیّد ہو یا غیر سیّد، ہر عورت کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے، خواہ وہ عورت سیّدہ ہو یا غیر سیّدہ اور یہ نکاح دُرست اور جائز ہے، مگر ہمارے مخالفین کا تو یہ دعوٰی ہے کہ غیر سیّد ہاشمی بھی سیّدہ فاطمیہ کا کُفو نہیں اور اِن کے درمیان نکاح کالعدم ہے اور اگر اِن کے درمیان نکاح ہوا بھی تو یہ صُحبتِ زنا ہو گی۔

قارئینِ کرام! ثابت ہوا کہ مندرجہ بالا ائمہ کے مطابق یہ نکاح دُرست اور جائز ہے، جب کہ مفتیانِ گولڑہ اور اُن کے پُشت پناہوں کا اختراعی مذہب اِن ائمۂ اربعہ کے مذہب کے سراسر خلاف ہے۔

کُفو کے متعلّق جمہور مشائخِ حنفیہ کا مذہب

اب کُفو کے متعلّق مذہبِ دوم ملاحظہ ہو، جو جمہور مشائخِ حنفیہ کا ہے۔ اِن میں امام ابوالحسن کرخیؒ اور امام ابوبکر جصّاصؒ داخل نہیں ہیں۔ اِن جمہور احناف کے نزدیک نکاح میں کُفو کا اعتبار ہے۔ اُنھوں نے امام مالکؒ اور امام سفیان ثوریؒ کے دلائل کا پہلے جواب دیا اور اِس کے بعد اپنے دلائل دیے۔ فتح القدیر میں امام مالکؒ کے دلائل ذکر کرنے کے بعد احناف کا جواب ملاحظہ ہو: قلنا ما رویناه یوجب حمل ماروٰهُ علٰی حال الآخرة۔

Marfat.com

خلاصہ عبارت یہ ہے کہ جمہور احناف نے جو دلائل ذکر کیے ہیں‘ اِن سے معلوم ہوتا ہے کہ امام مالکؒ نے جو دلائل ذکر کیے ہیں کہ فضیلت اچھے اعمال اور تقوی سے ہے‘ تو یہ فضیلت آخرت اور قیامت میں ہے اور نکاح میں جو کفو کا اعتبارِ نسبی ہے‘ یہ دُنیوی حکم ہے۔ لہٰذا دُنیوی حکم کو اُخروی حکم پر قیاس نہیں کیا جاسکتا‘ کتابِ مبسوطِ سرخسیؒ میں بھی امام مالکؒ کے دلائل کا یہی جواب دیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو: والمراد من الآثار التی رواها فی احکام الآخرة وبه نقول ان التفاضل فی الآخرة بالتقوی خلاصہ عبارت یہ ہے کہ جو احادیث امام مالکؒ نے روایت کی ہیں‘ وہ احکامِ آخرت اور قیامت کے متعلق ہیں اور ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ آخرت میں تفاضل تقوی کے ساتھ ہے اور نکاح میں کفوِ نسبی کا اعتبار احکامِ دُنیویہ سے ہے اور دُنیوی احکام کو احکامِ اُخروی پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

مذہبِ کفو کے متعلق جمہور مشائخِ حنفیہ کے دلائل

قارئین! اب جمہور مشائخِ حنفیہ کے دلائل ملاحظہ ہوں کہ نکاح میں کفوِ نسبی کا اعتبار ہے۔ شامی میں ہے: وَذهب جمهور مشائخنا الی انها معتبرة فيه۔ مبسوطِ امام سرخسیؒ میں اِس پر چند دلائل ذکر کیے گئے ہیں۔

پہلی دلیل: وحجتنا فی ذالك قوله ﷺ قريش بعضهم اكفاء لبعض بطن ببطن والعرب بعضهم اكفاء لبعض قبيلة بقبيلة والموالی بعضهم اكفاء لبعض رجل برجل۔
خلاصہ عبارت یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ قریش ایک دوسرے کے کُفو ہیں‘ ایک بطن دوسرے بطن کا کُفو ہے اور عرب‘ ایک دوسرے کے کُفو ہیں‘ ایک قبیلہ دوسرے قبیلے کا کُفو ہے اور

Marfat.com

موالی یعنی عجمی، بھی ایک دوسرے کے کُفو ہیں' ایک مرد دوسرے مرد کا کُفو ہے۔

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے اِس فرمان سے ثابت ہوا کہ قومِ قریش کا ہر فرد دوسرے کا کُفو ہے
ر ہر قریشی ہر قریشیہ کا کُفو ہے اور اِن کے درمیان نکاح جائز اور صحیح ہے۔ ساداتِ فاطمیہ
ر غیر سیّد ہاشمی سب قریش ہیں' لہٰذا اِن کا ہر مرد غیر سیّد قریشی ساداتِ فاطمیہ کا کُفو ہے اور
ن کے درمیان نکاح جائز ہے۔ اگر عورت سیّدہ عاقلہ اور بالغہ ہے تو یہ نکاح لازم ہے اور
یدہ کا ولی بھی اِس کو فسخ نہیں کرا سکتا اور یہی حنفی مذہب ہے اور حدیثِ مذکورہ بالا
ہور احناف کی دلیل ہے اور حنفی مذہب کی تقریبًا تمام کتابوں میں حدیثِ مذکورہ بالا سے
تدلال کیا گیا ہے۔ اب چند مستند حنفی مذہب کی کتابوں کے حوالے ملاحظہ ہوں۔

ہدایہ اور اِس کے متن میں ہے اور ہر دو مستند ہیں: ثم الكفاءة تعتبر فی النّسب لانّهٗ
یقع به التّفاخر فقریش بعضهم اکفاء لبعض والاصل فیه قولهٗ علیه الصّلٰوة والسّلام
قریش بعضهم اکفاء لبعض بطن ببطن والعرب بعضهم اکفاء لبعض قبیلة بقبیلة
والموالی بعضهم اکفاء لبعض رجل برجل ولا یعتبر التّفاضل فیما بین قریش لما روینا۔[1]

عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ کفو کا اعتبار بہت سی چیزوں میں ہے۔ اُن میں سے ایک
نسب ہے۔ اِس لیے کہ نسب پر آدمی فخر کرتا ہے۔ پس قریش باہم کُفو ہیں اور ہر قریشی مرد'
قریشیہ عورت کا کُفو ہے اور اِن کے درمیان نکاح جائز اور لازم ہے' بشرطیکہ عورت عاقلہ
بالغہ ہو۔ اِس مسئلہ کی دلیل یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا فرمان ہے کہ قریش' کا بعض دوسرے بعض کا
کُفو ہے' ہر بطن دوسرے بطن کا کُفو ہے اور عرب جو کہ قریش نہیں' یہ بھی ایک دوسرے کا

---

[1] ہدایہ اولین' کتاب النکاح' فصل فی الکفاءة' ج 2' ص 320' مطبوعہ مکتبہ شرکتِ علمیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

کُفو ہیں۔ ہر قبیلہ دوسرے قبیلے کا کُفو ہے اور عجمی بھی بعض دوسرے بعض کا کُفو ہے' ہر مرد دوسرے مرد کا کُفو ہے اور قریش کے بعض بطن اگر چہ دوسرے بطن سے متفاضل ہیں' لیکن اِس تفاضل کا کُفو کے معاملہ میں اعتبار نہیں۔ باوجود تفاضل کے ہر مردِ قریشی' ہر عورتِ قریشیہ کا کُفو ہے' اگر چہ مرد قریشی ساداتِ فاطمیّہ سے نہ ہو اور عورت سیّدہ فاطمیّہ ہو' اِس لیے کہ کُفو کے معاملہ میں تفاضل کا اعتبار نہیں اور اِس کی دلیل وہ حدیث ہے جو ہم نے یعنی صاحبِ ہدایہ نے روایت کی ہے کہ قریش ایک دوسرے کا کُفو ہیں' یعنی کُفو کے لحاظ سے قریش میں تعمیم ہے اور حدیث میں منطوق یہی تعمیم ہے۔

تفاضل کا اعتبار خلافِ تعمیم اور خلافِ حدیث ہے

حدیثِ مذکورہ سے ثابت ہوا کہ تمام قریش بلا تخصیص ایک دوسرے کے کُفو ہیں اور یہی جمہور احناف کا مذہب ہے۔ چند قصہ گو واعظین اور محرومِ تَفقُّہ مفتیوں کا یہ دعویٰ کہ غیر سیّد ہاشمی مرد' سیّدہ فاطمیّہ کا کُفو نہیں اور اِس غیر سیّد ہاشمی مرد کا نکاح سیّدہ کے ساتھ ناجائز اور صُحبتِ زنا ہے۔ ایک تو حدیث شریف مذکورہ بالا سے بغاوت ہے اور اِس کی وجہ یہ ہے کہ ایسوں نے قریش میں تفاضل کا اعتبار کیا ہے' جو کہ خلافِ حدیث ہے۔ دوم: مذہبِ حنفی سے انحراف ہے' جو کُھلی گمراہی ہے۔ سوم: دنیائے فَقاہت و تدبّر سے بے خبر یہ مولویان و مُفتیان اپنا یہ دعویٰ حضرت گولڑویؒ کی طرف منسوب کرتے ہیں' جو کہ حضرت گولڑویؒ پر محض بہتان ہے۔ چہارم: حضور ﷺ نے جس چیز کو حلال کیا' یہ اُسے حرام قرار دیتے ہیں۔ جس میں کُفر کا خطرہ ہے۔ اِن کا یہ دعویٰ قادیانی مذہب (خودساختہ شریعت) تو ہوسکتا ہے' لیکن کسی مسلمان

Marfat.com

کا مذہب نہیں ہوسکتا۔ درِّ مختار اور اِس کے متن تنویر الابصار میں ہے: فقریش بعضھم اکفاء بعض
بقیة العرب بعضھم اکفاء بعض۔ اگر چہ درِّ مختار اور اُس کے متن نے مذکورہ عربی عبارت
کو صراحۃً حدیث شریف قرار نہیں دیا' جیسا کہ مبسوط اور ہدایہ میں اِس کو صریح حدیث قرار
دیا گیا ہے' لیکن ظاہر ہے کہ دُرِّ مختار کی عربی عبارت مذکورہ بالا حدیث شریف کا اقتباس ہے۔
شامی میں ہے: فقریش بعضھم اکفاء بعض اشار بہ الٰی انہٗ لاتفاضل فیما بینھم
من الھاشمیّ والنوفلیّ والتّیمیّ والعدویّ وغیرھمؐ یعنی متن میں مطلق قریش کو ایک دوسرے
کا کُفو قرار دیا گیا اور کوئی تخصیص نہیں کی گئی تو معلوم ہوا کہ اگر چہ قبائل قریش کے درمیان
تفاضل ہے' لیکن نکاح و کُفو کے معاملے میں اِس تفاضل کا اعتبار نہیں کیا گیا کہ بنی ہاشم
دوسرے قریش سے افضل ہیں' لیکن کُفو میں اِس تفاضل کا اعتبار نہیں اور غیر ہاشمی قریش'
ہاشمیوں کے کفو ہیں' خواہ وہ ہاشمی ساداتِ فاطمیہ سے ہوں یا نہ۔

غور فرمایئے کہ ساداتِ فاطمیہ قریشی بھی ہیں اور ہاشمی بھی اور اِن میں تفاضل ہے'
لہٰذا اِس تفاضل کا نکاح میں اعتبار نہیں ہے۔ تو جو حضرات غیر سیّد ہاشمی کو سادات کا کفو نہیں
مانتے' جس طرح دورِ حاضر کے بعض سادات اور مولویان کا دعویٰ ہے لہٰذا جو مفتی' قریش میں
تفاضل کا اعتبار کرتے ہیں یہ اُن کی صریح جہالت ہے' کیوں کہ یہ دعویٰ حدیثِ مبارکہ اور
فقہِ حنفی کے خلاف ہے اور اِس پر اُن کے پاس کوئی ضعیف سے ضعیف دلیل بھی موجود نہیں۔
کنز الدّقائق میں ہے: فقریش اکفاء والعرب اکفاء صاحبِ بحر الرّائق نے مذکورہ بالا قول
کی شرح میں فرمایا: وبھٰذا استدلّ المشائخ علٰی انہٗ لا یعتبر التّفاضل فیما بین قریش

ردّالمحتار علی الدّرالمختار' ج2' ص345' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

Marfat.com

وھو المراد بقولہٖ فقریش اکفاء[1] یعنی حدیث شریف اور متونِ فقہِ حنفی میں مطلق قریش کو ایک دوسرے کا کُفو قرار دیا گیا ہے اور تخصیص نہیں کی گئی' تو اِس سے مشائخ حنفیہ نے یہ استدلال کیا ہے کہ اگر چہ بعض قریش مثلاً ہاشمی دوسرے قریش سے جو غیر ہاشمی ہیں افضل ہیں لیکن کُفو میں اِس تفاضل کا اعتبار نہیں اور اِس تفاضل کے باوجود سب قریش ایک دوسرے کے کُفو ہیں۔ تو ساداتِ فاطمیہ اور اُن کے سوا جو ہاشمی ہیں چوں کہ یہ سب قریش ہیں' لہٰذا غیر سیّد ہاشمی سیّدہ فاطمیہ کا کُفو ہے' بلکہ جو مرد ہاشمی نہیں اور قریش ہے وہ بھی سیّدہ فاطمیہ کا کفو ہے اور اُن کا آپس میں بغیر رضائے اولیاء کے بھی نکاح جائز ہے' کیوں کہ کُفو میں رضائے اولیاء کے بغیر بھی نکاح کا منعقد ولازم ہونا عندالاحناف (مطابقِ ظاہر الروایہ ونوادر) متّفق علیہ ہے۔

نام نہاد مفتیوں کے دعاوی

قارئینِ باتمکین! یہ پندرہویں صدی کی بدعت ہے کہ دین سے بے خبر چند نام نہاد مفتیوں نے یہ دعوٰی کیا ہے کہ قریش تو کیا غیر سیّد ہاشمی بھی سیّدہ فاطمیہ کا کفو نہیں ہے اور اِن میں نکاح ناجائز ہے۔ یہ نادان یہ نہیں سوچتے کہ کتنے اکابر قریش جو فاطمی نہیں ہیں' نے سیّداتِ فاطمیہ سے نکاح کیے ہیں۔ اِس طرح تو اُن سب پر بھی تُہمتِ زنا لگے گی اور یہ اِس حدیث شریف کے مصداق ہوں گے: لعن آخر الامۃ اوّلھا۔ حدیث شریف سے یہ تو ثابت ہے کہ فضیلت والے لوگ چند قسم کے ہیں۔ سب لوگوں سے افضل عرب' عرب سے افضل قریش اور قریش سے افضل بنو ہاشم اور بنو ہاشم سے افضل حضور علیہ السلام ہیں۔ اب اِن نادانوں نے بنو ہاشم کی تین قسمیں

[1] البحر الرائق شرح کنز الدقائق' الجزء الثالث' ص130' مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

Marfat.com

بنادیں۔ ہاشمی غیر سیّد، ہاشمی ساداتِ فاطمیہ اور حضور علیہ السلام۔ شرحِ وقایہ اور اِس کے متن میں ہے:
تعتبر الکفاءۃ فی النّکاح نسبًا فقریش بعضھم کفؤ لبعض والعرب بعضھم کفؤ لبعض ای العرب الّذین لم یکونوا من قریش بعضھم اکفاء لبعض اعلم انّ کلّ من ھو من اولاد نضر بن کنانۃ قریش وامّا اولاد من ھو فوق النّضر فلا[1]۔ خلاصہ عبارت یہ ہے کہ نکاح میں کُفوِ نسبی کا اعتبار ہے اور اِس کی تفصیل یہ ہے کہ ہر قریشی دوسرے قریشی کا کُفو ہے (سیّد اور غیر سیّد ہاشمی اور غیر ہاشمی کی کوئی تخصیص نہیں) اور جو عرب قریش نہیں، وہ قریش کا تو کُفو نہیں، لیکن ایک دوسرے کے کُفو ہیں اور قریش وہ ہیں، جو نضر بن کنانہ کی اولاد سے ہیں اور جو نضر سے اوپر کی اولاد سے ہیں، وہ قریش نہیں اور نضر حضور علیہ السلام کے بارہویں جد ہیں۔

عمدۃ الرّعایہ (شرحِ وقایہ کا حاشیہ) میں ہے: فقریش، اشاربہ الی انّہ لا تفاضل فیما بینھم من الھاشمیّ والنّوفلیّ والتّیمیّ والعدویّ وغیرھم[2]۔ یعنی متن میں مطلق قریش کا ذکر ہے اور کوئی تخصیص نہیں، تو اِس سے معلوم ہوا کہ قریش متعدد بُطون اور قبائل ہیں اور اُن سے بعض قبائل، دوسرے بعض سے افضل ہیں، لیکن کفو میں اِس تفاضل کا اعتبار نہیں۔ قریش کے بطون یہ ہیں۔ ہاشمی، نوفلی، تیمی اور عدوی۔ اِس کے سوا ہر بطن دوسرے بطن کا کفو ہے تو ظاہر ہوا کہ غیر سیّد ہاشمی یا محض قریشی ساداتِ فاطمیہ کا کفو ہے۔

کتاب دُررالاحکام شرحِ غُررالاحکام میں ہے: الکفاءۃ تعتبر فی النّکاح نسبًا فقریش اکفاء اَی بعضھم کفؤ لبعض۔ خلاصہ عبارت یہ ہے کہ نکاح میں نسب کے لحاظ سے کفو کا اعتبار ہے۔ پس قریش کا ہر فرد دوسرے فرد کا کفو ہے۔ تو ثابت ہوا کہ ساداتِ فاطمیہ

[1] شرح الوقایۃ، المجلّد الثانی، کتاب النّکاح، ص 28، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان پاکستان
[2] حاشیۃ عمدۃ الرّعایۃ علی شرح الوقایۃ، حاشیہ نمبر 4، ص 28، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان پاکستان

Marfat.com

چوں کہ قریش ہیں' لہٰذا ہر غیر سیّد قریشی ساداتِ فاطمیہ کا کُفو ہے اور اِن کے درمیان نکاح جائز ہے اور اِس نکاح کو غیر کُفو میں نکاح کہنا پرلے درجے کی جہالت ہے۔

محوّلہ بالا دلائل کا نتیجہ

قارئینِ محترم! سطورِ بالا میں بندہ نے حدیثِ قولی' کتابِ مبسوط' ہدایہ اور اُس کا متن شرحِ وقایہ اور اُس کا متن' فتح القدیر' کنز الدقائق' بحرالرّائق' دُررالاحکام شرحِ غُررالاحکام عمدۃ الرّعایہ حاشیہ شرح الوقایہ' دُرِّ مختار' تنویرالابصار اور شامی۔ اِن تیرہ (13) مذہبِ حنفی کی مستند کتابوں سے ثابت کیا ہے کہ تمام قریش بلاتخصیص ایک دوسرے کے کُفو ہیں اور اگر چہ بعض دوسرے بعض سے افضل ہیں' لیکن یہ تفاضل مانعِ کفاءت نہیں ہے اور اِن تفاضل کے باوجود ہر قریشی دوسرے قریشی کا کُفو ہے اور ساداتِ فاطمیہ بھی چوں کہ قریش ہیں' لہٰذا تفاضل کے باوجود ہر غیر سیّد قریشی اِن کا کُفو ہے اور یہ دعوٰی صریح جہالت ہے کہ غیر سیّد' اگر چہ ہاشمی ہو' سیّدہ فاطمیہ کا کُفو نہیں اور اِن میں نکاح ناجائز ہے۔ یہاں تک حدیثِ اوّل ختم ہوئی' جو کہ حدیثِ قولی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: قریش بعضهم اکفاء لبعض اور یہ دلیل امام سرخسیؒ نے مبسوط میں ذکر کی ہے۔

امام سرخسیؒ کے نزدیک تفاضل کے باوجود قریش ایک دوسرے کے کفو ہیں

دُوسری دلیل: حدیثِ فعلی ہے اور امام سرخسیؒ نے مبسوط میں ذکر کی ہے: الکفاءۃ فی خمسة اشیاء احدها نسب وهو علی ما قال قریش اکفاء بعضهم لبعضٍ فا

Marfat.com

فی مابینهم یتفاضلون وافضلهم بنو هاشم و مع التّفاضل هم اکفاء الاترٰی انّ رسول اللّٰه ﷺ تزوّج عائشةؓ وکانت تیمیّة و تزوّج حفصةؓ وهی عدویّة وزوّج ابنتیه من عثمانؓ وکان عبشمیًّا فعرفنا انّ بعضهم اکفاء لبعض۔

خلاصۂ عبارت یہ ہے کہ کُفو پانچ چیزوں میں ہے۔ اُن میں سے ایک نسب ہے اور نسب کے لحاظ سے قریش ایک دوسرے کے کفو ہیں، لیکن اِس کا یہ مطلب نہیں کہ سب قریش فضیلت میں برابر ہیں، بلکہ بعض قریش بعض دوسرے قریش سے افضل ہیں اور سب قریش سے افضل بنو ہاشم ہیں اور باوجود اِس تفاضل کے قریش ایک دوسرے کے کُفو ہیں۔ صاحبِ مبسوط نے اِس کی چند مثالیں دی ہیں کہ تفاضل کے باوجود قریش ایک دوسرے کے کُفو ہیں۔

قبائلِ قریش میں تفاضل کا اعتبار نہیں

مثالِ اوّل: حضور ﷺ نے حضرت عائشہؓ صدّیقہ سے نکاح کیا، حالانکہ آپ ﷺ دو وجہ سے حضرت عائشہؓ سے افضل ہیں۔ ایک تو آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور حضرت عائشہؓ کو یہ رُتبہ حاصل نہیں۔ دوسرا آپ ہاشمی ہیں اور حضرت عائشہ صدّیقہؓ غیر ہاشمیہ تیمیّہ ہیں اور ہاشمی، غیر ہاشمی قریشی سے افضل ہیں۔ اِس لحاظ سے حضور ﷺ خود حضرت عائشہؓ سے افضل ہوئے، تو لازم آیا کہ حضور ﷺ بوجہِ فضیلت حضرت عائشہؓ کے برابر نہ ہوئے، اِس لیے کُفو بھی نہ ہوئے۔ صاحبِ مبسوط نے اِس سوال کے جواب کی طرف اشارہ کیا کہ تفاضل کا کُفو میں اعتبار نہیں۔ مساوات اور مثل سے مرتبہ کے لحاظ سے مساوات مراد نہیں، بلکہ نسب میں مساوات ہے اور حضور ﷺ نسبِ قریش میں حضرت عائشہؓ کے بالکل مساوی اور برابر ہیں۔ یعنی دونوں نضر بن کنانہ

Marfat.com

کی اولاد ہونے میں برابر ہیں' اگرچہ حضور ﷺ کو دو وجہ سے حضرت عائشہ صدیقہؓ پر فضیلت ہے' لیکن کُفوِ نسبی میں فضیلت کا اعتبار نہیں۔

مثالِ دوم: حضور ﷺ نے حضرت حفصہؓ سے نکاح کیا' حالانکہ حضور ﷺ مذکورہ بالا دو وجوہات کی بِنا پر حضرت حفصہؓ سے افضل ہیں۔ اِس طرح آپ حضرت حفصہؓ کے کُفو' برابر اور مثل نہ ہوئے' تو اِس سوال کے جواب کی طرف بھی صاحبِ مبسوط نے اشارہ کیا ہے کہ کُفو سے مراد رتبہ اور فضیلت میں مثل اور مساوات نہیں' بلکہ نسب میں مثل اور مساوات مراد ہے اور بحیثیتِ رُتبہ تفاضل' کفو میں معتبر نہیں۔ حضور ﷺ اور حضرت حفصہؓ اگرچہ رُتبہ میں برابر نہیں' لیکن نسبِ قریش میں مثل اور مساوی ہیں۔

مثالِ سوم: حضور ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت عثمانؓ کو نکاح کر دی' حالانکہ حضرت عثمانؓ صاحبزادی صاحبہ کے کُفو اور مثل نہیں' اِس لیے کہ صاحبزادی صاحبہ بنو ہاشم سے اور حضرت عثمانؓ عبشمی یعنی عبدشمس کی اولاد میں سے ہیں اور غیر ہاشمی ہیں اور بنو ہاشم غیر بنی ہاشم سے افضل ہیں۔ پس حضرت عثمانؓ صاحبزادی صاحبہ کے کُفو اور مثل نہ ہوئے' تو صاحبِ مبسوط نے اِس سوال کے جواب کی طرف اشارہ بھی کیا کہ تفاضل کو کفاءت میں دخل نہیں' بلکہ کفاءت میں نسب اور قریش ہونے میں برابری معتبر ہے اور حضرت عثمانؓ نسب اور قرشیت اور نضر بن کنانہ کی اولاد ہونے میں صاحبزادی صاحبہ کے برابر ہیں۔ اگرچہ رُتبہ اور فضیلت میں برابری کفاءت میں معتبر نہیں ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ کا خود اپنا نکاح کرنا اور اپنی صاحبزادی کا نکاح کر دینا آپ کا فعل ہے۔ دلیلِ اوّل میں حدیثِ قولی اور دلیلِ دوم میں حدیثِ فعلی کا ذکر ہوا۔ اِس طرح

Marfat.com

حدیثِ قولی اور حدیثِ فعلی ہر دو سے ثابت ہوا کہ قریش کا ہر فرد' دوسرے فرد کا نسب اور قریش ہونے میں کُفو'مثل اور مساوی ہے اور اگر فردِ قریش کو دوسرے فرد پر بہ اعتبارِ رُتبہ تفاضل ہو تو اِس کا کُفو میں اعتبار نہیں اور یہ تفاضل کُفو کے منافی نہیں۔

اب عدمِ جوازِ نکاح کے قائلین اور اُن کے ہم مشرب مُفتیوں کی غلط فہمی کا سبب بیان کیا جاتا ہے کہ اُنہوں نے جو یہ دعویٰ کیا کہ غیر سیّد ہاشمی بھی سیّدہ فاطمیہ کا کُفو نہیں' تو اُنہیں یہ غلطی اِس طرح لگی کہ اُن کے نزدیک اہلِ بیتِ رسول کو غیر اہلِ بیت پر تفاضل اور فضیلت حاصل ہے' اگرچہ وہ غیر اہلِ بیت ہاشمی ہو۔ تو غیر اہلِ بیت ہاشمی رُتبہ میں اہلِ بیتِ رسول کے برابر نہ ہوا۔ اِس لیے اہلِ بیت کا کُفو نہ ہوا' کیوں کہ کُفو کا معنیٰ برابری ہے اور یہ امر اِن مُفتیوں کی دین سے ناواقفیت پر مبنی ہے اور اِس کی دو وجوہات ہیں۔ اوّل یہ کہ جب فُقہائے احناف نے یہ تصریح کردی کہ تفاضل کے باوجود ایک قریشی دوسرے کا کُفو ہے' جیسے حضور ﷺ باوجود فضیلتِ کاملہ کے عائشہ صدیقہؓ اور حضرت حفصہؓ کے کُفو ہیں اور تفاضل کُفو کے منافی بھی نہیں اور کُفو میں معتبر بھی نہیں۔ اگر ساداتِ فاطمیہ باوجودِ تفاضل دوسرے ہاشمیوں اور قرشیوں کے کُفو ہوں تو شرعاً اِس میں کسی قسم کی کوئی قباحت نہیں' کیوں کہ تفاضل نہ تو کُفو کے منافی ہے اور نہ کُفو میں معتبر۔ دوم یہ کہ اگر اِن مُفتیوں کا دعویٰ تسلیم کیا جائے کہ اہلِ بیت کو غیر اہلِ بیتِ ہاشمی پر تفاضل ہے' اِس لیے غیر اہلِ بیت' اہلِ بیت کے کُفو نہیں اور اِن میں نکاح جائز نہیں۔ تو لازم آئے گا کہ حضور ﷺ حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ کے کُفو نہ ہوں اور اِسی طرح حضرت عثمانِ غنیؓ حضور ﷺ کی صاحبزادی کے کُفو نہ ہوں اور یہ نکاح غیر کُفو

میں ہو۔ اِس میں تو بڑی قباحت ہے۔ یہاں تک حدیثِ قولی اور حدیثِ فعلی سے ثابت کیا گیا کہ غیر سیّد ہاشمی' سیّدہ فاطمیّہ کا کفو ہے اور اِن کے درمیان نکاح جائز ہے اور اِس کے خلاف لکھنے والے تمام مفتیوں کے فتوٰی جات اُن کی علمی کم مائیگی کے غمّاز ہیں۔

تعاملِ صحابہؓ' تابعینؒ اور تبعِ تابعینؒ

قارئینِ کرام! اُن مبارک اَدوار میں ساداتِ فاطمیّہ کے نکاح غیر سیّد قریش کے ساتھ ہوئے۔ حاشیۂ شامی میں ہے: لاتفاضل فیما بینهم من الهاشمیّ والنّوفلیّ والتّیمیّ والعدویّ وغیرهم ولهٰذا زوّج علیّ وَهو هاشمیّ اُمّ کلثوم بنت فاطمة من عمر وهو عدویّ[1]۔ علامہ شامی نے پہلے دعوٰی کیا کہ ہر قریش دوسرے قریش کا کُفو ہے' اگرچہ بعض قریش مثلاً بنو ہاشم دوسرے قریش سے افضل ہیں' لیکن اِس تفاضل کا اعتبار نہیں۔ اِس کے بعد علامہ شامیؒ نے اِس پر دلیل دی کہ حضرت علیؓ نے جو کہ ہاشمی ہیں' اپنی صاحبزادی اُمِّ کلثوم' جو کہ حضرت فاطمہ زہرؓا کے بطن سے تھیں' حضرت عمرؓ کو نکاح کر دِیں' حالانکہ حضرت علیؓ ہاشمی اور حضرت عمرؓ عدوی ہیں اور ہاشمی' عدوی سے افضل ہیں۔ معلوم ہوا کہ قریش میں تفاضل کا اعتبار نہیں۔ اِس طرح حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ اور اُن کی صاحبزادی کے کُفو ثابت ہوئے۔ حضرت اُمِّ کلثوم سیّدہ فاطمیّہ ہیں' جب کہ حضرت عمرؓ عدوی ہونے کی وجہ سے صرف قریشی ہیں' ہاشمی نہیں ہیں۔ اِس طرح سیّدہ فاطمیّہ کا کُفو غیر سیّد قریشی ثابت ہوا اور اُن کے درمیان نکاح جائز ہوا۔ حالانکہ اِن مُفتیوں کا دعوٰی یہ ہے کہ سیّدہ فاطمیّہ کا کُفو غیر سیّد ہاشمی بھی نہیں اور اُن کے درمیان نکاح ناجائز اور صُحبتِ زنا ہے۔ تو مُفتی کے نزدیک

---

[1] حاشیة ردّ المحتار علی الدرّ المختار' ج 2' ص 345' مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

حضرت اُمِّ کلثومؓ کا نکاح حضرت عمرؓ کے ساتھ غیر کفو میں ہوا۔ اِس لیے ناجائز اور کالعدم ہے اور...... نعوذُ باللہ من ھذہٖ الخرافات والھذلیات۔

اِن مُفتیانِ کم سواد پر صد افسوس

قارئینِ کرام! غور فرمایئے کہ اِن زُود نویس مگر کم تدبر مُفتیوں نے بسلسلۂ کفاءت جو کچھ تحریر کیا' جس کا ابھی اُوپر ذکر ہوا' اِن کی ایسی تحریر کردہ بیان و منطق کے مطابق تو حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ پر معاذ اللہ ایک فعلِ قبیح کی تُہمت لگتی ہے۔ کیا نیاز مندیِ اہلِ بیت اور احترامِ صحابہؓ کا حق اِسی طرح ادا کیا جاتا ہے؟ اکابر فُقہائے سلف کے طے شدہ فیصلوں کو اگر حلِّ مسئلہ کے لیے مشعلِ راہ بنایا جاتا تو ایسے بھیانک نتائج کبھی برآمد نہ ہوتے' مگر کیا کِیا جائے؟ ہر دور میں ایسے مفاد پرست اور دین فراموش پیدا ہوتے آئے ہیں جو دُنیوی مفادات کے مقابلے میں اُخروی خسارے کو بھی نظرانداز کر جاتے ہیں۔ لیجئے اب ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمایئے۔

بحرالرّائق میں ہے: وزوّج علیؓ بنتَہٗ اُمّ کلثوم من عمرؓ و کان عدویًا لاھاشمیًا[1]

خلاصہ یہ کہ حضرت علیؓ نے اپنی صاحبزادی اُمِّ کلثومؓ، حضرت عمرؓ کو نکاح کر دی' حالانکہ حضرت عمرؓ عدوی تھے' ہاشمی نہیں تھے اور ہاشمی' عدوی سے افضل ہیں' تو معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ اور حضرت عمرؓ کے نزدیک سیّدہ فاطمیہ کا غیر سیّد قریشی بھی کُفو ہے۔ اِس طرح غیر سیّد ہاشمی بطریقِ اَولیٰ سیّدہ کا کُفو ہوگا۔ شامی اور بحرالرّائق ہر دو کی عبارتِ مذکورہ بالا ایسے فاترالعقل مُفتیوں کے مُنہ پر ایک زوردار طمانچہ ہے۔ ایک اور حوالہ ملاحظہ ہو۔

---

[1] البحرالرّائق شرحِ کنزالدّقائق' الجزء الثالث' ص 130' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

ہر فردِ قریش دوسرے فردِ قریش کا کفو ہے

عمدۃ الرعایہ حاشیۂ شرحِ وقایہ میں ہے: لاتفاضل فیما بینھم من الھاشمیّ والنّوفلیّ والتّیمیّ والعدویّ وغیرھم ولھٰذا زوّج علیّ بن ابی طالب وھوھاشمیّ ابنتہٗ اُمّ کلثوم بنت فاطمة من عمر بن الخطّاب وھو عدویّ لانہٗ من قریش[1] خلاصہ عبارت یہ ہے کہ قریش میں تفاضل کا اعتبار نہیں۔ ہر فردِ قریش دوسرے فرد کا کفو ہے‘ اگرچہ ایک فرد دوسرے بُطونِ قریش سے افضل ہے‘ لیکن ہر ایک دوسرے کا کُفو ہے۔ یعنی ہاشمی‘ غیر ہاشمی قریشی کا کُفو اور غیر ہاشمی‘ قریشی ہاشمی کا کُفو ہے اور مُحشّیٔ شرحِ وقایہ نے اِس پر یہ دلیل دی ہے کہ حضرت علیؓ جو کہ ہاشمی ہیں اور دوسرے بُطونِ قریش سے افضل ہیں‘ اُنہوں نے اپنی صاحبزادی اُمِّ کلثومؓ‘ جو کہ حضرت فاطمہؓ کے بطنِ مقدّس سے تھیں‘ حضرت عمرِ فاروقؓ کو نکاح کر دیں‘ حالانکہ فاروقِ اعظمؓ عدوی قریشی تھے۔ اِس سے معلوم ہوا کہ قریش میں تفاضل کا اعتبار نہیں۔

قارئینِ کرام! غور فرمائیے کہ حضرت اُمِّ کلثومؓ میں چار فضیلتیں ہیں۔ ایک یہ کہ وہ حضرت علیؓ کی صاحبزادی ہیں۔ دوم وہ حضرت سیّدہ فاطمہ زہرؓا کی صاحبزادی ہیں۔ سوم یہ کہ وہ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہ زہرؓا کی بلاواسطہ اور بالذّات صاحبزادی ہیں۔ چہارم یہ کہ حضرت اُمِّ کلثومؓ یقینی اور بلا شک وشُبہ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہ زہرؓا کی صاحبزادی ہیں اور اِن کے سیّدہ فاطمیّہ ہونے میں کوئی شک وشُبہ نہیں‘ بخلاف آج کل پندرھویں صدی کی سیّدہ فاطمیّہ کے کہ یہ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہ زہرؓا کی بلاواسطہ اور بالذّات صاحبزادی بھی نہیں اور اِس کے سیّدہ فاطمیّہ ہونے میں ایسا یقین نہیں‘ جیسا کہ حضرت اُمِّ کلثومؓ کے

---

[1] عمدۃ الرّعایۃ حاشیۃ شرحِ الوقایۃ‘ المجلّد الثانی‘ کتاب النّکاح‘ ص 28‘ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان پاکستان

Marfat.com

سیّدہ فاطمیہ ہونے میں یقین ہے۔ یعنی مرورِ زمانہ کے سبب وہ قطعیّت نہیں، جو حضرت اُمِّ کلثوم کو حاصل ہے، تو حضرت اُمِّ کلثوم جو کہ سیّدہ فاطمیہ ہیں، کی کفو حضرت عمرؓ ہیں، حالانکہ وہ ہاشمی نہیں، بلکہ صرف عدوی قریشی ہیں۔ معلوم ہوا کہ آج کل کی سیّدہ فاطمیہ کا بطریقِ اَولیٰ ہاشمی مرد یا صرف قریشی کُفو ہوگا اور اِن کے درمیان نکاح جائز اور لازم ہوگا۔ تو اِن ساداتِ عصر کے ہمنوا ایسے مُفتیوں کا یہ دعویٰ بالکل لغو ہوا کہ آج کل سیّدہ فاطمیہ کا غیر سیّد ہاشمی اور قریشی بھی کُفو نہیں ہے اور اِن کے درمیان نکاح ناجائز اور صُحبتِ زنا ہے۔ اِن ظالم اور عاقبت نا اندیش مفتیوں کو یہ خیال نہیں آتا کہ اِن کے اِس احمقانہ فتویٰ زِنا کا ناپاک وار کِن کِن ذواتِ مقدسہ پر پڑے گا۔ اگر پاکستان میں نظامِ مصطفیٰ جاری ہو، تو ایسے غلط نویس[1] مُفتیوں پر حدِ قذف لگائی جائے۔

امام مالکؒ کے نزدیک کُفو کا سرے سے اعتبار ہی نہیں

چوں کہ امام مالکؒ کے نزدیک کُفو کا سرے سے اعتبار ہی نہیں اور ہر مرد، خواہ سیّد ہو یا غیر سیّد ہر عورت کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے، خواہ وہ عورت سیّدہ فاطمیہ ہو یا غیر سیّدہ، تو امام مالکؒ کے نزدیک غیر سیّد مرد، خواہ کسی قوم سے تعلّق رکھتا ہو، سیّدہ فاطمیہ سے نکاح کر سکتا ہے۔ اِس لیے ہمارے مخالفین کا دعویٰ اور فتویٰ امام مالکؒ کے مذہب کے بھی خلاف ہے، بلکہ حنفی مذہب کے بھی خلاف ہے۔ اِس لیے کہ دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ احناف کے نزدیک تمام قریش ایک دوسرے کے کُفو ہیں اور قریش میں تفاضل کا اعتبار نہیں۔ اِس کی دلیل حضرت اُمِّ کلثومؓ بنتِ فاطمہ زہرؓا کا حضرت عمرؓ کے ساتھ نکاح ہے اور حضرت عمرؓ صرف قریشی ہیں،

---

[1] بقولِ مرزا عبدالقادر بیدلؔ دہلویؒ

چہ بود سرو برگِ غلط سبقاں دَرِ علم و عمل بہ فسانہ زدن — ز غرورِ دلائلِ بے خردی ہمہ تیرِ خطا بہ نشانہ زدن

Marfat.com

تو حنفی مذہب میں بھی غیر سیّد قریشی سیّدہ فاطمیّہ کا کُفو ہے اور اِن کے درمیان نکاح جائز ہے۔ یہ نادان دوست اِس حقیقت سے اِنکاری ہیں' بلکہ معاذ اللہ اِسے صُحبتِ زنا قرار دیتے ہیں۔ اِس طرح اِن کا یہ فتوٰی امام مالکؒ اور فقہِ حنفی ہر دو کے خلاف ٹھہرا۔

کُفو کے متعلّق امام شافعیؒ کا مذہب

اب کُفو کے متعلّق امام شافعیؒ کا مذہب بیان کیا جاتا ہے۔ فتح القدیر لابنِ ہُمام اور عنایہ میں ہے: ففی الحدیث دلیل علٰی انّه لا یعتبر التّفاضل فی انساب قریش فهو حجّة علٰی الشّافعیّ فی انّ الهاشمیّ والمطّلبیّ اکفاء دون غیرهم بالنّسبة الیهم وزوّج النّبیّ ﷺ بنتیه من عثمان وهوامویّ خلاصۂ عبارت یہ ہے کہ حدیث شریف میں (ثابت) ہے: قریش بعضهم اکفاء بعض قابل البعض بالبعض مِن غیر اعتبار الفضیلة بین قبائلهم کہ ہر قریشی دوسرے قریشی کا کُفو ہے اور قریش کے قبائل میں فضیلت کا اعتبار نہیں اور یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی دو بیٹیاں حضرت عثمانؓ کو نکاح کر دیں' حالانکہ آپ ہاشمی اور حضرت عثمانؓ اموی ہیں اور بنو ہاشم کو بنو اُمیّہ پر فضیلت حاصل ہے' تو یہاں فضیلت کا اعتبار نہیں۔

کُتبِ فقہ میں اِن اُمور پر سَیر حاصل بحث ملاحظہ کی جاسکتی ہے اور یہ حدیث شریف امام شافعیؒ پر حُجّت ہے کہ امام شافعیؒ کا کُفو کے متعلّق یہ مذہب ہے کہ قریش سے ہاشمی اور مطّلبی باہم کُفو ہیں اور اِن دو قبیلوں کے علاوہ جو قریش ہیں' وہ اِن دو قبیلوں کا کُفو نہیں ہیں۔ چوں کہ امام شافعیؒ نے بھی قریش کے قبائل میں تفاضل کا اعتبار کیا ہے' اِس لیے حدیثِ مذکورہ

---

[1] فتح القدیر شرح الهدایة' ج 3' ص 190' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

ام شافعیؒ کے خلاف بھی حُجّت ہے۔ بہر حال یہاں کُفو میں حضرت امام شافعیؒ کا مذہب بیان
کیا جارہا تھا' لہٰذا فتح القدیر کی عبارت سے معلوم ہوا کہ کُفو کے متعلّق امام شافعیؒ کا مذہب یہ ہے
کہ ہاشمی اور مطّلبی خاندان کا ہر فرد دوسرے فرد کا کُفو ہے اور اُن کے درمیان نکاح جائز ہے اور
ام شافعیؒ بنو ہاشم اور مطّلبی میں تفاضل کا اعتبار نہیں کرتے۔ اِس طرح اِن فقہ نا آشنا مفتیوں
فتوٰی مذہبِ شافعیؒ کے دعوٰی کے بھی خلاف ہے' اِس لیے کہ اُن کا یہ دعوٰی اور فتوٰی
کہ غیر سیّد ہاشمی بھی سیّدہ فاطمیہ کا کُفو نہیں' نہ یہ امام مالکؒ کا مذہب ہے' نہ امام ابو حنیفہؒ
ورنہ ہی امام شافعیؒ کا' بلکہ کسی مسلمان کا مذہب نہیں۔ ہاں اگر قادیانیوں کا مذہب ہو تو اُس
سے مسلمانوں کو سروکار نہیں۔ اُن کا یہ فتوٰی بلاشبہ بدعتِ سیّئہ ہے کہ اُنھوں نے بنو ہاشم
میں تفاضل کا اعتبار کیا ہے کہ ساداتِ فاطمیہ چوں کہ بنو ہاشم ہونے کے باوجود دوسرے قریش
سولِ بنی ہاشم سے افضل ہیں۔ لہٰذا غیر سیّد ہاشمی بھی ساداتِ فاطمیہ کا کُفو نہیں ہے۔

کفو کے بارے میں امام احمد بن حنبلؒ کا مذہب

اب بندہ اُئمّۂ اربعہ میں سے امام احمد بن حنبلؒ کا کُفو کے متعلّق مذہب ذکر کرتا ہے۔
مغنی ابنِ قُدامہ' جو فقہِ حنبلی کی مُستند کتاب ہے اور ابنِ قُدامہ حضرت پیرانِ پیرؒ کا شاگرد ہے اور
حضرت پیرانِ پیرؒ بھی حنبلی مذہب کے پیروکار ہیں۔ اِس طرح مُغنی ابنِ قُدامہ میں
مذکور ہے' وہ حضرت پیرانِ پیرؒ کا بھی مذہب ہے۔ اب مُغنی ابنِ قُدامہ کی عبارت ملاحظہ ہو۔

والرّواية الثّانية عن احمد انّ العرب بعضهم لبعض اكفاء. لانّ النّبیّ ﷺ زوّج
عثمان و زوّج ابا العاص بن ربيع زينب وهما من بنی عبد شمس و زوّج علیؓ،

Marfat.com

عمرؓ ابنتہ' اُمّ کلثوم و تزوّج عبداللّٰہ بن عمرو فاطمة بنت الحسین بن علی رضی اللّٰہ تعالٰی عنھم وتزوّج المصعب بن الزّبیر اختھا سکینة وتزوّجھا ایضًا عبداللّٰہ بن عثمان بن حکیم بن حزام۔

خلاصۂ عبارت یہ ہے کہ کُفو کے متعلق امام احمد سے دو روایتیں ہیں۔روایتِ اوّل کا ترجمہ یہ ہے کہ جو عرب غیر قریش ہیں' وہ قریش کے کُفو نہیں' جیسا کہ احناف کا مذہب ہے اور جو قریش بنی ہاشم نہیں' وہ بنی ہاشم کے کُفو نہیں اور یہ بعض شافعیوں کا مذہب ہے اور جو امام شافعیؒ کا مذہب ہے' اُس کی تفصیل قبل ازیں گزر چکی ہے۔دوسری روایت یہ ہے کہ تمام عرب ایک دوسرے کے کُفو ہیں' خواہ بنی ہاشم ہوں یا نہ اور جو عرب بنی ہاشم نہیں' خواہ قریش ہیں یا غیر قریش عرب' سب ایک دوسرے کے کُفو ہیں۔اِس لیے معلوم ہوا کہ غیر سیّد ہاشمی' قریش اور عرب یہ سب ساداتِ فاطمیہ کے کُفو ہیں اور اِن کے درمیان نکاح جائز ہے اور اِس کی پہلی دلیل یہ ہے کہ حضور علیہ ﷺ نے اپنی دو صاحبزادیاں حضرت عثمانؓ کو نکاح کر دیں اور تیسری صاحبزادی زینبؓ' ابو العاص کو نکاح کر دی' جب کہ حضرت عثمانؓ اور ابو العاص دونوں ہاشمی نہ تھے' بلکہ یہ ہر دو عبد شمس کی اولاد سے تھے' لیکن حضور علیہ ﷺ حضرت عثمانؓ اور ابو العاص عرب ہیں تو معلوم ہوا کہ عرب ایک دوسرے کے کُفو ہیں' نیز یہ کہ حضرت عثمانؓ اور ابو العاص حضور علیہ ﷺ کے کُفو ہیں' تو غیر سیّد ہاشمی قریشی بطریقِ اَولیٰ سیّدہ فاطمیہ کے کُفو ہوں گے اور دوسری دلیل یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنی صاحبزادی اُمِّ کلثوم بنت فاطمہ زہرؓا حضرت عمرؓ کو نکاح کر دی اور حضرت اُمِّ کلثومؓ بلا واسطہ ساداتِ فاطمیہ سے تھیں اور سیّدہ تھیں' جب کہ

Marfat.com

حضرت عمر فاروقؓ نہ تو سیّد تھے' نہ ساداتِ فاطمیہ سے تھے اور نہ ہاشمی تھے' البتہ قریش اور عرب تھے۔ تو اِس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ جو کہ غیر سیّد قریش اور عرب ہیں' حضرت اُمِّ کلثومؓ بنتِ فاطمہؓ کے کفو ہیں اور حضرت علیؓ، امیر عمرؓ کو اپنی اور اپنی صاحبزادی کا کُفو جانتے تھے۔ اِس لیے اُنہوں نے اپنی صاحبزادی کا نکاح کُفو میں کیا تھا اور یہ نکاح اُن کے نزدیک درست تھا۔ لہٰذا منکرینِ جواز کا یہ دعویٰ لغوِ محض ثابت ہوا کہ سیّدہ فاطمیہ کا غیر سیّد کفو نہیں' خواہ قریش سے ہو اور اِن کے درمیان اصلاً نکاح جائز نہیں اور صُحبتِ زنا ہے۔ (نعوذ باللہ) خواہ نکاح ولی کی رضامندی سے ہو یا نہ۔

قارئین! غور فرمایئے کہ سیّدہ اُمِّ کلثومؓ کا نکاح حضرت عمرؓ کے ساتھ ولیِ اقرب کی اجازت سے ہوا اور ولیِ اقرب حضرت مولیٰ علیؓ ہیں۔ اہلِ سُنّت کا یہی مذہب ہے کہ یہ نکاح حضرت علیؓ کی رضامندی سے ہوا' البتہ رافضیوں کا مذہب یہ ہے کہ یہ نکاح جبراً اور ولیِ اقرب کی رضامندی کے بغیر کیا گیا۔ غور کیجیے کہ اِن نادانوں نے حضرت عمرؓ اور حضرت اُمِّ کلثومؓ پر قبیح کی تُہمت لگائی ہے اور حضرت علیؓ کو اِس فعل کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے۔ کوئی صحیح النسب مسلمان اہلِ بیتِ رسول ﷺ اور اکابر صحابۂ کرام پر اِس قسم کی قبیح تُہمت نہیں لگا سکتا۔ میرے نزدیک ایسی تہمت لگانے والا مسلمان نہیں رہ سکتا۔

حضرت امام حسینؓ کی صاحبزادیوں کے غیر ہاشمیوں سے نکاح

حضرت امام حسینؓ بن علیؓ کی دو صاحبزادیاں حضرت فاطمہؓ اور حضرت سکینہؓ تھیں۔ اوّل کا نکاح حضرت عثمانؓ کے پوتے عبداللہ کے ساتھ ہوا' جو غیر سیّد اموی تھے اور حضرت سکینہؓ کا

Marfat.com

نکاحِ اوّل مُصعب بن زبیر کے ساتھ ہوا اور مُصعب کی وفات کے بعد حضرت سکینہؓ کا
نکاحِ ثانی حکیم بن حزام کے پوتے عبداللہ بن عثمان سے ہوا اور یہ دونوں غیر سیّد قریشی تھے،
جب کہ حضرت فاطمہؓ اور حضرت سکینہؓ صرف ایک واسطے سے حضرت فاطمہ زہرؓا بنتِ رسول کی
اولاد ہیں اور وہ واسطہ حضرت امام حسینؓ بن علیؓ ہیں ۔ معلوم ہوا کہ غیر سیّد قریشی سیّدہ کا کُفو
ہے، جو کہ بلاواسطہ یا صرف ایک واسطہ سے بلاشک وشُبہ حضرت فاطمہ زہرؓا کی اولاد ہے۔
لہٰذا غیر سیّد قریشی، موجودہ دور کی سیّدہ کا بطریقِ اَولیٰ کفو ہوگا اور اِن کے درمیان نکاح جائز ہو
گا، کیوں کہ آج کی سیّدہ فاطمیہ سینکڑوں واسطوں سے حضرت فاطمہ زہرؓا کی اولاد ہے
اور اُس کا اہلِ بیتِ رسول سے ہونا اِتنا قوی اور یقینی نہیں ہے، جتنا سیّدہ اُمّ ِکلثوم بنتِ علیؓ،
حضرت سیّدہ فاطمہؓ بنتِ امام حسینؓ اور حضرت سکینہؓ بنتِ حسینؓ کا اہلِ بیتِ رسول سے ہونا
قوی، یقینی اور اقرب ہے۔ جب یقینی اور اقرب سیّدہ فاطمیہ کا کُفو غیر سیّد قریشی ہوسکتا ہے اور اِن
کے درمیان نکاح جائز ہے، تو آج کل کی غیر یقینی اور ابعد سیّدہ فاطمیہ کا آج کل کا غیر سیّد قریشی
بطریقِ اَولیٰ کُفو ہوگا۔ چوں کہ فقہِ حنبلی کی معتبر کتاب مُغنی ابنِ قُدامہ کے حوالے سے بات
ہوئی، جو کہ حضرت پیرانِ پیرؒ کے شاگرد ابنِ قُدامہ حنبلی کی تالیف ہے، اِس لیے ہم برسبیلِ تذکرہ
یہاں اپنے مَوقِف کی تائید وتقویت میں ایک اور رشتے کا حوالہ دینا بھی تقاضائے انصاف
سمجھیں گے۔ جو میرے کرم فرماؤں، اُن کے مفتیوں اور بالخصوص درگاہِ غوثیہ مہریہ کے وابستگان
کے لیے ناقابلِ انکار حوالہ ہوگا۔

حضرت پیرانِ پیرؒ کے حالات، کرامات اور کمالات پر مشتمل مُستنَد کتاب بھجة الاسرار

میں موجود ہے کہ حضرت پیرانِ پیرؒ نے اپنی ایک صاحبزادی کا نکاح اپنے ہم عصر بزرگ حضرت شیخ عبدالرحمٰن طفسونجیؒ کے صاحبزادے کے ساتھ کر دیا تھا' جو کہ یقیناً ہاشمی نہیں تھے' بلکہ قریشی اسدی تھے' جب کہ حضرت پیرانِ پیرؒ ساداتِ فاطمیہ میں سے ہونے کے سبب ہاشمی' فاطمی' حسنی اور حسینی تھے۔ اِس رشتے کا ثبوت مع حوالۂ کتاب اُس فہرست میں آپ ملاحظہ کریں گے' جو ہم نے ایسے تمام رشتوں کے لئے آگے مرتب کی ہے اور اِسی کتاب میں آ رہی ہے۔

کفو کے بارے میں ائمۂ اربعہ کے مذہب کا اجمالی ذکر

قبل ازیں بندہ نے کُفو کے متعلق ائمۂ اربعہ کا مذہب تفصیل سے ذکر کیا' اب دوبارہ کُفو کے متعلق اِن کا مذہب اجمالاً ذکر کیا جاتا ہے۔ چوں کہ یہ مسئلہ نہایت اہم ہے' اِس لیے قارئین اِسے تکرارِ محض تصوّر نہ کریں' بلکہ قندِ مکرّر سمجھ کر قبول کرلیں کہ اِس بندۂ عاجز کے احول سے واقف لوگ اِس مسئلہ کی اہمیت' اِس سے متعلق حوادث اور تلخیوں سے بخوبی آگاہ ہیں۔

ازما سُخنے بشنو و با ما سُخنے گو　　کز بہرِ تو بسیار شُنیدیم سُخن ہا

مبسوطِ امام سرخسیؒ نے امام ابوحنیفہؒ کا کُفو کے متعلق یہ مذہب بیان کیا ہے: وحجّتنا فی ذلك قوله ﷺ قریش بعضهم اکفاء لبعض فانّهم فی ما بینهم یتفاضلون افضلهم بنوهاشم ومع التّفاضل هم اکفاء۔

ہدایہ شریف میں امام اعظمؒ کا کُفو کے متعلق مذہب اِس طرح مذکور ہے: ولنا قولهٗ علیه السّلام قریش بعضهم اکفاء لبعض ولا یعتبر التّفاضل فیما بینهم ولماروینا من قولهٖ علیه السّلام قریش بعضهم اکفاء لبعض قابل البعض من غیر اعتبار الفضیلة بین قبائلهم الاترٰی

Marfat.com

انّ النبیّ ﷺ زوّج ابنته رقیۃ مِن عثمانؓ وَ کان من بنی عبدشمس۔

خلاصۂ ہر دو عبارت یہ ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کا مذہب یہ ہے کہ قریش کا ہر فرد بلا تخصیص دوسرے قریش کا کُفو ہے۔ اگرچہ قریش کا فردِ اوّل دوسرے فردِ قریش سے افضل ہے اور اِس کی وجہ یہ ہے کہ کُفو میں قریش کے درمیان تفاضل اور فضیلت کا اعتبار نہیں ہے۔ مثلاً بنو ہاشم دوسرے قریش غیر ہاشمی سے افضل ہیں اور باوجود اِس تفاضل کے تمام قریش بشمولِ بنو ہاشم ایک دوسرے کے کُفو ہیں، یعنی ہر غیر ہاشمی، قریشی ہاشمی کا کُفو ہے اور اِن میں نکاح جائز ہے، تو اولادِ فاطمہ زہراؓ، جو کہ بنی ہاشم سے ہیں، ہر قریشی اِن کا کُفو ہے اور اِن میں امام اعظمؒ کے مذہب کے مطابق نکاح جائز ہے۔ اِس بنا پر کہ سب قریش بلا تخصیص ایک دوسرے کے کُفو ہیں اور اولادِ فاطمہؓ بھی قریش ہیں، لہٰذا ہر قریشی ساداتِ فاطمیہ کا کُفو ہے اور اِن کے درمیان نکاح جائز ہے، امام ابوحنیفہؒ نے دو دلیلیں قائم کی ہیں۔

دلیلِ اوّل: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمانِ عالی شان (حدیثِ قولی) ہے کہ قریش بعضھم اکفاء بعض یعنی ہر مرد قریشی، قریشیہ عورت کا کُفو ہے۔ حاشیۂ ہدایہ میں ہے کہ حدیث شریف میں جو بعض قریش کو بعض دوسرے قریش کا کُفو قرار دیا گیا ہے، تو اِس کا مطلب یہ ہے کہ مطلق بعض قریش دوسرے بعض مطلق کے کُفو ہیں اور اِن میں فضیلت کا اعتبار نہیں۔ اِس سے ثابت ہے کہ قریش میں بہ اعتبارِ کُفو تفاضل کا اعتبار نہیں اور قریش میں تفاضل کا یہ عدمِ اعتبار حدیث شریف سے ثابت ہے۔ آج کل کے بعض نام نہاد مُفتی، جو یہ کہتے ہیں کہ غیر سیّد قریشی، خواہ ہاشمی ہو سیّدہ فاطمیہ کا کُفو نہیں، کیوں کہ سیّدہ کو غیر سیّد قریشی پر فضیلت ہے، جب کہ اِن بے خ

Marfat.com

مفتیوں نے قریش میں کُفو کے بارے میں تفاضل کا اعتبار کیا' جو کہ حدیث شریف اور
ہبِ احناف سے صریح جہالت و بغاوت ہے' چُوں کہ بعض سادات حضرات کے ذہن میں
بی برتری کا بھوت اِس بُری طرح بیٹھ چُکا ہے کہ وہ شرعی احکام اور علمی تحقیقات کو
رخورِ اعتنا ہی نہیں سمجھتے' مگر اُن سے زیادہ افسوس تو اُن عُلماء و مُفتیان پر ہوتا ہے' جو
ت کچھ جانتے اور سمجھتے ہوئے شریعتِ مطہرہ کے احکام کو پسِ پُشت ڈال کر محض دال روٹی
وقبلہ و کعبہ بنائے ہوئے ہیں۔ع

اے طائرِ لاہُوتی! اُس رزق سے موت اچھی

ب چیلنج

لہٰذا ایسے نامِ نہاد حنفی' چشتی' گولڑوی مولویان کو بندہ کا ایک چیلنج ہے کہ یہ لوگ
ضرت گولڑویؒ کی کسی بھی تصنیف سے اپنا یہ خود ساختہ موقف ثابت کر دکھائیں۔

قارئین! بڑا المیہ یہ ہے کہ یہ مفلسانِ علم محقّقین اپنے اِس باطل نظریہ کو حضرت گولڑویؒ
طرف منسوب کرتے ہیں' جو کہ اُن کی علمی شخصیت پر صریح بُہتان ہے۔ بندہ اِن
عیانِ علم مفتیوں کو چیلنج کرتا ہے کہ وہ حضرت گولڑویؒ کی کسی تصنیف سے یہ ثابت کر دیں
آپؒ نے فرمایا ہو کہ سیّدہ فاطمیہ کا غیر سیّد ہاشمی اور قریشی بھی کُفو نہیں ہے' آپ نے تو
ف یہ فرمایا کہ عجمی' عربیہ کا کُفو نہیں اور عجمی سے مراد غیر عربی النسل ہے اور یہ کورے مُفتی'
سے مراد ہاشمی اور قریشی اور عربیہ سے مراد سیّدہ فاطمیہ لیتے ہیں' حالانکہ عجمی' عربیہ'
اور قریشی کی ضد ہے۔ پھر دوسرا المیہ یہ ہے کہ یہ بزعمِ خویش مفتی جنھوں نے حضرت گولڑویؒ

Marfat.com

پر بُہتان باندھا ہے' یہ مُفتیانِ مُفتری اپنے آپ کو تو حضرت گولڑوی کا بڑا عقیدت مند خیال کرتے ہیں اور جن لوگوں نے اِس بہتان سے حضرت گولڑوی کو بَری قرار دیا ہے' اُنہیں آپ کا گستاخ تصوّر کرتے ہیں۔ بقولِ راقم ۔

تم نے جو کچھ بھی کہا' ہم نے سُنا' مانے گئے
بے وفا پھر بھی رہے' خودسَر ہی گردانے گئے

دلیلِ دوم: یہاں تک تو کُفو کے متعلّق امام ابوحنیفہؒ کے مذہب پر بحوالہ مبسوط اور ہدایہ حدیثِ قولی کا ذکر کیا گیا۔ اب کُفو کے متعلّق امام ابوحنیفہؒ کے مذہب پر دلیلِ دوم ملاحظہ ہو اور یہ حدیثِ فعلی ہے۔ جس کو حاشیۂ ہدایہ اور مبسوط میں بایں الفاظ ذکر کیا گیا ہے: الا تری انّ النبیّ ﷺ زوّج ابنته' رقيّةؓ مِن عثمانؓ وَكان مِن بنی عبد شمس۔ مبسوطِ امام سرخسیؒ میں ہے: الاترى انّ النّبیّ ﷺ زوّج ابنتيهِ مِن عثمانؓ وكان عبشميًا فعرفنا انّ بعضهم اكفاء لبعض

اِن ہر دو عبارات میں صاحبِ ہدایہ اور صاحبِ مبسوط نے اِس پر حدیثِ فعلی سے امام ابوحنیفہؒ کے مذہب پر استدلال کیا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کا کُفو کے متعلّق مذہب یہ ہے کہ ہر قریشی' دوسرے قریشی کا کُفو ہے اور کُفو میں تفاضل کا اعتبار نہیں۔ حدیثِ فعلی یہ ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت رقیہؓ حضرت عثمانؓ سے نکاح کر دی' حالانکہ حضرت عثمانؓ ہاشمی نہ تھے' بلکہ عبدِ شمس کی اولاد سے عبشمی تھے اور بنی ہاشم دوسرے غیر ہاشمی قریش سے افضل ہیں۔ لیکن یہ فضیلت مانع تکافو نہیں ہے۔ اِس سے معلوم ہوا کہ ہر قریشی دوسرے قریشی کا کُفو ہے اور اِن میں تفاضل کا اعتبار نہیں۔

یہاں تک کُفو کے متعلّق امام ابو حنیفہؒ کا مذہب بحوالہ مبسوط و ہدایہ ذکر کیا گیا کہ امام ابو حنیفہؒ نکاح میں کُفو کے قائل ہیں کہ قریش کا ہر فرد دوسرے فرد کا کُفو ہے اور قریش میں کُفو کے متعلّق تفاضل نہیں۔ ہمارے مخالفینِ کج فکر کا کُفو کے متعلّق نظریہ امام ابو حنیفہؒ کے مذہب کے بالکل خلاف ہے۔ اِن کا نظریہ یہ ہے کہ غیر سیّد، خواہ ہاشمی یا غیر ہاشمی قریشی ہی کیوں نہ ہو، سیّدہ فاطمیہ کا کُفو نہیں ہے اور اِن کے درمیان نکاح جائز نہیں، خواہ ولیِ اقرب نکاح پر راضی ہو یا نہ ہو۔ اگر نکاح ہوا تو چوں کہ یہ نکاح دُرست نہیں، لہٰذا تعلّقِ زوجیت زنا ہوگا۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

بندہ نے جو حدیثِ فعلی حنفی مذہب پر دی ہے کہ حضور علیہ السلام نے اپنی صاحبزادی حضرت عثمانؓ کو نکاح کر دی۔ اِس دلیلِ فعلی سے صاحبِ مبسوط اور صاحبِ ہدایہ نے یہ ثابت کیا ہے کہ ہر قریشی دوسرے قریشی کا کُفو ہے اور قریش میں کُفو کے لحاظ سے تفاضل کا اعتبار نہیں ہے۔

اِس حدیثِ فعلی کا بعض ساداتِ عصرِ حاضر اور اُن کے ہم نوا دوسرے اکثر خُفتہ ضمیر مُلاّں یہ جواب دیتے ہیں کہ اگرچہ حضرت عثمانؓ حضرت رقیہؓ کا کُفو نہیں تھے، اِس کے باوجود حضور علیہ السلام نے اپنی صاحبزادی حضرت رقیہؓ کا نکاح حضرت عثمانؓ سے کر دیا تو یہ حضور علیہ السلام کا خاصہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اختیار دیا تھا کہ آپ غیر کُفو میں نکاح کر کے دے سکتے ہیں اور اپنے موقف کے اثبات میں درجِ ذیل حدیث شریف پیش کرتے ہیں۔

اخرج الخطیب عن ابنِ عباسؓ انّ النبیّ ﷺ قال انّ اللہ اَوحی اِلیّ اَنْ اُزَوِّجَ کریمتی یعنی رقیّۃَ واُمَّ کلثوم من عثمانؓ۔

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ سے خطیب روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ

Marfat.com

مجھے خدا تعالیٰ نے بذریعۂ وحی فرمایا ہے کہ میں اپنی دو صاحبزادیوں یعنی حضرت رُقیہؓ و اُمِّ کلثومؓ کو حضرت عثمانؓ سے بیاہ دُوں۔

مزید یہ حدیث شریف: اخرج الطبرانی عن اُمِّ عیاش انّ رسول ﷺ قال مازوّجتُ عثمانَ باُمّ کلثوم اِلّا بوحی مِن السّماء۔

ترجمہ: اُمِّ عیاش سے طبرانی نے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اُمِّ کلثوم سے حضرت عثمان کا بیاہ آسمانی وحی کے تحت ہی کیا ہے[1]۔

موصوف کا یہ جواب بھی حضور ﷺ پر اِفترا اور بُہتان ہے۔ اِس لیے کہ کسی مُستند کتاب میں اِس خاصہ کا ذکر نہیں ملتا' بلکہ تمام فقہائے حنفیہ اِس نکاح کو اِس امر پر بطورِ دلیل ذکر کر رہے ہیں کہ اِس نکاح سے یہ ثابت ہوا کہ ہر قریشی دوسرے قریشی کا کفو ہے اور قریش میں تفاضل کا اعتبار نہیں' جیسا کہ صاحبِ مبسوط اور صاحبِ ہدایہ نے اِس نکاح سے یہی ثابت کیا۔

قارئینِ باتمکین! غور فرمایئے کہ فقہائے احناف حدیثِ قولی اور فعلی سے یہ ثابت کر رہے ہیں کہ حضرت عثمانؓ حضرت رقیہؓ کا کُفو ہیں اور یہ نکاح کُفو میں ہوا ہے' جب کہ پندرہویں صدی کے کچھ بے شعور ملّاں یہ رَٹ لگا رہے ہیں کہ یہ نکاح غیر کُفو میں ہے اور خاصہ رسول ہے' حالانکہ خاصہ ایک دو ملّا کے محض کہہ دینے اور احتمال سے ثابت نہیں ہوتا' بلکہ خاصہ اور خصوصیّت کے لیے کتاب وسُنّت سے دلیل کی ضرورت ہوتی ہے۔ علّامہ ابنِ حجرؒ نے کسی اور مقام پر جب کسی امر کو حضور ﷺ کا خاصہ قرار دیا تو علّامہ علی قاریؒ نے شرحِ مشکوٰۃ میں ابنِ حجرؒ کا رد کرتے ہوئے فرمایا کہ خاصہ صرف ابنِ حجرؒ کے قول سے ثابت نہیں ہوتا' بلکہ اِس کے لیے

---

[1] تحقیق الحق الظریف الجید' ص 59,60' مصنف علّامہ حافظ محمد عبدالحی چشتی بہاولپوری

Marfat.com

کتاب وسُنّت سے دلیل کی ضرورت ہوتی ہے اور ابنِ حجرؒ نے اِس خاصہ پر کوئی دلیل نہ دی۔ تو غور کریں کہ جب ابنِ حجرؒ کے محض قول سے خاصہ ثابت نہیں ہوتا' تو بھلا اِس دور کے چند تملّق شِعار مولویوں کے محض لکھ دینے سے خاصہ کیسے ثابت ہوسکتا ہے؟ اِن کا یہ کہنا کہ حضرت عثمانِ غنیؓ کا نکاح غیر کُفو میں ہوا ہے اور یہ نکاح حرام تھا' لیکن خاصہ کی وجہ سے حلال ہوا' تو یہ مفتی کا حضور علیہ السلام اور آپ کی شریعتِ مطہرہ پر محض اِفتراء اور بُہتان ہے۔

نوٹ: اِن شاء اللہ العزیز ہم اِسی کتاب میں ایک اور کتابچے رفع الاشتباہ کا جواب دیتے ہوئے اِس خاصہ والے قول کا بدلائلِ قویہ رد کریں گے۔

قارئینِ محترم! کفو کے متعلق حضرت امام شافعیؒ کا مذہب پھر نقل کیا جاتا ہے۔ حضرت امام شافعیؒ بھی نکاح میں کُفو کے قائل ہیں' لیکن اُن کا مذہب احناف کے مذہب سے کچھ مختلف ہے۔

فتح القدیر' شرحِ ہدایہ میں ہے: ففی الحدیث دلیل علٰی انّہٗ لا یعتبر التّفاضل فی انساب قریش فھو حجّة علَی الشّافعیّ فی انّ الھاشمیّ والمطّلبیّ اکفاء دون غیرھم بالنّسبة الیھم قالوا و زوّج النبیّ ﷺ بنتیہٖ من عثمان وھوا مویّ و زوّج اُمّ کلثوم من عمر وھوعدویّ رضی اللّٰہ عنہٗ و علٰی محمّد فی اعتبارہ الزّیادة بالخلافة حتّٰی لایکافیٔ اھل بیتِ الخلافة غیرھم من القرشیّین ھذا اِن قصد بذٰلک عدم المکافئة لاان قصد بہٖ تسکین الفتنة وفی الجامع لقاضی خان قالوا الحسیب یکون کفوا للنّسیب فالعالم العجمیّ کفوًا للجاھل العربیّ والعلویّة لان شرف العلم فوق شرف النّسب[1] مذکورہ بالا عبارت میں ابنِ ہُمامؒ نے مذہب امام ابوحنیفہؒ کو ثابت کیا ہے

[1] فتح القدیر شرح الھدایة' ج3' ص190' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

Marfat.com

اور کُفو کے متعلق حضرت امام شافعیؒ کا مذہب نقل کر کے اِس کو حدیث شریف سے رد کیا ہے اور حضرت امام محمد بن حسنؒ سے ایک روایت ہے' جو کہ بظاہر حدیث شریف اور مذہبِ امام ابوحنیفہؒ کے خلاف ہے۔ اِس روایت کو بھی ابنِ ہُمام صاحبِ فتح القدیر نے پہلے حدیث شریف سے رد کیا اور بعد میں اِس روایت کی توجیہہ کی کہ یہ روایت حدیث شریف اور مذہبِ احناف کے خلاف نہیں۔ اِس کے بعد ابنِ ہُمامؒ نے ایک مشکل مسئلہ کا حل بیان کیا ہے۔ آج کل کے ایسے فقاہت سے دُور مفتی اِس مشکل مسئلہ کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔ خود بھی گمراہ ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ اِس کا خلاصہ اور اِس طویل عربی عبارت کو پیش کرنے کا مقصد نسب کے لحاظ سے کُفو کے متعلق حضرت امام شافعیؒ کا مذہب بیان کرنا ہے کہ امام شافعیؒ کا نسب کے لحاظ سے کفو کے متعلق یہ مذہب ہے کہ ہر قریشی دوسرے قریشی کا کُفو نہیں ہے' بلکہ قریش سے صرف ہاشمی اور مطّلبی ایک دوسرے کے بلا تخصیص کُفو ہیں اور دوسرے قریشی جو ہاشمی اور مطّلبی نہیں ہیں' یہ ہاشمیوں اور مطّلبیوں کے کُفو نہیں ہیں۔ چُوں کہ ہاشمی دوسرے غیر ہاشمی قریش سے افضل ہیں' اِس لیے امام شافعیؒ نے قریش میں تفاضل کا اعتبار کیا ہے' چوں کہ بنو ہاشم دوسرے غیر ہاشمی قریش سے افضل ہیں' لہٰذا ہاشمی تو بلا تخصیص ایک دوسرے کے کُفو ہیں' لیکن غیر ہاشمی قریشی بنو ہاشم کے کُفو نہیں ہیں۔ چُوں کہ حضرت امام شافعیؒ نے بنو ہاشم میں تخصیص نہیں کی' اِس لیے اُن کے نزدیک بھی ہر ہاشمی سیّدہ فاطمیّہ کا کُفو ہے اور اِن میں نکاح جائز ہے اور ہمارے مخالفین کا خودساختہ مذہب یہ ہے کہ غیر سیّد' خواہ ہاشمی ہو سیّدہ فاطمیّہ کا کُفو نہیں ہے اور اِن میں نکاح جائز نہیں ہے' خواہ ولیِّ اقرب اِس نکاح پر راضی ہو یا نہ۔ اِس طرح کُفو کے متعلق

Marfat.com

اِن حضرات کا نظریہ جس طرح حضرت امامِ اعظمؒ کے مذہب کے خلاف ہے' اُسی طرح امام شافعیؒ کے مذہب کے بھی خلاف ہے اور یہی ثابت کرنا مقصود تھا۔

نوٹ: کفو کے بارے اَئمہء اربعہ کا مذہب' اُن کے دلائل اور اُس کے متعلق مخالفین کے حِیَل وتوجیہات کو ہم نے قدرے تفصیل سے بیان کر دیا ہے۔اب اِسی سلسلے میں چند اور غلط فہمیوں کا ازالہ کیا جارہا ہے۔

....

بابِ دوم

مسئلۂ نکاحِ سیّدہ میں مخالفینِ جواز
کے
متعدّد رسائل کا مدلّل جواب

Marfat.com

قارئینِ کرام! ہمارے موقفِ نکاحِ سیّدہ با غیر سیّد کے ساتھ جن حضرات نے اختلاف کیا اور چھوٹے بڑے رسائل شائع کئے' اُن میں ایک رسالہ مسمّٰی بہ رفع الاشتباہ عن قولِ سیّدنا مہر علی شاہؒ مؤلفہ علّامہ مشتاق احمد چشتی صاحب بھی ہے۔ چنانچہ رسالہ ھٰذا یعنی رفع الاشتباہ الخ کے نام کا بہ اعتبارِ شاعری تو قافیہ دُرست ہے' مگر بہ سلسلۂ تشریحِ فتوٰی رفع الاشتباہ کا نام دے کر رسالے کے مندرجات کا قافیہ ضرور تنگ کر دیا گیا ہے' کیوں کہ پیر مہر علی شاہؒ کا وہ کون سا قول مُشتبہ تھا' جس سے پردہ اُٹھایا گیا۔ کیا حضرت گولڑویؒ کی کسی تحریر کا کوئی جملہ یا حصّہ غیر واضح اور مشتبہ تھا؟ جس سے مولوی صاحب قبلہ نے پردہ اُٹھایا اور لوگوں کا شُبہ دُور کیا۔ یہی کام بیس سال پہلے میں نے کیا تھا' یعنی تشریح کی تھی' تو میرے خلاف ایک مستقل تحریک چلائی گئی اور نہ جانے کیا کیا لکھا اور کہا گیا؟ صرف اِس بات پر کہ میں نے فتوٰی کا وہ مطلب بیان کیا' جو دائرۂ شریعت میں تھا' مگر کچھ لوگوں کی مرضی کے مطابق نہ تھا۔ آج مولوی صاحب قبلہ نے رفع الاشتباہ چھپوا کر اُس میں موجودہ پیرانِ گولڑہ کا مَن بھاتا نقطۂ نظر پیش کیا تو رفع الاشتباہ کے کسی جملے پر کسی کو بھی اعتراض نہ ہوا۔ توجّہ طلب بات یہ ہے کہ درگاہِ گولڑہ شریف کے موجودہ مدرّس اور رفع الاشتباہ عن قولِ سیّدنا مہر علی شاہؒ کے مصنّف مولوی مشتاق احمد صاحب نے ماضی قریب میں یہ رسالہ طبع کرایا۔ اتّفاق سے یہ بات بھی میرے علم میں ہے کہ رسالۂ ھٰذا آج سے تقریباً چودہ پندرہ سال قبل اُنھوں نے تحریر فرمایا تھا۔ میرے والدِ ماجدؒ نے جب اِس کی اشاعت کے لیے اُن سے کہا' تو مولوی صاحب موصوف نے صاف معذرت کر لی تھی'

Marfat.com

کیوں کہ اُس وقت وہ غزالیٔ زماں حضرت علّامہ احمد سعید کاظمیؒ کے مدرسہ انوار العلوم ملتان میں مدرِّس تھے۔ جب کاظمی برادران کو اِس رسالہ کے مندرجات کا علم ہوا تو اُنھوں نے فرمایا کہ اگر یہ بات ہے تو آپ کا راستہ الگ اور ہمارا الگ‘ یعنی مدرسہ سے آپ فارغ ہیں‘ کیوں کہ حضرت احمد سعید کاظمیؒ نے سیّدہ کا غیر سیّد کے ساتھ جوازِ نکاح کا فتویٰ دیا تھا اور وہ اِس کے جواز کے قائل تھے۔ مولوی مشتاق صاحب قبلہ کو اُس وقت تو حضرت گولڑویؒ کی عزّت و ناموس کا ذرا خیال نہ آیا اور نہ آپ کے دل میں اُس وقت حُبِّ اہلِ بیت کا جذبہ سرِمُو موجزن ہوا۔ حیرت کا مقام ہے کہ آج سے چند سال قبل جب کہ آپ انوار العلوم سے فارغ ہو کر گولڑے میں مستقل نُزولِ اِجلال فرما چکے ہیں تو اب اچانک اُن کے ذہن میں حُبِّ اہلِ بیت اور عزّتِ پیر مہر علی شاہؒ کے تحفظ اور آپ کے اِس فتوٰی کی دُور از کار تعبیرات کو منصّۂ شہود پر لانے کی تڑپ کیوں کر عود کر آئی؟ آخر موصوف نے میرے والد ماجدؒ کے زمانے میں اِس کی اشاعت پر رضا مندی کا اظہار کیوں نہ کیا تھا اور اب اچانک اِس پر کیوں کر رضا مند ہو گئے؟ بقول بندہ ؎

دفعتاً ہو گیا یہ کیا تم کو　　پھونک ماری کسی نے کان میں کیا؟

قارئین! سُطورِ بالا میں جو کچھ میں نے تحریر کیا‘ وہ مولانا سے میرے ذاتی گلہ شکوہ کے طور پر تھا۔ محترم مشتاق احمد صاحب میرے بارے بخوبی جانتے ہیں کہ میں کس مزاج کا آدمی ہوں؟ خوشامد طبع ہوں یا بوقتِ ضرورت بے خوف ہو کر بَرملا مُنہ پر کہنے والوں میں سے ہوں۔ بحمد اللہ میں نے بڑے بڑوں کی خوشامد نہیں کی تو بھلا میں اُن کی خوشامد کیا کروں گا‘ مگر اِس

Marfat.com

کے ساتھ یہ بھی ذہن میں رہے کہ میں اپنی انصاف پسند طبع کے تحت اختلافات کے باوجود
صف مزاج عُلماء کی بڑی حد تک قدر کرتا ہوں، اگرچہ میں خود تو اہلِ کمال سے نہیں
ں، لیکن کمالِ کرم دیکھئے کہ خالقِ کمال نے بہ ایں بے کمالی مجھے اہلِ کمال کا شعورِ کمال
کمال دے رکھا ہے۔ لہٰذا مولوی مشتاق احمد صاحب کے بارے میرا ذاتی نقطۂ نظر
اب ھٰذا میں مذکور دیگر مفتیانِ گولڑہ سے قدرے مختلف ہے، کیوں کہ موصوف غزالیٔ زماں
رت علّامہ احمد سعید کاظمیؒ کے ارشد تلامذہ میں سے ہونے کے ساتھ علومِ اسلامیہ پر
وم اور حدیث وفقہ پر بالخصوص گہری نظر رکھتے ہیں۔ اِس کے ساتھ ساتھ میں اُن کی
دبانہ کیفیات کا بھی قائل ہوں کہ جب وہ میرے جدِّ امجد حضرت بابو جیؒ کے دَور کی
لِ قوّالی میں اپنے فطری ذوق وشوق کے تحت برسرِ مجلس چیختے چلّاتے ہوئے اپنے
یبان کو نہایت بے دردی سے چاک کر دیا کرتے تھے اور اِس طرح وہ مرزا بیدؔل
اِس شعر۔

با ہر کمال اندکے آشفتگی خوش است
ہر چند عقل کُل شُدہ ای، بے جنوں مباش

صداقِ اُتم بنے ہوئے تھے۔ اُسی دَور کی بات ہے کہ یہی علّامہ صاحب قبلہ، حاجی محبوب علی
مرحوم کے ہاں ایک مرتبہ ہماری نجی محفلِ سماع میں بھی تشریف لے آئے تھے اور بندہ
یک غزل کے اشعار پر تادیر آہ و بُکا کرتے رہے۔ اگرچہ یہ اشعار کا موقع تو نہیں، مگر
دِ ماضی اُسی غزل کے دو تین شعر اختصاصًا اُن کی نذر کر رہا ہوں۔ اُن اشعار سے پہلے

Marfat.com

بندہ کا درجِ ذیل شعر ملاحظہ کرلیں ؎

ماضی کے دریچے سے ذرا جھانک کے دیکھو
شاید تمہیں آ جائے مرا نام و نشاں یاد

اور اب مولانا کے لیے باعثِ آہ و بکا وہ اشعار ؎

سُبُو اُٹھا کہ شبِ ماہتاب ہے ساقی　خروشِ بربط و چنگ و رَباب ہے ساقی
وہ جام دے کہ ہر اک شے سے بے خبر کردے　کہ اب تو ہوش میں رہنا عذاب ہے ساقی
شراب جُھوم کے دے جام چُوم چُوم کے دے　کسی کی پیاس بُجھانا ثواب ہے ساقی
اِسے بھی بادۂ حُبِّ نبیؐ عطا کردے　نصیؔر خاکِ درِ بُو تُرابؓ ہے ساقی

خیر اُن پر سے سُکر کی وہ کیفیات گزرے ہوئے تو ایک زمانہ بیت گیا' بحمداللہ اب تو وہ طویل عرصہ سے عالم صحو و تمکین میں ہیں۔ موصوف جب بہاولپور میں زیرِ تعلیم تھے تو اُن سے میری خط و کتابت بھی رہتی تھی' اگرچہ اب وہ اِن تمام دیرینہ روابط کو صفحۂ دل سے مٹائے بیٹھے ہیں۔ شاید اُن کی یہ سَرد مہری کسی خاص مجبوری یا کسی ذاتی گرانیِ طبع کی بِنا پر ہو' مگر بحمداللہ مجھے وہ سب کچھ آج تک یاد ہے اور ایسی تمام قیُود و موانع سے آزاد بھی ہوں اور اپنے دِل کی مرضی پر چلتا ہوں۔ بقولِ احمد فراز مرحوم ؎

جی میں جو آتی ہے کر گزرو' کہیں ایسا نہ ہو
کل پشیماں ہوں کہ کیوں دِل کا کہا مانا نہیں

بہر حال دوسرے تمام تملّق شِعار مُفتیانِ گولڑہ سے تو مجھے یہی اُمید تھی جو اُن کی تحریرات سے

Marfat.com

ظاہر ہے، مگر رفع الاشتباہ دیکھ کر میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ مولوی مشتاق صاحب ایسے کتاب وسُنّت اور فقہ کے رموز وغوامض کا درک رکھنے والے شخص نے بھی مسئلہ ما نحنُ فیه میں اپنے تمام ترحتمی اور یقینی دینی سرمایۂ معلومات کو محض یک طرفہ جانبداری کے اظہار کی خاطر نہایت بے دردی سے نظر انداز کر دیا، جو موصوف کی علمی بصیرت کے ہرگز شایانِ شان نہ تھا۔ بہرحال اُن کے اِس ماضی فراموش رویہ کے باوجود بھی میں اُن کا اِس لیے بھی لحاظ کرتا ہوں کہ وہ میرے اُستادِ محترم حضرت علامہ فیض احمد فیضؒ کے حقیقی برادرِ خُرد اور پھر میرے ہم سبق علامہ فقیر ممتاز احمد چشتی (مدرسِ انوار العلوم ملتان) سے بُزرگانہ رشتہ بھی رکھتے ہیں۔ خدا کرے کہ وہ اِس لحاظ کو برقرار رکھنے میں آئندہ کسی ناخوشگوار صورتِ حال کی گنجائش پیدا نہ کریں۔ اِس کے ساتھ ساتھ دورانِ قیام، زمینِ گولڑہ کی چِکنی مٹی کے خطرات سے بھی محتاط رہیں، کیوں کہ وہ اِن سے پہلے بڑے بڑے جید عُلماء اور مُفتیوں کے لیے مَزَلَّةُ الاَقدام[1] ثابت ہو چکی ہے۔ اُن کی طرف سے شائع کردہ رسالہ رفع الاشتباہ پر کتابِ ھٰذا میں جرح وقَدح کے دوران حتّی الوسع میری کوشش یہی رہے گی کہ اُن سے دلائل وشواہدِ فقہیہ مبنی شُستہ وشائستہ لب ولہجے میں بحث کروں۔ تاہم اگر کسی جگہ کسی لفظ یا جملے کے لکھنے میں میرے رہوارِ قلم کوئی بے ساختہ شوخی دِکھا جائے تو اُس کے لیے اُن سے پیشگی معذرت خواہ ہوں، کیوں کہ میں یہ بات بھی بخوبی جانتا ہوں کہ علامہ صاحب نے یہ رسالہ عُجالہ چند گھنٹوں کی کاوش میں اپنی ایک مخصوص دُھن کے ہاتھوں مجبور ہو کر لکھا تھا، جس کے جملہ مندرجات سے خود اُن کا ضمیرِ پُرتنویر بھی مطمئن نہیں۔

---

[1] پاؤں پھسلنے کی جگہ

Marfat.com

علّامہ صاحب نے اپنے اِس کتابچے میں یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ اگر رسالت مآب ﷺ نے اپنی دو صاحبزادیاں حضرت عثمانؓ کے نکاح میں دیں تو یہ آپ کا حضرت عثمانؓ پر خصوصی کرم تھا اور آپ کا یہ عمل آپ ہی سے مخصوص ہے۔ مولوی صاحب قبلہ بہت بڑے علّامہ اور مُفتی سہی مگر اُن سے گزارش اِتنی ہے کہ کیا ہم آپ کے اِس ارشاد کا مطلب یہ سمجھیں کہ حضور ﷺ نے (معاذ اللہ) اللہ کے حرام کردہ رشتہ کو اپنے تخصیصی مرتبہ کے تحت حلال فرما کر حضرت عثمانؓ سے اپنی اِس مہربانی کا اظہار فرمایا تھا؟ سزا اور کفّارہ وغیرہ کے متعلّق تو ہم نے بھی پڑھا ہے کہ آپ نے معاف فرمادیا تھا اور ایسی چیزیں آپ کے تخصُّصات میں سے ہیں، مگر بقول آپ کے ایک قطعی حرام چیز کو حلال کرنے کی تخصیص اور پھر وہ بھی انسانی اور بالخصوص اپنی دختران پاک نہاد کے رشتوں میں یا للعجب۔ آج تک ہماری نظر سے ایسی کوئی روایت نہیں گزری اور نہ کسی مُستند عالم سے کبھی سُنی اور اگر آپ کی یہ بات درست ہے، تو پھر کتاب وسنّت سے اِس پر کوئی قطعی دلیل پیش فرمائیں؟ بہرحال میرے خیالِ ناقص کے مطابق یہ حضرت کی محض ذاتی اور ذہنی تخلیق ہے۔

لیجئے اب قدرے بالتفصیل رسالہ رفع الاشتباہ کا علمی محاسبہ کرتے ہوئے اِس میں پیدا کردہ غلط فہمیوں کا ازالہ کرتے ہیں۔ وباللہ التوفیق

رسالہ رفع الاشتباہ عن قولِ سیّدنا مہر علی شاہؒ سے پیدا شدہ غلط فہمیوں کا ازالہ

ہمارے مخالفینِ موقفِ ھٰذا نے بالعموم اور صاحبِ رفع الاشتباہ عن قول سیّدنا مہرِ علی شاہؒ نے خصوصاً اِس بات پر زور دیا ہے کہ قبائلِ قریش کے باہم کُفو ہونے میں امام محمد بن حسنؒ نے اختلاف کیا ہے، جب کہ وہ بھی اَئمۂ احناف میں سے ہیں، چنانچہ صاحبِ رفع الاشتباہ مولوی

Marfat.com

شتاق احمد صاحب بایں شانِ علمی رقم طراز ہیں۔

''منکرینِ کُفو کا دوسرا استدلال اور اُس کا جواب: منکرینِ کُفو کی طرف سے یہ بات کہی جاتی ہے کہ جب خاندانِ قریش کے افراد ایک دوسرے کے کُفو ہیں تو ساداتِ بنی فاطمہ بھی اس میں شامل ہیں، اِس لیے اُن کے لیے الگ کُفو قرار دینا باطل ہے۔

ہم اِس اعتراض کے دو جواب دیتے ہیں۔ ایک اسلوبِ فُقہاء پر اور دوسرا اُسلوبِ محدّثین پر۔

جواب نمبر1: اسلوبِ فُقہاء پر ہمارا جواب یہ ہے کہ صاحبِ ہدایہ فرماتے ہیں: وعن محمّد الا ان یکون نسبًا مشهورًا کاهلِ بیتِ الخلافة امام محمدؒ سے روایت ہے کہ ویسے تو قریش کفو میں ایک دوسرے کے برابر ہیں، لیکن اِن میں جو نسب زیادہ شہرت رکھتا ہو، وہ اِس سے مستثنیٰ ہے، جیسا کہ اہلِ بیتِ خلافت کے گھرانے میں۔

اِسی روایت کو شمس الائمہ امام سرخسیؒ نے مبسوط میں اِن الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے: وروی عن محمدٍ رحمه الله تعالى انه قال الّا ان یکون نسبًا مشهورًا نحو اهلِ بیت الخلافة فان غیرهم لا یکافئهم۔

اِسی روایت کو علّامہ علاؤالدّین کاسانی نے بدائع الصّنائع میں ذکر فرمایا۔ اِس روایت سے ہمارا استدلال یہ ہے کہ جب امام محمدؒ نے اہلِ بیتِ خلافت کو قریش کے باقی گھرانوں سے اِس لیے برتر قرار دیا کہ وہ خلفاء کے گھرانے ہیں، تو اہلِ بیتِ نبوّت اِن سے زیادہ عزت وعظمت کے مالک ہیں، اِس لیے قریش کے باقی بُطون آلِ رسول کی کُفو نہیں بن سکتے۔ یہ بات اسلوبِ فُقہاء پر کہی گئی۔

Marfat.com

جواب نمبر 2: اب اسلوبِ محدّثین کی طرف آیئے۔ آپ پر اچھی طرح واضح ہو جائے گا کہ آلِ رسول کا کوئی کُفو اور ہم سَر نہیں۔ ہم صحیح مسلم کی روایت کا حوالہ دے چکے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اولادِ اسماعیلؑ سے کنانہ کو منتخب کیا۔ کنانہ سے قریش کو، قریش سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم سے حضور سرورِ کائنات ﷺ کی ذات کو منتخب فرمایا۔ اِس حدیث کی رُو سے بنی ہاشم کو قریش پر بزرگی حاصل ہے اور پھر بنی ہاشم میں سے حضور سرورِ عالم ﷺ کی ذات کو بزرگی حاصل ہے۔ ساداتِ بنی فاطمہ جو آلِ رسول ہیں، اُنہیں باقی بنی ہاشم اور قریش پر برتری حاصل ہے، اِس لیے قریش کے دوسرے بُطون ساداتِ بنی فاطمہ کے لیے کُفو نہیں بن سکتے'' الخ

نوٹ: یہاں تک رفع الاشتباہ کی عبارت تھی، اب اِس کا جواب ملاحظہ فرمایئے۔

جواب خادمِ الحدیث لِشیخ الحدیث

حضرت امام محمدؒ کے جس قول سے مولوی صاحب نے استدلال فرمایا ہے، اُس کا تقرر علمائے احناف نے رد کیا ہے، حتّٰی کہ جن کُتب کے حوالے سے مذکورہ قول نقل کیا گیا، اُن میں بھی اِس قول کو برائے تردید لایا گیا ہے، لیکن مولوی صاحب کی دِقّتِ نظر، فقہی بصیرت یا علمی دیانت ہے کہ آپ نے امام محمدؒ کا قول تو نقل کر دیا، لیکن اُس کے رد کو ہاتھ تک نہ لگایا بلکہ ساتھ ہی کُتبِ فقہِ حنفی کا حوالہ بھی دے دیا۔

صاحبِ فتح القدیر علّامہ ابنِ ہُمامؒ، امام شافعیؒ کا جواب دے رہے ہیں اور حنفی نظریہ اور قریش کے درمیان عدمِ تفاضل کو ثابت کر رہے ہیں اور آخر میں امام محمدؒ کے قول کا رد

Marfat.com

لکھ رہے ہیں۔ ذرا توجّہ سے عبارت ملاحظہ ہو۔

ففی الحدیث دلیل علٰی انّہ لایعتبر التّفاضل فی انساب قریش فھو حجّۃ علٰی الشّافعیّ فی انّ الھاشمیّ والمطّلبیّ اکفاء دون غیر ھم بالنّسبۃ الیھم قالوا وزوّج النّبیّ ﷺ بنتیہٖ من عثمان وھو امویّ و زوّج اُمّ کلثوم من عمر رضی اللّٰہ عنہٗ وھوعدویّ وفیہٖ نظر اذ قد یقول یجوز کونہٗ لاسقاط حقّہٖ فی الکفاءۃ نظر الی مصلحۃ اُخرٰی لکنّہ یرٰی انّہٗ شرط فی النّسب فیلزمہٗ ما ذکرنا و علٰی اکثر اصحابہٖ فی اعتبار الکفاءۃ فی النّسب فی العجم و علٰی محمّدٍ رحمۃ اللّٰہ علیہٖ فی اعتبار الزّیادۃ بالخلافۃ حتّٰی لا یکا فی اھل بیت الخلافۃ غیر ھم من القرشیّین ھذا ان قصد بذٰلک عدم المکافاۃ لا ان قصد بہ تسکین الفتنۃ (انتھٰی)[1]

صاحبِ فتح القدیر کی تحریر شیخ الحدیث صاحب کے مزعومہ اور خود ساختہ نظریہ کو باطل ثابت کررہی ہے

محرّرہ بالا عبارت میں مذہبِ امامِ اعظم ابوحنیفہؒ کو ثابت کیا گیا ہے اور کُفو کے متعلق امام شافعیؒ کا مذہب نقل کر کے اُس کو حدیث شریف کے ساتھ رد کیا گیا اور حضرت امام محمد بن حسنؒ سے ایک روایت' جو کہ بظاہر اِس حدیث شریف اور مذہبِ امام ابوحنیفہؒ کے خلاف ہے' کا بھی رد کیا گیا ہے۔ اوّلاً حدیث شریف کے ساتھ اور ثانیاً اِس کی توجیہ کر کے۔ حدیث شریف کے ساتھ تو امام محمدؒ کے قول کا جس طرح رد کیا' وہ بالکل واضح اور بدیہی ہے کہ حدیث شریف میں جب قریش کے افراد کو ایک دوسرے کا کُفو قرار دیا گیا ہے

[1] فتح القدیر شرح الھدایۃ للامام کمال الدین ابن ھمامؒ ج3' ص190

Marfat.com

تو پھر امام محمدؒ کا قول اِس کے مقابلے میں کیسے قبول کیا جا سکتا ہے؟ گویا کہ صاحبِ فتح القدیر کی تحریر شیخ الحدیث صاحب کے لیے مفیدِ مطلب نہ نکلی' بلکہ اُلٹا اُن کے مزعومہ اور خود ساختہ نظریہ کو باطل ثابت کر رہی ہے کہ قریش ایک دوسرے کے کُفو ہیں' چاہے قریش کا کوئی بھی قبیلہ ہو' جب کہ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ ہر قریشی دوسرے قریشی کا کُفو نہیں ہے' بلکہ قریش سے صرف ہاشمی اور مطّلبی ایک دوسرے کے بلا تخصیص کُفو ہیں اور دوسرے قریشی جو کہ ہاشمی اور مطّلبی نہیں ہیں' یہ ہاشمیوں اور مطّلبیوں کے کُفو نہیں ہیں' چُوں کہ ہاشمی دوسرے غیر ہاشمی قریش سے افضل ہیں' اِس لیے امام شافعیؒ نے قریش میں تفاضل کا اعتبار کیا ہے۔ چوں کہ بنو ہاشم دوسرے غیر ہاشمی قریش سے افضل ہیں' لہٰذا ہاشمی تو بلا تخصیص ایک دوسرے کے کُفو ہیں' لیکن غیر ہاشمی قریشی بنو ہاشم کے کُفو نہیں ہیں۔ اب ایک تو امام شافعیؒ نے بنو ہاشم میں مزید تخصیص نہیں کی کہ تمام بنو ہاشم ایک دوسرے کے کُفو ہیں' لہٰذا سیّدہ بھی ہاشمیہ اور دیگر ہاشمی بھی ہاشمی' تو امام شافعیؒ کے نزدیک کوئی بھی ہاشمی' سیّدہ ہاشمیہ کا کُفو بن سکتا ہے' جب کہ شیخ الحدیث صاحب اور اُن کے ہم نَوا کسی کو بھی سیّدہ کا کُفو نہیں مانتے' بلکہ اِن میں نکاح جائز نہیں سمجھتے' چاہے ولیِ اقرب اِس نکاح پر راضی ہو یا نہ ہو۔ لہٰذا امام شافعیؒ کے نظریہ سے بھی اِن حضرات کا اختلاف ہوا اور امامِ اعظمؒ چُوں کہ تمام قبائل قریش کو ایک دوسرے کا کُفو مانتے ہیں اور اُن میں تفاضل کے قائل نہیں ہیں' بنا بر حدیث شریف: قریش اکفاء بعضھم لبعض امام اعظمؒ کا نظریہ اور مذہب بھی اِن حضرات کے خلاف ہوا کہ ہر قریشی جب سیّدہ کا کُفو ہوا' تو اِن میں نکاح بالکل جائز اور درست ہے۔ جب کہ یہ حضرات بھری کائنات میں کسی بھی

مسلمان کو' چاہے وہ قریشی یا ہاشمی ہی کیوں نہ ہو' سیّدہ کا کُفو نہیں مانتے۔ اِس طرح اِن کو نہ تو مذہبِ شافعی میں پناہ ملی اور نہ ہی مذہبِ حنفی میں۔ اُنہوں نے امام محمدؒ کے ایک استثنائی قول کا جس طرح سہارا لینا چاہا' اُس کی حقیقت بھی ہم نے واضح کر دی۔ مزید بھی ملاحظہ فرمائیں کہ قولِ امام محمدؒ کی تشریح کیا ہے اور اِس کے متعلق دیگر علمائے احناف کیا فرماتے ہیں؟

امام محمد بن حسنؒ کا قول' اُس کا رد اور توجیہہ

صاحبِ ہدایہ' شیخ الاسلام بُرہان الدّین ابو الحسن علی بن ابی بکر الفرغانی المرغینانی المتوفٰی 593ھ کتاب النکاح، فصل فی الکفاءۃ میں نسب میں کفاءت کے معتبر ہونے کو بیان کر کے قریش کے تمام قبائل کا آپس میں کُفو ہونے کا بیان اور اِس کے استدلال بالحدیث کی وضاحت کرنے کے بعد' امام اعظم ابو حنیفہؒ کے مذہب اور احناف کے مذہبِ مختار کو ثابت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ولا یعتبر التّفاضل فیما بین قریش لما روینا یعنی قبائل قریش کا باہم تفاضل (کُفو میں عدمِ تساوی) اعتبار نہیں کیا جاتا' اِس حدیث کے مطابق جو ہم نے روایت کی (قریش اکفاء بعضھم لبعض الخ)

آگے فرماتے ہیں: و عن محمّد الّا ان یکون نسبًا مشھورًا کاھلِ بیت الخلافۃ[1] اور امام محمدؒ سے روایت ہے کہ (قریش آپس میں کُفو ہیں) مگر یہ کہ جن کا نسب زیادہ مشہور ہو' جیسا کہ اہلِ بیتِ خلافت۔

اب اِس پر حاشیۂ ہدایہ ملاحظہ کریں: قال محمد لایعتبر التّفاضل فیما بین قریشٍ الّا ان یکون النّسب نسبًا مشھورًا فی الحرمۃ کأھل بیت الخلافۃ فحینئذٍ یعتبر

---

[1] ھدایۃ اوّلین' کتاب النکاح' ج2' ص320 وحاشیہ نمبر8' مطبوعہ مکتبۂ شرکتِ علمیہ ملتان

Marfat.com

التفاضل حتّی لو تزوّجت قریشیّة من اولاد الخلفاء قرشیًّا لیس من اولادھم کان للاولیاء حق الاعتراض[1] یعنی امام محمدؒ نے فرمایا کہ قریش میں بہ اعتبارِ کُفو تفاضل کا اعتبار نہیں، مگر اہلِ بیتِ خلافت میں کُفو میں تفاضل کا اعتبار ہے' مثلاً ایک عورت قریشیہ اولادِ خلفاء سے ہے اور اُس نے قریشی مرد سے نکاح کر لیا' جو کہ خلفاء کی اولاد سے نہیں ہے تو اُس عورت کے اولیاء اِس نکاح پر اعتراض کر سکتے ہیں اور قاضی سے اِس نکاح کو فسخ کرا سکتے ہیں اور قاضی ایسے نکاح کو فسخ کر سکتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ مذکورہ بالا قرشیہ عورت کا نکاح منعقد تو ہو جاتا ہے' لیکن لازم نہیں ہوتا۔ اِس لیے اولیاء کے مطالبے پر قاضی ایسے نکاح کو فسخ کر سکتا ہے۔ سو امام محمدؒ کی اِس روایت کا رد امام ابنِ ہُمامؒ صاحبِ فتح القدیر نے کیا' جو ہم ابھی ذکر کر آئے ہیں بصورتِ خلاصہ قندِ مکرّر کے طور پر ملاحظہ فرمائیں: وعلی محمّدٍ فی اعتبار الزّیادة بالخلافة حتّٰی لایکافی اھل بیتِ الخلافة غیرھم من القرشیّین۔ یعنی امام ابنِ ہمامؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث شریف کہ قریش ایک دوسرے کے کفو ہیں' جس طرح امام شافعیؒ پر حُجّت ہے اِسی طرح امام محمدؒ پر بھی حُجّت ہے' کیوں کہ اُنہوں نے قریش میں باہم زیادتی (تفاضل) کا اعتبار کیا ہے کہ اگر اہلِ بیتِ خلافت کی قرشیہ عورت سے کوئی اور قرشی مرد جو اہلِ بیتِ خلافت سے نہیں' نکاح کرے تو یہ اُس کا کُفو نہیں۔ حالانکہ حدیث شریف کی رُو سے دیگر افرادِ قریش اور اہلِ بیتِ خلافت کے افراد ایک دوسرے کے کُفو ہیں۔ ابنِ ہمامؒ نے امام محمدؒ کی روایت کا رد حدیث شریف سے کرنے کے بعد اِس کی توجیہ بھی کی ہے کہ امام محمدؒ کی اِس روایت کی توجیہ یہ ہے۔ (یہی توجیہ' متن ہدایہ پھر حاشیۂ ہدایہ اور پھر

---

[1] ھدایة اولین' کتاب النکاح' ج2' ص320 وحاشیہ نمبر 8' مطبوعہ مکتبہ شرکتِ علمیہ ملتان

Marfat.com

فتح القدیر ابنِ ہمامؒ سے ملاحظہ فرمایئے)

صاحبِ ہدایہ کی توجیہہ

ہدایہ میں ہے: کانہ قال تعظیمًا للخلافة و تسکینًا للفتنة[1] گویا کہ امام محمدؒ نے اِس کو شانِ خلافت کی تعظیم ظاہر کرنے اور فتنہ کو فرو کرنے کے واسطے بیان کیا' یعنی مُفتی پر فتنہ نہ ہو یا جو لوگ خلفاء کی لڑکیوں پر طمع کرتے ہیں' وہ خاموش ہو کر بیٹھ جائیں' کیوں کہ یہ اِن کے کُفو نہیں ہیں۔ (صاحبِ عین الہدایہ جسٹس امیر علی غُفرلہٗ) لکھتے ہیں ''شاید یہ معنٰی ہو کہ اُس وقت روافض اور خوارج پر رُعب ہو اور یہ لوگ تعظیم میں قصور نہ کریں اور فتنہ فرو ہو[2]۔''

حاشیہ ہدایہ کی توجیہہ

قولهٗ للفتنة أی علَی المفتی أو علَی النّاس الطّا معین لتزوّج بناتِ الخلفاء[3]۔

اِسی طرح حاشیہ ہدایہ پر یہ عبارت بھی موجود ہے: قال المصنّف کانّه (محمّدا) قال ذالك تعظیمًا للخلافة و تسکینًا للفتنة لا لا نعدام اصل الکفاءة[4]۔

صاحبِ فتح القدیر کی توجیہہ

صاحبِ فتح القدیر امام ابن ہمام اِسی توجیہہ کو بایں الفاظ رقم فرماتے ہیں: هذا ان قصد بذلك عدم المکافا ة لا ان قصد به تسکین الفتنة ۔یعنی امام محمدؒ کی روایت حدیثِ مذکورہ بالا کے خلاف اُس وقت ہے' جب اُس کا یہ مطلب ہو کہ جو قریشی اولادِ خلفاء سے نہیں' یہ اُس قریشی کا کُفو نہیں' جو اولادِ خلفاء سے ہے اور اگر اِس روایت سے مراد یہ ہے کہ پہلا اور دوسرا قریشی

---

[1] هدایة اوّلین 'کتاب النّکاح ' جلد2 'ص320 [2] عین الهدایة از جسٹس سیّد امیر علی مرحوم مترجم فتاوٰی عالمگیری' ج2 'ص56 'مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اُردو بازار لاہور [3] عنایه حاشیة الهدایة' کتاب النّکاح ' ج2 'حاشیہ نمبر9 'ص320

[4] فتح القدیر وبهامش حاشیة العنایة ' ج3 'ص190

Marfat.com

اگرچہ باہم کُفو ہیں‘ لیکن اگر اِس نکاح سے فتنہ اور فساد پیدا ہونے کا خطرہ ہے تو قاضی مطالبہ اولیاء پر یہ نکاح فسخ کر سکتا ہے۔ پھر یہ روایتِ امام محمدؒ‘ حدیثِ مذکورہ بالا کے خلاف نہیں ہے اور نہ ہی یہ حدیث شریف امامِ محمدؒ کے خلاف حُجت ہے۔

نوٹ: اب یہاں یہ اَمر بھی قابلِ غور ہے کہ جو نکاح کُفو میں ہوا‘ وہاں فتنہ وفساد کا خوف تو تب ہوگا کہ عورت نے ولیِ اقرب کی اجازت کے بغیر محض اپنی مرضی سے نکاح کیا ہو اور اگر یہ نکاح ولیِ اقرب کی اجازت سے ہوا ہو‘ تو پھر فتنہ وفساد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ گویا امام محمدؒ کی روایت کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ باقی قریش‘ اہلِ بیتِ خلافت کے کُفو نہیں ہیں کہ اُن کا قریشیہ اہلِ بیتِ خلافت سے نکاح منعقد نہ ہو‘ بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر ایسے نکاح سے فساد برپا ہونے کا خطرہ ہے‘ تو فتنہ وفساد کو روکنے کے لیے قاضی اولیاء کے مطالبے پر یہ نکاح فسخ کر سکتا ہے۔ مولوی مشتاق صاحب نے علّامہ علاؤالدین کاسانیؒ کی بدائع الصنائع کا حوالہ دیا ہے اور امام محمدؒ کے قول سے اپنا استدلال مضبوط بنایا ہے۔ بدائع الصنائع سے بھی حقیقتِ حال ملاحظہ کر لیجیے۔ ہم بفضلہ تعالیٰ پوری دیانتِ علمی کیساتھ یہ عبارت مع سیاق وسباق نقل کرتے ہیں۔ انصاف قارئین پر چھوڑ دیتے ہیں۔

علّامہ کاسانیؒ کا تبصرہ

فصل واما الثالث فی بیانِ ما تعتبر فیہ الکفاءۃ اشیاء منھا النّسب والاصل فیہ قول النبیّ ﷺ قریش بعضھم اکفاء لبعض والعرب بعضھم اکفاء لبعض حیّ بحیّ وقبیلۃ بقبیلۃ والموالی بعضھم اکفاء لبعض رجل برجل لانّ التّفاخر والتعییر یقعان

Marfat.com

بالانساب فتلحق النّقيصة بدناءة النّسب فتعتبر الكفاءة فيه فقريش بعضهم اكفاء لبعض علٰی اختلافِ قبائلهم حتّٰی یکون القرشیّ الّذی لیس بها شمیّ کالتّیمیّ والاموی والعدوی و نحو ذٰلك کفأ للها شمیّ لقوله ﷺ قریش بعضهم اکفاء لبعض و قریش تشتمل علٰی بنی هاشم و العرب بعضهم اکفاء لبعض با لنّص ولا تکون العرب کفأ لقریش لفضیلة قریش علٰی سائر العرب و لذٰلك اختصت الامامة بهم قال النبیّ ﷺ الأئمّة من قریش بخلاف القرشیّ انّه یصلح کفأ للهاشمیّ وان کان للهاشمیّ من الفضیلة ما لیس للقرشیّ لکنّ الشّرع اسقط اعتبار تلك الفضیلة فی باب النّکاح عرفنا ذلك بفعل رسول الله ﷺ و اجماعِ الصحابة فانّهٗ روی انّ رسول الله ﷺ زوّج ابنتهٗ من عثمانؓ وکان أ مویًّا لا ها شمیًا وزوّج علیؓ ابنتهٗ من عمرؓ ولم یکن ها شمیًّا بل عدویًّا فدلّ لنا الکفاءة فی قریش لا تختصّ ببطن دون بطن و استثنٰی محمّدؒ بیت الخلافة لم یجعل القرشیّ الّذی لیس بها شمیّ کفأً لهٗ الخ

شریعت نے نکاح کے معاملے میں فضیلت کو ساقط کر دیا ہے

خلاصۂ عبارت یہ ہے کہ جن چیزوں میں کفاءت کا اعتبار کیا گیا ہے' اُن میں نسب بھی ہے اور اِس سلسلہ میں اصل (متدل) رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ ''قریش ایک دوسرے کے کُفو ہیں'' تو قبائلِ قریش کے مختلف ہونے کی وجہ سے کوئی ہاشمی' تیمی' اموی یا عدوی ہے اور اِس طرح کے کئی قبائل ہیں لیکن پھر بھی دیگر قبائل قریش ہاشمی کی کُفو ہیں' جب کہ کوئی دوسرا

لہ بدائع الصّنائع فی ترتیب الشّرائع للامام علاؤ الدّین ابو بکر بن مسعود الکا سانیؒ ' المتوفّٰی 587ھ' ج 2' ص 318,319' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

Marfat.com

عربی غیر قریشی ' قریش کا کُفو نہیں ہو سکتا ' کیوں کہ باقی تمام عرب پر قریش کو فضیلت ہے ' اِس لیے برائے امامت قریش کی تخصیص کی گئی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ '' امام قریش ہی سے ہوں گے ''. جب کہ کوئی بھی قریشی ' ہاشمی کا کُفو بن سکتا ہے ' اگر چہ ہاشمی کو ایسی فضیلت حاصل ہے کہ جو دوسرے قریشیوں کو حاصل نہیں ' لیکن شریعت نے نکاح کے معاملے میں اِس فضیلت کو ساقط کر دیا ہے ۔ ہم نے یہ اُصولِ مذکورہ (لکنّ الشّرع اسقط اعتبار تلك الفضیلة فی باب النکاح) رسول اللہ ﷺ کے فعلِ مبارک اور صحابۂ کرامؓ کے اجماع سے پہچانا ' کیوں کہ روایت کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی دُخترِ نیک اختر حضرت عثمانِ غنیؓ سے بیاہ دی ' حالانکہ حضرت عثمانؓ اموی تھے ' ہاشمی نہ تھے اور حضرت علیؓ نے اپنی دُخترِ نیک اختر حضرت عمرؓ سے بیاہ دی ' حالانکہ آپ ہاشمی نہ تھے ' بلکہ عدوی تھے ۔ پس اِس سے ثابت ہوا کہ قریش کی باہم کفاءت کسی تخصیص کے زیرِ اثر نہیں کہ اُن کے بُطون ایک دوسرے کے کُفو نہ ہوں اور امام محمدؒ نے بیتِ خلافت کو مستثنیٰ کیا ہے اور اُنھوں نے کسی بھی قریشی غیر ہاشمی ' کو ہاشمی کا کُفو نہیں بنایا ۔ (انتھی)

قارئینِ باتمکین! یہ بدائع الصنائع کی طویل عبارت کا خلاصہ تھا ۔ اب اِس محوّلہ منقولہ عبارت کی تین باتیں بطورِ خاص قابلِ توجّہ ہیں ۔

پہلی بات: لکنّ الشّرع اسقط ا عتبار تلك الفضیلة فی بابِ النّکاح یعنی اگر چہ بنو ہاشم کو باقی بُطونِ قریش پر فضیلت حاصل ہے ' مگر شریعت نے یہ فضیلت نکاح کے باب میں ملحوظ نہیں رکھی اور کوئی بھی قریشی ہاشمیوں کا کُفو ہے اور باہم اُن کا نکاح منعقد ' لازم اور صحیح ہے ۔

Marfat.com

اب انصاف کیجیے کہ کیا مولوی مشتاق صاحب اور اُن کے ہم نوا اِس عبارتِ محوّلہ بالا کو تسلیم کرتے ہیں اور اِس اُصول کے قائل ہیں؟ ہرگز نہیں' بلکہ یہ تو احناف کا (بحمد اللہ تعالیٰ ہمارا) موقف ہے کہ ہر قریشی' بنو ہاشم کا کُفو ہے' چوں کہ سیّدہ شریفہ بھی بُنیادی طور پر قریشیہ ہاشمیہ ہے۔ اِس لیے کوئی بھی قریشی' عدوی' اموی وغیرہ اُس کا یقینی کُفو ہے' جس کی مثالیں بھی سُنّتِ نبیؐ اور فعلِ علیؓ سے مذکورہ بالا عبارت میں آ چکی ہیں۔ اب اِسے مولوی صاحب کی علمی دیانت کہیے یا مجذوبانہ کیفیت کی سرشاری و محویت کہ اُنہوں نے بدائع الصّنائع کا حوالہ دے تو دیا' مگر وہ بھی نامکمل اور اُلٹا اپنے خلاف ؏

جن پہ تکیہ تھا وہی پتّے ہوا دینے لگے

دوسری بات: بدائع الصّنائع میں امام محمدؒ کا استثنائی قول بایں الفاظ مندرج ہے:

واستثنی محمدؒ بیت الخلافۃ فلم یجعل القرشیّ الّذی لیس بھا شمیّ کفأ لہٗ۔

جب کہ امام محمدؒ کا یہ قول دیگر کُتب جیسے ہدایہ' عنایہ' حاشیۂ ہدایہ اور فتح القدیر میں اِن الفاظ کے ساتھ نہیں۔ اِس اختلافِ عبارت سے جو معنوی اور مفہومی فرق پڑتا ہے اُس پر مولوی مشتاق صاحب کی مجذوبانہ نظر پڑ ہی نہیں سکتی' کیوں کہ وہ لمحاتِ ذوق میں اکثر مصرعِ ذیل کا مصداق ہوتے ہیں ؏

متی ما تَلق مَن تھوٰی دعِ الدّنیا وامھلھا

البتہ ہم اُس کی وضاحت کیے دیتے ہیں۔ بدائع الصّنائع کی عبارت کے مطابق امام محمدؒ نے بیتِ خلافت کو مستثنیٰ کیا اور فلم یجعل القرشیّ الّذی لیس بھاشمیّ کفأ لہٗ میں لہٗ کی ہٗ

Marfat.com

ضمیر محلًّا مجرور کا مرجع یا تو اہلِ بیتِ خلافت کو بنایا کہ وہ قریشی جو ہاشمی نہیں، وہ اہلِ بیتِ خلافت کا کُفو نہیں۔ تو گویا اُنھوں نے تسلیم کر لیا کہ وہ قریشی جو ہاشمی ہو، وہ اہلِ بیتِ خلافت کا کُفو ہے۔ تو اب بُطُونِ قریش کا فرق اور اہلِ بیتِ خلافت کا استثنیٰ کہاں گیا؟ کیوں کہ حضرت ابو بکر صدیق تیمی، حضرت عمر فاروقؓ عدوی اور حضرت عثمان غنیؓ اموی ہیں۔ اِس طرح باقی ہاشمی، چاہے وہ علوی ہوں یا عبّاسی، بیتِ خلافت والوں کا کُفو بن گئے، لہٰذا استثنیٰ کرنا بے کار گیا اور وہی ہمارا (مختارِ احناف) مذہب و موقف باقی رہا، جس کی وضاحت ہم کر چکے۔ لہٰذا بقولِ اکبرالہ آبادیؒ۔

دُنیا بدل گئی ہے، وہ ہیں ہمیں کہ اب تک
اپنے مقام پر ہیں، اپنے مکان پر ہیں

یا پھر عبارتِ بدائع الصنائع کے مطابق لہٗ کی ہٗ ضمیر کا مرجع ہاشمی کو بنایا کہ غیر ہاشمی قریشی، ہاشمی قریشی کا کُفو نہیں تو اِس صورت میں اہلِ بیتِ خلافت کا ذکر ہی گول ہو گیا کہ جن کا استثنیٰ کیا جا رہا ہے، اُن کے ذکر کو درمیان سے اُٹھا دیا گیا اور پھر خُود بخود قریشی اور ہاشمی کے کُفو ہونے یا نہ ہونے کا مسئلہ زیرِ بحث آ گیا، جن کا چند سُطور اُوپر صاحبِ بدائع الصنائع نے بڑی شان سے رد کیا ہے کہ لکنّ الشرع اسقط اعتبار تلك الفضیلة فی باب النّکاح یعنی شریعت نے بنو ہاشم کی خصوصی فضیلت ہونے اور اُس کو تسلیم کرنے کے باوجود اِس فضیلت کو نکاح کے باب میں ساقط کر دیا ہے۔ لہٰذا قبلہ شیخ الحدیث بتائیں کہ اُن کو بدائع الصنائع کے حوالے اور امام محمدؒ کے استثنائی قول نے کیا فائدہ دیا؟ بلکہ یہ عبارت ہی غیر معتبر ہو گئی کہ استثنائی قول لایا گیا اہلِ بیتِ خلافت کو مستثنیٰ کرنے کے لیے، لیکن اُن کا ذکر درمیان سے نسیًا منسیًا ہو گیا، کیوں کہ

Marfat.com

اُ ئے حضرت علیؓ کے خلفائے ثلاثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کوئی بھی
نہیں ہے' سب عام قریش ہیں اور پھر بحث چھڑ گئی عام قریشی اور ہاشمی کی کفاءت کی'
ں میں صاحبِ بدائع الصنائع بھی ہمارے ساتھ ہیں اور خود امام محمدؒ بھی ہمارے ہم نوا
معاون ہیں' کیوں کہ وہ خود حنفی ہیں۔

ری بات: چلئے اِن سب باتوں کو جانے دیجئے۔ مولوی مشتاق صاحب نے وقت نکال کر
نت کی اور مریدینِ گولڑہ شریف پر احسانِ عظیم فرما کر رسالہ رفع الاشتباہ تحریر فرمایا' ہم اُن
اِس محنت کا احترام کرتے ہیں اور زیادہ چھیڑ چھاڑ نہیں کرتے' کیوں کہ ہمیں علم ہے
رسالہ ھٰذا آج سے تقریباً چودہ پندرہ سال قبل صورتِ مسئلہ کے احقاق سے
دہ حصولِ اقتراب والتصاقِ خاص کی رَو میں بہہ کر تحریر کیا گیا تھا۔ ہم اُن کو اُن کے
جذبۂ مستحسن پر ھدیۂ تبریک پیش کرنے کے ساتھ اِس افسوس کے اظہار پر بھی مجبور
کہ موصوف دعویٔ عشقِ اہلِ حق کے باوجود اپنی علمی بصیرت کے شایانِ شان کوئی ٹھوس
نا قابلِ تردید دلیل پیش نہ فرما سکے۔ لہٰذا ہم اپنے اِن محترم کو یہ گزارش ضرور کیے دیتے
لہ امام محمدؒ کے اِس استثنائی قول کو اپنی حمایت میں پیش کرنے سے اُنہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا'
لٹا نقصان ہوا ہے کہ اُن کے قولِ مذکور کے مطابق باقی قریش تو اہلِ بیتِ خلافت کے
ہیں' لیکن افرادِ اہلِ بیتِ خلافت تو ایک دوسرے کے کُفو ہیں ناں۔ لہٰذا اِن افراد
بیتِ خلافت کے باہم رشتے ہو سکتے ہیں۔ آیئے غور کیجئے کہ حضرت علیؓ کی جملہ اولاد'
بنو فاطمہ ہوں یا دیگر علوی حضرات' جس طرح وہ ایک دوسرے کے کُفو ہیں' اِسی طرح

Marfat.com

وہ باقی خلفائے ثلاثہ کی اولاد کے بھی کُفو ہیں' لہٰذا فاطمی (علوی) صدیقی' فاروقی اور عثما
سب آپس میں کفو ٹھہرے اور اِن سب کا آپس میں رشتہ ہوسکتا ہے۔ جب یہ نتیجہ برآمد
تو اب ہم اِن حضرات سے پوچھتے ہیں کہ کیا تمہیں یہ نتیجہ قبول ہے اور کیا تم اِن رشتوں
قائل ہو اور تم نے اپنی کتابوں میں ایسے تمام رشتوں کے خلاف جو بیان بازیاں کی ہیں' کیا اُن
رجوع کرنے کا تم میں یارا اور حوصلہ ہے؟ ہمّت کیجیے! دُنیوی ندامت سے مت گھبرا
اُخروی ندامت و خذلت بہت بُری ہے۔ اُس سے بچنے کی کوشش کیجئے۔

اب اِنہی امام محمدؒ کے استثنائی قول کا رد ایک اور اسلوب سے ملاحظہ ہو' جو پانچ اج
پر مشتمل ہے۔ انصاف قارئین پر ہے کہ حق' شیخ الحدیث صاحب کے ساتھ ہے یا
خادم الحدیثِ الشّریف کے شاملِ حال ہے۔

جزوِ اوّل: ایک کسی امام سے روایت ہوتی ہے اور دُوسرا اُس امام کا مذہب اور
ہوتا ہے۔ مذکورہ ومحوّلہ بالا عبارت اور روایت امام محمدؒ کا مذہب ہرگز نہیں' بلکہ اُن سے ا
روایت ہے' جب کہ اعتماد مذہب پر ہوتا ہے نہ کہ روایت پر۔ لہٰذا اِس روایت سے استد
باطل ہے۔ع

ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا

جزوِ دوم: یہ روایت چوں کہ حدیث شریف (قریش بعضهم اکفاء بعض)
خلاف ہے' لہٰذا اِس پر اعتماد نہیں کیا جائے گا' جیسا کہ امام ابنِ ہُمامؒ نے اِس کو رد کیا ہے
جزوِ سوم: اِس روایت کا مطلب ہی مولوی صاحب کے خلاف ہے اور ہمارے حق

Marfat.com

جیسا کہ ہم نے واضح کر دیا ہے۔ وہ اِس طرح کہ جو قریش خُلفاء کی اولاد سے ہیں'
سب بلاتخصیص ایک دوسرے کے کُفو ہیں اور اِن میں نکاح جائز ہے۔سیّدہ فاطمیہ
کہ خلیفۂ چہارم کی اولاد سے ہے' لہٰذا سیّدنا ابوبکرؓ' سیّدنا عمرؓ اور سیّدنا عثمانؓ کی اولاد
ہ فاطمیہ کی کُفو ہے اور اِن میں نکاح جائز ہے۔لیکن ہمارے مخالفین کا نظریہ تو یہ ہے کہ
سیّد خواہ خُلفاء کی اولاد سے بھی ہو' سیّدہ فاطمیہ کا کُفو نہیں اور اِن میں نکاح جائز نہیں ہے'
ظ روایتِ امام محمدؒ کے مطابق وہ غیر سیّد' جو اولادِ خُلفاء سے ہے' سیّدہ فاطمیہ کا کُفو ہے
اِن میں نکاح جائز ہے۔ یہ بات کچھ اِس انداز میں سمجھی جا سکتی ہے کہ حضرت علیؓ کی وہ
جو کہ بطنِ سیّدہ فاطمہ زہرؓا سے ہے' اُن کو عُرفِ عام میں سیّد' سیّدہ' شریف' شریفہ اور
رسول کہا جاتا ہے یا پھر اِنہی کو اہلِ بیتِ نبوّت کہا جاتا ہے۔تو جس طرح یہ اہلِ بیتِ نبوّت
سی طرح یہ اہلِ بیتِ خلافت بھی ہیں' جب کہ دیگر خُلفائے ثلاثہؓ کی اولاد بھی اہلِ بیتِ خلافت
اِس طرح اہلِ بیتِ نبوّت خاص ہوئے اور اہلِ بیتِ خلافت عام۔ ہر خاص' عام کو
م ہوتا ہے' مگر ہر عام' خاص کو مستلزم نہیں ہوتا۔ چنانچہ خاندانِ اہلِ بیتِ نبوّت کو
اِن اہلِ بیتِ خلافت بھی کہا جا سکتا ہے۔اب امام محمدؒ کے قول کا یہ معنیٰ ہوا کہ بقیہ قریش'
طرح خاندانِ اہلِ بیتِ خلافت کے کُفو نہ ہوں گے' اِسی طرح وہ اہلِ بیتِ نبوّت کے کُفو بھی
ں گے' مگر خاندانِ اہلِ بیتِ نبوّت' جو حقیقتاً خاندانِ اہلِ بیتِ خلافت ہیں' یہ تمام کے تمام
دوسرے کے کُفو ہوں گے۔ پس اِس قولِ امام محمدؒ کی رُو سے خاندانِ اہلِ بیتِ خلافت اور
اِن اہلِ بیتِ نبوّت (جن میں باہم نسبت عام خاص مطلق ہے) آپس میں کُفو

Marfat.com

ٹھہریں گے۔ حالانکہ ہمارے مخالفین ایڑی چوٹی کا زور لگا کر تخصیص در تخصیص کرتے ہوئے
اُن کو آپس میں کُفو نہیں مانتے' بلکہ بنو ہاشم تک کو بھی اہلِ بیتِ نبوّت کا کُفو نہیں مانتے
جو کہ سراسر ناانصافی اور ہٹ دھرمی ہے' بلکہ حنفی ہوتے ہوئے مذہبِ حنفی سے دُوری اور بے وفائی
ہے۔ یہ تو بقولِ قاآنی شیرازی۔

نا جوانمردیست چُوں جانوسیار و ما ہیار　یارِ دارا بُودن و دل باسکندر داشتن

والی بات ہوئی۔

جزوِ چہارم: امام محمدؒ کی روایت کا مطلب تو یہ ہے کہ اگر ایک عورت قریشیہ
جو کہ خُلفاء کی اولاد سے ہے' ایک قریشی مرد جو کہ اولادِ خُلفاء سے نہیں' سے نکاح کیا تو یہ نکاح
صحیح اور منعقد ہے' لیکن لازم نہیں (موقوف ہے) اور عورت کے اولیاء بذریعۂ قاضی اس
نکاح کو فسخ کرا سکتے ہیں۔ مگر مولوی صاحب اور اُن کے ہم نواؤں کا مسلک' نظریہ اور فتویٰ
یہ ہے کہ غیر کُفو میں نکاح ہوتا ہی نہیں' لہٰذا قاضی کی طرف رجوع اور تنسیخ نکاح کی
ضرورت ہی نہیں' اِسی طرح امام محمدؒ کی روایت کی رُو سے اِن حضرات کا اپنے موقف پر
استدلال غلط ٹھہرا۔

قارئینِ کرام! آپ اپنی نظروں سے دوبارہ قولِ امام محمدؒ کا مطلب و معنیٰ عنایۃ شرح الھدایۃ
للامام اکمل الدّین محمّد بن محمود البابرتی المتوفّٰی 786ھ کے حوالے سے خود ملاحظہ
فرمالیں: (کـأهـلِ بیـتِ الـخـلافة) فـحینـئـذٍ تعتبر التّفاضل حتّٰی لو تزوّجت
قرشیّة من اولادِ الخلفاء قرشیًّا لیس من اولاد هم کان للاولیاء حقّ الاعتراض۔

Marfat.com

جزوِ پنجم: مولوی مشتاق صاحب نے قولِ امام محمدؒ کا حوالہ دے کر اہلِ بیتِ خلافت کا
[باقی] قریش کے کفو نہ ہونے پر، اہلِ بیتِ نبوّت کا باقی قریش کے کفو نہ ہونے کو قیاس کیا ہے،
[ج]ب کہ قابلِ غور اَمر یہ بھی ہے کہ قیاس میں ایک مقیس اور دوسرا مقیس علیہ ہوتا ہے۔ جس کو
[ق]یاس کیا جائے اُسے مقیس اور جس پر قیاس کیا جائے اُسے مقیس علیہ کہتے ہیں اور یہ قاعدہ
[ہ]ے کہ مقیس علیہ وہ ہونا چاہیے جس پر اتفاق ہو۔ جب کہ امام محمدؒ کا یہ قول جس کو علامہ صاحب
[م]قیس علیہ ٹھہرا کر اِس پر قیاس کر رہے ہیں، اِس پر تو احناف کا اتفاق ہی نہیں ہے، بلکہ یہ
[مخ]تلف فیہ ہے۔ جیسا کہ سطورِ بالا میں ہم نے اِس پر علامہ ابنِ ہمامؒ صاحبِ فتح القدیر کی
[بح]ث نقل کی ہے۔ اُنھوں نے واضح لفظوں میں فرمایا کہ یہ قول حدیث شریف قریش بعضھم
[اک]فاء بعض کے خلاف ہے اور نص کے خلاف ہونے کی وجہ سے یہ قیاس ممنوع ہے اور آخر میں
[علا]مہ ابنِ ہمامؒ نے امام محمدؒ کے اِس قول کی مناسب توجیہہ بھی کر دی کہ امام محمدؒ نے فتنہ فرو کرنے
[او]ر خوارج و روافض کی حوصلہ شکنی کے لیے یہ استثنائی قول فرمایا، ورنہ آپ کا مقصد ہرگز یہ
[نہ]یں تھا کہ کوئی قریشی اہلِ بیتِ خلافت کا کفو ہی نہیں ہے۔ گویا امام محمدؒ کے اِس استثناء کی
[عل]ت یہ تھی کہ اُس وقت اندیشۂ فتنہ و فساد تھا، جس کی تسکین کے لیے آپ نے باقی قریش سے
[اہ]لِ بیتِ خلافت کو مستثنیٰ کیا۔ ورنہ وہ بھی قریش کو بلا استثناء ایک دوسرے کا کفو مانتے تھے۔
[ج]ب استثنائی حکم کی علتِ مخصوصہ اندیشۂ فتنہ و فساد تھا، تو قاعدہ یہ ہے کہ کسی حکمِ مخصوص کی تخصیص
[جب] علتِ مخصوصہ کے تحت کی گئی ہو، جب اُس علت کی نفی ہو جائے تو پھر وہ مخصوص حکم بھی ختم
[ہو] جاتا ہے۔ جیسا کہ دورِ رسالت مآب میں ایک طبقہ ایسا بھی تھا جو محتاج، غریب، مسکین اور

Marfat.com

مسافر ہونے کی وجہ سے زکوٰۃ کا مستحق تو نہیں تھا، لیکن اُس کی تالیفِ قلبی کے لیے اُسے بھی زکوٰۃ دی جاتی تھی، اُسے مؤلّفۃُ القلوب کہا جاتا تھا، جیسا کہ سورۂ براٗت میں کہا گیا:

انّما الصّدقات للفقرآء والمسکین والعاملین علیھا والمؤلّفۃ قلوبھم (الآیۃ) لیکن دورِ صدّیق اکبرؓ میں فاروقِ اعظمؓ کے مشورے اور صحابۂ کرام کے اجماع کے مطابق اِس مؤلّفۃ القلوب کا حصّہ ختم کردیا گیا، کیوں کہ مؤلّفۃ القلوب کو زکوٰۃ دینے کی علت صرف ضُعفِ اِسلام تھا اور جب یہ ضُعف جاتا رہا اور اسلام کو قوت وشوکت حاصل ہوگئی، علّت کے ختم ہونے کے سبب وہ حکم بھی ختم ہوگیا۔ لہٰذا مؤلّفۃ القلوب کا حصّہ ختم کردیا گیا۔

اِسی طرح امام محمدؒ کے دَور میں روافض وخوارج کی ریشہ دوانیوں اور فتنہ سامانیوں کے سبب اُنھوں نے یہ مخصوص حکم لگایا کہ دیگر قبائلِ قریش اگر اہلِ بیتِ خلافت کی لڑکی سے نکاح کریں تو اُس کے اولیاء کو حقِ اعتراض حاصل ہے۔ اگر اِس میں اُن کو ہتک محسوس ہو یا دیکھیں کہ کسی طرح کسی نے محض بہلا پُھسلا کر لڑکی کو آمادۂ نکاح کرلیا ہے، تو اِس طرح وہ نکاح منعقد تو ہوجائے گا، لیکن لازم نہیں ہوگا۔ اگر اولیاء قاضی کے پاس جاکر اعتراض کردیں اور قاضی نکاح فسخ کردے تو نکاح فسخ ہوجائے گا، کیوں کہ فتنہ وفساد کو فرو کرنا قاضی کی ذمہ داری ہے۔ گویا قاضی فسخِ نکاح کا حکم دے کر فتنہ ختم کردے گا۔ لیکن یہ حکم بھی اُس وقت تک مخصوص علّت کے سبب رائج سمجھا جائے گا اور اِس فتوٰی کو اُس وقت تک موٴثر سمجھا جائے گا، جب تک اندیشۂ فتنہ ہو (حالانکہ یہ فتوٰی حدیث شریف کے منافی تھا) اب چُوں کہ سینکڑوں سال گزر گئے اور اُن خلفائے کرام کی اولاد کئی پُشت نیچے آچکی ہے اور وہ اندیشۂ فتنہ وفساد ختم ہوچکا

لہٰذا وہ حکم اور فتویٰ بھی اب نافذ نہ ہوگا، جس کو ہاتھوں میں اُٹھا کر مولوی صاحب پھر رہے ہیں۔

وضاحتِ تسکینِ فتنہ باندازِ دِگر

صاحبِ فتح القدیر امام ابنِ ہمامؒ نے اندیشۂ فتنہ کی دُوسری مثال اور امام محمدؒ کا ایک اور استثنائی حکم بھی قلم بند فرمایا، وہ بھی ملاحظہ فرمائیں: ولا تعتبر الکفاءۃ بین اھل الذمّۃ فلو زوّجت نفسھا فقال ولیّھا لیس ھٰذا کفأً لم یفرّق بینھما بل ھم اکفاء بعضھم لبعض قال فی الاصل الّا ان یکون نسبًا مشھورًا کبنتِ ملکٍ من ملو کھم خد عھا حائك او سائس فانّہ یفرّق بینھما لا لعدمِ الکفاءۃ بل لتسکین الفتنۃ والقاضی مأمور بتسکینھا بینھم کما بین المسلمین[1]۔

خلاصۂ مفہومِ عبارت یہ ہے کہ اہلِ ذمہ (ذمیوں) میں کفاءت کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔ اگر اہلِ ذمہ کی کسی لڑکی نے خود بھی کسی مرد سے نکاح کرلیا اور اِس کے ولی نے اعتراض کردیا کہ یہ ہمارا کُفو نہیں تو اُن میں تفریق نہیں کی جائے گی، کیوں کہ وہ ایک دوسرے کے کُفو ہیں۔ (امام محمدؒ نے) اصل (مبسوط) میں فرمایا کہ اہلِ ذمہ سب ایک دوسرے کے کُفو ہیں، مگر اُن میں جن کا نسب مشہور ہے، مثلاً اہلِ ذمہ کے بادشاہوں میں سے کسی بادشاہ کی بیٹی کو کوئی بافندہ یا سائیس اغوا کر کے، بہلا پھُسلا کے یا دھوکہ دے کر اُس سے شادی کرلے تو اُن میں تفریق کردی جائے، لیکن یہ تفریق اِس وجہ سے نہیں ہوگی کہ وہ ایک دوسرے کے کُفو نہیں، بلکہ فتنہ فرو کرنے کے لیے قاضی تفریق کرادے گا، کیوں کہ قاضی کی ذمہ داری ہے کہ جس طرح مسلمانوں میں تسکینِ فتنہ کرتا ہے، اِسی طرح وہ اہلِ ذمہ میں بھی فساد فرو کروائے۔

---

[1] فتح القدیر للامام ابنِ الھمامؒ، ج 3، ص 191

Marfat.com

اب مقامِ غور ہے کہ امام محمدؒ نے یہاں بھی استثناء کیا' لیکن عدمِ کفاءت کی وجہ سے نہیں' بلکہ تسکینِ فتنہ کے لیے۔ اِسی طرح اہلِ بیتِ خلافت کا استثناء بھی تسکین فتنہ کے لیے کیا' نہ کہ عدمِ کفاءت کی وجہ سے۔ اُمید ہے کہ مولوی صاحب کو اب مسئلہ سمجھ میں آ گیا ہوگا' ورنہ

ہمارا کام ہے اچھی بُری ہر بات سمجھانا
یہ اُن کا اپنا ذمہ ہے نہ سمجھیں وہ اگر پھر بھی

اگر اب بھی قبلہ کے ذہن میں کچھ تردّد باقی ہو تو نگاہِ انصاف وا کر کے مندرجہ ذیل حوالہ کو پڑھ لینے کی زحمت گوارا فرمالیں۔

امام محمدؒ کی کتاب جامعِ صغیر میں ہے: قال محمّد عن یعقوب عن ابی حنیفةؓ "قریش بعضهم اکفاء بعض" اِس کی شرح نافع الکبیر میں اِسی جگہ ہے: و بهذا تبیّن انّ الفضیلة بین الهماشمیّین ساقطة فی هذا الحکم الا تری انّ النّبیّ ﷺ زوّج بنته سیّدة رقیّةؓ عن عثمانؓ و کان أمویًّا لا هاشمیًّا و کذلك علیؓ زوّج بنته سیّدة اُمّ کلثومؓ عن عمرؓ و کان عدویًّا لا هاشمیًّا فثبت انّ قریشًا کلّهم اکفاء و سواء فی النّکاح[1]۔

ترجمہ: امام محمدؒ نے فرمایا' روایت ہے یعقوب (امام ابو یوسف) سے' وہ امام ابوحنیفہ سے راوی کہ تمام قریشی ایک دوسرے کے نسبی کُفو ہیں۔ نافعِ کبیر شرحِ جامعِ صغیر کی عبارت کا خلاصۂ مفہوم یہ ہے کہ اِس حدیث شریف سے واضح ہوا کہ ہاشمیوں کو باوجود فضیلتِ قبیلۂ رسول حاصل ہونے کے' اُن کی یہ فضیلت نکاح کے معاملے میں ساقط ہے اور قریشی ہاشمی دیگر قریش کے کُفو ہیں' جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت رقیہؓ کا نکاح حضرت عثمانؓ سے کر

[1] النافع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر' مولفة حضرت مولنا عبدالحی فرنگی محلیؒ' کتاب النکاح فصل فی الکفاءة

Marfat.com

لانکہ وہ اموی تھے' ہاشمی نہیں تھے اور اِسی طرح حضرت علیؓ نے اپنی بیٹی اُمّ کلثومؓ کا نکاح حضرت عمرؓ سے کردیا' حالانکہ وہ عدوی تھے' ہاشمی نہیں تھے' پس ثابت یہی ہوا کہ قریش کے م بُطون وقبائل ایک دوسرے کے کُفو ہیں اور اُن کا باہم نکاح شرعًا جائز ہے۔

اِفادۂ خاص: جامعِ صغیر' امام محمد بن حسن شیبانیؒ (المتوفٰی 189ھ) کی مشہور ومعروف تاب ہے' بارہا طبع ہوچکی ہے' صاحبِ ہدایہ نے بدایة المبتدی میں جامعِ صغیر اور وری کے مسائل کو جمع کیا ہے۔

مولوی صاحب نے امام محمدؒ کے ایک استثنائی قول کو لے کر اپنے دعوٰی کی عمارت اُس پر کھڑی کردی، لیکن بحیثیتِ حنفی عالمِ دین یہ نہ سوچا کہ امام محمدؒ کے اُستاذِ محترم م الأئمہ' امامِ اعظم ابوحنیفہؒ کے فتوٰی اور مذہب کی موجودگی میں امام محمدؒ کے قول کی حیثیت یا ہوگی؟ جب کہ کتبِ فقہِ حنفیہ میں اِس مسئلہ کی تصریح کردی گئی ہے کہ انه یفتی بقول الامام ی الاطلاق ثمّ بقولِ الثّانی ثمّ بقول الثالث ثمّ بقول زفرؒ والحسن بن زیاد یں اگر کسی مسئلہ میں اُئمۂ احناف کے مختلف اقوال کُتب میں اِس طرح موجود ہوں کہ امامِ اعظمؒ قول بھی ہو' امام ابویوسفؒ کا بھی' امام محمدؒ کا بھی اور امام زفرؒ اور حسن بن زیادؒ کا بھی' تو ی احناف پر لازم (واجب) ہے کہ امام اعظمؒ ہی کے قول پر فتوٰی دے' مطلقًا کسی بارے یا ہو۔ اگر امامِ اعظمؒ کا قول نہ ملے تو امام ابو یوسفؒ کے قول پر' وہ نہ ملے تو امام محمدؒ کے ں پر اور اگر وہ بھی نہ ملے' تو امام زفرؒ اور حسن بن زیادؒ کے قول پر فتوٰی جاری کرے۔

یا کہ حضرت علّامہ شامیؒ نے بھی تحریر فرمایا: قال فی آخر الحاوی القدسی ومتٰی

Marfat.com

عن ابی حنیفةؒ روایة یؤخذ بظاهر قول ابی یوسفؒ ثمّ بظاهر قول مح
ثُمّ بظاهرقول زُفرؒ والحسنؒ وغیرهم الاکبر فالاکبرهکذا الی آخر من ک
من کبار الاصحاب[1]۔

ترجمہ: جب مسئلہ میں امام ابوحنیفہؒ سے کوئی روایت نہ ملے' تو ظاہر قولِ امام ابو یوس
پھر ظاہر قولِ امام محمدؒ' پھر ظاہرِ قولِ امام زُفرؒ وحسنؒ وغیرہم لیا جائے گا' اُن میں سے بُزرگ
پھر بُزرگ تر' یوں ہی کِبار اصحاب کے آخری فرد تک۔

لہٰذا مولوی مشتاق صاحب جو ماشاءاللہ علومِ اسلامیہ پر گہری نظر رکھنے کے ساتھ سا
مَسندِ درس واِفتاء پر جلوہ فرما بھی ہیں بحیثیتِ مفتیٔ اسلام غور کریں کہ وہ امام محمدؒ کے قول کو تر
دے کر اور امام اعظمؒ وامام ابو یوسفؒ کے قول کو چھوڑ کر کس قدر سنگین غلطی کا اِرتکاب کر ر
ہیں اور وہ بھی محض ایک قول' نہ کہ مذہبِ امام محمدؒ' جیسا کہ ہم نے سطورِ گزشتہ میں تصریح کر دی

میٹھا میٹھا ہپ ہپ' کڑوا کڑوا تھُو تھُو

اگر امامِ اعظمؒ کے فتوٰی و مذہب سے رُوگردانی کر کے اُن کے شاگردوں کے
کو ترجیح دینا ہے (اگر چہ اِس دَور کے مُفتیان نہ اصحابِ ترجیح ہیں نہ ہی مُفتی' بلکہ ناقل
تو پھر کُفو کے مسئلہ میں یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ امامِ اعظمؒ کے نزدیک کُفو کا اعتبار صرف
کی طرف سے ہے' عورت کی طرف سے نہیں۔ تنویر الابصار میں ہے: الکفاءة معت
من جانبه لا تعتبر من جانبها۔ دُرِّ مختار میں ہے: أی الرّجل لانّ الشّریفة
ان تکون فراشا للدّنیّ ولذا تعتبر من جانبها لان الزّوج مستفرش فلا یغیظهٗ دناءة الفر

[1] شرح عقود رسم المفتی از علامہ ابن عابدین شامیؒ' ص 26' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

شامی میں ہے:أی یعتبران یکون الرّجل مکافئًا لها فی الاوصاف الآتیة ن لایکون دونها فیها ولاتعتبر فی جانبها بان تکون مکافئة لهٗ فیها بل یجوز تکون دونهٗ فیها۔

خلاصہ عبارت یہ ہے کہ اِن چھ اُمور کا ذکر ہو چکا' جو کُفو میں معتبر ہیں ۔اِن چھ میں ثل اور مساوات مرد کی طرف سے معتبر ہے نہ کہ عورت کی طرف سے ۔جس کا مطلب یہ ہے کہ مرد کے لیے ضروری ہے کہ وہ اِن چھ اُمور میں عورت سے کم نہ ہو' مثلاً مرد نسب کے لحاظ سے عورت سے کم نہ ہو۔اِس لیے کہ اگر وہ کم ہوا تو عورت شریفہ ہو گی اور مرد کم درجہ اور ریفہ کا کم مرتبہ کی منکوحہ ہونا باعثِ شرم ہے۔بخلاف عورت کے وہ اِن اُمور میں مرد سے م ہو سکتی ہے' مثلاً اگر عورت نسب میں مرد سے کم ہے تو نکاح کے جواز میں کوئی شک نہیں' یوں کہ اِس صورت میں مرد شریف ہو گا اور عورت کم درجہ اور مردِ شریف کے لیے کم درجہ ش پر سونا باعثِ ننگ و عار نہیں ۔لہٰذا کُفو کا اعتبار صرف مرد کی طرف سے ہو گا کہ وہ رت سے کم درجہ نہ ہو' عورت کی طرف سے نہ ہو گا' وہ مرد سے کم درجہ بھی ہو تو کوئی رج نہیں (یہ امام اعظمؒ کا مذہب ہے)جب کہ صاحبین (امام ابو یوسفؒ وامام محمدؒ) کا اِس سے مختلف مذہب بھی کُتبِ فقہ میں موجود ہے۔

ر دو حضرات امام ابو یوسفؒ وامام محمدؒ کا فتویٰ

امام اعظم ابو حنیفہؒ کے نزدیک کُفو صرف مرد کی جانب سے ہے' عورت کی طرف سے فو کا کوئی اعتبار نہیں' یعنی مرد مثلاً نسب کے اعتبار سے عورت سے کم نہیں ہونا چاہیے' لیکن

Marfat.com

اگر عورت نسب کے لحاظ سے مرد سے کم بھی ہو تو کوئی حرج نہیں۔ لیکن صاحبینؒ کا نظریہ یہ ہے کہ جس طرح مرد کی جانب سے کُفو کا اعتبار ہے' اِسی طرح عورت کی جانب سے بھی کُفو معتبر ہے' یعنی مرد بھی مثلاً نسب میں عورت سے کم نہ ہو اور عورت بھی مرد سے کم نہ ہو' بلکہ دونوں ایک دوسرے کے ہم پلّہ ہوں۔ اگر مرد نسب کے لحاظ سے عورت سے کم ہو' تو وہ نکاح غیر کُفو میں ہوگا۔ اِسی طرح اگر عورت نسب کے لحاظ سے مرد سے کم ہو' تو وہ نکاح بھی غیر کُفو میں ہوگا۔

دُرِّ مختار میں ہے: فی الظّٰھیریۃ وھٰذا عندہٗ وعند ھما معتبر فی جانبھا ایضًا۔

ترجمہ: ظہیریہ اور دیگر کُتب فتاوٰی میں کُفو کا مرد کی جانب سے معتبر ہونا امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ہے' جب کہ صاحبینؒ کی جانب سے عورت کی طرف سے بھی کُفو کا اعتبار کیا جائے گا۔

اِسی طرح بحر الرّائق اور اِس کے حاشیہ میں مرقوم ہے: ومن الغریب ما فی الظّٰھیریۃ والکفاءۃ فی النّسآء للرّجال غیر معتبرۃ عند ابی حنیفۃؒ خلافاً لّھما و ذکرہٗ فی المحیط وعزاہُ الی الجامع الصغیر حاشیۂ بحر میں ہے: قال فی النھر وفی البدائع بعد ان ذکر اعتبارھا فی جانب الرّجال خاصّۃ ومن مشائخنا من قال انّھا معتبرۃ فی جانب النّسآء عندھما ایضًا[1]۔

ترجمہ: کتاب ظہیریہ میں ایک غریب (عجیب) مسئلہ ذکر کیا گیا ہے کہ کفاءت عورت کی جانب سے مرد کے لحاظ سے معتبر نہیں ہے' یہ امام ابو حنیفہؒ کا مذہب ہے' بخلاف

---

[1] البحر الرّائق لامام ابن نجیمؒ وحاشیۃ منحۃ الخالق للعلامۃ الشّامیؒ' ج 3' ص 128' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ پاکستان

Marfat.com

صاحبینؒ کے (کہ اُن کے نزدیک کُفو عورت کی جانب سے بھی معتبر ہے) اور اِس مسئلہ کو صاحبِ محیط نے محیط میں ذکر کیا اور اِس کو جامعِ صغیر کی طرف منسوب کیا اور کتاب نہر والے نے کہا کہ صاحبِ بدائع نے پہلے تو یہ ذکر کیا کہ کُفو کا اعتبار صرف مردوں کی جانب سے ہے' نہ کہ عورتوں کی جانب سے۔ اُس کے بعد صاحبِ بدائع نے کہا کہ ہمارے مشائخ نے فرمایا ہے کہ صاحبینؒ کے نزدیک عورت کی طرف سے بھی کُفو کا اعتبار ہے' یعنی صاحبینؒ کے نزدیک جیسا مرد کے لیے ضروری ہے کہ وہ بطورِ مثال نسب کے لحاظ سے عورت سے کم نہ ہو' بلکہ اُس کے مساوی ہو یا فائق ہو' اِسی طرح عورت کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ مرد کی کفو ہو' یعنی بطورِ مثال نسب کے لحاظ سے اِس سے کم نہ ہو۔

خلاصۂ کلام یہ ہوا کہ اگر مرد عورت کا کُفو نہ ہو یعنی نسب میں اِس عورت کے برابر نہ ہو' بلکہ اِس سے کم ہو تو یہ نکاح غیر کُفو میں ہوگا۔ اِسی طرح اگر عورت مثلاً نسب میں مرد کے برابر نہ ہو بلکہ اِس سے کم ہو' تو یہ نکاح بھی غیر کُفو میں ہوگا (بقولِ ہر دو حضرات یعنی صاحبینؒ)

اب مولوی مشتاق صاحب' مفتی ہزاروی صاحب اور اُن کے دیگر ہم نوا ذرا وضاحت فرمائیں کہ اُن کے خود ساختہ مذہب میں تو مطلقاً غیر کُفو میں نکاح جائز ہی نہیں' چاہے عورت کے اولیاء راضی ہوں یا نہ ہوں' جیسا کہ مفتی موصوف نے اعلان میں فرمایا تھا۔ تو اتّفاق سے آج یہ نکتۂ غریب ہم اُن کے سامنے پیش کر رہے ہیں کہ بقول و مذہبِ ہر دو حضرات (یعنی امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ) اگر عورت مرد کی کُفو نہ ہو تو یہ نکاح غیر کُفو میں ہوگا

Marfat.com

اور مطابقِ اعلانِ جناب' غیر کُفو میں نکاح مطلقًا ناجائز ہے تو پھر جن بہت سے سیّد مردوں کے نکاح میں غیر سیّدہ' بلکہ غیر ہاشمیّہ حتّٰی کہ غیر قرشیّہ عورتیں تھیں' ہیں یا ہوں گی' ایسے تمام نکاحوں کا کیا بنے گا اور اُن سے پیدا ہونے والی اولاد کو کس نوعیّت کی اولاد کہا جائے گا؟

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

قارئینِ کرام! اب بندہ اعلانِ گولڑہ کی روشنی میں یہ اہم اور چُبھتا ہوا سوال کرنا چاہتا ہے کہ اُس کے مطابق تو غیر کُفو میں نکاح جائز ہی نہیں' بلکہ غیر کُفو میں کیے گئے تمام نکاح ناجائز اور اُن سے پیدا ہونے والی اولاد' اولادِ زنا ہے۔ اب ذرا جگر تھام کر جواب دیں کہ ہر دو حضرات (امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ) کے مذکورہ قول کے مطابق عورت کا بھی مرد کے ہم پلّہ ہونا نسب وغیرہ میں ضروری ہے۔ اگر عورت نسب میں مرد کی کُفو نہ ہو تو یہ نکاح غیر کُفو میں ہوگا اور بقولِ مخالفین غیر کُفو میں کیا ہوا ہر نکاح ناجائز اور اُن کی اولاد' اولادِ زنا ہوتی ہے۔ تو جن مشاہیر خاندانوں کے مردوں کے نکاح اپنے سے کم مرتبہ خاندان کی عورتوں سے ہوئے' مثلاً مطابقِ اعلانِ گولڑہ کسی سیّد مرد کا نکاح کسی ہاشمیّہ یا محض قریشیّہ عورت (خواہ وہ صدّیقی و فاروقی خاندان سے تعلق رکھتی ہو) سے ہوا یا غیر قریشیّہ عورت سے' تو یہ نکاح غیر کُفو میں ہوگا اور غیر کُفو میں نکاح اُن کے نزدیک مطلقًا ناجائز ہے۔ تو اُن سیّد صاحبان کے نکاح کا حکم کیا ہوگا اور نسبًا اُن کی اولاد کس کھاتے میں جائے گی اور اگر اعلانِ گولڑہ کے مطابق یہ نکاح نہ ہوئے' تو پھر ایسے افراد سے اُستادی شاگردی' پیری مُریدی اور فیضِ رُوحانی

Marfat.com

کے تمام تر تعلّقات آخر کس کھاتے میں جائیں گے؟ بلکہ اِس کلّیے کی براہِ راست زَد میں تو شریعت وطریقت کی بڑی بڑی نامور شخصیات آتی ہیں اور آئیں گی، جس کی تفصیل ضرورت پڑنے پر نذرِ قارئین کی جائے گی۔ فافھم وتدبر

لہٰذا اب مولوی مشتاق صاحب فوراً کھڑے ہوکر اعلان کردیں کہ جس امام محمدؒ کے قول الّا انّ یکون نسبًا مشھورًا الخ پر عمل کرتے ہوئے ہم یہ فتوٰی دیتے ہیں کہ اہلِ بیتِ خلافت کی طرح اہلِ بیتِ نبوّت بھی باقی قریش سے افضل ہیں اور اِس افضلیّت کی بنیاد پر باقی قبائل اُن کے کُفو نہیں ہیں اور غیر کُفو میں نکاح مطلقاً ناجائز ہے اور اُن سے ہونے والی اولاد ناجائز ہے۔ اِسی طرح ہم صاحبینؒ کے مذہب پر یہ فتوٰی بھی صادر کرتے ہیں کہ عورت کا نسب میں مرد کے برابر ہونا بھی شرط ہے۔ لہٰذا جن سیّد مردوں کے گھر میں غیر سیّدہ عورتیں ہیں (خواہ وہ ہاشمی، عباسی، قریشی، صدیقی اور فاروقی خاندان سے تعلّق رکھتی ہوں یا غیر قریشی خاندان سے) وہ سب کی سب غیر کُفو ہونے کے سبب ناجائز نکاح میں تھیں اور ہیں اور اِن سب کی اولاد' اولادِ زنا ہے' چاہے ایسے نکاحوں میں اُن کے اولیائے اقرب پیشگی راضی ہوں یا نہ ہوں۔ یہ نکاح ناجائز اور صحبت' زنا ہے۔ ماشاء اللہ ہمّت کیجئے اور پھر تماشا دیکھئے۔ امام محمدؒ کے قولِ استثنائی پر تو شدومد سے عمل کرتے ہیں لیکن اِس قول پر عمل نہیں کرتے' جس میں امام محمدؒ کے ساتھ امام ابو یوسفؒ بھی شامل ہیں اور اب اِن ہر دو حضرات کی تائید ملنے سے یہ قول مزید قوی ہوگیا ہے' کیوں کہ صاحبینؒ اِس پر متّفق ہیں۔ اب کام دوآتشہ ہوگیا۔ بقولِ بندہ۔

مے کشی کے ساتھ لطفِ رقصِ پیمانہ الگ　　اور اُس پر التفاتِ پیرِ میخانہ الگ

Marfat.com

ہمارا موقف

اِس سلسلے میں بحمد اللہ تعالیٰ ہم پر کوئی اعتراض نہ ہوگا' کیوں کہ ہمارے نزدیک مذہبِ حق یہ ہے کہ ولی کی رضا مندی سے غیر کفو میں نکاح جائز ولازم ہے۔ جب کہ صاحبینؒ کے مذہب کے مطابق بھی یہ نکاح جائز ہے' لہٰذا کوئی خرابی لازم نہیں آئے گی۔ کیوں کہ ایسے تمام نکاح جن سیّد مردوں کے غیر سیّدہ عورتوں کے ساتھ ہوئے' وہ اِن عورتوں کے اولیاء کی پیشگی رضا مندی سے ہوئے' اِس لیے اِس میں کوئی قباحت نہیں۔ اب ہمارے مخالفین یا تو مذہبِ حنفی چھوڑ دیں یا اوپر ذکر کیے ہوئے سیّد مردوں کے ساتھ غیر سیّدہ عورتوں کے نکاح اور اُن کی اولاد کی نسبی حیثیت متعیّن کریں۔ بیّنوا و توجروا

مقامِ عبرت: جب کوئی شخص احکامِ شریعت میں دخل اندازی کرتے ہوئے اپنی من مانی کرے تو دُنیوی رسوائی اور اُخروی تباہی اُس کا مقدر بن جاتی ہے۔ جن حضرات نے مسئلۂ کفو میں غلوّ کیا اور اپنے خود ساختہ قواعد اور کُلیات کے بَل بوتے پر سادات کو تمام انسانوں' بلکہ تمام مسلمانوں سے کوئی الگ تھلگ مخلوق باور کرا کے یہ بات اُن کے ذہن نشین کرادی کہ تم جس گھر اور جس خاندان میں چاہو' شادیاں کر سکتے ہو' تمہیں تو کوئی روک ٹوک نہیں' لیکن اگر کوئی دوسرا مسلمان تمہارے ہاں شادیاں کرنا چاہے خواہ وہ ہاشمی قریشی' عباسی یا غیر قریشی عالم' متّقی صاحبِ فضیلت ہی کیوں نہ ہو یا تم خود ہی اپنی لڑکی کا رشتہ اُن میں سے کسی کو دینا چاہو تو دونوں صورتوں میں وہ رشتہ نہیں ہوسکتا۔ اگر تم نے اپنی لڑکیوں کے نکاح اُن کی رضا مندی اور اپنی خوشی سے کر بھی دیئے' تب بھی وہ نکاح صحیح نہ

Marfat.com

ہوئے اور اُن کی باہمی صُحبتِ ' صُحبت زنا اور اُن کی اولاد ناجائز ہوگی۔ گویا اُنہوں نے یوں غیر سادات مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ کی صف میں لا کھڑا کیا ' جیسا کہ اُن کے بارے میں حکم ہے کہ اُن کے ہاں مسلمان تو شادیاں کر سکتے ہیں ' لیکن اُنہیں بیٹیوں کے رشتے نہیں دے سکتے۔ اِس طرح اِن نام نہاد مُفتیان و مولویان نے سادات کے مقابلے میں غیر سادات مسلمانوں کو اہلِ کتاب یہود و نصاریٰ کی صف میں کھڑا کر دیا۔ اِس سے بڑھ کر اور ظلم کیا ہوگا؟ گویا یہ لوگ یوں غیر سادات مسلمانوں کو أفنجعل المسلمین کالمجرمین[1] کے دائرۂ اطلاق میں لے آئے ' جو قرآن و سُنّت کی تعلیمات کے سراسر خلاف ہے اور اِسی ظلم کا یہ منطقی انجام ہے کہ آج ہم نے ہر دو حضرات یعنی صاحبینؒ کا قول پیش کر کے اُن سیّد صاحبان کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیا ہے کہ اُنہوں نے جن غیر سادات لڑکیوں سے شادیاں کی ہیں۔ اُن کے بطن سے جو اولادیں ہوئیں ' جن میں امیرزادے ' پیرزادے اور ہزاروں صاحبزادے پیدا ہوئے ' وہ سارے نسبی طور پر کیا کہلائیں گے؟ کیوں کہ بعض سرپھرے ' کم علم ' ضدی اور کبرِ نسبی میں بُری طرح مبتلا مدعیانِ سیادت نے بیرونِ ملک اور پھر اندرونِ ملک میری تصنیف نام و نسب کے جواب میں دو کتابیں لکھوائی تھیں ' جن میں قوی شرعی دلائل نہ ہونے کے برابر اور میرے خلاف نہایت گندی اور بازاری زبان استعمال کی گئی ' جسے میں نے محض اللہ اور رسول کی رضا کے لیے برداشت کیا اور اِن شاء اللہ آئندہ بھی کروں گا۔ اِس کے ساتھ ساتھ اِتنی بات ذہن میں رہے کہ بحمد اللہ میں بھی میدان کا آدمی ہوں اور قرآن و سُنّت کے قوی دلائل کے بغیر اپنے مَوقف سے بہ آسانی ہٹنے

---

[1] سورۂ قلم ' آیت 35 ' ترجمۂ آیت: کیا ہم مسلمانوں کو مثل گناہگاروں کے کر دیں گے؟ (یعنی ہرگز نہیں)

Marfat.com

والا نہیں ہوں۔ میں سُنتا بھی ہوں اور سُناتا بھی ہوں' ایسے عُلومِ دینیہ سے بے بہرہ جن مدعیانِ سیادت نے میرے خلاف بھڑاس نکالتے ہوئے اپنی اُن کتابوں میں مُجھے اپنے آباء واجداد کا گستاخ اور بےادب ثابت کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگادیا تھا۔اُن میں سے اکثر کی بیویاں غیر فاطمی سیّدات ہیں۔ مکافاتِ عمل دیکھئے کہ وہ مُجھے نہ جانے کیا کیا ثابت کرتے کرتے اپنے اور اپنے بزرگوں کے نکاحوں کو غیر صحیح اور ہونے والی اولادوں کو ناجائز اولادیں ثابت کر بیٹھے۔لہٰذا ایسے متکبر سادات کی خدمت میں ہر دو حضرات یعنی امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کا عطا فرمودہ ایک تحفہ پیش کر رہا ہوں۔ میری طرف سے اِسے قبول فرمائیں۔

ہماری محوّلہ عبارت کے مطابق بقولِ صاحبینؒ مرد کی طرح عورت کی طرف سے بھی کفاءت ضروری ہے' یعنی عورت بھی بطورِ مثال نسب میں مرد کے برابر ہو' اُس سے کم نہ ہو' ورنہ مرد کا نکاح غیر کُفو میں ہوگا اور اعلانِ گولڑہ کے مطابق غیر کُفو میں برضائے ولی بھی نکاح نہیں ہوتا۔لہٰذا اُن اور اُن ایسے کئی ساداتِ کرام کو اب مفتی وزیر آبادی صاحب قبلہ سے رابطہ کر کے اپنے اپنے اُن بزرگوں کے نکاحوں کی صحت وعدمِ صحت کے بارے میں فتوٰی لینا ہوگا کہ جو خود تو سیّد ہیں' مگر اُن کی بیویاں ساداتِ فاطمیہ سے نہیں ہیں۔مُفتی وزیر آبادی صاحب کے اعلانِ گولڑہ شریف کے مطابق (جس کی آڈیو اور ویڈیو بطورِ ثبوت بندہ کے پاس موجود ہے) چُوں کہ غیر کُفو میں نکاح مطلقًا منعقد ہی نہیں ہوتا' تو ایسے سب ساداتِ کرام کے نکاحوں اور اُن کے گھروں میں پیدا ہونے والی اولاد کی نسبی حیثیت کیا

Marfat.com

متعیّن ہوگی؟ بیّنوا وتوجروا۔

اب نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن۔ اگر فقہِ حنفی کا دامن پکڑتے ہوئے اور کتاب وسُنّت کے محکم دلائل پر یقین رکھتے ہوئے زندہ رہتے ہیں تو جھوٹے قرار پاتے ہیں اور اگر اپنی خانہ زاد شریعت پر عمل پیرا ہوتے ہیں' تو خود اُن کی اولادیں اُن کا گریبان پکڑ کر پوچھیں گی کہ تم نے ہمیں ناجائز اولاد اور ہماری ماؤں کے ساتھ گزری ہوئی زندگی کو صُحبتِ زنا قرار دے کر ہم پر یہ ظلم کیوں کیا؟ ؎

جل گیا میرا نشیمن تو کوئی بات نہیں
دیکھنا یہ ہے کہ اب آگ کدھر لگتی ہے

امام محمدؒ کے استثنائی قول کا فیصلہ کُن جواب

مولوی مشتاق صاحب قبلہ نے امام محمدؒ کے استثنائی قول اِلّا ان یکون نسبًا مشھورًا کأھلِ بیتِ الخلافۃ نقل فرما کر بزعمِ خویش اپنے موقف کے اثبات پر تو ایک حُجّتِ قاطعہ پیش کر دی' لیکن شاید اُنہیں یہ وہم وگمان بھی نہ تھا کہ اُن کی اِس دلیل کے جواب میں دلائل کے انبار لگا دیئے جائیں گے۔ لٰہذا اِس قول کے متعدّد جوابات دیئے جا چکے ہیں۔ اب آخر میں ایک فیصلہ کُن جواب پیش کیا جا رہا ہے۔ اُمید ہے کہ بہ نظرِ انصاف مطالعہ کرنے سے قارئین پر حق روزِ روشن کی طرح واضح ہو جائے گا۔

ہمارے عُلماء وفُقہاء کے نزدیک یہ ایک مسلّمہ قاعدہ ہے کہ جب کسی راوی کا عمل اپنی ہی روایت کردہ حدیث کے خلاف یقینی طور پر ثابت ہو جائے' تو وہ روایت

قابلِ احتجاج واستدلال نہیں رہتی' کیوں کہ یا تو وہ روایت منسوخ ہوگی یا موضوع ہوگی یا پھر روایت کرنے کے بعد راوی پر یہ بات مُنکشف ہوئی ہوگی کہ اِس روایت کی معارض کوئی دُوسری روایت راجحہ موجود ہے۔ لہٰذا اِن وُجوہ کی بنیاد پر راوی نے اپنی روایت کے خلاف عمل کیا۔ کُتبِ اُصول میں اِس کی متعدد مثالیں بھی دیکھی جاسکتی ہیں۔

اب اِس قاعدہ کے مطابق اگر امام محمدؒ کے قول کا یہ مطلب ہے کہ خاندانِ خلافت کی کسی خاتون کا کوئی دُوسرا عام شخص' حتّٰی کہ کوئی قریشی بھی کُفو نہیں ہے' تو خود امام محمدؒ کا محوّلہ مندرجہ ذیل نکاح کس کھاتے میں جائے گا؟ ملاحظہ فرمایئے۔

غیر قرشی ہوتے ہوئے خود امام محمدؒ کا سیّدہ فاطمیّہ سے نکاح

قارئین! امام محمدؒ کا نام محمد' کُنیت ابوعبداللہ' والد کا نام حسن' دادا کا فرقد اور شیبانی نسبت ہے یعنی قبیلۂ بنی شیبان سے تعلّق رکھتے تھے۔ آپ کا اصل مسکن جزیرۂ شام ہے۔ آپ کی ولادت واسط شہر میں 132ھ میں ہوئی۔ آپ کے والدین مستقل طور پر کُوفہ منتقل ہو گئے تھے۔ یہیں آپ کی تعلیم وتربیت ہوئی[1]۔ یعنی آپ عربی تو تھے کیوں کہ آپ کا سلسلۂ نسب شیبان بن ذُہل کے ذریعے عدنان تک پہنچتا ہے[2] اور جمیع العرب یرجعون اِلی ولد ثلاثۃ رجالٍ: وھم عدنان و قحطان وقُضاعۃ[3]۔

ترجمہ: تمام عرب تین شخصوں کی اولاد تک پہنچتے ہیں اور وہ عدنان' قحطان اور قضاعہ ہیں۔

لیکن آپ کا فاطمی سیّد ہونا تو کُجا' آپ قریشی بھی نہ تھے' کیوں کہ علم انساب وفقہ کے مطابق

---

1 التعلیق الممجّد علی موطّامحمّد 'للامام الھمام ابی الحسنات محمّد عبدالحی اللکنوی' ص29' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی 2 الانساب للامام ابی سعد عبدالکریم بن محمّد بن منصور التمیمی السّمعانی 'ج 3' ص 472' مطبوعہ دارالجنان بیروت لبنان 3 جمھرۃ انساب العرب لابن حزم الاندلسی المتوفّٰی 456ھ' ص7' مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان

Marfat.com

صرف وہی قریش ہیں جو نضر بن کنانہ کی اولاد سے ہوں' جیسا کہ شرح الوقایہ میں ہے:

اعلم انّ کلّ من ھو من اولاد نضر بن کنانۃ قریش وامّا اولاد من ھو فوق النّضر فلا[1]۔

ترجمہ: جان لے کہ جو نضر بن کنانہ کی اولاد سے ہیں وہی قریش ہیں اور جو نضر سے اُوپر والوں کی اولاد ہوں وہ قریش نہیں۔

جب کہ امام محمدؒ کا سلسلۂ نسب نضر سے بہت اُوپر جا کر عدنان سے ملتا ہے۔

اِسی طرح علّامہ شامیؒ تحقیق فرماتے ہیں: القرشیّان من جمعھما أب ھو النضر بن کنانۃ فمن دونہٗ ومن لم ینتسب اِلّا لِابٍ فوقہٗ فھو عربیّ غیر قرشیّ[2]۔

ترجمہ: اُن دو شخصوں کو قرشی کہا جائے گا' جن کا باپ نضر بن کنانہ ہو' پس جو اُس کے علاوہ ہو اور نضر سے اُوپر جا کر ملے وہ عربی تو ہوگا' لیکن قرشی نہ ہوگا۔

اگرچہ بعض عُلماء نے اپنی کُتب میں امام محمدؒ بن حسن شیبانی کو عجمیُ النّسب بھی لکھّا ہے' لیکن ہماری تحقیق کے مطابق آپ عربی غیر قرشی ہیں۔ تو قابلِ غور اَمر یہ ہے کہ آپ نے غیر قرشی ہوتے ہوئے امام شافعیؒ کی والدہ ماجدہ سے اُن کے بیوہ ہونے کے بعد نکاح کیا' جس کا ثبوت ہم ذیل میں پیش کر رہے ہیں۔ پہلے امام شافعیؒ اور اُن کی والدہ کا نسب ملاحظہ کریں۔

امامِ شافعیؒ کا نسب

محمّد بن ادریس بن العبّاس بن عثمان بن شافع بن السّائب بن عبید بن عبدیزید بن ھاشم بن المطّلب بن عبد مناف القرشیّ المطّلبیّ ابو عبداللّٰہ

---

[1] شرح الوقایۃ' المجلّد الثّانی' کتاب النّکاح' ص28

[2] حاشیۃ ردّ المحتار علی الدّرّ المختار للعلّامۃ ابنِ عابدین الشّامیؒ' ج2' 46' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

Marfat.com

الشافعیؒ المکیّ نزیل مصر[1]۔

امام شافعیؒ کا قریشی ہونا اظھر من الشمس ہوگیا' ممکن ہے کسی کے ذہن میں یہ خیال پیدا ہو کہ امامِ شافعیؒ[2] کے قریشی ہونے سے یہ لازم تو نہیں آتا کہ اُن کی والدہ ماجدہ بھی قرشیہ ہوں۔ وہ کسی دوسرے عجمی قبیلے سے بھی تو ہوسکتی ہیں' لہٰذا اب امام شافعیؒ کی والدہ ماجدہ کا تذکرہ اور نسب بھی ملاحظہ کر لیجئے۔

امام شافعیؒ کی والدہ ماجدہ کا مبارک نسب

قال الحاکم فی المناقب سمعت ابا نصر احمد بن الحسین سمعت ابابکر محمد بن اسحاق بن خزیمة یقول کان یونس بن عبدالاعلی یقول اُمّ الشافعیؒ فاطمة بنت عبداللّٰه بن الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب[3]۔

ترجمہ: امام حاکم نے مناقب میں کہا میں نے ابو نصر احمد بن حسین سے سنا اُنہوں نے کہا کہ میں نے ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ سے سنا' وہ کہتے تھے یونس بن عبدالاعلیٰ کہتے تھے کہ امام شافعیؒ کی والدہ کا نام فاطمہ بنت عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی

---

[1] تہذیب التہذیب' للعلامة الامام ابنِ حجر عسقلانیؒ 'ص 24' ج 9' مطبوعہ عبدالتواب اکیڈمی ملتان

[2] آپ اپنے پردادا عثمان کے والد شافع کے نام کی نسبت سے شافعی کہلاتے تھے' نیز سیدہ نفیسہؒ جو امام حسن مجتبیٰؓ کی پڑپوتی ہیں' وہ امام شافعیؒ کی والدہ (یعنی زوجۂ امام محمدؒ) کی کزن (چچازاد بہن) لگتی ہیں اور امام شافعیؒ کی کزن خالہ لگتی ہیں۔ آپ کا شجرہ یہ ہے سیّدہ نفیسہؒ بنتِ سیّد حسن الانور بن السید زید الابلج بن الحسن السبط بن علی بن ابی طالب (نور الابصار فی مناقب آل بیت المختار للشیخ مومن الشبلنجی مصری' ص 443' طبع اوّل 2005ء' مطبوعہ دار المعرفة بیروت' لبنان) شاید اسی وجہ سے امام شافعیؒ نے اپنی وفات سے کچھ قبل سیّدہ نفیسہؒ کی خدمت میں نمازِ جنازہ میں شرکت کے لیے عرض کی تھی۔ چنانچہ جب آپ وفات پا گئے تو حضرت سیّدہ نفیسہؒ آپ کی نمازِ جنازہ میں شرکت کے لیے تشریف لے گئیں اور یوں۔

زقدر و شوکتِ سلطاں نہ گشت چیزے کم   کُلاہ گوشۂ دہقاں بہ آفتاب رسید

والا معاملہ ہوگیا۔

[3] تہذیب التہذیب' للامام ابنِ حجر عسقلانیؒ 'ص 26' ج 9' مطبوعہ عبدالتواب اکیڈمی ملتان

Marfat.com

بن ابی طالب تھا۔

قارئینِ کرام! یہاں یہ ثابت ہوگیا کہ امام شافعیؒ کی والدہ ماجدہ سیّدہ، حسنیہ، فاطمیہ اور حضرت عبداللہ المحض کی دخترِ پاک نہاد تھیں[1]، جو کہ حضرت امام حسن مثنیٰؓ بن امام حسن مجتبیٰؓ اور سیّدہ فاطمہ صُغریٰؓ بنتِ سیّد الشّہداء امام حسینؓ کے فرزند ارجمند تھے۔ گویا اب اِسی نجیب الطرفین اور قطعیُ النّسب سیّدہ کے دو نکاح بطورِ حجّت ثابت ہو گئے۔

1: امام شافعیؒ کی والدہ سیّدہ فاطمیہ کا قریشی غیر ہاشمی سے پہلا نکاح

امام شافعیؒ کے اجداد میں ہاشم نام آنے کی وجہ سے بعض لوگ یہ نہ سمجھیں کہ شاید آپ نسبًا ہاشمی تھے، چوں کہ نسب باپ کی طرف سے چلتا ہے، اِس لیے واضح کیا جاتا ہے کہ حضور علیہ السّلام کے پردادا حضرت ہاشم کے ایک بھائی کا نام مطّلب تھا، اُس کے بیٹے کا نام بھی ہاشم ہے، گویا حضور علیہ السّلام کے پردادا ہاشم، رشتے میں امام شافعیؒ کے پردادا ہاشم کے سگے چچا ہوتے ہیں۔ لہٰذا حضور علیہ السّلام کے پردادا ہاشم کی شخصیت و ذاتی کمالات کے سبب لفظِ ہاشمی ایک خاندان کی علامت کے طور پر رواج پا گیا، جب کہ امام شافعیؒ کے پردادا ہاشم، ہاشمیّت کی مروّجہ علامتِ نسب سے خارج ہونے کی وجہ سے صرف قریشی کہلائیں گے۔

---

[1] امام شافعیؒ کی والدہ ماجدہ کا مختصر تعارف: آپ امام حسن مجتبیٰؓ کے حقیقی پوتے حضرت عبداللہ المحضؓ کی حقیقی صاحبزادی، حضرت نفس ذکیہ کی سگی بہن ہیں۔ مصری طباطبائی سادات، مراکش کے شاہ حسن، حضرت علی ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش لاہوریؒ اور حضرت غوث پاک شیخ عبدالقادر جیلانیؒ الحسنی والحسینی اِنہی عبداللہ المحضؓ کی اولاد سے ہیں۔ امام شافعیؒ کی والدہ رشتے میں امام زین العابدینؓ کی سگی بہن (سیّدہ فاطمہ صغریٰؓ) کی سگی پوتی لگتی ہیں اور آپ کے سگے بھانجے عبداللہ المحضؓ کی سگی بیٹی ہیں، نیز حضرت امام محمدؒ کی یہ زوجہ جو امام شافعیؒ کی والدہ ہیں، حسنیُ النسب سیّدہ ہونے کے ساتھ ساتھ ساحلِ سمندر کلفٹن کراچی میں مدفون حضرت عبداللہ شاہ غازیؒ (المتولّد 98ھ مدینہ شریف، المتوفّٰی 151ھ کراچی) کی سگی پھوپھی لگتی ہیں۔ گویا عبداللہ شاہ غازیؒ کی یہ پھوپھی حضرت امام شافعیؒ کی والدہ تھیں، جو اپنے خاوند جنابِ ادریس قریشی کی وفات کے بعد سردارِ مذہبِ احناف حضرت امام محمد بن حسن شیبانیؒ کے نکاح میں آئیں۔ ۱۲ منہ

Marfat.com

چنانچہ علّامہ شبلنجی مصریؒ حضرت امام شافعیؒ کے تذکرے میں لکھتے ہیں: **تنبیه: لا یخفی انّ هاشمًا الّذی فی نسب الامام غیر هاشمٍ الّذی فی نسبهٖ ﷺ لانّ الثّانی عمّ الاوّل وانّ الشّافعیّ مطّلبیّ من جهةِ ابیهٖ وهاشمیّ من جهة اُمّهات اجدادهٖ وازید من جهةِ اُمّهٖ۔**[1]

ترجمہ: (یہ بات) پوشیدہ نہ رہے کہ حضرت امام شافعیؒ کے نسب میں جو ہاشم آتا ہے' وہ اُس ہاشم کا غیر ہے' جو رسول اللہ ﷺ کے نسب میں آتے ہیں' کیوں کہ دوسرے ہاشم (یعنی حضور علیہ السّلام کے پردادا) پہلے ہاشم (یعنی امام شافعیؒ کے پردادا) کے سگے چچا ہیں اور امام شافعیؒ اپنے والدِ ماجد کی طرف سے (غیر ہاشمی قریشی) مطّلبی ہیں اور اپنے آباؤ اجداد کی ماؤں کی طرف سے ہاشمی ہیں اور اپنی (سیّدہ فاطمیّہ حسنیّہ) ماں کی طرف سے شرفِ مزید دیئے گئے۔

یوں صاحبِ وفیات الاعیان کی مندرجہ ذیل عبارت امام شافعیؒ کے والدِ ماجد جناب ادریس کے قریشی غیر ہاشمی ہونے پر مُہرِ تصدیق کا کام کرگئی' لکھتے ہیں: **یجتمع مع رسول اللّٰه ﷺ فی عبد مناف المذکور۔**[2]

علاوہ ازیں صاحبِ وفیات الاعیان نے حضرت امام شافعیؒ کے نسبی تعارف میں بھی ہاشمی کا لفظ نہیں لکھا۔ لکھتے ہیں: **الامام ابو عبداللّٰه محمّد بن ادریس بن العبّاس بن عثمان بن شافع بن السّائب ابن عبید بن عبد یزید بن هاشم بن المطّلب بن عبدِ مناف القرشیّ المطّلبیّ الشّافعیّ۔**[3]

---

[1] نور الابصار فی مناقب آل بیت المختار' للشیخ مؤمن الشبلنجی مصری' ص 500' طبع اوّل 2005ء مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت لبنان [2] وفیات الاعیان للعلامہ ابن خلکان' ج 4' ص 163' سنِ طباعت 1968ء مطبوعہ دارِ صادر بیروت [3] وفیات الاعیان للعلامہ ابن خلکان' ج 4' ص 163' سنِ طباعت 1968ء مطبوعہ دارِ صادر بیروت

Marfat.com

2: امام شافعیؒ کی والدہ سیّدہ فاطمیّہ کا (غیر قرشی سے) دوسرا نکاح

آپ کی والدہ ماجدہ کا دوسرا نکاح حضرت امام محمدؒ بن حسن شیبانی (غیر قرشیُ النّسب) سے ہوا۔ چنانچہ صاحبِ دُرِّ مختار لکھتے ہیں: وقد ظھر علمہٗ بتصانیفہٖ کالجامعین والمبسوط والزّیادات والنّوادر حتّٰی قیل انّہ صنّف فی العلوم الدّینیّۃ تسعمائۃ وتسعۃ وتسعین کتابا ومن تلامذتہٖ الشّافعیّ وتزوّج بامّ الشّافعیّ وفوّض الیہ کتبہٗ ومالہٗ فبسببہٖ صار الشّافعیّ فقیھًا[1]۔

ترجمہ: امام محمدؒ کا علم اُن کی تصانیف سے ظاہر ہوا' جیسا کہ جامعین (جامعِ صغیر و کبیر) مبسوط' زیادات اور نوادر۔ یہاں تک کہا گیا کہ اُنہوں نے علومِ دینیّہ میں نو سو ننانوے (999) کتابیں لکھیں۔ اُن کے شاگردوں میں سے امام شافعیؒ جیسی شخصیت ہیں' آپ نے امامِ شافعیؒ کی والدہ سے نکاح کیا اور اپنی کتابیں اور مال امامِ شافعیؒ کو سونپ دیا' پس اِسی سبب سے امامِ شافعیؒ اتنے بڑے فقیہ بن گئے۔

خلاصۂ کلام یہ نکلا کہ حضرت امام شافعیؒ کی والدہ ماجدہ کے دونوں نکاح غیر سیّد مردوں سے ہوئے۔

قارئینِ کرام: اگر مولوی مشتاق صاحب کا پیش کردہ استثنائی قول' امام محمدؒ کا مذہب ہوتا تو وہ خود اِس کے خلاف عمل کیوں کرتے اور غیر قریشی ہوتے ہوئے اہلِ بیتِ خلافت سے بھی اخص' اہلِ بیتِ نبوّت کی ایک قطعی سیّدہ فاطمیّہ خاتون سے خود نکاح کیوں فرماتے؟ اب ہم مولوی مشتاق احمد صاحب سے پُوچھتے ہیں کہ اُنہیں امام محمدؒ کا قول پیش کر کے

---

[1] الدّرّ المختار للعلامۃ الشیخ علاؤ الدّین الحصکفیؒ' ج 1' ص 7,8' مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

Marfat.com

کیا حاصل ہوا؟ اگر آج اِس مقام پر خود اُن کے مقابلے میں کوئی اور ہوتا تو کیا وہ اُسے بندہ کا یہ شعر بطورِ تہنیتِ تحقیق پیش نہ فرماتے؟ ؎

پکا کر فقہ کی کھچڑی بتاؤ کیا مزا آیا
بجز رنج و پشیمانی تمہارے ہاتھ کیا آیا

قارئینِ کرام! اِسے حُسنِ اتّفاق کہیے یا نصرتِ خداوندی کہ ہمارے مخالفین اپنے خود ساختہ موقف کی عمارت جس کتاب کی دو عبارتوں پر اُستوار کرتے رہے، ہم نے اِمام محمدؒ کے نکاحِ مذکور کا ثبوت اُسی کتاب سے اُن کے سامنے لاکر رکھ دیا۔ یعنی دُرِّمختار، جس کی عبارت: ویُفتٰی فی غیر الکفو بعدم جوازہٖ اصلاً مخالفین کی مایۂ ناز عبارتِ مستدلّہ ہے، جسے اپنے خود ساختہ موقف کے اثبات میں پیش کرتے ہوئے یہ خیال بھی نہیں رکھا گیا کہ جوازہٖ میں ہٖ ضمیرِ مجرور کا مرجع مطلق نکاح ہے یا وہ مخصوص نکاح کہ جو غیرِ کفو میں رضائے اولیاء کے بغیر ہو اور نہ یہ خیال رکھنے کی زحمت گوارا کی گئی کہ لفظِ جواز یہاں بمعنیٰ صحّت ہے، بمعنیٰ نُفوذ ہے یا بمعنیٰ لزوم ہے اور نہ اِس طرف توجّہ فرمانے کی تکلیف کی گئی کہ لفظِ اصلاً کتنے معانی میں استعمال ہوتا ہے اور یہاں کون سا معنیٰ مراد ہے؟

اِسی طرح دُرِّمختار سے پیش کردہ دوسری عبارت: العجمیّ لا یکون کفؤا للعربیّۃ ولو کان العجمیّ عالمًا أوسلطانًا وھو الاصحّ سے اِستدلال کرکے آسمان سر پر اُٹھا لیا گیا کہ دیکھیں جی! کسی عربیّۃ کا کوئی عجمی کُفو ہو ہی نہیں سکتا، چاہے وہ عجمی عالم ہو، سلطان ہو یا کوئی بھی ہو اور پھر اپنے زعم میں صرف سیّدہ فاطمیّہ کو عربیّہ اور دیگر تمام قبائل عرب کو حتّٰی کہ

قبیلۂ قریش کو بلکہ قبیلۂ بنو ہاشم کو بھی عجمیوں کی قطار میں کھڑا کر دیا۔ ؎

جُنوں کا نام خِرد رکھ دیا' خِرد کا جُنوں
جو چاہے آپ کا حُسنِ کرشمہ ساز کرے

اِن حضرات نے اِتنا غور کرنا بھی مناسب نہ سمجھا کہ مرقوم وھو الاصح کے الفاظ صاحبِ دُرِّمختار کا مذہب ہیں یا صاحبِ تنویر الابصار کا' پھر یہ کہ دُرِّمختار والے نے اِنہیں قبول کیا ہے یا اِن کو رد کیا ہے' بلکہ اگر مخالفین کھلی آنکھوں سے دُرِّمختار کی محوّلہ بالا عبارت کو مع سیاق و سباق مطالعہ فرمائیں تو اُنہیں معلوم ہوگا کہ صاحبِ دُرِّمختار نے متن (یعنی تنویر الابصار) کی اِس عبارت کے رد میں دلائل بھی نقل فرمائے ہیں۔

گویا ہمارے مخالفین یہاں بُری طرح اِفراط و تفریط کا شکار ہو کر رہ گئے۔ ایک طرف تو افراط کا یہ عالم ہے کہ لفظِ العجمیّ کا دائرہ اِتنا بڑھا دیا کہ مستند عرب قبائل' قریش حتّٰی کہ بنو ہاشم کو بھی عجمی قرار دے کر اُنہیں سیّداتِ فاطمیّات کا کُفو ماننے سے اِنکار کر دیا' حالانکہ کُتبِ مذہب میں عجمی کی تعریف یوں مرقوم ہے: (واما فی العجم) المراد بھم مالم ینتسب اِلٰی احدٰی قبائل العرب ویسمّون الموالی والعتقاء[1]۔

ترجمہ: (اور لیکن عجم میں) عجم سے مراد وہ لوگ ہیں' جو قبائل عرب میں سے کسی قبیلہ کی طرف منسوب نہ ہوں۔ اُنہیں موالی اور عتقاء کہا جاتا ہے۔

اور دُوسری طرف تفریط کا یہ حال ہے کہ لفظِ العربیّة کا دامن اِس قدر مختصر کر دیا کہ سوائے سیّدہ فاطمیّہ کے کسی اور کو عربیّہ قرار ہی نہیں دیا اور یہی وہ افراط و تفریط ہے جس سے

[1] الدّرّ المختار و حاشیة ردّالمحتار' باب الکفاءة

Marfat.com

بچانے کے لیے شریعتِ محمدی بھیجی گئی تھی۔ تبھی تو شریعتِ محمدی کو صراطِ مستقیم اور الطّریق المتوسّط بین الافراط والتّفریط کہا جاتا ہے[1]۔

بہرحال سردارِ مذہب احناف، غیر قرشیُ النّسب امام محمد بن حسن الشیبانیؒ کے امام شافعیؒ کی قطعیُ النّسب سیّدہ فاطمیہ والدہ ماجدہ کے ساتھ عملِ نکاح نے اِن ہر دو اور اِن جیسی دیگر عبارات سے بہ سلسلۂ کفاءۃ فی النّکاح استدلال کی حیثیت کو نہ رہے بانس نہ بجے بانسری کے مصداق ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کالعدم کر دیا، کیوں کہ یہی امام محمدؒ ہی تو ہیں جنھوں نے فقہِ حنفی کی ترتیب و تدوین میں وہ لازوال کارنامہ سرانجام دیا کہ دُنیائے فقاہت کے ایک بے تاج شہنشاہ، مصنّفِ دُرِّمختار اعترافِ حقیقت کرتے ہوئے یُوں رقم طراز ہیں۔

مصنّفِ دُرِّمختار کے نزدیک اکابر فُقہائے اُمّت کے مراتب فقاہت

صاحبِ دُرِّمختار اکابر فقہائے اُمّت کے مراتبِ فقہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

الفقہ زرعہٗ عبد اللّٰہ بن مسعودؓ و سقاہٗ علقمۃ وحصدہٗ ابراھیم النخعیؒ و داسہٗ حمّادؒ و طحنہٗ ابو حنیفۃؒ و عجنہٗ ابو یوسفؒ و خبزہٗ محمّدؒ فسائر النّاس یأکلون من خبزہٖ[2]۔

ترجمہ: فقہ ایک کھیتی ہے، جسے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کاشت کیا، حضرت علقمہؒ نے پانی دیا، حضرت ابراہیم نخعیؒ نے اُسے کاٹا، حضرت حمّادؒ نے اُسے گاہا، حضرت ابوحنیفہؒ نے اُسے پیسا، حضرت ابو یوسفؒ نے اُسے گوندھا اور حضرت امام محمدؒ نے اُس سے

---

[1] نور الانوار شرح المنار توضیح الخطبۃ للشیخ احمد مُلّا جیونؒ التوفیؒ ۱۱۳۰ھ

[2] الدّرّالمختار للعلّامۃ الشیخ علاؤ الدین الحصکفیؒ، ج 1، ص 7,8، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

Marfat.com

روٹیاں تیار کیں (اُمّتِ محمدیّہ میں سے خوش نصیب قائلینِ تقلید) عوام و خواص عندالضرورت اُن روٹیوں میں سے کھاتے ہیں اور تا قیامت کھاتے رہیں گے اور یہ حقیقتِ واقعیہ ہے کہ زراعت و کاشت کے تمام مراحل کا نتیجہ و خلاصہ روٹیاں پکانا اور کھانا کھلانا ہوتا ہے اور یہ منصبِ عظیم امام محمدؒ کے حصے میں آیا۔

نذرانۂ عقیدت بحضورِ امام محمدؒ

آں محمّد فِقہ را زیبا اِمام — تا قیامت مُقتدائے خاص و عام
اَفقَہُ الفُقَہاء و شیخِ دیدہ ور — آبروئے اُمّتِ خیرُ البشر
در تَفَقُّہ حَبّذا معراجِ اُو — ہم عرب مثلِ عجم محتاجِ اُو
اِجتہادش بہرِ اُمّت سازگار — مَزرَعِ اسلام را ابرِ بہار
نزدِ عاقل مُنکرِ فِقہش ذلیل — گُفتہ اش محراب و منبر را دلیل
خامہ اش قِرطاس را تاجِ وَقار — مفتیاں بر خوانِ فِقہش زَلّہ خوار
در علومِ وحیِ ربُّ العٰلَمیں — جانشینِ انبیاء و مُرسَلیں
ذہنِ اُستاداں بہ اِدراکش مُقِر — درسگاہِ بُوحنیفہؒ مُفتخِر
بے نیاز از حرصِ دُنیائے لَعِیں — اِبتداء و اِنتہایش علمِ دیں

اے نصیؔر اُو ہست آقا و اِمام
صد ہزاراں ہمچومَن اُو را غُلام

گویا امام محمدؒ کے اِس عمل سے ثابت ہو گیا کہ حنفی مذہب کا فتوٰی یہی ہے کہ تمام

Marfat.com

قریش بشمولِ ساداتِ بنو فاطمہ ایک دوسرے کے کفو ہیں۔ لہٰذا کوئی بھی قرشی النسب کسی بھی ہاشمیہ حتّٰی کہ سیّدہ فاطمیہ کا بھی کُفو بن سکتا ہے۔ اِسی طرح اگر غیر کُفو میں بھی برضائے اولیاء کسی بھی عورت کا نکاح ہو جائے' تو وہ صحیح جائز اور دُرست ہے۔

قارئینِ کرام! ہم نے فقہ کے ایک چوٹی کے امام بلکہ بقولِ حضرت فاضلِ بریلویؒ سردارِ مذہبِ احناف' عظیم تر مجتہد وفقیہ کے عمل سے اپنا موقف اظھر من الشمس فی نصف النہار کر دیا ہے' اب بھی ہمارے مخالفین اگر نہیں مانتے تو اُن کی اِس ضد اور ہٹ دھرمی کا علاج ہمارے پاس تو کیا' دنیا کے کسی بڑے سے بڑے حکیمِ حاذق کے پاس بھی نہیں ہے۔ بقولِ بندہ؎

بدشتِ شقاوت چو گشتند گُم

سواءٌ علیھم أأنذرتھم

خصائصِ نبویّہ علی صاحبھا الثّناء والتّحیۃ پر ہمارا ایمان ہے

بحمد اللہ تعالٰی ہم اہلِ سُنّت ہیں اور یہ بات ہمارے عقائد میں سے ہے کہ اللہ تعالٰی نے اپنے حبیبِ کریم ﷺ کو بہت سی خصوصی عزّتوں اور شانوں سے نوازا ہے' جن میں کوئی اُمّتی تو اُمّتی' دیگر انبیاء ومرسلین علیہم السّلام بھی آپ کے ساتھ شریک نہیں ہیں۔ اِسی طرح اللہ تعالٰی نے آپ کو کچھ خصوصی وامتیازی اختیارات بھی عطا فرمائے ہیں جن پر کسی اور کو قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ آپ نے اپنے اِن خداداد خصوصی اختیارات کو استعمال بھی فرمایا ہے اور کُتبِ حدیث وسیرت ایسے واقعات سے بھری پڑی ہیں'

Marfat.com

جن میں آپ نے اپنے اِن خصوصی اختیارات کو استعمال فرمایا۔

اِن خصوصی واقعات اور اختیارات سے ہم نہ تو اپنے لیے مسائل کا استدلال کر سکتے ہیں اور نہ اُن پر اپنے آپ کو قیاس کر سکتے ہیں' لیکن اِس کے ساتھ ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ ایسے معاملات و واقعات جن میں حضور علیہ السّلام نے یہ خصوصی اختیارات استعمال فرما کر کچھ لوگوں کو عمومی احکام سے مستثنیٰ فرمایا ہے' وہاں آپ نے خود اپنی زبان مبارک سے یہ اظہار بھی فرما دیا کہ یہ میری خصوصیّت ہے یا فرمایا کہ یہ حکم فلاں شخص کے ساتھ خاص ہے۔ کسی اور کے لیے یہ حکم اور یہ رعایت روا نہ رکھی جائے گی یا پھر بعد میں آئمہ و محدّثین نے اِس خصوصیّت و اختصاص کی وضاحت فرما دی ہے۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل احادیث و واقعات سے یہ حقیقت اظہر من الشّمس فی نصف النّهار ہو رہی ہے۔

حدیثِ اوّل : صحیحین میں حضرت براء بن عازبؓ سے مروی ہے کہ اُن کے ماموں ابو بردہ بن نیازؓ نے نمازِ عید سے پہلے قربانی کر لی تھی۔ جب معلوم ہوا کہ یہ کافی نہیں۔ تو عرض کی' یارسول اللہ! وہ تو میں کر چکا۔ اب میرے پاس شش ماہہ بکری کا بچہ ہے' مگر سال بھر والے سے اچھا ہے۔ آپ نے فرمایا: اِجعلهُ مکانهٗ ولن تجزی عن احد بعدك یعنی اُس کی جگہ اِسے ذبح کر دو اور ہرگز (اِتنی عمر کی بکری) تمہارے بعد دوسروں کی قربانی میں کافی نہ ہوگی۔

اِرشاد السّاری شرحِ صحیح بخاری میں اِس حدیث کے نیچے ہے: خصوصیة له'

Marfat.com

لاتکون لغیرہ اذ کان لہ ﷺ ان یخص من شآء بما شآء من الاحکام یعنی نبیِ مکرّم ﷺ نے ایک خصوصیت ابو بردہؓ کو بخشی، جس میں دوسرے کا حصّہ نہیں، اِس لیے کہ نبیِ اکرم ﷺ کو اختیار تھا کہ جسے چاہیں، جس حکم سے چاہیں، خاص فرما دیں۔

حدیثِ دوم : صحیحین میں عقبہ بن عامرؓ سے مروی ہے کہ حضور سیّدِ عالم ﷺ نے صحابۂ کرامؓ کو قربانی کے لیے جانور عطا فرمائے۔ اِن کے حصّے میں شش ماہہ بکری آئی۔ حضور سے حال عرض کیا، تو آپ نے فرمایا: ضحّ بھا (تم اِسی کی قربانی کر دو)۔

سُنَنِ بیہقی میں بسَندِ صحیح اِتنا اور زائد ہے: ولا رُخصة فیھا لا حد بعدك یعنی تمہارے بعد کسی اور کے لیے اِس میں رُخصت نہیں۔

حدیثِ سوم: ابن السّکن میں ابوالنعمان ازدیؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ایک عورت کو پیامِ نکاح دیا۔ سیّدِ عالم ﷺ نے فرمایا: مَہر دو۔ اُس نے عرض کی کہ میرے پاس تو کچھ نہیں۔ آپ نے فرمایا: اما تحسن سورة مّن القرآن فأصدِقھا السّورة ولا یکون لاحد بعدك مھرًا یعنی کیا تجھے قرآنِ عظیم کی کوئی سورت نہیں آتی؟ اُسی (سورت سکھانا) کو ہی اِس کا مَہر مقرّر کر اور تیرے بعد یہ (سورت سکھانا) کسی اور کے لیے مہر نہیں ہوگا۔ ورواہٗ سعید بن منصور مختصرًا۔

حدیثِ چہارم: صِحاحِ ستّہ میں ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے بارگاہِ اقدس میں عرض کی، یارسول اللہ! میں تو ہلاک ہوگیا۔ آپ نے فرمایا، کیا ہوا ہے؟ اُس نے عرض کی کہ میں نے رمضان میں اپنی عورت سے نزدیکی کر لی۔ آپ نے فرمایا: کیا تو غلام آزاد

Marfat.com

کرسکتا ہے؟ عرض کی، نہیں۔ آپ نے فرمایا: کیا تو لگا تار دو مہینے روزے رکھ سکتا ہے؟ عرض کی، نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا: کیا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے؟ عرض کی، نہیں۔ اِتنے میں کھجوریں خدمتِ اقدس میں لائی گئیں۔ حضور نے فرمایا: اِنہیں خیرات کردے۔ اُس نے عرض کی، کیا اپنے سے زیادہ کسی محتاج پر؟ لیکن تمام مدینے میں کوئی بھی گھر ہمارے برابر محتاج نہیں۔ فضحك النبی ﷺ حتّٰی بدت نواجذہ، وقال ذھب فاطعمہ، اھلك یعنی رحمت عالم ﷺ یہ سُن کر ہنسے، یہاں تک کہ دندانِ مبارک ظاہر ہوئے اور فرمایا: جا اپنے گھر والوں کو کھلا دے۔

یہی مضمون حدیثِ مسلم میں اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدّیقہؓ سے، حدیثِ مسندِ بزاز و معجمِ اوسط طبرانی میں عبداللہ بن عمرؓ سے اور دارِ قُطنی میں حضرت علی المرتضیٰؓ سے مروی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا: کلہ، انت و عیالك فقد کفر اللہ عنك یعنی تُو اور تیرے اہل وعیال یہ کھجوریں کھالیں کہ اللہ تعالیٰ نے تیری طرف سے کفّارہ ادا فرما دیا۔

ہدایہ میں ہے: کلّ انت وعیالك تجزئك ولا تجزئ احداً بعدك یعنی تو اور تیرے بچے کھالیں، تجھے کفّارے سے کفایت کرے گا اور تیرے بعد کسی اور کو کافی نہ ہوگا۔

سُننِ ابی داؤد میں امام ابنِ شہاب زُہری تابعی سے ہے: انّما کان ھذہٖ رُخصۃ لہ، خاصّۃ ولو انّ رجلًا فعل ذالك الیوم لم یکن لہ بدّ من التّکفیر یعنی خاص اسی شخص کے لیے رخصت تھی، آج کوئی ایسا کرے، تو کفّارہ نہیں ہوگا۔

امام جلال الدّین سیوطی اور دیگر عُلماء نے بھی اِسے خصائصِ مذکورہ سے شمار کیا ہے۔

حدیثِ پنجم: صحیح مسلم وسُنَنِ نسائی وابنِ ماجہ ومُسندِ امام احمد میں زینت بنتِ اُمِّ س
سے مروی ہے کہ امّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کہ ابو حذیفہؓ کی بیوی کو آپ
سالم (ابو حذیفہؓ کا آزاد کردہ غلام) کو بڑی عمر میں دودھ پلانے کا حکم دیتے ہوئے فرما
ارضعیہ حتّٰی یدخل علیكِ تم اِسے دودھ پلاؤ' یہاں تک کہ بے پردہ تمہار
پاس آسکے۔

اُمُّ المؤمنین حضرت اُمِّ سلمہؓ اور باقی ازواجِ مطہّراتؓ نے فرمایا: مانریٰ هذ
الّا رخصةً رخصها رسول ﷺ لسالمٍ خاصّةً ہمارا یہی اعتقاد ہے کہ یہ رخصت
حضور سیّدِ عالم ﷺ نے خاص سالم کے لیے فرمائی تھی۔

قارئینِ محترم! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ اِن مندرجہ بالا تمام احادیثِ شریفہ میں جس جس
معاملے اور واقعہ میں حضور علیہ السّلام نے اپنے خصوصی اختیارات استعمال کرتے ہو
احکام ارشاد فرمائے اُس کے بارے میں یا تو آپ نے خود فرمادیا کہ یہ حکم اِسی معاملے
واقعہ کے ساتھ خاص ہے' عام نہیں ہے یا پھر صحابۂ کرام اور صحابیاتؓ نے اِس کو خصوصی ومحدو
رخصت ورعایت قرار دیا۔ اگر حضور ﷺ کا حضرت عثمانؓ کے ساتھ اپنی دخترانِ پاک نہا
کا نکاح کرنا' حضرت زید بن حارثہ کا حضرت زینب بنتِ جحش کے ساتھ نکاح کر
اور حضرت اسامہ بن زیدؓ کا حضرت فاطمہ بنتِ قیس کے ساتھ نکاح کرنا محوّلہ با
خصوصی واقعات واحکام سے تعلّق رکھتا' تو حضور علیہ السّلام خود اِس کے بارے میں ارشا

[1] ماخوذ از ''الامن والعُلیٰ'' از حضرت مولانا احمد رضا خان فاضلِ بریلویؒ' ص 136 تا 142' مطبوعہ لاہور

فرماتے یا پھر بعد میں آنے والے محدثینِ کرام وائمہ مجتہدین اِس کا اظہار فرما دیتے کہ یہ رشتے حضور علیہ السّلام کی خصوصیت ہیں' اب اِس نوعیت کے رشتے کسی اور کے لیے جائز نہیں۔ مگر اُنہوں نے تو کہیں بھی ایسی بات نہیں فرمائی' بس ہمارے مفتیانِ گولڑہ ہی ہیں' جو یہ واویلا کرتے نہیں تھکتے اور حد تو یہ ہے کہ مولوی مشتاق صاحب چشتی نے (جو عام مفتیوں کی نسبت زیادہ فقہی بصیرت رکھتے ہیں) اپنے کتابچے رفع الاشتباہ میں تحریر کر دیا:

''اِن سب کے جواب میں یہی کہا جائے گا کہ اللہ کے پیارے رسولِ مقبول ﷺ نے شرعی حکمتوں اور مصلحتوں کے پیشِ نظر اپنا خصوصی اختیار استعمال فرمایا اور عورتوں کے خاندانوں کو جو عار لاحق ہونے والی تھی' اپنے حکم یا مشورہ سے اُس کا ازالہ فرما دیا[1]۔''

اِسی طرح جناب مفتی عبدالشکور صاحب وزیر آبادی رقم طراز ہیں:

''سوال نمبر 5: نبیِ کریم ﷺ کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے حضرت عثمانِ غنیؓ کے نکاح میں تھیں' تو ثابت ہوا کہ اولادِ رسول ﷺ کا نکاح غیر سے جائز ہے؟

جواب: علّامہ جلال الدّین سیوطیؒ اپنی کتاب خصائصِ کُبریٰ' جلد دوم' ص 248 میں فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السّلام کی خصوصیّت تھی کہ جس عورت کا جہاں چاہیں نکاح کر دیں۔ چنانچہ امام نووی' شارحِ مسلم نے یہ قاعدۂ مسلّمہ ذکر کیا: وللشارع ان یخص فی العموم ماشاء لمن شاء. یہ نبوّت کے خاصے ہیں' جن کو قاعدہ کُلیہ قرار نہیں دیا جا سکتا' ایسی مثالیں احادیث میں بے شمار موجود ہیں۔ (الخ)''[2]

قارئینِ کرام! آپ نے دیکھ لیا کہ یہ حضرات اِن مذکورہ نکاحوں کو خاصۂ رسول

---

[1] رفع الاشتباہ' مؤلفہ مولوی مشتاق احمد چشتی صاحب' ص 25

[2] احقاق الحق و الایضاح فی شرطیۃ الکفو للنکاح از مفتی محمد عبدالشکور ہزاروی وزیر آبادی' ص 49

Marfat.com

قرار دے کر گویا کہہ رہے ہیں کہ اُن نکاحوں میں خاوند' بیویوں کے کفو تو نہیں تھے' لیکن حضور علیہ السّلام نے اپنے خصوصی اختیارات استعمال فرماتے ہوئے اُن عورتوں اور اُن کے اولیاء کا حق ساقط کر دیا۔ جیسا کہ گزشتہ سُطور میں ہم نے رفع الاشتباہ کے حوالے سے لکھا ہے' حالانکہ اِن مُفتیوں اور شیخ الحدیثوں سے کئی سو سال پہلے کے فُقہاء وعُلمائے فقہ نے اِنہی رشتوں کو قریش کے تمام قبائل کے باہم کفو ہونے پر بطورِ مستدل ذکر کیا یا پھر اِنہیں کچھ رشتوں کے باہمی عدمِ تکافو کے باوجود اُن کے اولیاء کی رضا سے صحت ولزومِ نکاح کے استدلال کے لیے بطورِ ثبوت پیش فرمایا۔

فقہِ حنفی کی وہ معتبر کتاب جس کا حوالہ مولوی مشتاق احمد چشتی صاحب نے بڑے ناز سے دیا' میری مراد بحرالرّائق ہے' آپ اُس کا مندرجہ ذیل حوالہ پڑھیے اور پھر اِس مرکزِ کیفیاتِ جذبِ دروں ذات کو عالمِ تصوّر میں بزبانِ حال یوں فرماتے ہوئے سنیئے۔

حیرتوں کے سلسلے سوزِ نہاں تک آگئے ہم نظر تک چاہتے تھے، تم تو جاں تک آگئے
اپنی اپنی جُستجو ہے ، اپنا اپنا شوق ہے تم ہنسی تک بھی نہ پہنچے، ہم فُغاں تک آگئے
خود تمہیں چاکِ گریباں کا شعور آجائے گا تم وہاں تک آتو جاؤ' ہم یہاں تک آگئے

صاحبِ بحرالرّائق کا اِستدلال

صاحبِ بحرالرّائق فرماتے ہیں: وبھذا اِستدلّ المشائخ علی انہٗ لا یعتبر التفاضل فیما بین قریش وھو المراد بقولہٖ فقریش اکفاء حتّٰی لو تزوّجت ھاشمیۃ قرشیًّا غیرھاشمیّ لم یرد عقدھا وان تزوّجت عربیًّا غیرقرشیّ لھم ردّہٗ کتزویج العربیۃ

Marfat.com

عجمیًا ووجہ الاستدلال انّ النبیّ ﷺ زوّج بنتہ' من عثمان وھو اُمویّ لا ھاشمیّ وزوّج علیؓ بنتہ' اُمّ کلثوم من عمر وکان عدویًا لا ھاشمیًا۔ انتھٰی[1]

ترجمہ: (ماقبل میں قریش کی تعریف' اُس کے مصادیق اور خلفائے راشدین کے مختلف قبائلِ قریش سے ہونے کی تفصیل بیان کرنے کے بعد صاحبِ بحرالرّائق فرماتے ہیں) اور اِسی سے مشائخ (بزرگانِ دنیائے فقہ نہ کہ کم مطالعہ سجّادہ نشینانِ آستانہ ہائے مختلفہ) نے اِس بات پر استدلال فرمایا کہ قریش کے قبائل میں باہم تفاضل کا اعتبار نہیں کیا جاتا اور یہی مراد ہے (حضور علیہ السّلام کے فرمانِ عالیشان کی رُو سے ماتنِ کنزالدّقائق کے قول کی) کہ قریش ایک دوسرے کے کفو ہیں' حتّٰی کہ اگر کسی ہاشمیّہ نے کسی غیر ہاشمی قریشی مرد سے نکاح کر لیا تو اُس کا نکاح رد نہیں کیا جائے گا (یعنی منعقد بھی ہو جائے گا اور لازم بھی) اور اگر ہاشمیّہ نے کسی عربی غیر قریشی مرد سے نکاح کر لیا' تو اُس ہاشمیّہ کے اولیاء کے لیے اُس نکاح کو رد کرنے کا حق موجود ہو گا' جیسا کہ کوئی عربیّہ خاتون کسی عجمی مرد سے نکاح کر لے تو اُس کے اولیاء کو بھی حقِّ اعتراض حاصل ہو گا اور اِس مسئلہ کی وجہِ استدلال یہ ہے کہ بے شک نبیِّ کریم ﷺ نے اپنی دُختر حضرت عثمانؓ کے نکاح میں دے دی' حالانکہ عثمانؓ اموی تھے ہاشمی نہیں تھے اور حضرت علیؓ نے اپنی بیٹی اُمِّ کلثومؓ کا نکاح حضرت عمرؓ کے ساتھ کر دیا' حالانکہ وہ عدوی تھے ہاشمی نہیں تھے۔

قارئینِ کرام! اِس محوّلہ بالا اقتباس سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں۔

1: فقہ کے بڑے بڑے عُلماء کے لیے بھی لفظِ مشائخ استعمال ہوتا ہے اور ہوتا آیا ہے' صرف یہ نہیں کہ مختلف درباروں کے سجّادہ نشینوں کی رسمی سجّادگی کے لیے ہی یہ لفظ

---

[1] البحر الرّائق شرح کنز الدّقائق للامام الشیخ زین الدّین الشّھیر بابنِ نجیمؒ' الجزء الثّالث' ص 130

Marfat.com

استعمال کیا جائے اور یوں موروثی طور پر اُنہی کو اِس لقب کا اہل قرار دیا جائے' چاہے اُن میں سے اکثر کو یہ علم بھی نہ ہو کہ لفظِ مشائخ صیغہ کون سا ہے' اِس کے لُغوی اور اصطلاحی معانی کون سے ہیں؟ اگر یہاں یہ کہا جائے کہ ہمارے عُرف میں یہ لفظ اولیائے کرام کے لیے ہی مخصوص ہو چُکا ہے' تو پھر ایسے سجّادہ نشینوں سے یہ بھی پُوچھا جا سکتا ہے کہ لفظِ عُرف کا کیا معنٰی ہے اور عُرف کی کتنی اقسام ہیں اور ہر قسم کا حکم کیا ہے؟

مزید برآں یہ بھی پُوچھا جا سکتا ہے کہ ہر ولی کی اولاد کا ولی ہونا کس قاعدے اور شریعت کی کون سی نص سے ثابت ہے اور عُلمائے فقہ کے متعلّق تصوّف و شریعت کی کس کتاب میں لکھا ہے کہ وہ ولی نہیں ہیں؟ حالانکہ دیگر کُتب کے حوالہ جات کے علاوہ دُنیائے علم کی متعارف و مشہور کتاب المقاصد الحسنة[1] کے حوالے سے ایک بہت ہی قدآور علمی شخصیّت کا حوالہ موجود ہے کہ عُلماء وفُقہائے اُمّت ہی اولیائے کرام ہیں۔ حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔

روینا فی مناقب الشّافعیّ للبیهقیّ، من طریق الرّبیع بن سلیمان، قال سمعت الشّافعیّ یقول: ان لّم تکن الفقهاء اولیاء اللّٰه فی الاٰخرة فمالِلّٰه ولیّ...... والشّافعیّ یقول: ما احد اورع لخالقه من الفقهاءؕ۔

ترجمہ: ہم نے روایت کیا مناقب الشّافعیّ للبیهقیّ میں ربیع بن سلیمان کے طریق سے' اُس نے کہا میں نے شافعی کو فرماتے سُنا: اگر فقہاء (علمائے فقہ) آخرت میں اللہ کے ولی نہیں ہیں تو پھر کوئی بھی اللہ کا ولی نہیں ہے...... اور امام شافعی فرماتے ہیں:

---

[1] المقاصد الحسنة فی بیان کثیر من الاحادیث المشتهرة علی الالسنة' تالیف العلاّمة شیخ محمّد عبد الرّحمٰن السّخاوی المتوفّٰی 902ھ' ص 161' مطبوعہ بیروت

Marfat.com

فُقہاء سے بڑھ کر اپنے خالق سے ڈرنے والا کوئی ہے ہی نہیں۔

اِسی لیے حضرت پیر مہر علی شاہؒ اپنے قلم سے اپنا نام لکھنے سے پہلے لکھتے تھے خادم العلماء والفقرآء آپ کا لفظِ علماء پہلے لکھنا اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دراصل عُلماء ہی فُقراء ہوتے ہیں۔ (اگر اِن الفاظ پر کوئی مفتی و ملا اپنی نحوی قابلیت ظاہر کرنے کے لیے واوِ عطف کے متعلّق بحث چھیڑے گا' تو الحمدللّٰہ ہمیں عطف کی اقسام اور معطوف و معطوف علیہ کے درمیان نسبت کا کچھ نہ کچھ ادراک ہے)

2: صاحب بحرالرّائق نے تمام مشائخ کا استدلال یہی بتایا کہ قریش کے قبائل کا آپس میں کوئی تفاضل نہیں ہے' بلکہ قبائل قریش باہم کفو ہیں' چاہے وہ اموی ہوں' عدوی ہوں' تیمی ہوں یا ہاشمی۔

3: محوّلہ بالا اقتباس میں لفظِ تزوّجت استعمال کیا گیا' جس کا مفاد یہ ہے کہ نکاح کرنے کی نسبت براہِ راست عورت کی طرف کی گئی۔ ظاہر ہے عورت بالغہ ہی ہوگی اور لفظِ لم یرد اور لھم ردّہ سے ظاہر ہوگیا کہ اگر عورت نے کفو میں نکاح بغیر رضائے اولیاء کے کرلیا' تو اُسے رد نہیں کیا جائے گا' وہ لازم ہو جائے گا' لیکن اگر عورت نے غیر کفو میں اولیاء کی رضا کے بغیر نکاح کیا تو اُس کے اولیاء کو اُسے رد کرنے کا حق حاصل ہوگا' یعنی وہ اُسے فسخ کرانے کا حق رکھتے ہیں۔

4: لیجئے ہم تو کُتبِ فقہ سے ایسا صریح جزئیّہ لے آئے کہ لو تزوّجت ھاشمیّة قرشیّا غیر ھاشمیّ لم یرد عقدھا۔ اب اگر ہمارے مخالفین میں دم خم ہے تو اپنے

Marfat.com

موقف پر فقہِ حنفی کی کُتبِ معتبرہ سے ایک ایسا صریح جزئیہ دکھا دیں کہ لوتزوّجت سیّدۃ مسلمًا قرشیًا ھاشمیًا أو غیرھاشمیّ فعقدھا حرام و مردود و صحبتھما زنا واولادھما اولادالزّنا۔ یہ بھی ہم نے رعایت کردی ورنہ اگر اِن کے خودساختہ وخانہ زاد نظریہ ومذہب کے مطابق سوال کیا جائے' تو عبارتِ سوال یوں ہونی چاہیے:لو زوّج سیّد ابنتہ' من مسلم قرشیّ ھاشمیّ أوغیرھاشمیّ فنکاحھا حرام واولادھما اولاد الزّنا لانّ فیہ اھانۃ اولادِالنّبیّ ﷺ، ...... ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔

5: اگر حضور علیہ السّلام کا اپنی دُخترِ نیک اختر کا نکاح حضرت عثمانؓ سے کر دینا' یہ خصائصِ مُصطفٰی کے باب میں آتا' تو اِتنے بڑے فقیہ و عالم اِس نکاح سے قریش کے باہم کفو ہونے اور حضرت عثمانؓ کے بنتِ رسول کے کفو ہونے پر استدلال کیوں کرتے اور کیوں ایسا لکھتے کہ ووجہ الاستدلال انّ النّبیّ ﷺ زوّج بنتہ' من عثمان وھواموی لاھاشمیّ...... فتدبرّ وتفھم ولا تکن مّن الغفلین۔

حُسنِ اتّفاق

صاحبِ رفع الاشتباہ مولوی مشتاق صاحب نے اپنی اِس مایہ ناز تالیف میں تمام فقہی حقائق' دلائل اور ائمہ مذہب کے حتمی فیصلوں کونظر انداز کرتے ہوئے جس بے دردی سے تحقیق و انصاف کا خون کیا' اگر اُس پر ماتم کرنے کو جائز قرار دیا جائے تو ناجائز نہ ہوگا۔ یوں تو اِس رسالے کے دیگر بہت سے مندرجات بھی محلِّ نظر ہیں۔ لیکن ہم صرف اُن کے خاصہ نبُوّت دربارۂ نکاح والی بات کی توضیح وتنقید کررہے ہیں

Marfat.com

چوں کہ ماقبل میں بحر الرّائق کے حوالے سے بحث چل رہی تھی' اور اِس دوران بحر الرّائق کے اُسی صفحہ پر ایک اور حوالہ سامنے آ گیا' لہٰذا ہم اُس کی روشنی میں بھی مولٰنا موصوف کی علمی وتحقیقی روشنی کو زیرِ بحث لانے کی کوشش کرتے ہیں۔ وباللّٰه التّوفيق

مولوی مشتاق احمد صاحب نے اپنے کتابچہ رفع الاشتباہ عن قول سیّدنا مہر علی شاہؒ کے ص 16 پر امام محمد کا یہ قول نقل کیا تھا کہ ''تمام قریش ایک دوسرے کے کفو ہیں' مگر وہ لوگ جن کا نسب مشہور ہو جیسا کہ اہلِ بیتِ خلافت'' عربی عبارت یہ تھی: وعن محمّدٍ الاّ ان يكون نسبًا مشهورًا كأهل بيت الخلافة۔ ہم اِس کا مکمل تحقیقی جواب ماقبل میں دے آئے ہیں' یہاں مولوی مشتاق صاحب کے نزدیک معتبر کتاب بحر الرّائق (جس کا حوالہ اُنھوں نے اپنے مذکورہ کتابچے کے ص 22 پر دیا ہے) کے حوالے سے بھی امام محمد کے اِس قول کی وضاحت کیے دیتے ہیں تاکہ اُن کی تسلی ہو جائے۔

امامِ محمد کا استثنائی قول' صاحبِ بحر الرّائق کی نظر میں

صاحبِ بحر الرّائق' دُخترِ نبی اور دُخترِ علیؓ کے نکاحوں سے استدلال کرنے اور قریش کے باہم کفو ہونے کا اثبات کرنے کے بعد رقم طراز ہیں: فاندفع بذٰلك قول محمّدٍ من انه تعتبر الزّيادة با لخلافة حتّٰى لا يكافئ اهل بيت الخلافة غيرهم من القرشيين هذا ان قصد به عدم المكافأة لا ان قصد به تسكين الفتنة[1]۔

ترجمہ: اِس (محررہ بالا) بحث سے امامِ محمدؒ کا یہ قول مرجوح ہو گیا کہ وہ قریش کے باہم کفو ہونے پر یہ بات زیادہ کرتے ہیں کہ اہلِ بیتِ خلافت باقی قریشیوں کے کفو نہیں

[1] البحر الرائق شرح كنز الدقائق' الجزء الثالث' ص 130' مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

Marfat.com

ہیں۔ یہ (رد اِس صورت میں) ہوگا کہ اگر اُنھوں نے اِس زیادتی سے (اہلِ بیتِ خلافت کو باقی قریش سے فاضل قرار دینے میں) اِس بات کا قصد کیا ہو کہ باقی قریش اہلِ بیتِ خلافت کے کفو نہیں ہیں' اگر اُنھوں نے یہ زیادتی فقط تسکینِ فتنہ کے ارادے سے کی ہو تو پھر اِس قول کو گویا رد نہیں کیا جائے گا۔

قارئینِ کرام! مولوی مشتاق صاحب اگر صاحبِ بحرالرّائق کو اِتنا ہی معتبر اور محقّق سمجھتے ہیں' تو جس طرح اُنھوں نے امامِ محمدؒ کے استثنائی قول کے بارے جو وضاحت کی ہے' اُسے جس پہلو سے قبول کیا ہے اور جس پہلو سے رد کیا ہے' مولوی مشتاق صاحب کو بھی اُسی روش پر چلنا چاہیے۔ لیکن وہ تو اپنا الگ راگ الاپ رہے ہیں اور فرمارہے ہیں۔ ''اِس روایت سے ہمارا استدلال یہ ہے کہ جب امام محمدؒ نے اہلِ بیتِ خلافت کو قریش کے باقی گھرانوں سے اِس لیے برتر قرار دیا ہو کہ وہ خلفاء کے گھرانے ہیں' تو اہلِ بیتِ نبوّت اِن سے زیادہ عزّت وعظمت کے مالک ہیں۔ اِس لیے قریش کے باقی بُطُون آلِ رسول کی کفو نہیں بن سکتے' یہ بات اُسلوبِ فقہاء پر کہی گئی۔'' (رفع الاشتباہ' ص 17) اِسی طرح ہمارے مولوی مشتاق صاحب ایک صفحہ پیچھے یہی بات تحریر فرماتے ہیں۔

'' منکرینِ کفو کا دوسرا استدلال اور اُس کا جواب: منکرینِ کفو کی طرف سے یہ بات کہی جارہی ہے کہ جب خاندانِ قریش کے افراد ایک دوسرے کے لیے کفو ہیں تو ساداتِ بنی فاطمہؓ بھی اِس میں شامل ہیں' اِس لیے اِن کے لیے الگ کفو قرار دینا باطل

Marfat.com

ہے۔ہم اِس اعتراض کے دو جواب دیتے ہیں' ایک اُسلوبِ فقہاء پر' دوسرا اُسلوبِ محدّثین پر'' (رفع الاشتباہ' ص 16)

ماشاء اللہ کیا خوب تحقیق ہے کہ فُقہاء ومُحدّثین کے اُسلوب پر جواب دینے کا دعویٰ تو ہو رہا ہے' لیکن جواب ایسا شاندار کہ جس کی نہ تو فقہاء تائید فرماتے ہیں اور نہ محدّثین۔ اُسلوب ایسا اَچھوتا اور نرالا کہ حنفی ہوتے ہوئے بھی فقہِ حنبلی کے دامن میں جا کر پناہ لیتے ہیں۔حالانکہ فقہ کی کُتب کے متون' شروح' حواشی اور فتاوٰی میں کئی مقامات پر یہ بات دیکھی جاسکتی ہے کہ اگر کسی حنفی کو کسی مسئلہ میں ضرورت کے تحت مذہبِ حنفی کے علاوہ کسی اور مذہب پر عمل کرنا پڑے' تو پھر اُسے چاہیے کہ وہ مذہبِ مالکی پر عمل کرے۔اِسی لیے ہمارے عُلمائے احناف بوجہِ ضرورت حضرت امام مالکؒ کے مذہب پر فتوٰی دیتے ہیں' جیسا کہ دربارۂ مفقود الخبر وغیرہ' لیکن مولوی مشتاق احمد صاحب اپنی شکست چُھپانے اور اپنے کمزور موقف کو مضبوط بنانے کے لیے فقہِ حنبلی کا سہارا لیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

''علّامہ ابنِ قُدامہ فرماتے ہیں کہ کفو میں عُرف کا اعتبار بھی کیا جاتا ہے' چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ ''عرب ایک دوسرے کے کفو ہیں' سوائے جُولاہے اور حجام کے'' امام احمد بن حنبلؒ سے پُوچھا گیا کہ آپ تو اِس حدیث کو ضعیف سمجھتے ہیں' تو پھر اِس پر عمل کیوں کرتے ہیں؟ فرمایا: اِس لیے کہ عمل اِسی پر ہے یعنی عُرف کے مطابق'' (المُغنی لابنِ قُدامہ' ج 7' ص 372' ایضاً ص 377)

نوٹ: اگرچہ علّامہ ابنِ قُدامہ نے ایک دوسری روایت کفو کے شرطِ نکاح نہ ہونے پر بھی

Marfat.com

ذکر کی ہے' لیکن ہم نے وہی روایت لی ہے جس میں کفو کو شرط بنایا گیا ہے اور ساتھ ہی لوگوں کے عُرف کو اہمیّت بھی دی گئی ہے۔ علّامہ ابنِ قُدامہ نے حضرت فاروقِ اعظمؓ کا یہ ارشاد بھی روایت کیا کہ میں حسب ونسب رکھنے والی عورتوں کو غیر کفو میں نکاح کرنے سے روک دوں گا۔ کیوں کہ ہم پہلے اِس کا حوالہ دے چکے ہیں' اِس لیے اعادہ نہیں کرتے۔ خلاصہ کلام یہ کہ عُلمائے حنابلہ کی ایک روایت پر کفو میں نسب کا اعتبار ہے اور بنی ہاشم کو باقی انساب پر فضیلت حاصل ہے کہ دوسرے اُن کے کفو نہیں بن سکتے[1]۔''

قارئینِ کرام! آپ نے مولوی مشتاق صاحب کا فُقہائے احناف اور اُن کی فقہ سے تعلّق دیکھ لیا کہ مفتیِٔ احناف ہونے کے باوجود' جب اُنہیں اپنے تارِ عنکبوت سے بھی کمزورتر موقف پر فُقہائے احناف میں سے کسی کی تائید حاصل نہ ہو سکی تو فوراً فُقہائے حنابلہ کے دامن میں پناہ لینے کی کوشش کی۔ بقولِ اکبر الٰہ آبادی۔

آزاد و بےنَوا ہیں کیسا مکان و مسکن
بس جس نے دل میں جا دی' اُس کے مکان پر ہیں

معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کے ذہن میں مرکوز ایک خاص نقطۂ نظر کے اثبات کی دُھن اِس کمال تک پہنچ چکی ہے کہ آپ کے ذہن سے تقلید و تلفیق[2] کا فرق بھی ختم ہو چکا ہے۔ اپنے مُفیدِ مطلب بات جہاں نظر آتی ہے وہیں سرِ نیاز خم کر دیتے ہیں۔ ابھی تھوڑی دیر بعد فُقہائے شوافع کے وہ حوالے بھی ہم آپ کے سامنے رکھیں گے' جن پر مولوی مشتاق صاحب نے بنائے آشیاں رکھتے ہوئے اپنے نظریہ و موقف کو حوالۂ بادِ صرصر

---

[1] رفع الاشتباہ' ص27،28' مطبوعہ گولڑہ شریف

[2] التلفیق ھو تتبع الرخص عن ھوی یعنی خواہشِ نفسانی کے تحت کسی مسئلہ میں رُخصت تلاش کرنا (یعنی جس امام کی فقہ میں حسبِ خواہش فتوٰی ملے اُسی طرف چلے جانا ہے) بحوالۂ قواعد الفقہ للمفتی سید محمد عمیم الاحسان مجددی' ص 236

Marfat.com

کر دیا ہے۔ ابھی ہم اُن کے اِس محوّلہ بالا اقتباسِ کتاب کا آپریشن کرتے ہیں۔ آپ ملاحظہ کیجیے۔ مولوی مشتاق صاحب کی عبارت کا پہلا حصّہ امام احمد بن حنبلؒ سے منقول پہلی روایت پر مشتمل ہے، جس میں وہ نکاح کے لیے کفو کو شرط قرار دیتے ہیں اور پھر یہ حدیث لاتے ہیں ''عرب ایک دوسرے کا کفو ہیں، سوائے جُولاہے اور حجام کے'' اور پھر خود اِس حدیث کا ضُعف بیان کر دیتے ہیں۔ عبارت کے اِس حصّہ پر ہمارا تبصرہ دیکھیے۔

مُغنی کی عبارت کے حصّۂ اوّل پر تبصرۂ نصیر

اگر امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک کفو، نکاح کے لیے شرط بھی ہے تو اُس کا مفہوم وہ نہیں، جو مولوی صاحب اور اِن کے ہم نواؤں نے سمجھا ہے۔ اب ہم قدرے کھل کر بات کرتے ہیں، خوب غور چاہیے۔ حنابلہ کی مشہور کتاب مغنی ابنِ قُدامہ کی ج 6، ص 480 تا 484، پر یہ مسئلہ بہت بَسط سے مرقوم ہے: اختلف الرّوایة عن احمد فی اشتراط الکفاءة لصحّة النّکاح فروی عنه، انّها شرط لهٗ، یعنی نکاح کی صحّت کے لیے کفاءت کی شرط ہونے کے سلسلے میں امام احمد بن حنبلؒ سے مختلف روایات ہیں، پس اُن سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ صحّتِ نکاح کے لیے کفو شرط ہے۔ اِس روایت کے مطابق غیر کفو میں نکاح صحیح نہیں ہے۔

اب دوسری روایت ملاحظہ ہو: والرّوایة الثّانیة عن احمد انّها لیست شرطًا فی النّکاح وھٰذا قول اکثرِ اھلِ العلم یعنی کفو کے متعلّق امام احمدؒ سے

Marfat.com

دوسری روایت یہ ہے کہ نکاح میں کفو ہونا شرط نہیں ہے اور یہی اکثر اہل علم کا قول ہے۔

الفاظ ھٰذا قول اکثرِ اھلِ العلم پر بھی غور فرمایئے اور پہلی روایت سے متعلق الفاظ فرُوِیَ عنھا انھا شرط لہٗ پر غور کرنے سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ اگرچہ اشتراط الکفاءۃ فی النّکاح امام احمدؒ سے منقول روایت ہے' لیکن محض روایت ہے' جب کہ دوسری روایت آپ کا مذہب بھی ہے اور اُس کے ساتھ اہلِ علم کی اکثریّت کی تائید بھی ہے' جیسا کہ مندرجہ ذیل کلمات سے واضح اور ظاہر ہے۔ دلائل ملاحظہ فرمایئے۔

دلیلِ اوّل

روی نحو ھٰذا عن عمرو بن مسعود و عمر بن عبد العزیز و عبید بن عمیر وحمّاد بن ابی سلمان وابن سیرین وابن عون ومالك والشافعیّ واصحاب الرّأی۔

ترجمہ: حضرت عمرو بن مسعود' عمر بن عبد العزیز' عُبید بن عُمیر' حمّاد بن ابی سلمان' ابنِ سیرین' ابنِ عون' مالک' شافعی اور اصحابِ رائے (فقہائے کرام) سے اِسی طرح روایت کیا گیا ہے۔

قارئینِ محترم! مدرّسِ علومِ اسلامیہ مولوی مشتاق احمد صاحب نے کمالِ بے نیازی اور سیر چشمی سے یہ تو فرما دیا ہے کہ "اگرچہ علّامہ ابنِ قُدامہ نے ایک دوسری روایت کفو کے شرطِ نکاح نہ ہونے پر بھی ذکر کی ہے' لیکن ہم نے وہی روایت لی ہے جس میں کفو کو شرط بنایا گیا" لیکن یہ خیال نہ فرمایا کہ دوسری روایت کے لفظ لکھ کر وہ سرسری علم اور سطحی مطالعہ رکھنے والوں کو تو دھوکا دے سکتے ہیں کہ پہلی روایت اوّل درجے کی ہوتی

Marfat.com

ہے اور دوسری روایت دوسرے درجے کی' لیکن وہ اِس نیازمند علمائے احناف کو قطعاً دھوکہ نہیں دے سکتے' کیوں کہ ع

عُمر گزری ہے اِسی دشت کی سیّاحی میں

یہاں پہلی روایت فقط روایت ہی ہے' جب کہ دوسری روایت اکثر اہلِ علم کا قول ہے۔ جن میں صحابۂ مذکورین' تابعین' تبعِ تابعین اور اجلّہ مجتہدین شامل ہیں اور وہ اُن کا مذہب ہے۔ پتہ نہیں مولوی مشتاق احمد صاحب کس تصوّرِ بےخودی میں گم ہیں کہ اُنہیں پہلی روایت ہی مضبوط محسوس ہوئی اور دوسری روایت اُن کی نظروں پر نہ چڑھی' حالانکہ صرف تعمیم بعد التّخصیص ہی نہیں ہوتی' بلکہ تخصیص بعد التّعمیم بھی ہوتی ہے۔ بعض دفعہ بعد میں ذکر کردہ روایت ہی مضبوط ہوتی ہے اور وہی مؤلّف کا مذہب ہوتا ہے اور پھر کوئی اِن سے پوچھے کہ آپ کا پہلی روایت ہی کو لینا کس خاص مطلب کے تحت ہے؟ اگر وہ یوں فرمائیں کہ میں نے کہہ تو دیا ہے کہ ''ہم نے وہی روایت لی ہے' جس میں کفو کو شرط بنایا گیا ہے اور ساتھ ہی لوگوں کے عُرف کو اہمیّت دی گئی ہے'' یعنی اُس روایت کی چوں کہ لوگوں کے عُرف کے ساتھ بھی تائید ہوتی ہے' اِسی لیے اُس کو اختیار کیا گیا ہے۔ تو جواباً عرض ہے کہ کون سے لوگوں کا عُرف مراد ہے؟ خود مؤلّف ابنِ قُدامہ نے تو دوسری روایت ہی کو اِتنی عظیم شخصیات کا مذہب اور عُرف قرار دیا ہے' جن میں صحابہ' تابعین اور تبعِ تابعین ہیں' بلکہ آگے جو دلائل دیئے ہیں' اُن میں غور کرنے سے باوصفِ محویّت و جذب مولوی صاحب کی ایسی واضح جانب داری ثابت ہوتی ہے'

جواُن کی اِس تحریر کو علمی خیانت کے زُمرے میں دھکیل دیتی ہے۔آپ ابنِ قُدامہ کی آگے آنے والی عبارت خود ملاحظہ کرلیں۔

بقولہٖ تعالیٰ (انّ اکرمکم عند اللّٰہ اتقاکم) وقالت عائشۃ رضی اللّٰہ عنہا انّ ابا حذیفۃ بن عتبۃ بن ربیعۃ تبنّٰی سالمًا وا نکحہٗ ابنۃ اخیہٖ ھند بنت الولید بن عتبۃ وھو مولٰی لِامرأۃ من الانصار اخرجہٗ البخاریّ وامر النّبیّ ﷺ فاطمۃ بنت قیس ان تنکح اسامۃ بن زید مولاہ فنکحھا بامرہٖ (متّفق علیہ) وزوّج اباہٗ زید بن حارثۃ ابنۃ عمّہٖ زینب بنت جحش الاسدیّۃ وقال ابن مسعود لاختہٖ انشدك اللّٰہ ان تتزوّجی الّا مسلمًا و ان کان احمر رومیًا أواسود حبشیًا ولانّ الکفاءۃ لا تخرج عن کونہٖ حقًّا للمرأۃ أولاولیاء أولھما فلم یشترط وجوھا کالسّلامۃ من العیوب۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ بے شک تم سب (مسلمانوں) سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ عزّت والا وہ ہے' جوتم میں سے زیادہ مُتّقی (اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرنے والا) ہے اور حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ حضرت ابوحذیفہؓ بن عتبہ بن ربیعہ نے سالم کو بیٹا بنایا اور اُن کے ساتھ اپنی بھتیجی ہند بنتِ ولید بن عتبہ (قرشیّہ) کا نکاح کردیا' حالانکہ حضرت سالم ایک انصاری عورت کے آزاد شدہ غلام تھے' اِس حدیث کو امام بخاری نے بیان کیا اور امام بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت فاطمہ بنتِ قیس (قرشیّہ) کو حکم دیا کہ وہ حضرت اُسامہ بن زیدؓ سے نکاح کریں اور حضرت

Marfat.com

زینبؓ بنتِ جحش اسدیہ کا نکاح آپ نے اُن (اُسامہ) کے باپ حضرت زید بن حارثہ سے کر دیا' حالانکہ وہ (زینب) آپ کی پھوپھی زاد بہن تھیں اور حضرت ابنِ مسعودؓ نے اپنی بہن سے کہا میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ تم صرف مسلمانوں سے نکاح کرنا' خواہ وہ گورا رومی ہو یا کالا حبشی' نیز کفو کی وجہ سے عورت' اُس کے ولی یا دونوں کے نکاح کرنے کا حق اور اختیار ختم نہیں ہوتا' اِس لیے کہ جس طرح عیب سے بَری ہونا نکاح میں شرط نہیں ہے' اِسی طرح کفو بھی نکاح میں شرط نہیں ہے۔

قارئینِ کرام! لیجئے! ہمارے اِن مولوی مشتاق صاحب نے مذہبِ حنبلی کی ایک روایت اپنی مرضی سے قبول کر کے گویا یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ مذہبِ حنبلی میں نسبی کفو اُسی طرح فرضِ عین' واجبِ شرعی اور مدارِ ایمان ونجات ہے' جس طرح اُن کے اور اُن کے ہمنواؤں کے نزدیک ہے' لیکن آپ نے پوری تسلّی سے مذہبِ حنبلی اور مذہبِ حضرت پیرانِ پیرؒ کی مفتٰی بہ اور مختار و راجح روایت خود ملاحظہ کر لی کہ امام احمد بن حنبلؒ کا اِس سلسلے میں کیا فتوٰی ہے؟ ع

مبارک ہو یہ عارفانہ تجاہل

ثابت ہو گیا کہ ہمارے محترم مشتاق صاحب فقہِ حنفی کے ساتھ اچھا برتاؤ نہ کرنے کے ساتھ ساتھ فقہِ حنبلی کے ساتھ بھی ہاتھ کر گئے۔

دلیلِ دوم

مشتاق صاحب نے علامہ ابنِ قُدامہ کے حوالے سے ایک حدیث نقل کی کہ ''عرب

Marfat.com

ایک دوسرے کے کفو ہیں' سوائے جُولا ہے اور حجام کے'' شکر ہے کہ خود علّامہ ابنِ قُدامہ نے سائل کی زبان سے اِس کو ضعیف کہلوادیا ہے' ورنہ قوی امکان تھا کہ مشتاق صاحب فنِّ حدیث ورجال میں مہارت کے بَل بُوتے پر اِس حدیث کو حسن' صحیح یا پھر خبر مشہور ہی بناڈالتے' چوں کہ مولوی مشتاق صاحب اور اُن کے کچھ ہم نوا اِس حدیث کو پیش کرتے ہیں۔لہٰذا ہم مختصرًا اِس حدیث شریف کی فنّی حیثیت واضح کردیتے ہیں۔ اِس کے متعلق دورِ حاضر کی مشہور علمی شخصیت علّامہ غلام رسول سعیدی صاحب کا ایک طویل اقتباس ہی کافی رہے گا۔ ملاحظہ فرمایئے۔

حدیثِ الّا حائك أو حجام کی تحقیق

پہلی سند: امام ابنِ جوزی روایت کرتے ہیں: انبأنا محمّد بن عبد الملك قال انبأنا ابو محمّد الجوهریّ عن الدّار قطنی عن ابی حاتم ابن حبان قال نا یحیٰی بن محمّد بن عمروس قال نا اسحاق بن ابراهیم بن العلاء الزّبیدی قال حدّثنا بقیة قال نا زرعة الزّبیدی عن عمران بن ابی الفضل عن نافع عن ابن عمر عن النّبیّ ﷺ قال العرب بعضهم لبعض اکفاء رجل برجل و حیّ بحیّ و قبیلة بقبیلة والموالی مثل ذٰلك الّا حائك أو حجام "

ترجمہ: محمد بن عبدالملک از ابو محمد جوہری از دارِ قُطنی از ابی حاتم ابنِ حبان از یحیٰی بن محمد بن عمروس از اسحاق بن ابراہیم بن العلاء الزّبیدی از بقیہ از زرعہ زبیدی از عمران بن ابی الفضل از نافع از ابنِ عمر از نبی ﷺ آپ نے فرمایا: بعض عرب بعض کے کفو ہیں۔

Marfat.com

مرد' مرد کا اور قبیلہ' قبیلہ کا' آزاد شدہ غلام بھی اِس کی مثل ہیں' ماسوا ایک جولا ہے یا فصد لگانے والے کے۔

اِس حدیث کی سند میں ایک راوی عمران ہے۔ جس کے بارے میں امام ابنِ حبان نے کہا' وہ ثِقہ راویوں کی طرف موضوع روایات کو منسوب کرتا ہے' اظہارِ تعجب کے سوا اِس کی حدیث کو لکھنا جائز نہیں ہے۔ (اِس سند میں دوسرا سُقم زبیدی ہے۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانی نے کہا: زبیدی متروک الحدیث ہے) (لسان المیزان' ج 2' ص 475 سعیدی)

دوسری سند: انا محمّد بن عبد الملك قال انا اسمٰعيل بن مسعدة قال اخبرنا حمزة بن يوسف قال حدّثنا ابن عدى قال ناالحسن بن سفيان قال نا محمّد بن عبد الله بن عمّار قال حدّثنا عثمان بن عبدالرّحمٰن عن علىّ بن عروة عن نافع عن ابن عمر عن النّبىّ ﷺ قال : العرب بعضها لبعض اكفاء الموالى بعضها لبعض اكفاء الّا حائك أو حجّام۔

ترجمہ: محمد بن عبدالملک از اسماعیل بن مسعدہ از حمزہ بن یوسف از ابن عدی از حسن بن سفیان از محمد بن عبداللہ بن عمار از عثمان بن عبدالرحمٰن از علی بن عروہ از نافع از ابنِ عمر از نبی ﷺ: بعض عرب' بعض کے کفو ہیں' بعض آزاد شدہ غلام' بعض کے کفو ہیں' ماسوا جولا ہے یا فصد لگانے والے کے۔

اِس سند میں عثمان بن عبدالرحمٰن مجروح ہے اور اِس میں علی بن عروہ ہے' جو امام یحیٰ کے نزدیک لیس بشئی ہے' امام حاتم نے کہا یہ متروك الحديث ہے' امام ابنِ حبان

Marfat.com

نے کہا' یہ حدیث وضع کرتا تھا۔

تیسری سند: انبانا الجوهریّ قال انبانا العشاریّ قال ناالدّار قطنی قال حدّثنا ابو حامد محمّد بن هارون الحضرمیّ قال نامحمّدبن زکریّا الارزق قال ناسوید قال بقیة بن الولید قال حدّثنی محمّد بن الفضل عن عبد الله بن عمر عن نافع عن ابن عمر قال ، قال رسول الله ﷺ النّاس اکفاء قبیلة بقبیلة وعربیّ لعربیّ ومولی لمولی الاّ حائك أو حجّام۔

ترجمہ: جوہری از عشاری از دارِقطنی از ابو حامد محمد بن ہارون الحضرمی از محمد بن زکریا الارزق از سوید از بقیہ بن الولید از محمد بن الفضل از عبداللہ بن عمر از نافع از ابن عمر وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگ ایک دوسرے کے کفو ہیں' قبیلہ' قبیلہ کا عربی' عربی کا' آزاد شدہ غلام' آزاد شدہ غلام کا ماسوا جولاہے یا فصد لگانے والے کے۔

اِس سند میں بقیہ' مدلّس ہے اور محمد بن الفضل مطعون ہے۔"امام ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی الجوزی' المتوفیٰ 597ھ' العلل المتناہیۃ' ج 2' ص 129'128 " موضوع مطبوعہ مکتبہ اثریہ فیصل آباد" حافظ زیلعی نے بھی اِن تمام روایات کو شدید ضعیف قرار دیا ہے۔" حافظ جمال الدّین ابو محمد عبداللہ بن یوسف حنفی زیلعی' المتوفیٰ 762ھ نصب الرّایہ' ج 3' ص 198' 197' مطبوعہ مجلس علمی سُورت ہند 1357ھ"

صاحبِ رفع الاشتباہ مولوی مشتاق احمد چشتی صاحب نے ابنِ قدامہ حنبلی

---

1 شرح مسلم از علامہ شیخ الحدیث غلام رسول سعیدی' جلد سادس' ص 1084'1083

Marfat.com

حوالے سے ایک اثر کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا "علّامہ ابنِ قُدامہؒ نے حضرت فاروقِ اعظمؓ کا یہ ارشاد بھی روایت کیا کہ میں حسب ونسب رکھنے والی عورتوں کو غیر کفو میں نکاح کرنے سے روک دوں گا۔"

اب ہم قارئین کو اِس اثر کی تفصیل سے بھی آگاہ کیے دیتے ہیں۔

حضرت عمرؓ کی طرف منسوب اِس اثر کی تحقیق

امام عبدالرزّاق روایت کرتے ہیں: عن عبد الرزّاق عن الثّوری عن حبیب بن ابی ثابت عن ابراھیم بن محمّد بن طلحة قال: عمر بن الخطّاب لا منعنّ فروج ذوات الاحساب الّا من الاکفاء۔

ترجمہ: عبدالرزّاق' ثوری' حبیب بن ثابت' ابراہیم بن محمد بن طلحہ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ بن خطاب نے کہا' میں معزّز خاندان کی لڑکیوں کو اپنے کفو کے علاوہ نکاح کرنے سے منع کروں گا۔

اِس روایت کی بنیاد پر کہا جاتا ہے کہ حضرت عمرؓ غیر کفو میں نکاح کو ناجائز قرار دیتے تھے۔ اِس کا جواب یہ ہے کہ یہ روایت منقطع ہے' اِس لیے اِس سے استدلال نہیں ہوسکتا' ابراہیم بن محمد بن طلحہ کا حضرت عمرؓ سے سماع نہیں ہے۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ اِس کے متعلق لکھتے ہیں: رٰوی عن عمر بن الخطّاب ولم یدرکہٗ اُس نے حضرت عمرؓ بن خطّاب سے روایت کی اور اُن کو نہیں پایا۔

المصنّف' امام عبد الرزّاق بن ہمام صنعانی' متوفّٰی 211ھ' ج 6' ص 152' مطبوعہ مجلس علمی بیروت 1390ھ

تہذیب التہذیب' حافظ ابنِ حجر عسقلانی' ج 1' ص 153

Marfat.com

اِس روایت کی یہ سند بھی ہے: عبدالرزّاق عن ابن جریج قال وزعم ابن شہاب انّ عمر بن الخطّاب قال علَی المنبر والّذی نفس عمر بیدہٖ لا منعنّ فروج ذوات الاحساب الّا من ذوی الاحساب فانّ الاعراب اذا کان الجدب فلانکاح لھم وذکرلھم شیئًا۔[1]

ترجمہ: عبدالرزّاق، ابنِ جریج، ابنِ شہاب کا زَعم ہے کہ حضرت عمرؓ بن خطّاب نے منبر پر فرمایا: جس ذات کے قبضۂ قدرت میں عمر کی جان ہے، میں معزّز خاندان کی لڑکیوں کو معزّز خاندان کے سوا، نکاح کرنے سے ضرور منع کروں گا، کیوں کہ جب خشک سالی ہوتی ہے تو دیہاتی لوگ نکاح نہیں کرتے اور حضرت عمرؓ نے اُن کے کچھ واقعات بیان کیے۔

اِس روایت کی بِنا پر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت عمرؓ غیر کفو میں نکاح کے قائل نہیں تھے۔ اِس کا جواب یہ ہے کہ یہ روایت بھی منقطع ہے، ابنِ شہاب زہری نے حضرت عمرؓ تو کُجا حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو بھی نہ دیکھا اور نہ اُن سے سماع کیا۔

حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں: وعن احمد قال لم یسمع الزّھری من عبداللہ بن عمر وقال ابو حاتم لا یصحّ سماعہٗ من ابن عمر ولا راٰہٗ۔[2]

ترجمہ: امام احمد فرماتے ہیں کہ زُہری نے حضرت عبداللہ بن عمر سے سماع نہیں کیا اور ابو حاتم نے کہا، اِن کا حضرت ابنِ عمرؓ سے سماع نہیں ہے اور نہ اُنہوں نے اِن کو دیکھا ہے۔

---

[1] المصنّف، لامام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی، ج2، ص156

[2] تہذیب التہذیب، حافظ شہاب الدّین احمد بن علی ابن حجر العسقلانی، متوفّٰی 852ھ، ج9، ص450، دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن 1346ھ

Marfat.com

اِس حدیث کی یہ سند بھی پیش کی جاتی ہے: محمد قال :اخبرنا ابو حنیفة عن رجل عن عمر بن الخطابؓ انهٗ قال لامنعنّ فروج ذوات الاحساب الاّ من الاکفاء۔[1]

ترجمہ: محمد' ابوحنیفہ' ایک آدمی حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت کرتا ہے کہ اُنہوں نے کہا میں معزز خاندان کی لڑکیوں کو اپنے کفو کے علاوہ نکاح کرنے سے منع کروں گا۔

اِس کا جواب یہ ہے کہ اِس روایت کی سند میں ایک مجہول راوی ہے' بایں وجہ اِس کی سند منقطع اور مجہول ہے اور یہ روایت شاذ اور غیر معتبر ہے' مزید یہ کہ صحیح روایات اِس کے خلاف ہیں۔ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے خود ایک ہاشمیہ (فاطمیہ) خاتون حضرت اُمِ کلثومؓ سے نکاح کیا' جو حضرت سیّدہ فاطمہؓ کی صاحبزادی تھیں[2] اور حضرت سلمان فارسیؓ نے حضرت عمرؓ کی صاحبزادی کا رشتہ مانگا' جس کو حضرت عمرؓ نے قبول کر لیا[3] اور جب راوی کا عمل اُس کی روایت کے خلاف ہو تو وہ روایت لائقِ استدلال نہیں رہتی[4]۔

نکتۂ خاص

اگر کوئی معترض یہ کہے کہ آپ نے اِن روایات کو ضعیف قرار دے دیا ہے' حالانکہ اِنہی احادیث سے احناف نکاح میں کفو کی شرط ثابت کرتے ہیں۔ آپ کیسے حنفی ہیں کہ احناف کی مستدلّہ روایات کی تضعیف کر رہے ہیں۔ تو جواباً گزارش ہے کہ ہمارے

---

[1] کتاب الآثار' امام محمد بن حسن الشیبانی' متوفّٰی 189ھ' ص95' مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی 1407ھ

[2] صحیح بخاری' امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری' متوفّٰی 256ھ' ج1' ص403' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی 1381ھ

[3] المبسوط' ج5' ص23' شرح المہذب' ج16' ص186' الجامع لاحکام القرآن' ج16' ص346

[4] بحوالہ شرح صحیح مسلم از علامہ غلام رسول سعیدی' ج6' ص1085,1086

Marfat.com

اُئمّہ احناف نے الحمدلِلّٰہ اِن روایات کو نکاح میں کفو کے بارے ذکر ضرور کیا ہے او
ہم نے بھی وضاحت کر دی ہے' کہ نکاح میں کفو مستحب ہے' لیکن انتہاء پسند مفتیانِ گولڑ
غیر کفو میں نکاح کی حرمت کے اثبات کے لیے یہ احادیث پیش کرتے ہیں۔ اِس لیے
ہم نے بھی یہ تفصیل بیان کر دی' تا کہ پتہ چل جائے کہ ایسی روایات سے شرعی حلّت و حرمت
ثابت نہیں ہوتی' بلکہ کسی چیز کو حلال یا حرام ثابت کرنے کے لیے ایسی روایات لائی جا
ہیں' جن کے رُواۃ نہایت ثِقہ اور معتبر ہوں اور تُہمت سے بری اور بدگمانی سے دور ہوں

نتیجہ بحث

مولوی مشتاق احمد صاحب چشتی نے علّامہ ابنِ قُدامہ حنبلیؒ کے دامن میں پناہ لینے
ناکام کوشش کی' لیکن اُنہیں وہاں بھی پناہ نہ مل سکی۔ لہٰذا اُنہوں نے پینترا بدلا اور ح
ہوتے ہوئے کچھ عُلمائے شوافع کے حوالے دینے شروع کیے' جیسے علّامہ ابنِ حجر مکّی شافعی
الصّواعق المحرقة' اور فتاوٰی ابنِ حجر هیتمی اور علّامہ سیّد عبدالرحمٰن علوی مصری
بغیة المسترشدین لیکن اوّلاً حنفی ہوتے ہوئے یہ ضروری ہے کہ فقہِ حنفی میں معتبر کت
کے حوالے دیے جائیں۔ ثانیاً بوجہِ ضرورتِ شدیدہ فقہائے مالکیہ کے فتاوٰی و کتب
کی طرف رجوع کیا جائے لیکن یہ عجیب مفتی صاحب ہیں کہ حنفی بھی بنتے ہیں
فقہائے احناف وفقہائے مالکیہ کے مقابلے میں متأخرین شوافع کی تصانیف بطورِ حُجّت
پیش کرتے ہیں' جب کہ ہم نے بایں سلسلہ امامِ شافعیؒ کا مذہب تفصیلاً نقل کر دیا ہے'
اپنے مقام پر دیکھنے سے صورتِ مسئلہ واضح ہو جاتی ہے۔ اللّٰہ تعالیٰ ہدایت عطا فرما

Marfat.com

عالمِ باعمل علویہ کا کفو ہے

قارئینِ کرام! ہمارے محترم مولوی مشتاق صاحب چشتی نے جہاں دیگر علمی و تحقیقی دُرہائے بے بہا کے خزائن لٹائے ہیں' وہاں اپنے کتابچے رفع الاشتباہ الخ میں اِس مسئلہ پر بھی دلائل کے انبار لگا دیئے ہیں کہ سیّدہ ہاشمیّہ (علویّہ) کا کفو کوئی غیر علوی نہیں بن سکتا' چاہے وہ عالم ہی کیوں نہ ہو۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔ "فتاوٰی عالم گیری میں ہے: والاصحّ انّہٗ لایکون کفوًا لّلعربیّۃ اور زیادہ صحیح یہ ہے کہ عجمی' عربیّہ کا کفو نہیں بن سکتا' فقہائے احناف نے یہاں تک کہہ دیا کہ قریش کا آزاد کردہ غلام ہاشمی کی آزاد کردہ باندی کا کفو نہیں بن سکتا' صاحبِ فتح القدیر نے ینابیع المودّۃ کے حوالہ سے تحریر فرمایا کہ کوئی عجمی' عربیّہ کا کفو نہیں بن سکتا۔ بحرالرّائق میں ہے: وظاھر الرّوایۃ انّ العجمیّ لایکون کفوًا لّلعربیّۃ مطلقًا قال فی المبسوط افضل النّاس نسبًا بنوھاشم ثمّ قریش ثمّ العرب۔ ظاہرِ روایت یہ ہے کہ عجمی مطلقاً عربیّہ کا کفو نہیں بن سکتا۔ مبسوط میں ہے کہ نسب کے اعتبار سے سب سے افضل بنو ہاشم پھر قریش' پھر عرب ہیں[1]۔"

اب جگر تھام کے بیٹھو مری باری آئی

قارئینِ کرام! آپ نے مولوی مشتاق صاحب کے دلائل ملاحظہ کر لیے' اب اِس فقیر کا جوابِ باصواب بھی ملاحظہ کیجئے۔ فتاوٰی عالمگیری فقہِ حنفی کی وہ معتبر کتاب ہے جس کو سلطانِ اسلام اورنگ زیب عالمگیرؒ کے حکم و ترغیب سے عُلمائے احناف کی ایک جماعت نے ترتیب دیا' چنانچہ اِس کا پورا نام اور مؤلّف کا نام سرِورق پر بالفاظِ جلی یوں لکھا ہے:

---

[1] رفع الاشتباہ' ص 22'21

Marfat.com

الفتاوٰی العا لمکیریّة المعروفة بالفتاوٰی الھندیّة تالیف العلّامة الھمام مولانا الشیخ نظام وجماعة من علماء الھند الاعلام۔ ہر حنفی عالمِ دین کو اِس کی ضرورت پڑتی رہتی ہے' لیکن ہمارے علامہ صاحب کو اِس کی ضرورت خاص مطلب کے لیے پڑی اور وہ بھی صرف فقہ کے ایک جزئیہ کے لیے' جسے اُنھوں نے بغیر سوچے سمجھے نقل کر دیا اور پھر اپنے تئیں یہ سمجھ لیا کہ اُنھوں نے حنفی اور مُفتی ہونے کا حق ادا کر دیا ہے۔ اگر فتاوٰی عالمگیری کو وہ معتبر مانتے ہوئے اِس کا مذکورہ جزئیہ بطورِ حوالہ پیش کر رہے ہیں' تو اُنہیں اِس کتاب کے اِسی صفحہ پر چند سُطور قبل موجود یہ جزئیہ بھی فراموش نہیں کرنا چاہیے۔

الکفاءة تعتبر فی اشیاء (منھا النّسب) فقریش بعضھم اکفاء لبعض کیف کانوا حتّٰی انّ القرشیّ الّذی لیس بھاشمیّ یکون کفأ للھاشمیّ[1]۔

ترجمہ: کفاءت کا چند چیزوں میں اعتبار کیا گیا ہے' جن میں سے ایک نسب بھی ہے۔ پس قریش ایک دوسرے کے کفو ہیں' جو بھی ہوں حتّٰی کہ قرشی جو ہاشمی نہیں ہے وہ ہاشمی کا کفو ہو گا۔

لیجیے قارئین! مولوی مشتاق صاحب کے دوہرے طرزِ عمل کی وضاحت کے لیے ہم نے بطورِ نمونہ فتاوٰی عالمگیری سے ایک ایسا جزئیہ پیش کر دیا جو الحمد لِلّٰہ تمام احناف کا مذہب ہے اور جس پر شرق وغرب کے فقہائے احناف کا فتوٰی ہے' لیکن دیگر مفتیانِ گولڑہ اور مولوی مشتاق صاحب اِس اصولِ احناف کو چھوڑ کر یہ کہتے ہیں کہ سیّدہ ہاشمیہ کا کوئی عرب قریشی حتّٰی کہ کوئی ہاشمی بھی کفو نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اِس موقع پر وہ

---

1 فتاوٰی عالمگیریہ' ج 1' ص 290' سن طباعت 1403ھ' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ پاکستان

حنفیُ المذہب ہوتے ہوئے مذہبِ حنفی کو لائق عمل نہیں سمجھتے اور عُلمائے شوافع کے دامن میں پناہ ڈھونڈتے ہوئے امام ابنِ حجر مکّی شافعیؒ کا حوالہ دیتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

"علّامہ ابنِ حجر مکی فرماتے ہیں: وفی ھذہ الاحادیث دلیل ظاھر لماقالہ' جمع من مُحققی أئمتنا انّ من خصائصہٖ ﷺ انّ اولاد بناتہٖ ینسبون الیہٖ فی الکفاء ۃ وغیر ھا حتّٰی لا یکافی بنت شریف ابن ھاشمیّ غیر شریف۔

اِن احادیث میں ہمارے محقّقینِ شافعیہّ کی جماعت کے لیے روشن دلیل پائی جاتی ہے کہ یہ بات حضور رسولِ پاک ﷺ کی خصوصیّت میں سے ہے کہ آپ کی صاحبزادیوں کی اولاد آپ کی طرف منسوب ہے کفو میں اور دوسرے مسائل میں' چنانچہ شریف یعنی سیّد کی دختر اُس ہاشمی کی کفو نہیں' جو سیّد نہ ہو۔ اِس سے محقّقین شافعیہّ کا یہ مسلک ثابت ہوتا ہے کہ ساداتِ بنی فاطمہ اپنی الگ کفو رکھتے ہیں اور کوئی دوسرا خاندان کفو میں اِن کا شریک نہیں۔

یہی حافظ ابنِ حجر ہیتمی فتاوٰی کُبریٰ میں ارشاد فرماتے ہیں: لانّ من خصائصہٖ ﷺ انّ اولاد بناتہٖ ینسبون الیہٖ وھو ﷺ لا یکافئہٗ احد فلا یکافی من النّسب الیہٖ الّا من انسب الیہٖ فالعبّاسیّ مثلاً لا یکون کفوًا لّشریفۃ وان کانا من بنی ھاشم نخصّ بذٰلك اطلاقھم انّ بنی ھاشم والمطّلب اکفاء۔

ترجمہ: حضور رسولِ پاک ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کی صاحبزادیوں کی اولاد آپ کی طرف منسوب ہوتی ہے' کیوں کہ حضور ﷺ کا کوئی کفو نہیں' اِس لیے جو

سادات آپ کی طرف منسوب ہیں' اُن کا بھی کوئی کفونہیں سوائے اُن کے جو آپ کی صاحبزادیوں کی اولاد سے ہوں مثلاً عباسی' سیّدہ کا کفونہیں بن سکتا' اگرچہ دونوں بنی ہاشم سے ہیں۔ اِس طرح وہ عام قاعدہ مخصوص ہو جاتا ہے کہ بنی ہاشم اور بنی مطلب ایک دوسرے کے کفو ہیں۔ حافظ ابنِ حجرؒ کے اِس فتوٰی سے ثابت ہوا کہ ساداتِ بنی فاطمہ کا کوئی کفونہیں' چاہے وہ ہاشمی بھی ہو۔[1]"

قارئینِ محترم! اِس لمبی چوڑی عبارت کو پڑھیں' ایک طرف تو مولوی مشتاق صاحب حنفی بنتے ہیں اور فتاوٰی عالمگیری کے حوالے دیتے ہیں جبکہ دوسری طرف احناف کی بیسیوں کُتب' متون' شروح' حواشی اور فتاوٰی میں موجود مذہبِ احناف کو پسِ پُشت ڈالتے ہوئے شافعی عُلماء کا سہارا لیتے ہیں۔ کبھی احناف کی صف میں شامل ہو جاتے ہیں' کبھی اِس صف سے نکل جاتے ہیں۔ ع

کبھی اِس گھر میں آ بیٹھے' کبھی اُس گھر میں جا نکلے

کفو کے متعلّق مذہبِ شافعیؒ کا بالاختصار ذکر

ہم یہاں بالاختصار کفو کے متعلّق اور قریش کے باہم تفاضل و عدمِ تفاضل کے بارے میں امامِ شافعیؒ کا مذہب نقل کرتے ہیں' انصاف قارئین پر ہے۔ ہدایہ کی شرح فتح القدیر لابنِ ہمامؒ اور اُس کے حاشیہ عنایہ میں مذہبِ شافعی کو بیان کیا گیا اور پھر ایک حدیث شریف کے ذریعے مذہبِ حنفی کو راجح اور مذہبِ شافعی کو مرجوح قرار دیا گیا' یہ پُوری بحث ملاحظہ کر لیں۔

---

[1] رفع الاشتباہ' ص30' 29' 28

Marfat.com

ففی الحدیث دلیل علٰی انہٗ لا یعتبر التّفاضل فی انساب قریش فھو حجّة علٰی الشافعیؒ فی انّ الھاشمیّ والمطّلبیّ اکفاء دون غیر ھم بالنّسبة الیھم قالوا وزوّج النبیّ ﷺ بنتیہ من عثمان وھو اُمویّ وزوّج اُمّ کلثوم من عمرؓ وھو عدویّ۔[1]

ترجمہ: اورحدیث شریف میں امام شافعیؒ کے خلاف بھی حُجّت ہے' کیوں کہ حدیث شریف (فقریش بعضھم اکفاء لبعض) میں تو اِس بات کی دلیل ہے کہ قریش کے مختلف انساب کا آپس میں تفاضل نہیں ہے' جب کہ امام شافعیؒ کے نزدیک دیگر قبائل میں سے ہاشمی اور مطّلبی خاص ہیں ۔ یہ دو قبیلے تو آپس میں کفو ہیں مگر دیگر قبائلِ قریش اُن کے کفو نہیں ہیں۔ ہمارے احناف نے تمام قبائل قریش کو ایک دوسرے کا کفو مانا ہے کہ نبی ﷺ نے اپنی دو بیٹیاں (ہاشمیات) حضرت عثمانؓ کو بیاہ دیں' حالانکہ عثمانؓ اُموی تھے اور اُمِّ کلثوم بنتِ علی باوجود ہاشمیہ ہونے کے حضرت عمرؓ کے ساتھ بیاہی گئیں' حالانکہ وہ عدوی تھے ہاشمی نہیں تھے۔

خلاصہ کلام: یہ نکلا کہ امام شافعیؒ کا کفو کے متعلّق مذہب یہ ہے کہ قریش کے ہاشمی اور مطّلبی باہم کفو ہیں اور اِن دو قبیلوں کے سِوا جو قریش ہیں' وہ اِن دو قبیلوں کے کفو نہیں ہیں۔اِس طرح امام شافعیؒ نے بھی قریش کے قبائل میں تفاضل کا اعتبار کیا تو حدیث شریف امام شافعیؒ کے خلاف حُجّت ہے۔پس فتح القدیر کی عبارت سے معلوم ہوا کہ کفو کے متعلّق امام شافعیؒ کا مذہب یہ ہے کہ ہاشمی اور مطّلبی قبیلوں کا ہر فرد دوسرے فرد کا کفو ہے اور اِن کے درمیان نکاح جائز ہے۔گویا امام شافعیؒ بنو ہاشم اور بنومطلب میں تفاضل

---

[1] فتح القدیر' ج 3' ص 190' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ پاکستان

کا اعتبار نہیں کرتے' جب کہ ہمارے مولوی مشتاق صاحب اِن میں بھی تفاضل کے قائل ہیں' گویا اِس سلسلے میں یعنی بیانِ مذہبِ شافعی در بارۂ کفو میں قولِ فیصل یہ ہے نہ کہ علّامہ ابنِ حجرؒ کا قول۔

بات چل نکلی تو پھر یہ بھی سہی

امام شافعیؒ کے مذہب کا بیان ہو رہا ہے' تو لگے ہاتھوں نکاحِ غیر کفو میں فقہائے شافعیہ کا نظریہ ایک اور پہلو سے بھی ملاحظہ کر لیجیے۔

امام شافعیؒ مسئلۂ کفو پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں: وان کان الولیّ اقرب ممّن دونهٗ فزوّج غیر کفاء باذنها فلیس لمن بقی من الاولیاء الّذی هو اولٰی منهم ردّهٗ لانهٗ لاولایة لهم معهٗ قال ولیس نکاح غیر الکفاء محرمًا فاردّهٗ بکلّ حال انماهو نقص علَى المزوّجة والولاة فاذا رضیت المزوّجة ومن لهٗ الامر معًا بالنّقص لااردّهٗ۔[1]

ترجمہ: جب ولیِّ اقرب لڑکی کی اجازت سے غیر کفو میں نکاح کر دے تو باقی اولیاء کو اِس نکاح کے مسترد کرانے کا حق نہیں ہے' جن کی نسبت یہ ولیِ اقرب ہے' کیوں کہ اِس کے مقابلے میں اِن کی ولایت نہیں ہے۔ امامِ شافعی نے کہا کہ غیر کفو میں نکاح حرام نہیں ہے کہ میں اُس کو مطلقًا رد کر دوں۔ غیر کفو میں نکاح لڑکی اور اُس کے اولیاء پر نقص ہے اور جب وہ اِس نقص کو برداشت کرنے پر تیار ہیں تو میں اِس نکاح کو رد نہیں کروں گا۔

---

[1] کتاب الام للامام الشافعیؒ المتوفّٰی 204ھ' ج 5' ص 5' مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت

Marfat.com

ہاں تو مولوی صاحب قبلہ! امام شافعیؒ کا مذہب تفصیلاً مطالعہ فرمانے کے بعد اب کیا ارادے ہیں، کدھر تشریف لے جانے کا پروگرام ہے؟ کس مذہب اور کس فقہ کے دامن میں پناہ لینے کی تیاری ہو رہی ہے؟ مجھے اندیشہ ہے کہ آپ کا یہ ذوقِ جنوں کہیں آپ کو بے نیازِ تقلید ہی نہ کر دے۔ بقولِ راقم الحروف ؎

خزاں تک یہ قفس ہے، یہ اسیری ہے، یہ پابندی
بہار آئی تو ہو جائیں گے خود زنجیر کے ٹکڑے

قارئینِ کرام! طوالتِ مضمون سے اُکتا نہ جائیں کہ مجبوری ہے۔ ہم اِس سلسلے میں چومکھی لڑائی لڑ رہے ہیں۔ اگر ہمارے مخالفین کسی ایک مذہب اور فقہ پر قائم رہتے ہوئے اپنے موقف پر دلائل پیش کرتے، تو ہم اُسی ایک جانب ہی دھیان مرتکز رکھتے، لیکن وہ بے چارے تو چار سُو دوڑ رہے ہیں کہ کہیں کوئی پناہ میسّر آ جائے اور اِدھر ہم نے بھی قسم کھا رکھی ہے کہ اب اِن کو کہیں کا نہیں چھوڑیں گے، تا کہ اِن کا علمی افلاس، تحقیقی دیوالیہ پن اور فقہی عدمِ استقلال سب پر منکشف ہو جائے۔ بقولِ بندہ ؎

برپا ہے یہ اضطراب کچے پن سے — کھاتے ہو یہ پیچ و تاب کچے پن سے
ٹھہراؤ کا فُقدان ہے خامی کی دلیل — گردش میں رہا کباب کچے پن سے

آمدم برسرِ مطلب

فتاویٰ عالمگیری کے حوالے سے مولوی مشتاق صاحب کا تعاقب ہو رہا تھا۔ اب پھر

Marfat.com

اُسی طرف توجّہ کی جاتی ہے۔فتاوٰی عالمگیری کا حوالہ دے کر مولوی مشتاق صاحب نے یہ ثابت کیا تھا کہ عجمی مطلقاً کسی عربیّہ کا کفو نہیں بن سکتا۔ہم فتاوٰی عالمگیری کی پوری عبارت نقل کر رہے ہیں' قارئین توجّہ فرمائیں۔

قـالـوا الحسیب کفءٌ للنّسیب حتّٰی انّ الفقیہ کفءٌ للعلویّۃ ذکرہٗ قاضی خان والـعـتـابی فی جوامع الفقہ وفی الینابیع والعالم کفءٌ للعربیّۃ والعلویّۃ والاصحّ انّہٗ لایکون کفأللعلویّۃ کذافی غایۃ السّروجیؒ[1]۔

ترجمہ: فُقہائے کرام کی ایک جماعتِ کثیرہ نے کہا: حسیب' نسیب کے لیے کفو ہے' یہاں تک کہ بے شک فقہ کا عالم' علویّہ (اولادِ علیؓ' ہاشمیّہ' فاطمیّہ) کے لیے کفو ہے۔اِس کو قاضی خان نے اور عتابی نے جوامع الفقہ میں ذکر کیا اور ینابیع میں ہے کہ عالم' عربیّہ اور علویّہ کے لیے کفو ہے اور زیادہ صحیح یہ ہے کہ وہ (عالم) علویّہ کے لیے کفو نہیں ہے۔ ایسا ہی غایۃ السّروجی میں ہے۔

قارئینِ کرام! آپ نے غور فرمایا کہ فتاوٰی عالمگیری کے جامعین نے پہلے یہ لکھا کہ حسیب (صاحبِ حسب) شخص نسیب (صاحبِ نسب) کا کفو ہے' یہاں تک کہ فقہ کا عالم علویّہ عورت کا کفو ہے۔یہ مذہب فقہاء کی کثیر جماعت کا ہے' کیوں کہ قالوا کا صیغۂ جمع اِسی طرف اشارہ فرما رہا ہے' پھر اُنہوں نے اِس موقف ومذہب کو قاضی خان کا مختار ومذکور قرار دیا۔قاضی خان کے مقام و مرتبہ سے کون نا واقف ہے؟ وہ تو فقیہ النّفس امام ہیں۔اُن کے متعلق علّامہ شامیؒ نے فرمایا: وسابق الاقوال فی الخانیۃ .... ای انّ

[1] فتاوٰی عالمگیریہ ج1' ص 290' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ پاکستان

الاقوال الواقعة فی فتاوی الامام قاضی خان له مزیّة علٰی غیرہٖ فی التّرجحان
نّہٗ قال فی اوّل الفتاوٰی و فیما کثرت فیه الاقاویل من المتأخّرین اقتصرت
علٰی قول أو قولین و قدّمت ما هو الاظهر وافتتحت بما هو الاشهر اجابة للطّالبین
یسیرا علٰی الرّاغبین[1] ۔ انتهٰی

ترجمہ: اور پہلے بیان کیے ہوئے اقوال قاضی خان میں.....یعنی امام قاضی خان
کے فتاوٰی میں جو اقوال سب سے پہلے ذکر کیے گئے ہیں' اُن کو دوسرے اقوال پر ترجیحی
فضیلت حاصل ہے۔ اِس لیے کہ قاضی خان نے اپنے فتاوٰی کے مقدّمہ میں لکھا ہے:
"اور جن مسائل میں متاخّرین فقہاء کے بہت سے اقوال ہیں' میں نے اُن میں سے ایک
یا دو اقوال پر اکتفا کیا ہے اور سب سے پہلے اُس قول کو ذکر کیا ہے جو اظہر ہے اور آغاز
اُس قول سے کیا ہے جو اشہر ہے' خواہش مندوں کی حاجت پُوری کرتے ہوئے اور رغبت
کرنے والوں پر آسانی کرتے ہوئے"۔(انتہٰی)

یہی بات حضرت مولانا احمد رضا خان فاضلِ بریلویؒ نے فتاوٰی رضویّہ میں بیان
کی..... لکنّ قال الامام فقیه النّفس فی الخانیة لیکن امام فقیہ النّفس نے خانیہ میں
فرمایا..... و قد قدّم قول ابی یوسفؒ فکان هو الاظهر الا شهر کما افاد فی خُطبتهٖ
فکان هو المعتمدؔ۔ اور امام قاضی خان کی طرف سے امام ابو یوسفؒ کے قول کو مقدّم
کیا گیا ہے تو وہی ظاہر و مشہور ہے' جیسا کہ اُنہوں نے اپنے خطبہ میں فرمایا کہ وہی
قابلِ اعتماد ہوگا۔

---

[1] شرح عقود رسم المفتی للعلّامه خاتم المحققین السیّد محمّد امین 'الشّهیر بابن عابدین الشّامی' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ
آرام باغ کراچی [2] فتاوٰی رضویہ' ج 2' ص 102'101

اِسی طرح فاضلِ بریلویؒ ایک اور مقام پر رقم طراز ہیں: کن علی ذکر ما قالوا لایعدل عن تصحیح قاضی خان فانّہ فقیہ النفس[1]۔ اُسے یاد رکھنا جو علماء نے فرمایا ہے کہ امام قاضی خان کی تصحیح سے عدول نہ کیا جائے گا' کیوں کہ وہ فقیہ النفس ہیں۔

حضرتِ گولڑوی پیر مہر علی شاہؒ کے مرید اور' ایک عرصہ تک گولڑہ میں مسندِ افتاء پر جلوہ گر مولانا مفتی عبدالحی چشتی مرحوم نے بھی اپنے رسالہ تحقیق الحقّ الظّریف الجیّد کے ص 21 پر لکھا ہے "اور چوں کہ امام سرخسیؒ' قاضی خان اوزجندیؒ اور علاّمہ مرغینانیؒ کو مذہب میں یہ مقام حاصل ہے کہ یہ ترجیحِ راجح اور تردیدِ مرجوح کر سکتے ہیں۔"

فتاوٰی عالمگیری کی مزید عبارت کا مفہوم

بعدازاں اُنہوں نے ینابیع المودّۃ کے حوالے سے لکھا ہے کہ عالم' عربیہ اور علویہ کا کفو ہے' یعنی صاحبِ ینابیع المودّۃ کا مذہب ونظریہ بھی یہی ہے کہ عالم علویہ کا کفو ہے اور آگے یہ لکھنا کہ'' زیادہ صحیح یہ ہے کہ وہ کفو نہیں ہے'' تو یہ اصحّ الاقوال فتاوٰی عالمگیری کا ہوا' نہ کہ صاحب ینابیع کا۔ اب دیکھیں فقہاء کی کثیر جماعت' قاضی خان' عتابی حتّٰی کہ صاحبِ ینابیع بھی اُسی پہلے قول و مذہب کے مؤید ٹھہرے کہ عالم علویہ کا کفو ہے۔

اگر جامعینِ فتاوٰی عالمگیری عالم کے علویہ کا کفو ہونے کے قائل نہ بھی ہوتے تو کیا وہ مندرجہ بالا مذکورہ شخصیات کا مقابلہ کرسکتے ہیں اور اُنہیں اِن شخصیات پر تقدّم حاصل ہوسکتا ہے؟ ہرگز

[1] فتاوٰی رضویہ' ج 1۔ الف' ص 231

Marfat.com

نہیں۔ آپ یہ معاملہ باخبر مُفتیان کے پاس لے جائیں آپ کو حقیقتِ حال معلوم ہو جائے گی۔

نوٹ: وھوالاصح کا قول فتاوٰی عالمگیری والوں کا ہونا بایں وجہ قرار دیا گیا کہ ہمارے مولوی مشتاق صاحب نے رفع الاشتباہ میں بقلمِ خود لکھا ''چنانچہ فتاوٰی عالمگیری میں ہے: والاصح انہٗ لایکون کفوًا للعربیۃ۔ زیادہ صحیح یہ ہے کہ عجمی عربیّہ کا کفو نہیں ہوسکتا۔'' (رفع الاشتباہ' ص22،21) اور اگر الاصح صاحبِ ینابیع المودۃ کا قول بھی ہو تب بھی اَئمّہِ مذہبِ حنفی امام قاضی خان وغیرہ کے مقابلے میں صاحبِ ینابیع کی وہ حیثیّت نہیں۔ اب یہاں دو اور باتیں بھی قابلِ غور ہیں' خوب توجّہ چاہیے۔

1: فتاوٰی عالمگیری کا جو نسخہ ہمارے پاس ہے' وہ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ پاکستان کا ہے اور اندر لکھا ہے (النّاشر: قاری محمد اسماعیل' مکتبہ ماجدیہ عیدگاہ طوغی روڈ کوئٹہ' الطبعۃ الثّانیۃ 1403ھ' 1983م) اُس میں عبارت یوں ہے: الاصحّ انہٗ لا یکون کفأً للعلویّۃ۔ جب کہ رفع الاشتباہ میں شیخ الحدیث صاحب نے فتاوٰی عالمگیری کے حوالے سے لکھا: والاصحّ انہٗ لا یکون کفوًا للعربیّۃ۔

اختلافِ عبارت کا مفاد

اِن دونوں عبارتوں کے فرق کا مفاد یہ ہے کہ ہماری تحریر کردہ عبارت کا سیاق وسباق کے لحاظ سے مفہوم یہ ہے کہ ینابیع والے نے کہا کہ عالمِ دین جو عجمی ہو' وہ عربیّہ کا بھی کفو ہے اور علویّہ کا بھی کفو ہے اور بقولِ جامعینِ فتاوٰی عالمگیری اصحّ قول یہ ہے کہ وہ عالم علویّہ کا کفو تو نہیں ہے' البتّہ عام عربیّہ کا کفو ہے' جب کہ مولوی مشتاق صاحب کی

Marfat.com

تحریر کا مفہوم یہ ہے کہ عجمی خواہ بادشاہ ہو، عالمِ دین ہو یا عام عجمی ہو، وہ علویہ تو درکنا
عام عربیہ کا کفو بھی نہیں ہوسکتا۔ اِسی لیے اُنہوں نے ترجمہ بھی یہی کیا" زیادہ صحیح یہ
کہ عجمی عربیہ کا کفو نہیں بن سکتا" (رفع الاشتباہ، ص 22-21)

یعنی ہمارے پاس موجود نسخہ کے مطابق عجمی اگر عالمِ دین ہے، تو وہ علویہ کا کفو بن
سکتا ہے، ظاہر ہے جب وہ علویہ کا کفو بن سکتا ہے تو عام عربیہ (غیر علویہ) کا
بطریقِ اَولیٰ بن سکتا ہے اور قولِ اصحّ کے مطابق وہ علویہ کا کفو نہیں بن سکتا، جس سے
لازم نہیں آتا کہ وہ عام عربیہ، غیر علویہ کا کفو بھی نہیں بن سکتا، جب کہ رفع الاشتبا
میں پیش کردہ فتاوٰی عالمگیری کی عبارت اور اُس کے کیے ہوئے ترجمے کے مطا
مفہوم یہ ہے کہ عجمی چاہے عالمِ دین ہو، تب بھی وہ نہ تو علویہ کا کفو بن سکتا ہے اور نہ
عام عربیہ کا۔ یہ فرقِ مفہومِ عبارت زیرِ نظر رہے، تاکہ آئندہ صفحات میں آنے وا
اِس بحث کو اچھے طریقے سے سمجھا جاسکے۔

2: ہمارے پاس موجود فتاوٰی عالمگیری کی عبارت اور رفع الاشتباہ میں محوّلہ عبارت
کے مطابق والاصح انہٗ لا یکون کفوا للعلویۃ یا انہٗ لا یکون کفوا للعربیۃ۔

یہ زیادہ صحیح قول جامعینِ فتاوٰی عالمگیری کا ہے نہ کہ صاحبِ ینابیع المودۃ
بلکہ ینابیع والے کا قول تو یہ ہے: والعالم کفٔ للعربیۃ والعلویۃ۔ کیوں کہ یہ کیسے ہو
ہے کہ وہی ینابیع والا یہ بھی کہے کہ والعالم کفٔ للعربیۃ والعلویۃ اور پھر یوں بھی کہ
کہ والاصح انہٗ لا یکون کفوا للعلویۃ، بلکہ والا صح والا قول فتاوٰی عالمگیری کا

Marfat.com

کیوں کہ اُس نے اپنے اُسلوب کے مطابق آگے خود لکھ دیا: کذافی غایة السروجی یعنی یہ غایة السروجی والے کی تحقیق ہے' جس کو فتاوٰی عالمگیری والے نے بیان کر دیا۔ ینا بیع والا تو یقیناً وہی ہے' جو کہتا ہے: والعالم کفٔ للعربیّة والعلویّة کہ عالمِ دین' عربیّہ اور علویّہ دونوں کا کفو ہے۔

لیکن ایں طُرفہ تماشا بیں کہ مولوی مشتاق صاحب نے رفع الاشتباہ کے اِسی ص22 پر تحریر فرمایا: صاحبِ فتح القدیر نے ینابیع المودّة کے حوالے سے تحریر فرمایا کہ کوئی عجمی' عربیّہ کا کفو نہیں بن سکتا۔ یعنی فتح القدیر میں ہے کہ صاحبِ ینابیع المودّة کے نزدیک زیادہ صحیح یہ ہے کہ عجمی عربیّہ کا کفو نہیں بن سکتا۔

تصدیقِ حوالہ

قارئینِ کرام! ہم رفع الاشتباہ میں موجود اِس حوالے کی تصدیق کرتے ہیں' اِس لیے کہ ہم نے خود فتح القدیر کا حوالہ نکال کر دیکھا' یوں لکھا تھا: وفی الینابیع والاصحّ انهٗ لیس کفأ للعلویّة[1]۔

گویا ثابت ہوا کہ فتاوٰی عالمگیری میں صاحبِ ینابیع المودّة کا مذہب یہ ہے کہ عالمِ دین عربیّہ اور علویّہ دونوں کا کفو ہے۔ جب کہ فتح القدیر میں صاحبِ ینابیع المودّة کا مذہب یہ بیان ہوا کہ اُس کے نزدیک زیادہ صحیح یہ ہے کہ حسیب (اچھے اخلاق اور علم والا) عجمی' علویّہ کا کفو نہیں ہے۔

اب فیصلہ قارئین پر ہے کہ صاحبِ ینابیع المودّة کے کس مذہب پر عمل کیا جائے؟

---

1 فتح القدیر' ج 3' ص190

Marfat.com

فتاوٰی عالمگیری میں مذکور مذہب یا فتح القدیر میں بیان کردہ مذہب پر۔ ینابع المودۃ کی طرف منسوب اِس مذہب کو یا تو اذا تعارضا تساقطا کے تحت کالمعدوم سمجھا جائے یا پھر کم از کم اذاجاء الاحتمال بطل الاستدلال کے تحت اِس سے استدلال نہ کیا جائے۔ البتہ فتح القدیر کا پیش کردہ حوالہ ضرور قابلِ توجّہ ہے۔ اُس کا جواب بھی ملاحظہ کیا جائے۔

عبارتِ فتح القدیر کی تفصیل وتشریح

علّامہ امام ابنِ ہُمامؒ نے اپنی کتاب فتح القدیر میں اِس مسئلہ کو خوب کھول کر بیان کیا اور اُسلوبِ فُقہاء کے مطابق اِس کے متعلّق اپنا مختار بھی بیان کر دیا' لیکن بقولِ بندہ ع

چشمِ شہباز نیفتاد بہ کُنجشکِ ضعیف

عبارتِ فتح القدیر ملاحظہ ہو: وفی الجامع لقاضی خان قالوا الحسیب یکون کفأ للنسیب فالعالم العجمیّ کفؤ للجاهل العربیّ و العلویۃ لانّ شرف العلم فوق شرف النسب والحسب مکارم الاخلاق وفی المحیط عن صدر الاسلام الحسیب هوالّذی لہٗ جاه و حشمۃ ومنصب[1]۔

ترجمہ: اور جامع قاضی خان میں ہے کہ جماعتِ فُقہاء کا مذہب ہے کہ حسیب' نسیب کا کفو ہوتا ہے۔ پس عجمی عالم' جاہل عربی اور علویّہ کا کفو ہے' اِس لیے کہ شرفِ علم' شرفِ نسب پر فوقیّت رکھتا ہے اور حسب تو مراتبِ اخلاق کی بلندی ہے اور صدرالاسلام سے محیط میں منقول ہے کہ حسیب وہ ہوتا ہے' جو مرتبے' عزّت اور اچھے منصب (عہدے) والا ہو۔

---

[1] فتح القدیر' ج 3' ص 190

Marfat.com

اِس سے دو باتیں واضح طور پر معلوم ہوئیں۔

پہلی بات: قاضی خان فتح القدیر والے سے مقدّم و برتر ہے۔ اُس کے مذہب کو صاحبِ فتح القدیر نے تقدّماً بیان کیا اور قالوا کے ساتھ لکھا' جو کہ فُقہاء و عُلماء کی اکثریّت پر دلالت کرتا ہے کہ صاحبِ حسب عالمؔ علویّہ کا کفو ہے۔

دوسری بات: یہ قول ہی صاحبِ فتح القدیر کا مختار و راجح ہے' کیوں کہ اِسی مذہب کی تقویّت پر اُنہوں نے دلیل دی ہے کہ لانّ شرف العلم فوق شرف النّسب یعنی علمی شرافت کو نسبی شرافت پر فوقیّت حاصل ہے اور دلیل اُسی مذہب کی دی جاتی ہے جو مؤلّف کے نزدیک مختار ہو۔ جب کہ ینابیع المودّة کے الاصحّ والے قول پر صاحبِ فتح القدیر نے کوئی دلیل نہیں دی' کیوں کہ وہ قول مرجوح و مردود ہے۔ کہاں ینابیع المودّة ایسی مبنی بر فضائل کتاب کا الاصحّ بمعنٰی عندی ھٰذا صحیح اور کہاں قاضی خان جیسے امام وفقیہ احناف کا مختار اور تمام عُلماء و فُقہائے احناف کا راجح قالوا أی ھٰکذا اقوال أئمّة الاحناف و فقهاءِ الاسلاف رحمهم اللّٰه تعالٰى اجمعين وعليه اعتماد جماعة الفقهاء رضى اللّٰه عنهم اجمعين۔ یہی بات فتح القدیر کے ساتھ کفایہ میں بھی موجود ہے: قالوا الحسيب يكون كفؤا للنّسيب حتّٰى انّ الفقيه يكون كفؤاً للعربىّ لانّ شرف العلم فوق شرف النّسب[1] الخ۔

اب یہاں وہی قالوا جو اکثریّتی عقیدے و مسلک پر دلالت کرتا ہے' وہ بھی دیکھ لیں اور صاحبِ کفایہ کا مختار و راجح مذہب بھی سمجھ لیں اور مولوی صاحب کی

---

[1] کفایۃ مُلحق بفتح القدیر علٰی الهدایۃ' ج 3' ص 192

تحقیقاتِ مجذوبانہ پر بھی نظر فرمالیں۔اِسی پر بس نہیں، آگے ابھی اور بھی بہت کچھ دیکھنے کو ملے گا۔ ع

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

حوالہ بحر الرّائق کی وضاحت

قارئینِ کرام! مولوی مشتاق صاحب کے مسئلۂ مذکورہ کے متعلق ارشادفرمودہ دلائل میں سے فتاوٰی عالمگیری اور فتح القدیر کے حوالے سے آپ نے تفصیل وتشریح ملاحظہ کر لی۔اب اُن کے پیش کردہ تیسرے حوالے یعنی بحر الرّائق کی وضاحت بھی ملاحظہ فرمالیں۔

(بحر الرّائق شرح کنز الدّقائق) کے حوالے سے صاحبِ رفع الاشتباہ نے لکھا "بحر الرّائق میں ہے کہ وظاهر الرّواية انّ العجمیّ لا یکون کفوا للعربیّة مطلقًا قال فی المبسوط افضل النّاس نسبًا بنو هاشم ثمّ قریشی ثمّ العرب ظاہرِ روایت یہ ہے کہ عجمی مطلقًا عربیّہ کا کفونہیں بن سکتا۔مبسوط میں ہے کہ نسب کے اعتبار سے افضل بنو ہاشم ہیں پھر قریش ہیں پھر عرب ہیں۔"(رفع الاشتباہ،ص22)

قارئینِ کرام! ہم نے اوراقِ گذشتہ میں بحر الرّائق کے حوالے سے مولوی مشتاق صاحب کے نظریاتِ ضعیفہ کے تاج محل کی بیخ وبُن جس طرح اُکھاڑ پھینکی تھی وہ آپ بھولے نہیں ہوں گے۔اب بِچوں کہ حضرت نے ایک بار پھر بحر الرّائق کو بطورِ حوالہ پیش کردیا ہے۔لہٰذا ہم اُس کا جواب بھی بتوفیقِ اللہ تعالیٰ حسبِ عادت تفصیلاً دیتے ہیں۔

Marfat.com

ظاہرالرّوایہ کے محوّلہ بالاقول کی وضاحت

علّامہ امام الشیخ زین الدین الشّہیر بابنِ نُجیمؒ نے پہلے تو ماتن یعنی صاحبِ کنزالدّقائق کا نظریہ لکھا، پھر وہی بحث کی جو بحوالہ فتح القدیر وفتاویٰ عالمگیری آپ نے ملاحظہ کی۔ اب فقط اُس کی عربی عبارت نقل کی جاتی ہے اور بعدازیں ظاہرالرّوایہ والامحوّلہ قول اور اُس کی وضاحت ہوگی۔

وأفاد المصنّف انّ غير العربيّ لا يكافى العربيّ وان كان حسيبًا أو عالمًا لكن ذكر قاضى خان فى جامعهٖ قالوا الحسيب يكون كفأً للنّسيب فالعالم العجميّ يكون كفأً للجاهل العربيّ والعلويّة لانّ شرف العلم فوق شرف النّسب والحسب مكارم الاخلاق وفى المحيط عن صدرِ الاسلام الحسيب الّذى لهٗ جاهٌ وحشمة ومنصب وفى الينابيع الاصحّ انّهٗ ليس كفأً للعلويّة[1] (انتهٰى)۔

اب اِس کے بعد وہ عبارت ملاحظہ کریں جس کو بطورِ دلیل رفع الاشتباہ میں پیش کیا گیا: وظاهر الرّوايةِ انّ العجميّ لا يكون كفأً للعربيّة مطلقًا قال فى المبسوط افضل النّاس نسبًا بنو هاشم ثمّ قريش ثمّ العرب لما روى عن محمّد بن علىّ عليه السّلام انّ اللّٰه اختار من النّاس العرب ومن العرب قريشًا واختار منهم بنى هاشم واختارنى من بنى هاشم الخ

اِس عبارتِ محوّلہ بالا کے متعدّد جوابات بالترتیب ملاحظہ کریں۔

جوابِ اوّل: صاحبِ بحرالرّائق امام علّامہ ابنِ نُجیمؒ بہت بڑے فقیہ و عالم ہیں،

---

[1] البحر الرائق، ج 3، ص 130، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ پاکستان

Marfat.com

لیکن اُس درجے کے نہیں، جس درجہ پر امام قاضی خانؒ فائز ہیں۔ قاضی خانؒ کا مقام و مرتبہ آپ نے سطورِ بالا میں ملاحظہ کیا، اب صاحبِ بحر کا درجہ بھی معلوم کرلیں۔ علّامہ شامیؒ فرماتے ہیں۔

ویؤخذ من قول صاحب البحر یجب علینا الافتاء بقول الامام الخ انهٗ نفسهٗ لیس من اهل النّظر فی الدّلیل فاذا صحّح قولًا مخالفًا لتصحیح غیرہٖ لا یعتبر فضلًا عن الاستنباط والتّخریج علی القواعد۔

ترجمہ: اور صاحبِ بحر کے اِس قول سے کہ یجب علینا الافتاء بقول الامام الخ (یعنی ہمارے لیے امام اعظمؒ کے قول پر فتوٰی دینا واجب ہے) یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ خود ابنِ نجیمؒ (صاحبِ بحر) دلیل میں غور و فکر کرنے کی صلاحیّت نہیں رکھتے۔ پس اگر وہ دوسرے فُقہاء کی تصریح کے خلاف کسی قول کی تصحیح کریں، تو اِس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا، چہ جائیکہ قواعدِ کلیّہ پر اُن کی تخریجات و استنباطات کا اعتبار کیا جائے۔

آگے علّامہ شامیؒ مزید رقم طراز ہیں: خلافًا لما ذکرهٗ البیری عند قول صاحبِ بحر فی کتابہٖ الاشباہ النّوع الاوّل معرفة القواعد الّتی یرد الیها وفرعوا الاحکام علیها وهی اصول الفقه فی الحقیقة و بها یرتقی الفقیه الٰی درجة الاجتهاد ولوفی الفتوٰی واکثر فروعہٖ ظفرت بہٖ الخ فقال البیری بعد انّ عرف المجتهد فی المذهب بما قدمناہٗ عنهٗ وفی هذا اشارة الٰی انّ المؤلّف قد بلغ هٰذہِ المرتبة فی الفتوٰی وزیادة وهو فی الحقیقة قد منّ اللّٰه تعالٰی علیه بالاطّلاع علٰی خبایا الزّوایا

Marfat.com

وكان من جملة الحفّاظ المطّلعين (انتهٰی)

اذلا يخفٰی ان ظفرهٗ با كثر فروعِ هٰذا النّوع لا يلزم منهٗ ان يكون لهٗ اهلية النّظر فی الادلّة الّتی دلّ كلامهٗ فی البحر علٰی انها لم تحصل لهٗ و علٰی انّها شرط للاجتهاد فی المذهبِ فتأمّل۔[1]

ترجمہ: اور علّامہ بیریؒ کی رائے صحیح نہیں ہے' اُنہوں نے ابنِ نُجیمؒ کی الاشباہ میں جہاں یہ عبارت آئی ہے کہ النّوع الاوّل معرفة القواعد الخ (ص15) یعنی پہلی نوع اُن قواعد کے سلسلہ میں ہے' جن کی طرف جزئیات لوٹائی جاتی ہیں اور جن پر احکام کی تفریع کی جاتی ہے اور وہ قواعد درحقیقت فقہی ضوابط ہیں' جن کے جاننے سے فقیہ اجتہاد کے درجہ تک ترقّی کرتا ہے' اگرچہ وہ اجتہاد فتوٰی میں ہو اور میں اُن ضوابط کی بیشتر جزئیات جاننے میں کامیاب ہوگیا ہوں الخ وہاں پہلے علّامہ بیریؒ نے مجتہد فی المذہب کی تعریف کی ہے' جو ہم اُن کے حوالے سے پہلے ذکر کرچکے ہیں' پھر لکھا ہے کہ ''اور اِس عبارت میں اِس طرف اشارہ ہے کہ مصنّف (علّامہ ابنِ نُجیمؒ) فتوٰی میں اِس مرتبہ تک بلکہ اِس سے کچھ اُوپر تک پہنچے ہیں اور یہ درحقیقت اللہ تعالٰی کا اُن پر فضل و احسان ہے کہ اُن کو مخفی گوشوں سے آگاہ کردیا اور وہ پُوری واقفیت رکھنے والے حفّاظ میں سے تھے۔ (انتہٰی)

علّامہ بیریؒ کی یہ بات اِس لیے صحیح نہیں ہے کہ اِس قسم کی بیشتر فُروع جاننے میں

---

[1] شرح عقودِ رسم المفتی از علّامہ شامیؒ' ص26'25

Marfat.com

علّامہ ابنِ نُجیمؒ کی کامیابی سے یہ لازم نہیں آتا کہ اُن میں دلائل میں غور وفکر کرنے کی صلاحیّت بھی ہو۔ بحر میں اُن کی اپنی عبارت اِس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اُن کو یہ صلاحیّت حاصل نہیں تھی اور مجتہد فی المذہب کے لیے اِس صلاحیّت کا حصول شرط ہے۔ پس غور وفکر کرلیں۔''

قارئینِ کرام! محوّلہ بالا طویل اقتباس سے یہ بات واضح ہوئی کہ صاحبِ بحر' علّامہ ابنِ نُجیمؒ مجتہد فی المذہب کے درجے پر فائز نہیں' جب کہ صاحبِ فتح القدیر امام ابنِ ہُمامؒ اِس درجہ پر فائز ہیں۔ آپ علّامہ شامیؒ کی زبان سے اور وہ بھی بحوالۂ صاحبِ' بحر علّامہ ابنِ نُجیمؒ خود ملاحظہ کرلیں۔

علّامہ ابنِ ہمامؒ کے بارے میں علّامہ شامیؒ اور صاحبِ بحر کی رائے

(تنبیہ) کلام البحر صریح فی انّ المحقق ابن الھمام من اھل التّرجیح حیث قال عنہٗ انہٗ اھل للنظر فی الدّلیل وح قلنا اتّباعہ فیما یحقّقہٗ ویرجّحہٗ من الرّوایات أوالاقوال مالم یخرج عن المذھب فانّ لہٗ اختیارات خالف فیھا المذھب فلایتابع علیھا کماقالہٗ تلمیذہٗ العلّامۃ قاسم وکیف لا یکون اھلًا لذٰلک وقد قال فیہ بعض اقرانہٖ وھوالبرھان الانباسی لو طلبت حجج الدّین ما کان فی بلد نا من یقوم بھا غیرہٗ الخ

ترجمہ: (تنبیہ) بحر کی عبارت صریح ہے کہ محقق ابنِ ہمامؒ اصحابِ ترجیح میں سے ہیں'

Marfat.com

کیوں کہ ابنِ نُجیمؒ نے اِن کے بارے میں کہا ہے کہ:ھوا أھل للنّظر فی الدّلیل (یعنی وہ دلیل میں غور وفکر کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں) پس ہم اُن روایات یا اقوال میں اُن کی پیروی کر سکتے ہیں، جن کو وہ مدلّل کرتے ہیں یا ترجیح دیتے ہیں، بشرطیکہ وہ مذہب کے دائرے سے نہ نکلیں، کیوں کہ اِن کی کچھ آراء ایسی بھی ہیں جن میں اُنہوں نے مذہب کی مخالفت کی ہے۔ اِن میں اُن کی پیروی نہیں کی جائے گی۔ جیسا کہ یہ بات اُن کے شاگرد علّامہ قاسمؒ نے کہی ہے اور اُن میں ایسی صلاحیتِ ترجیح کیسے نہیں ہوسکتی؟ اُن کے بارے میں تو اُن کے ایک معاصر برہان انباسی نے یہ فرمایا ہے کہ اگر میں دین کے دلائل جاننا چاہوں تو ہمارے شہر میں ابنِ ہُمامؒ کے علاوہ کوئی ایسی شخصیّت نہیں ہے جو اُن کو پیش کر سکے۔

(قلت) بل قد صرّح العلاّمة المحقّق شیخ الاسلام علیّ المقدّسی فی شرحہ علی نظم الکنز فی باب نکاح الرّقیق بانّ ابن الھمام بلغ رُتبة الاجتھاد[1]۔

ترجمہ: میں (علّامہ شامی) کہتا ہوں، بلکہ علّامہ محقّق شیخ الاسلام علی مقدسیؒ نے منظوم کنز کی شرح میں باب نکاح الرّقیق میں صراحت کی ہے کہ اِبنِ ہُمامؒ اجتہاد کے مرتبہ تک پہنچے ہوئے ہیں۔

نوٹ: مسئلۂ محوّلہ بالا کے متعلق اِنہی امام ابنِ ہُمامؒ کی تحقیق، موقف، فتوٰی اور رجحان ہم نے تھوڑی دیر پہلے تحریر کر دیا، وہاں ملاحظہ فرمالیں۔ پھر صاحب بحر علّامہ ابنِ نُجیمؒ

---

[1] شرحُ عُقودِ رسم المفتی از علّامہ شامیؒ، ص25

Marfat.com

اور صاحبِ فتح القدیر امام ابنِ ہمامؒ کے مدارجِ فقہیہ کے فرق، رسم المفتی کی روشنی میں ملاحظہ کر کے آپ اِس مسئلہ کے بارے خود بھی نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں۔

قارئینِ کرام! صاحبِ بحر ابنِ نجیمؒ اور اُن کے تعیّن کردہ درجہ کے بارے آپ نے اقتباس ملاحظہ کیا۔ اب اِنہی علّامہ ابنِ نجیمؒ کے بارے فاضل بریلوی حضرت مولانا احمد رضا خانؒ کی تحقیق بھی ملاحظہ کریں۔ آپ نے علّامہ شامیؒ کی طرح صاحبِ بحر ابنِ نجیمؒ کے اپنے الفاظ اور علّامہ بیریؒ کے موقف کا خوب موازنہ کیا ہے اور اپنی بے لاگ رائے بھی پیش کی ہے۔

واقول لم یدع البحر انّ من عرف الفروع ارتقٰی الٰی مرتبة الاجتهاد واین جمعها من اهلیّة النّظر فی الدّلیل وا لصّید لهٗ من الطّب وانّما اراد ان تلك القواعد من ادرك حقائقها وانّ الفروع کیف تستنبط منها وتردّ الیها کان ذلك مسلّمًا لهٗ یرتقٰی بها الٰی ادنٰی درجات الاجتهاد ولم یدع هٰذا لنفسهٖ انّماذکر الظفر با کثر الفروع فأین هذا من ذاك والعجب کیف خفی هذا علَی العلّامة بیری مع وضوحهٖ ثمّ هو ایضًا لم یشهد بحصول درجة الاجتهاد فی الفتوٰی لهٗ رحمهما اللّٰه تعالٰی انّما زعم انّ فی کلام البحر اشارة الیهٖ وشهد بکونهٖ من الحفّاظ المطّلعین وهٰذا لاشكّ فیهٖ وقد قال السیّدابو السّعود الازهریّ فی فتح اللّٰه المعین لایعتمد علٰی فتاوٰی ابن نُجیم ولا علٰی فتاوی الطوریّ الخ واقرّہ ش فی غیر موضعٍ من ردّالمحتار و فی ط عنهٗ سمعت کثیرًا من شیخنا (یرید اباه السیّد علیًّا رحمهما اللّٰه تعالٰی) فتاوی الطوریّ کفتاوی الشّیخ زین الدّین لا یوثق بهما

Marfat.com

الاّاذاتأیّدت بنقل آخر الخ وکیف یصحّ لمجتھد فی الفتوٰی ان یمنع العمل بفتاوٰہ الخ[1]۔

ترجمہ: میں کہتا ہوں' بحر نے یہ دعوٰی نہیں کیا کہ جو شخص بھی فُروع کو جانے گا وہ مرتبۂ اجتہاد پر فائز ہو جائے گا (فُروع کا یاد کرنا اور ہے اور فکر و نظر چیزے دگر است) یہ بالکل ایسا ہے جیسے دوا فروش (میڈیکل سٹور والا) اور طبیب (ڈاکٹر) کا فرق ہوتا ہے۔ اُن کا مقصد یہ ہے کہ جو شخص اِن قواعد کو پہچاننے لگے اور اِن سے استنباطِ مسائل کا طریقہ معلوم کرلے' تو یہ اجتہاد کے ادنٰی درجہ تک پہنچنے کا ذریعہ بن جاتا ہے اور اُنہوں نے خود اپنے لیے اِس مقام کا دعوٰی نہیں کیا ہے۔ اُنہوں نے تو محض یہ کہا ہے کہ وہ اکثر فُروع کے جاننے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ (دونوں میں بڑا فرق ہے) تعجب ہے کہ یہ حقیقت علامہ بیری پر کیسے مخفی رہی' حالانکہ بالکل واضح ہے' پھر اُنہوں نے اپنے لیے درجۂ اجتہاد فی الفتوٰی کا دعوٰی بھی نہیں کیا ہے' رحمھما اللّٰہ تعالٰی۔ صرف یہ کہا ہے کہ بحر کے کلام میں اِسی طرف اشارہ ہے اور اُنہوں نے اِس امر کی شہادت دی ہے کہ وہ باخبر حفّاظ میں سے ہیں اور اِس میں شک کی گنجائش نہیں اور ابو السّعود الازہری نے فتح اللّٰہ المعین میں فرمایا "نہ تو ابنِ نُجَیْم کے فتاوٰی پر اعتماد کیا جائے اور نہ ہی طوری کے فتاوٰی پر الخ اور اِس کو" ش" (علّامہ شامی) نے برقرار رکھا۔ یہ چیز ردّ المحتار کے کئی مقامات پر مذکور ہے اور" ط" (طحاوی) میں (اُنہی سے منقول) ہے کہ میں نے اپنے شیخ سے بکثرت سُنا ہے (اِس سے مراد اُن کے باپ سیّد علی ہیں) وہ فرماتے تھے'

[1] فتاوٰی رضویہ' ج 2' ص 436 تا 438' ناشر رضا فاؤنڈیشن لاہور

Marfat.com

فتاوی طوری شیخ زین کے فتاوی کی طرح ہیں۔اِن دونوں کا کوئی اعتبار نہیں ہے' ہاں اگرکسی اور نقل سے اِن کی تائید ہو جائے تو اور بات ہےاور ایک مجتهد فی الفتوٰی کو یہ بات کب شایاں ہے کہ اُس کے فتاوی پر عمل کرنے سے روکا جائے الخ

عبارتِ بحرالرّائق کی مزید وضاحت

قارئینِ کرام!اب رفع الاشتباہ میں پیش کردہ بحرالرّائق کی عبارت پر قدرے گفتگوکر لی جائے' تاکہ وضاحتِ مزید ہو جائے۔بحرالرّائق میں ہے:وظاھرالرّوایۃ انّ العجمیّ لا یکون کفأ للعربیّۃ مطلقًا یعنی ظاہر روایت یہ ہے کہ عجمی مطلقًا (چاہے عام آدمی ہو یا عالم وسلطان) کسی عربیّہ کا مطلقًا کفو نہیں ہوسکتا' چاہے وہ عربیّہ عام عربیّہ ہو' قرشیّہ ہو یا علویّہ ہو۔

وضاحتِ نصیر بفضلِ ربِّ قدیر

بحرالرّائق پر فخر المتأخرین' علّامہ شامیؒ نے حاشیہ لکھا اور اُنہوں نے بحر کی اِس عبارت اور ظاہرالرّوایہ کا جوعمدہ جواب دیا' ہم وہ پیش کرتے ہیں' ملاحظہ کیجئے علّامہ شامی حاشیۂ بحر میں فرماتے ہیں:أقول الثّابت فی ظاھرالرّوایۃ انّ العجمی لایکون کفوًا للعربیّۃ وھٰذا وان کان ظاھرہٗ الاطلاق لکنّ قیّدہ المشائخ بغیرالعالم وکم لہٗ من نظیرحیث یکون اللّفظ مطلقًا فیحملونہٗ علٰی بعض مدلولاتہ أخذ وامن قواعد مذھبیّۃ أومسائل فرعیّۃ وادلّۃ شرعیّۃ أو عقلیّۃ وقد افت

فی آخر الفتاوٰی الخیریّة فی قرشیّ جاهل تقدّم علٰی عالم فی مجلس بانّهٗ یحرم اذ کتب العلماء طافحة بتقدّم العالم علَی القرشیّ ولم یفرق سُبحانهٗ وتعالٰی بین القرشیّ وغیرہٖ فی قولہٖ هل یستوی الّذین یعلمون والّذین لایعلمون الآیۃ وحیث جزم بهٰذا فی مجمع الفتاوٰی والمحیط والبزازیّة والفیض وارتضاہُ المحقّق ابن الهمام یجوز العمل بهٖ ولا یقال انّهٗ مخالف لظاهر الرّوایة وامّاما صحّحه' فی الینابیع فهومبنیّ علٰی تفسیر الحسیب بذی المنصب والجاہ لا علٰی تفسیرہٖ بالعالم واللّٰه اعلم۔

ترجمہ: میں (علامہ شامی) کہتا ہوں کہ ظاہرِ روایت میں یہ ثابت ہے کہ عجمی' عربیّہ کے لیے کفو نہیں ہے اور اگرچہ اِس ظاہرِ روایت سے ظاہری طور پر تو اطلاق نظر آتا ہے (عجمی کوئی بھی ہو) لیکن مشائخ (بزرگ فقہائے کرام) نے اِس کو غیر عالم کے ساتھ مقیّد کیا اور کتنی ہی مثالیں موجود ہیں کہ الفاظ مطلق ہوتے ہیں لیکن (مشائخ علماء) اُن کو بعض مدلولات پر محمول کرتے ہیں۔ وہ مذہبی قواعد' فرعی مسائل' شرعی اور عقلی دلائل سے تمسّک کرتے (دلیل پکڑتے) ہیں اور تحقیق (علّامہ خیر الدّین رملیؒ) نے فتاوٰی خیریّہ کے آخر میں یہ فتوٰی دیا' جب مجلس میں عالم پر کسی جاہل قریشی کو تقدّم و برتری دینے کا مسئلہ پیش آیا کہ یہ حرام ہے (یعنی مجلس میں جاہل قریشی کو عالمِ دین پر برتری اور تقدّم عطا کرنا) حرام ہے' جب کہ علمائے کرام کی کتابیں بھری پڑی ہیں کہ عالم غیر قرشی مقدّم ہے' قرشی غیر عالم پر اور اللہ سبحانہ وتعالٰی نے بھی قرشی اور غیر قرشی کے درمیان فرق

حاشیہ منحۃ الخالق للعلامۃ الشامیؒ علی البحر الرائق ج 3' ص 131' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ پاکستان

Marfat.com

نہیں کیا اپنے اِس فرمانِ قرآنی میں ''کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہیں'' الخ (یعنی یہ استفہامِ انکاری ہے' جس کا نتیجہ و جواب یہ ہے کہ جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر نہیں ہیں) اور اِسی کے ساتھ جزم (یقین) کیا گیا ہے مجمع الفتاوٰی' محیط' بزّازیہ اور فیض میں اور اِسی کو محقق ابنِ ہمامؒ نے پسند کیا۔ اِسی کے ساتھ عمل جائز ہے اور یہ نہیں کہا جائے گا کہ یہ ظاہرِ روایت کے مخالف ہے' لیکن جس کو ینابیع والے نے ینابیع میں قولِ صحیح کہا' پس وہ تو مبنی ہے اِس بات پر کہ حسیب کی تفسیر صاحبِ منصب وجاہ کے ساتھ کی جائے نہ کہ اُس کی تفسیر عالم کے ساتھ کی جائے اور اللہ تعالیٰ زیادہ جاننے والا ہے۔

قارئینِ کرام! علامہ شامیؒ نے ظاہرِ روایت کی تشریح و توجیہہ بھی کر دی اور ینابیع میں جس قول کو صحیح کہا گیا' اُس کی تفسیر بھی کر دی کہ اگر حسیب سے مراد یہ ہو کہ دُنیوی مرتبہ و منصب رکھنے والا شخص ہے تو وہ علویہ کا کفو نہیں ہو سکتا' لیکن اگر حسیب سے مراد عجمی عالمِ دین شخص ہے تو پھر وہ علویہ کا کفو ہے۔

مزید عبارتِ بحر پر حاشیۂ شامیؒ

رفع الاشتباہ میں بحرالرّائق کی درجِ ذیل عبارت بھی نقل کر کے اُس سے اِستدلال کیا گیا ہے۔ آپ اِسے بھی ملاحظہ کریں اور پھر اُس کا جواب بھی۔ عبارتِ بحرالرّائق:

قال فی المبسوط افضل النّاس نسبًا بنو ھاشم ثمّ قریش ثمّ العرب الخ

Marfat.com

علّامہ شامیؒ یہ محوّلہ بالا عبارت نقل کر کے تشریحًا و جوابًا فرماتے ہیں: قال الرّملی فهم صاحب النّهرانّهٗ اوردهٗ دلیلًا لمدّعاهٖ فقال ولا یخفٰی انّ هٰذا لادلالة فیهٖ اذکون شرف الحسب یوازی شرف النّسب لا ینافی کون بنی هاشم افضل نسبًا نعم الحسیب قد یراد بهٖ ذوالمنصب والجاه کما فسّرهٗ بهٖ فی المحیط عن صدرالاسلام وهٰذا لیس کفوًا للعلویّة کما فی الینابیع الخ وانت علٰی علم بانّهٗ وان ذکرهٗ تلوهٗ لایدلّ علٰی انّهٗ اوردهٗ لذٰلك بل لفائدة معرفة التّفاضل فی الانساب والّا یشکل بتاخیر قریش عن بنی هاشم وقد علمت فیما سبق انّهٗ لایعتبر التّفاضل فیما بین قریش حتّٰی تزوّجت هاشمیّة قرشیًا لم یرد عقدها تأمّل[1]۔

ترجمہ: علّامہ رملی نے کہا۔ صاحبِ نہر نے سمجھا کہ صاحبِ بحر نے اِس مبسوط کے قول کو اپنے مدّعا کی دلیل کے طور پر وارد کیا۔ پس اُس نے کہا مخفی نہیں ہے کہ بے شک اِس میں اِس بات پر کوئی دلالت نہیں ہے' جس وقت کہ شرفِ حسب کا شرفِ نسب کے مقابل ہونا بنی ہاشم کے سب سے نسبًا افضل ہونے کی نفی نہیں کرتا۔ ہاں کبھی حسیب کے لفظ سے منصب و جاہ والا شخص مراد لیا جاتا ہے' جس طرح کہ لفظِ حسیب کی صاحبِ منصب و جاہ کے ساتھ تفسیر کی گئی ہے' محیط میں صدرالاسلام کی طرف سے' تو ایسا حسیب علویہ کا کفو نہیں ہے' جیسا کہ ینابیع میں ہے الخ اور تو جانتا ہی ہے کہ بے شک اگرچہ اُس نے اِسے اُس کے پیچھے (اِسی سلسلہ میں) ہی ذکر کیا' مگر یہ اِس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ اُس

[1] حاشیہ منحة الخالق للعلّامة الشّامیؒ علی البحرالرائق' ج 3' ص 131' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ پاکستان

(صاحبِ بحر) نے اُسے اِس مقصد کے لیے وارد کیا' بلکہ اُس نے انساب میں تفاضل کی پہچان کے فائدے کے لیے اِسے وارد کیا اور اگر یہ تاویل و توجیہ نہ کی جائے تو پھر اِس پر قریش کو بنی ہاشم سے مؤخّر کرنے کا اشکال وارد ہوگا' حالانکہ تو نے گُذشتہ اوراق میں یہ جان لیا ہے کہ قریش کے مابین تفاضل کا اعتبار نہیں کیا گیا' یہاں تک کہ اگر کسی ہاشمیہ نے کسی قرشی غیر ہاشمی سے نکاح کیا تو اُس کا عقد رد نہیں کیا جائے گا۔ خوب غور کر لے۔

قارئینِ کرام! بطورِ نتیجہ ایک تو یہ ثابت ہوا کہ صاحبِ بحرالرائق کے ظاہرِ روایت والے قول کی وضاحت ہوگئی اور دوسرے بنو ہاشم کے نسبًا افضل ہونے کی صحیح توجیہ بھی سامنے آگئی کہ وہ نسبًا افضل ہیں' مگر یہ افضلیت وہ نہیں جو قریش کے باہم کفو ہونے کے منافی ہو اور وہ حدیث شریف جس کو یہاں صاحبِ بحر' مبسوط کے حوالے سے لائے' جس میں تمام قبائل سے قریش اور قریش سے بنی ہاشم اور بنی ہاشم سے حضور علیہ السّلام کی بُزرگی و فضیلت کا بیان ہے' کا مفہوم بھی واضح ہوگیا کہ یہ بزرگی بہ سلسلۂ مُناکحت قریش کے باہم کفو ہونے کی نفی نہیں کرتی ' جیسا کہ رسول ﷺ کے اپنے فعلِ مبارک اور حضرت علیّ المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہٗ کے عمل سے ثابت ہے۔ جس کو ہم ماسبق میں صاحبِ بدائع الصنائع کے حوالے سے بھی بیان کر آئے ہیں' مگر یہاں موقع کی مناسبت کے لحاظ سے ایک بار پھر اُس کا حوالہ دے رہے ہیں' تا کہ بات اوقع فی الذہن ہو جائے۔

صاحبِ بدائع الصّنائع کی تحقیق

وان کان للهاشمیّ من الفضیلة مالیس للقرشیّ لکنّ الشّرع اسقط اعتبار تلك الفضیلة فی باب النّکاح عرفنا ذلك بفعل رسول اللّٰہ ﷺ واجماع الصّحابةؓ فانّه روی انّ رسول اللّٰہ ﷺ زوّج ابنتهٗ من عثمانؓ وکان أمویًّا لا هاشمیًّا وزوّج علیؓ ابنتهٗ من عمرؓ ولم یکن هاشمیًّا بل عدویًّا فدلّ انّ الکفاءة فی قریش لاتختصّ ببطن دون بطن[1]۔ انتهٰی

ترجمہ: اور اگر چہ ہاشمی کے لیے وہ فضیلت ہے، جو عام قرشی کو حاصل نہیں، لیکن نکاح کے باب میں شریعت نے اِس فضیلت کا اعتبار ساقط کر دیا، یہ بات ہم نے رسول اللہ ﷺ کے فعلِ مبارک اور صحابہ کرامؓ کے اجماع سے پہچانی (معلوم کی) ہے، کیوں کہ روایت کیا گیا کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے اپنی دُختر کا نکاح حضرت عثمانؓ سے کر دیا، حالانکہ وہ اُموی تھے ہاشمی نہیں تھے اور حضرت علیؓ نے اپنی نورِ نظر کا نکاح حضرت عمرؓ سے کر دیا، حالانکہ وہ بھی عدوی تھے ہاشمی نہیں تھے، پس اِسی سے اِس بات کی دلالت پائی گئی کہ قریش میں باہمی کفاءت کسی ایک بطن کی دوسرے بطن کے ساتھ مخصوص نہیں (بلکہ تمام قریش باہم کفو ہیں)

تشریحِ مزید

قارئینِ کرام! صاحبِ رفع الاشتباہ مولوی مشتاق صاحب چشتی نے مبسوط کے حوالے سے جو بات چلائی اور بحر الرّائق میں جس حدیث شریف کو بطورِ حُجت لایا گیا اور

---

[1] بدائع الصّنائع فی ترتیب الشّرائع، مولّفۃ الامام علاء الدین ابو بکر بن مسعود الکاسانی الحنفیؒ الملقب بملك العلماء، المتوفّٰی 587ھ، ج 2، ص 319

Marfat.com

ہم نے علّامہ شامیؒ اور علّامہ کاسانیؒ کے حوالے سے اُس کی وضاحت کر دی' تقریبًا وہی حدیث شریف قدرے لفظی اختلاف کے ساتھ ہمارے وہ تمام مہربان بھی اپنی اپنی کتابوں یا کتابچوں میں لائے ہیں' جنہوں نے اِس موضوع پر خامہ فرسائی فرمائی ہے۔ اب اُن الفاظ کے ساتھ آپ حدیث شریف اور اُس کا صحیح مفہوم خود ملاحظہ فرمالیں۔

نوٹ: اگرچہ اِس حدیث کے حوالے سے کچھ بحث سطورِ گزشتہ میں بھی ہو چکی ہے مگر یہاں بہ تقاضائے مقام اِس کا اعادہ خالی از فائدہ نہیں ہوگا۔ ملاحظہ کیجیے: ان اللّٰہ اصطفٰی کنانة من ولد اسماعیل واصطفٰی قریشًا مّن کنانة واصطفٰی من قریش بنی ھاشم واصطفانی من بنی ھاشم یعنی بے شک اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السّلام کی اولاد سے کنانہ کو چُنا اور بنو کنانہ سے قریش کو چُنا اور قریش سے بنو ہاشم کو چُنا اور بنو ہاشم سے مجھے چُن لیا۔

اب اِس حدیث شریف سے متعلّق چند قابلِ غور نکات پیش کیے جاتے ہیں۔

پہلا نکتہ: ہمارے مخالفین کے نزدیک چُوں کہ اِس حدیث کے مطابق قریش دُوسری اقوامِ عرب سے اور بنی ہاشم قریش سے اور پھر واصطفانی کے تخصیصی لفظ سے بنو فاطمہ اِن سب سے افضل ہیں' لہٰذا فاضل مفضول کا کفو نہیں بن سکتا' پس اِن کے درمیان مناکحت جائز نہیں' کیوں کہ غیر کفو میں نکاح کرنے سے صاحبِ فضیلت خاندان کی توہین اور ہتک ہوتی ہے' اِس لیے بنو فاطمہ کی بیٹیوں کے ساتھ کسی دُوسرے فردِ خلق کا نکاح ناجائز یا حرام ہے' حالانکہ یہ عقیدہ ونظریہ اور موقف وفکر قطعی طور پر اِس

Marfat.com

حدیث شریف سے ثابت نہیں ہوتا اور نہ ہی شُرّاحِ حدیث اور عُلمائے احناف نے آج تک اِس سے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے' بلکہ حقیقت یہ ہے کہ بنو فاطمہ' بنو ہاشم' بنوعبّاس' بنواُمیّہ' بنوعقیل' بنوجعفر' صدّیقی' فاروقی' عثمانی اور علوی (اعوان) یہ تمام آپس میں نسبًا کفو ہیں اور بسلسلۂ نکاح اِن میں تفاضل کا کوئی اعتبار نہیں اور ہم نے اِس کتاب میں متعدد بار اکفاء کے آپس میں نکاح کا حکم بیان کر دیا ہے۔

دُوسرا نکتہ: حدیثِ محوّلہ بالا میں آخری جملہ واصطفانی من بنو ھاشم کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ آپ کا اصطفا اور انتخاب بہ اعتبارِ فضائلِ حمیدہ ہے' نہ کہ بہ اعتبارِ نبوّت و دیانت یا بہ اعتبارِ تقوٰی و صالحیّت کے اور یہ امر متفق علیہ ہے کہ حضور علیہ السّلام فضائلِ حمیدہ کے اعتبار سے تمام بنو ہاشم' قریش اور تمام عرب وعجم پر کُلّی فضیلت رکھتے ہیں' لیکن اِس کے ساتھ ساتھ یہ امر بھی ذہن نشین رہے کہ واصطفانی کے اِس تخصیصی لفظ سے یہ ہرگز مراد نہیں لی جاسکتی کہ آپ کے رُتبۂ نُبوّت پر فائز ہونے کے بعد اپنی قوم قریش یا بنوہاشم سے آپ کا نسبی سلسلہ منقطع ہوگیا' حالانکہ نُبوّت و رسالت کے اِس منصبِ عالی پر فائز ہونے کے بعد بھی آپ کے اُسی قوم وخاندان سے ہونے کی صراحت آیاتِ قرآنیّہ میں بھی موجود ہے' جس کا انکار موجبِ کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وانذر عشیر تك الاقربین[1] (الآیۃ) آپ اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو ڈرائیے۔

عشیرۃ کا لفظ عربی زبان میں انسان کے باپ کی طرف سے قریبی رشتہ داروں کی جماعت پر بولا جاتا ہے' کیوں کہ اُن سے انسان عددی کثرت حاصل کرتا ہے اور گویا وہ

---

[1] سورۂ شعراء' آیت 214' پارہ 19

Marfat.com

اُس کے لیے بمنزلہ عددِ کامل کے ہیں' کیوں کہ عشرۃ کا عدد ہی کامل ہوتا ہے۔

قریش کا نسبی اعتبار سے حضور علیہ السلام کا کفو ہونا منصوص ہے

قارئینِ کرام! ہم حضور علیہ السلام کے اپنی قوم کے ساتھ بقائے رشتہ پر ایک اور قرآنی دلیل پیش کرتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَقَالَ الرَّسُولُ يَارَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا[1] اے میرے پروردگار! بے شک میری قوم (قریش) نے قرآنِ مجید بالکل چھوڑ دیا ہے۔

اِس آیتِ مبارکہ میں قومی سے مراد قریش ہیں۔ صاحبِ تفسیرِ روح البیان نے بھی یہی تحریر کیا ہے اور صاحبِ تفسیرِ مظہری نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ گویا رسالت مآب علیہ السلام کا قریشی ہونا منصوص ہو گیا۔ واصطفانی من بنی هاشم والی حدیث شریف پر تو بہ اعتبارِ سند و رُواۃ اعتراض ہو سکتا ہے' مگر اِنّ قومی کی نص میں اشتباہِ خفیف بھی موجبِ کفر ہے' لہٰذا قریش نسبی اعتبار سے رسول اور ذریّتِ رسول کے بلحاظِ نص بھی کفو ٹھہرے۔

عجمی کے علویّہ کے کفو ہونے پر مختصر دلائل

پہلی دلیل: فقہِ حنفی کی معتبر کتاب فتاویٰ قاضی خان' جس کے مؤلف الشیخ القاضی الامام الاجلّ الزّاهد البارع الكبير الأستاذ فخر الملّة والدّين الحسن بن منصور بن محمود الاوزجندیؒ' المتوفّٰی 596ھ ہیں' جن کے بارے علّامہ ابنِ عابدین شامیؒ

---

[1] سورۂ فرقان' آیت 30' پارہ 19

Marfat.com

نے ردّالمحتار میں فرمایا:

الثّالثۃ طبقۃ المجتھدین فی المسائل الّتی لانصّ فیھا عن صاحبِ المذھب کالخصّاف وابی جعفر الطّحاویّ وابی الحسن الکرخیّ وشمس الأئمّۃ الحلوانیّ وشمس الأئمّۃ السّرخسیّ و فخر الاسلام البزدویّ و فخر الدّین قاضی خان وأمثالھم فانّھم لا یقدرون علی شیٔ من المخالفۃ لافی الاصول ولا فی الفروع لکنّھم یستنبطون الاحکام فی المسائل الّتی لا نصّ فیھا علی حسبِ الاصول والقواعد[1] الخ

ترجمہ: تیسرا طبقہ مجتہدین فی المسائل کا ہے' جواُن مسائل میں اجتہاد کرتے ہیں جن میں صاحبِ مذہب سے کوئی نص موجود نہ ہو' جیسے کہ امام خصّاف' ابوجعفر طحاوی' ابوالحسن کرخی' شمس الائمّہ حلوانی' شمس الائمّہ سرخسی' فخرالاسلام بزدوی اورفخرالدین قاضی خان اوراُن کی مثل' کیوں کہ یہ لوگ اُصول وفُروع میں مخالفت کی قدرت نہیں رکھتے' لیکن جن مسائل میں نص موجود نہ ہو' اُصول وقواعد کے مطابق اُن مسائل کے احکام کا استنباط کرتے ہیں۔

اِسی طرح علّامہ شامیؒ نے اپنے مشہورِزمانہ رسالہ شرح عقودرسم المفتی کے ص 5 پر یہی بات تحریرفرمائی اور رسالۂ مذکور کے ص 30 پر متعدّداشعارمیں سے ایک شعر یہ بھی لکھا۔

و سابق الاقوال فی الخانیۃ و ملتقی الا بحر ذومزیّۃ

اور یہ بھی لکھا: أی انّ الاقوال الواقعۃ فی فتاوی الامام قاضی خان لہٗ مزیّۃ

---

[1] حاشیۃ ردّ المحتار علی الدُّرالمختار للعلّامۃ الشامیؒ' ج 1' ص 57' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ پاکستان

Marfat.com

علی غیرہ فی الترجحان الخ یعنی بے شک وہ اقوال جو فتاوٰی قاضی خان میں ہیں' قاضی خان کو ترجیحِ مسائل میں دیگر علماء پر فضیلت حاصل ہے۔

حضرت فاضلِ بریلویؒ کی نظر میں امام قاضی خانؒ کا علمی مقام

نیز چودھویں صدی ہجری کے فقہِ حنفی کے متبحر عالمِ دین حضرت مولنا احمد رضا خان فاضلِ بریلویؒ جو اپنے دور میں مجتہدانہ بصیرت کے حامل اور فقہائے احناف میں ممتاز مقام کے حامل تھے اور جن کے مشہورِ زمانہ فتاوٰی رِضویہ کو فقہِ حنفی کا انسائیکلو پیڈیا کہا جا سکتا ہے' اُنہوں نے بھی امام قاضی خانؒ کی ثقاہت وفقاہت اور فقہی مقامِ اجتہاد فی المسائل پر خوب روشنی ڈالی ہے' جس کا حوالہ ہم ماقبل میں دے آئے ہیں۔ اِس مقام کے حامل امام قاضی خانؒ نے اپنے فتاوٰی میں لکھا: وقال الشیخ الامام الزاھد علیّ بن محمّد البزدویؒ الفقیہ یکون کفوا للعلویّ لانّ شرف الحسب فوق شرف النسب[1]۔ انتھٰی

ترجمہ: الشیخ الامام الزاھد علی بن محمّد البزدویؒ نے فرمایا: فقہ کا عالم' علوی کا کفو ہے' اِسی لیے کہ حسب کا شرف' نسب کے شرف پر فائق ہے۔

نتیجۂ عبارت

قارئینِ کرام! یہ حوالہ قاضی خان کا ہے' جن کا فقہی مقام سُطورِ محررہ بالا میں بیان ہو چکا اور پھر اُنہوں نے امام زاہد علی بن محمد بزدویؒ المتوفّٰی 482ھ کا مختار قول نقل کیا' جو کہ پانچویں صدی ہجری کے مشہور اُصولی وفقیہ ہیں' اُصولِ فقہ میں آپ کی

---

1 فتاوٰی قاضی خان' ج 1' ص 164' مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور

کتاب اُصولِ بزدوی مشہور و مطبوع ہے اور یہ امام بزدویؒ بھی امام قاضی خان کی طرح مجتہدین فی المسائل میں شامل ہیں' بلکہ علامہ شامیؒ نے قاضی خانؒ سے اُن کا نام پہلے تحریر فرمایا۔ اُن کے نزدیک فقیہ علوی کا کفو ہے' جب کہ ہمارے علّامہ مشتاق احمد چشتی صاحب بضد ہیں کہ عالم اور فقیہ علوی اور علویہ کا کفو نہیں ہے۔

اعتراض: آپ (نصیر الدین نصیر) امام قاضی خانؒ کا حوالہ بڑے مہتم بالشّان طریقے سے دے رہے ہیں کہ وہ کہتے ہیں فقیہ علویہ کا کفو ہے' لیکن وہی امام قاضی خانؒ غیر کفو میں نکاح نافذ نہ ہونے کا فتوٰی دیتے ہیں تو آپ نہیں مانتے اور جواب میں کہتے ہیں کہ ظاہرِ روایت کے مطابق یہ نکاح اولیاء کی رضاء سے غیر کفو میں نافذ و لازم ہو جاتا ہے' حالانکہ وہاں امام قاضی خانؒ نے اپنے اِسی رُتبۂ اجتہاد فی المسائل کو استعمال میں لاکر روایتِ نادرہ پر فتوٰی دیا۔ وہاں آپ ظاہرِ روایت کا سہارا لیتے ہیں' یہاں بھی تو صاحبِ بحرالرّائق نے عجمی عالم کا علویہ کے کفو نہ ہونے کو ظاہر الرّوایہ لکھا' جس کو حاشیہ میں علامہ شامیؒ نے بھی ذکر کیا اور تسلیم کیا کہ ظاہرِ مذہب اِسی طرح ہے اور اُس کی تردید نہ کی' بلکہ توجیہہ کی' جس کو آپ بھی تفصیلاً لائے ہیں۔ ذیل میں وہ حوالہ بھی دیکھ لیں کہ غیر کفو میں نکاح نافذ نہ ہونے کو امام قاضی خانؒ کا قول کہا گیا۔

شرح الوقایہ میں ہے: **نفذ نکاح حرّۃ مکلّفۃ ولو من غیر کفو بلا ولیّ ولہٗ الاعتراض ھنا أی للولیّ الاعتراض فی غیر الکفو وروی الحسن عن ابی حنیفۃؒ**

Marfat.com

عدم جوازہ أی عدم جواز النّکاح من غیر کفوٍ وعلیہ فتوٰی قاضی خان[1]۔

جواب: ہم امام قاضی خانؒ کے غیر کفو میں نکاح کے عدمِ جواز کے بھی قائل ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ غیر کفو میں فقہِ حنفی کے مطابق نکاح کی دو روایتیں ہیں۔

ایک ظاہر الرّوایہ جس کا مفاد یہ ہے کہ لڑکی اگر غیر کفو میں ولیِ اقرب کی رضامندی کے بغیر نکاح کرلیتی ہے تو وہ نکاح منعقد تو ہو جاتا ہے' مگر لازم نہیں ہوتا' یعنی اولیاء کو عندالقاضی اُس نکاح کے فسخ کروا لینے کا حق حاصل ہوتا ہے' چاہے تو قاضی اِسے برقرار رکھے اور چاہے تو فسخ کردے' جب کہ دُوسری روایت حسن بن زیاد سے ہے جو نوادر کے قبیلے سے ہے' اِس روایت کے مطابق اگر لڑکی نے غیر کفو میں اپنے ولیِ اقرب کی' اجازت ورضا کے بغیر نکاح کرلیا تو یہ نکاح اصلاً یعنی سرے سے منعقد ہی نہیں ہوا' جب منعقد ہی نہیں ہوا' تو لامحالہ وہ صُحبت' صُحبتِ زنا ہوگی۔ آپ کی اعتماد کردہ کتاب شرح الوقایہ میں بھی اِسی طرح ہے' ملاحظہ کرلیں: واما مسألۃ الکفو ففی ظاھر الرّوایۃ النّکاح من غیر کفوٍ ینعقد لکنّ للولیّ الا عتراض ان شاء فسخ وان شاء اجاز وفی روایۃ الحسنؒ عن ابی حنیفۃؒ لاینعقد[2]۔ انتھٰی

گویا فقہِ حنفی کے مطابق مذکورہ ہر دو روایتوں پر فتوٰی دیا جاسکتا ہے۔ یہ مفتی پر منحصر ہے کہ وہ حالات کے تقاضوں اور اُن کی نزاکتوں کے پیشِ نظر کس روایت پر فتوٰی دینے کو ترجیح دیتا ہے؟ امام قاضی خان کا روایتِ نادرہ پر فتوٰی ہمیں تو قبول ہے' لیکن معترض اور اُس کے جملہ مربّیان کو بشمولِ مولوی مشتاق احمد و مفتی وزیر آبادی صاحبان قبول نہیں

[1] شرح الوقایہ' کتاب النکاح' باب الولی والکفو، ج 2' ص 20

[2] شرح الوقایہ' المجلّد الثانی' ص 21' مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

Marfat.com

ہے' کیوں کہ وہ کہتے ہیں کہ سیّدہ کا نکاح اگر اجازت و رضائے اولیاء سے بھی کسی مسلمان غیر سیّد سے کر دیا جائے تو وہ منعقد ہی نہیں ہوتا اور صُحبت' صُحبتِ زنا ہے' چاہے وہ ناکح قریشی' ہاشمی' فقیہ کوئی بھی ہو' حالانکہ ہم نے پہاڑوں سے زیادہ وزنی اور مضبوط دلائل سے ثابت کر دیا کہ قریش کے تمام بُطون ایک دُوسرے کے کفو ہیں' لہٰذا اگر کسی سیّدہ (قریشیّہ' ہاشمیّہ) کا نکاح اولیاء کی رضامندی سے کسی مسلمان ہاشمی' قریشی' عبّاسی' صدّیقی' فاروقی' عثمانی' علوی (اعوان) یا پھر غیر قریشی عالم باعمل سے کر دیا جائے تو وہ منعقد بھی ہو جاتا ہے اور لازم بھی ہو جاتا ہے۔ ہمیں امام قاضی خانؒ کا فتویٰ بھی قبول ہے کہ اگر ناکح اِن محرّرہ بالا اوصاف میں سے کسی وصف پر بھی پورا نہ اُترے' یعنی واقعی سیّدہ کا کفو نہ ہو تو اُس کا نکاح رضائے اولیاء کے بغیر منعقد ہی نہیں ہوگا' مطابقِ روایتِ نادرہ وفتویٰ امام قاضی خانؒ' لیکن آپ ذرا سوچ کر بتائیں کہ کیا آپ کو امام قاضی خانؒ کا فتویٰ قبول ہے کہ ایک عجمی شخص' جس کا تعلّق عجمی اقوام سے ہو مثلاً مُغل' پٹھان' شیخ وغیرہ اگر وہ عالم باعمل اور فقیہ ہو تو وہ سیّدہ علویّہ کا کفو ہے اور کفو ہونے کے ناتے اُس کا نکاح اولیائے سیّدہ کی رضا کے ساتھ اور بغیر رضا کے بھی منعقد اور لازم ہو جاتا ہے' کیوں کہ عالم وفقیہ کے سیّدہ علویّہ کے کفو نہ ہونے کی ظاہرِ روایت (بقولِ صاحبِ بحر) کے باوجود امام قاضی خانؒ نے فتویٰ دیا کہ عالم وفقیہ علویّہ کا کفو ہے' جیسا کہ ابھی فتاویٰ قاضی خانؒ کے حوالے سے ہم نے لکھا ہے اور اِسی پر تمام عُلماء وفُقہائے احناف کا عمل وفتویٰ جاری ہے جن میں صاحب دُرِّمختارؒ' علّامہ شامیؒ

Marfat.com

خیر الدین رملیؒ، صاحبِ مجمع الفتاوٰی، صاحبِ بزّازیہ، صاحبِ محیط، صاحبِ فیض، جامع الفتاوٰی اور صاحبِ دُرر جیسی شخصیات شامل ہیں اور حضرت مولانا احمد رضا خان فاضلِ بریلویؒ نے بھی اِسی تحقیق کے ساتھ اتفاق کرتے ہوئے فتاوٰی رضویہ میں عجمی عالمِ دین کے سیّدہ کے کفو ہونے اور اِن کے مابین بغیر رضائے اولیاء کے نکاح منعقد و لازم ہو جانے کا فتوٰی صادر کیا، جس کا حوالہ ہم اِسی کتاب میں پیش کر رہے ہیں۔ اُمید ہے آپ امام قاضی خانؒ کے اِس فتوٰی کو بھی ضرور قبول کر لیں گے۔ اگر آپ نے یہ فتوٰی قبول کر لیا، تو بس پھر جھگڑا ہی ختم ہو گیا۔

کوئی صورت نظر نہیں آتی

حالانکہ ہمارا اور ہمارے فریقِ مخالف کا معاملہ کہیں آگے جاتا ہے۔ وہ تو کہتے ہیں کہ ساداتِ بنو فاطمہ کا پوری کائنات میں الگ تھلگ نسب ہے، اُن کا روئے زمین پر کوئی بھی کفو نہیں ہے، چاہے وہ ہاشمی ہو، قریشی، صدیقی، فاروقی، عثمانی، عباسی ہو یا غیر قریشی عربی یا عجمی عالم باعمل، فقیہِ وقت ہو۔ ہم کہتے ہیں کہ ساداتِ بنو فاطمہ بھی بنیادی طور پر قریش ہیں اور قریش کے تمام قبائل باہم کفو ہیں اُن میں تفاضل نہیں ہے، لہٰذا سیّدہ فاطمیہ کا نکاح کسی ہاشمی یا قریشی النسل شخص سے ہو سکتا ہے۔

کفو اور امام قاضی خانؒ کا فتوٰی

ہمارے اِس موقف پر سینکڑوں کُتبِ احناف گواہ ہیں کہ یہی امام قاضی خانؒ بھی تحریر فرماتے ہیں: فقریش بعضهم اكفاء لبعض كيف كانوا حتّٰى انّ القرشی الّذی

لیس بهاشمی یکون کفوأللهاشمی وغیر القرشی من العربی لایکون کفؤا للقرشی والعرب بعضهم اکفاء لبعض الانصاری والمهاجر فیه سوّاء۔[1]

ترجمہ: پس قریش ایک دُوسرے کے کفو ہیں' جیسے بھی ہوں' یہاں تک کہ وہ قریشی جو ہاشمی نہیں ہے' وہ ہاشمی کا کفو ہے اور غیر قریشی عربی وہ قریشی کا کفو نہیں ہے اور عرب ایک دُوسرے کے کفو ہیں' اِس میں مہاجر اور انصار برابر ہیں۔

قارئینِ کرام! ہمارے فریقِ مخالف کو چاہیے کہ وہ امام قاضی خانؒ کے اِس فتوٰی کو بھی بلا تأمل مان لیں' جس طرح غیر کفو میں نکاح کے اصلاً منعقد نہ ہونے پر امام قاضی خانؒ کے قول کی تشہیر کر رہے ہیں' اِسی طرح امامِ مذکور کے اِن دو فتووں کو بھی مان لیں کہ تمام قریش ایک دُوسرے کے کفو ہیں' نیز عجمی عالم و فقیہ علویّہ کا کفو ہے' حالانکہ انہی امام قاضی خانؒ نے اپنے فتوٰی میں یہ بھی تو لکھا ہے: اذا زوّجت المرأة نفسها غیر کفو ورضی بہ احد الاولیاء لم یکن لھٰذا الولیّ ولا لمن ھو مثلہٗ أودونہٗ فی الولایۃ حقّ الفسخ ویکون ذٰلك لمن فوقہٗ یعنی جس وقت عورت نے اپنا نکاح خود کسی غیر کفو کے شخص سے کرلیا اور اُس کے اولیاء میں سے کوئی ایک راضی ہو گیا تو اب بعد از نکاح' اُس ولی کو حقِ فسخ حاصل ہوگا اور نہ اُس سے نیچے درجے والے کسی ولی کو یہ حق حاصل ہوگا' بلکہ اُس سے اُوپر والے ولی یعنی ولیِ اقرب کو اِس فسخ کا حق ہوگا۔

قارئینِ کرام! حقِ فسخ سے مراد حقِ اعتراض ہے کہ وہ ولیِ اقرب اعتراض کرسکتا ہے یعنی قاضی کے پاس فسخ نکاح کا دعوٰی کرسکتا ہے۔ براہِ راست فسخ کرنے کا حق

[1] فتاوٰی قاضی خان' ج 1' ص 163' مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور

Marfat.com

اور عہدہ قاضی کا ہے' نہ کہ اولیاء کا۔ اِس بات کو بھی خود قاضی خانؒ نے اِسی مقام پر لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو' فرماتے ہیں: اذا زوّجت المرأة نفسها غیر کفؤ کان للاولیاء من العصبة حقّ الفسخ ولایکون الفسخ لعدم الکفاءة الاّ عند القاضی لانّهٗ مجتهد فیه[1]۔

ترجمہ: جب کسی عورت نے اپنا نکاح خود غیر کفو میں کر لیا تو اُس کے عصبہ اولیاء کو حقِ فسخ حاصل ہوگا اور عدمِ کفاءت کی وجہ سے حقِ فسخ صرف قاضی کے پاس ہی ہے' کیوں کہ اِس معاملے میں اُسے حقِ اجتہاد حاصل ہے' وہ حالات و واقعات کو دیکھ کر چاہے تو فسخ کر دے اور چاہے نہ کرے۔

قارئینِ کرام! ہم یہ جزیۂ فتاوٰی قاضی خانؒ میں سے بغیر تبصرہ کے نقل کر رہے ہیں۔ ہمارے فریقِ مخالف میں اگر انصاف نام کی کوئی چیز موجود ہوئی' تو وہ اِس پر ضرور غور کریں گے۔ (اعتراض کا جواب مکمّل ہو گیا)

شرفِ علم' شرفِ مال و نسب سے بالا اور قوی ہے

دُوسری دلیل: امام ابنِ ہُمامؒ نے فتح القدیر میں بیان فرمایا: وفی الجامع لقاضی خان قالوا الحسیب یکون کفأ للنسیب فالعالم العجمیّ کفٔ للجاهل العربیّ والعلویّة لِاَنّ شرف العلم فوق شرف النسب[2]۔ یعنی جامع الفتاوٰی قاضی خان میں ہے کہ عُلماء و مشائخ فُقہاء کی ایک جماعتِ کثیرہ نے کہا کہ حسب والا نسب والے کا کفو ہے۔ پس عجمی عالمِ دین' جاہل عربی اور علویہ کا کفو ہے' اِس لیے کہ شرفِ علم' شرفِ نسب

1. فتاوٰی قاضی خانؒ' ج 1' ص 164' مطبوعہ مکتبۂ حقانیہ پشاور

2. فتح القدیر' از امام ابن الهمام کمال الدّین محمّد بن عبد الواحد سیواسی اسکندری' المتوفّٰی 861ھ' ج 3' ص 190

کے شرف سے اُوپر ہے۔

تیسری دلیل: صاحبِ دُرِّ مختار علامہ شیخ علاؤالدین الحصکفیؒ المتوفّٰی 1088ھ '1677ء نے اپنی کتاب جس متن کی شرح کے طور پر لکھی' اُس متن کا نام تنویر الابصار لشیخ محمّد بن عبداللّٰہ التمرتاشی الحنفی ہے۔ ماتن نے لکھا تھا: العجمیّ لا یکون کفوًا للعربیّة ولو عالمًا وهو الاصحّ۔ متن کی شرح میں صاحبِ دُرِّ مختار نے لکھا: فتح عن الینابیع وادّعٰی فی البحر انّہٗ ظاهر الرّوایة وا قرّہ المصنّف لکن فی النّهر ان فُسِرّ الحسیب بذی المنصب والجاه فغیر کفوٍ للعلویّة کما فی الینابیع وان بالعالم فکفو لانّ شرف العلم فوق شرف النّسب والمال کما جزم بہٖ البزازیّ وارتضاه الکمال وغیرهٗ والوجه فیہٖ ظاهر ولذا قیل انّ عائشة افضل من فاطمة رضی اللّٰہ عنهما ذکره القهستانیؒ[1]۔

ترجمہ: صاحبِ فتح القدیر نے ینابیع کے حوالے سے اِسے ذکر کیا اور بحر الرّائق میں دعوٰی کیا گیا کہ یہ ظاہر الرّوایہ ہے' تو مصنّفِ تنویر الابصار نے اِسے برقرار رکھّا' لیکن نہر الفائق میں ہے کہ اگر حسیب کی تفسیر صاحبِ منصب و جاہ کے ساتھ کی جائے' تو وہ علویّہ کا کفو نہیں ہے' جیسا کہ ینابیع میں آیا اور اگر حسیب کی تفسیر عالم کے ساتھ کی جائے' تو پھر وہ علویّہ کا کفو ہے' اِس لیے کہ علم کا شرف' نسب اور مال کے شرف سے اُوپر ہے' جیسا کہ بزّازی نے اِس کے ساتھ جزم (یقین و وثوق) کیا اور اِس کو کمال نے بھی پسند کیا اور اُس کے علاوہ دیگر عُلماء وفُقہاء نے بھی اور اِس کی وجہ ظاہر ہے۔ اِسی لیے یہ کہا گیا

[1] الدّرّ المختار للحصکفیؒ' ج1' ص195

Marfat.com

کہ حضرت عائشہؓ حضرت فاطمہؓ سے افضل ہیں۔ اِس کو قہستانی نے ذکر کیا۔

حسیب و نسیب کا فرق

قارئینِ کرام! شارح علّامہ علاؤ الدّین الحصکفیؒ نے ماتن کا رد کیا' جس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک حسیب ہوتا ہے اور دوسرا نسیب۔ حسیب وہ ہے جس کے اخلاق قابلِ ستائش ہوں۔ اِس حسیب کی دو قسمیں ہیں: اوّل وہ جو عالمِ دین ہے' دوم وہ جو عالمِ دین نہیں' لیکن ذی مرتبہ اور صاحبِ عزّت ہے اور لوگ اُس کو عزّت و احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور نسیب وہ ہے جو نسب کے لحاظ سے شریف ہے' جیسے ساداتِ کرام' بنوہاشم اور قریش۔ صاحبِ تنویر الابصار نے کہا کہ عجمی خواہ عالم ہو یا عالم تو نہ ہو' لیکن ذی مرتبہ اور صاحبِ منصب ہو' عربیہ عورت کا کفو نہیں ہیں اور صاحبِ دُرِّ مختار نے اِس کو رد کیا کہ اگر حسیب عالم نہیں ہے' لیکن ذی منصب اور صاحبِ مرتبہ ہے تو یہ علویہ کا کفو نہیں اور اگر حسیب سے مراد عالمِ دین ہے تو پھر وہ عربیہ' علویہ وغیرہا کا کفو ہے[1]۔

خاص نوٹ: ہمارے مخالفین بحر الرّائق کا حوالہ پیش کر کے کہتے ہیں کہ صاحبِ بحر نے کہا یہ ظاہر الرّوایہ ہے کہ عجمی عربیہ کا کفو نہیں ہے' لہٰذا ظاہر الرّوایہ پر عمل کرنا اولیٰ ہوتا ہے۔ تو صاحبِ دُرِّ مختار نے' صاحبِ بحر الرّائق کا اِسے ظاہر الرّوایہ کہنے کو وادّعی فی البحر کہا یعنی ادّعی یا مجہول کا صیغہ ہے کہ یہ دعوٰی کیا گیا' جو ضعف کی طرف اشارہ ہے یا پھر معروف کا صیغہ ہے اور اِس کا فاعل ھو ضمیر ہے' جس کا مرجع

[1] الدّرّ المختار فی تنویر الابصار للامام علّامہ علاؤ الدّین محمّد بن علی حصکفیؒ المتوفّٰی 1077ھ' ص 195

صاحبِ بحرالرائق ہے یا پھر ادّعٰی کا فاعل البحر ہی ہے یعنی کتاب البحر نے دعوٰی کیا۔ مقصد یہ ہے کہ صاحبِ کتاب نے دعوٰی کیا' گویا صاحب دُرِّ مختار کے نزدیک یہ محض دعوٰی ہے۔ اِس کی کہیں بھی صراحت نہیں ہے کہ حضرت امامِ اعظم ابو حنیفہؒ سے یہ منقول ہے' کیوں کہ ظاہرالرّوایہ اُسی کو کہتے ہیں' جو روایات امام صاحبؒ سے امام محمدؒ نے اپنی چھ کُتبِ مشہورہ میں بیان کی ہوں' جیسا کہ علّامہ شامیؒ نے فرمایا:

وکتب ظاهر الرّواياتِ أتت ستًّا و بالاصول ایضًا سمّیت

ترجمہ: اور ظاہرالرّوایہ کی کتابیں آئی ہیں (تعداد میں) چھ اور وہ اُصول بھی کہلاتی ہیں[1]۔

جب کہ دوسرا مصرع شامی میں اِس طرح درج ہے: ستًّا لکلّ ثابت عنهم حوت یعنی اُن کی تعداد چھ ہے اور وہ ہمارے أئمۂ ثلاثہ سے تمام ثابت شدہ روایات کا احاطہ کرلیتی ہیں[2]۔

لہٰذا یہ محض ظاہرالرّوایہ ہونے کا دعوٰی ہے' جیسا کہ علّامہ شامیؒ نے دُرِّ مختار کی اِسی عبارت پر حاشیہ ردالمحتار میں لکھا: وامّا ما ذکرہٗ من ظاهر الرّواية فقد تبع فيه البحر وقول الشّارح وادعی فی البحر الخ یُفید انّ کونہٗ ظاهر الرّواية مجرّد دعوٰی لادلیل علیها سوٰی قولهم فی المتون وغيرها والعرب اکفاء أی فلا یکافئهم غيرهم ولا يخفٰی انّ هٰذا وان کان ظاهره الاطلاق ولکن قيّده المشائخ بغيرالعالم وکم لہٗ من نظير فانّ شأن المشائخ المذهب افادة قيود و شرائط بعبارات مطلقة استنباطامن قواعد کليّة أو مسائل فرعيّة أو ادلّةٍ نقليّة وهنا کذٰلک[3]۔

---

[1] شرح عقود رسم المفتی' ص 9' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی

[2] ردّ المحتار علی الدّرّالمختار' ج 1' ص 36

[3] ردّ المحتار علی الدّرّ المختار للعلامة الشامیؒ' ج 2' ص 350' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

Marfat.com

ترجمہ: لیکن شارح صاحبِ دُرِّ مختار نے جو اِس قول کو ظاہر الرّوایہ کہا' تو اُس نے صاحبِ بحر کے حوالے سے کہا اور شارح کا یہ کہنا وادّعی فی البحر الخ اِس بات کا فائدہ دیتا ہے کہ اِس قول کا ظاہر الرّوایہ ہونا محض دعوٰی ہے' اِس پر کوئی دلیل نہیں ہے سوائے اِس بات کے کہ متون وغیرہ میں جہاں یہ آیا ہے عرب آپس میں کفو ہیں' یعنی اُن کا غیر (غیر عرب) اُن کا کفو نہیں ہے اور یہ بات مخفی نہیں ہے۔ اگرچہ ظاہرًا اِس میں غیر عرب کو مطلق رکھا گیا ہے کہ خواہ عالم ہو یا غیر عالم' لیکن مشائخ نے غیر عرب کو غیر عالم کے ساتھ مقید کیا ہے' جس کا مطلب یہ ہے کہ غیر عرب اور عجمی جو عالم نہیں ہے وہ عرب کا کفو نہیں ہے اور جو عجمی عالم ہے' وہ عرب کا کفو ہے اور اِس بات کی بہت سی مثالیں موجود ہیں کہ مشائخِ مذہب کی یہ شان ہے کہ مطلق عبارات کو مقید کرتے ہیں اور اُن کی شرائط ذکر فرماتے ہیں اور یہ تقیید' مشائخ کرام قواعدِ کُلّیہ اور مسائلِ فرعیۃ اور دلائلِ نقلیۃ سے مستنبط کرتے ہیں اور یہاں ایسا ہی ہے کہ مشائخ نے جو غیر عرب عجمی کی تقیید غیر عالم کے ساتھ کی ہے' یہ اِسی قبیل سے ہے۔

علّامہ شامیؒ اور ہمارے موقف کی تصویب

چوتھی دلیل: علّامہ ابنِ عابدین شامیؒ' المتوفّٰی 1252ھ نے الدّرّ المختار فی تنویر الابصار پر حاشیہ لکھا' جس کا نام ردّالمحتار رکھا۔ اُس میں علّامہ شامیؒ نے ہمارے موقف کی تصویب فرمائی اور تنویر الابصار کا رد فرمایا۔ ملاحظہ ہو:

اقول حیث کان مافی الینابیع من تصحیح عدم کفاءۃ الحسیب للعربیۃ مبنی

علیٰ تفسیر الحسیب بذی المنصب والجاہ لم یصحّ ماذکرہ المصنّف من تصحیح عدم الکفاءۃ فی العالم و ذکر الخیر الرّملی عن مجمع الفتاوٰی العالم یکون کفوًا للعلویّۃ لانّ شرف الحسب اقوٰی من شرف النّسب وعن ھٰذا قیل انّ عائشۃؓ افضل من فاطمۃؓ لانّ لعائشۃ شرف العلم کذا فی المحیط وذکر ایضًا انّہٗ جزم بہٖ فی المحیط والبزّازیۃ والفیض و جامع الفتاوٰی وصاحب الدّررؒ۔[1]

ترجمہ: میں (علّامہ شامیؒ) کہتا ہوں کہ جب ینابیع والے نے یہ کہا کہ جو حسیب عالم نہیں اور صاحبِ منصب و مرتبہ ہے وہ عربیّہ عورت کا کفو نہیں اور یہی صحیح ہے تو مصنّف یعنی تنویرالابصار والے نے جو اُس کی تصحیح کی ہے کہ حسیب بمعنٰی عالم بھی علویّہ کا کفو نہیں۔ تو تنویر الابصار کا یہ کہنا صحیح نہیں' بلکہ غلط ہے۔ خیر الدین رملیؒ (جو کہ صاحبِ دُرِّمختار کے اُستاد ہیں' جن کو صاحبِ فتاوٰی خیریّہ کہتے ہیں' اُن کا دو جلدوں میں مجموعۂ فتاوٰی مطبوعہ ہے' آپ کا زمانہ 992ھ سے 1081ھ تک ہے) نے بحوالۂ مجمع الفتاوٰی ذکر کیا' کہ عالم علویّہ کا کفو ہے اور اِس کی دلیل یہ ہے کہ حسب یعنی شرفِ علم' نسب کے شرف سے قوی تر ہے اور اِسی لیے کہا گیا ہے کہ سیّدہ عائشہؓ حضرت سیّدہ فاطمہؓ سے افضل ہیں' کیوں کہ عائشہؓ کے لیے علم کا شرف ہے اور خیر الدین رملیؒ نے یہ بھی ذکر کیا کہ محیط' بزّازیّہ' فیض' جامع الفتاوٰی اور صاحبِ دُرَر نے اِسی مسئلہ کے ساتھ جزم کیا ہے یعنی علم کی شرافت' نسب کی شرافت سے قوی تر ہے اور حضرت عائشہؓ من وجہ علمھا

[1] ردّ المحتار علی الدّرّ المختار للعلّامۃ الشامیؒ' ج 2' ص 350' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

Marfat.com

حضرت فاطمہؓ سے افضل ہیں۔

ردّالمحتار اور الدّرّالمختار کی وجہِ تسمیہ اور صحیح تلفّظ

الفائدة الأُولی: الدّرّ المختار مرکّبِ توصیفی ہے‘ جس کا معنیٰ منتخب موتی ہے۔ اِسے دُرِّ مختار پڑھنا بھی صحیح ہے‘ کیوں کہ فارسی ترکیب میں مرکّبِ توصیفی اِسی طرح آتا ہے۔ لہٰذا الدّرّالمختار عربی میں اور دُرِّ مختار فارسی میں مرکّبِ توصیفی ہوا‘ مگر جو لوگ دُرّالمختار پڑھتے ہیں‘ یہ غلط ہے‘ کیوں کہ اِس طرح عربی ترکیب میں مرکّبِ اضافی ہوگیا جو کہ غلط ہے۔

الفائدة الثّانية: رَدُّ المحتار مرکّبِ اضافی ہے اور المحتار اسمِ مفعول بمعنیٰ حیرت زدہ ہے۔ علّامہ شامیؒ نے اپنے اِس حاشیہ کے نام کی وجہِ تسمیہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: قد ارشدت من احتار من الطّلاب فی فھم معانی ھٰذا الکتاب[1] (تحقیق میں نے اِس کتاب (دُرِّ مختار) کی مراد سمجھنے میں حیرت زدہ طلبہ کی راہنمائی کی ہے) فلھٰذا سمّیتھا ردّ المحتار علی الدّرّالمختار (پس اِسی لیے میں نے اِس کا نام ردّالمحتار علی الدّرّ المختار رکھا ہے) گویا اب پُورا نام ردُّالمحتار علی الدّرّالمختار فی تنویر الابصار (حیرت زدہ کو پھیرنا منتخب موتی کی طرف‘ جو آنکھوں کو روشن کرنے والا ہے) ہوا۔ یعنی ایک شخص کا قیمتی موتی گم ہوگیا جو کہ نورِ بصر ہے‘ وہ اِس کی تلاش میں حیران و پریشان ہے‘ علّامہ شامیؒ نے اِس کی رہنمائی کی کہ دیکھ تیرا مطلوب یہ ہے

[1] ردّ المحتار علی الدّرّ المختار‘ ج1‘ ص 3

Marfat.com

تنبیہ: جولوگ اِسے ردّ المختار (خاء کے ساتھ) بولتے یا لکھتے ہیں، وہ بھی بے سمجھی سے ایسا کرتے ہیں۔

الفائدة الثّالثة :الدّرّ المختار کے مؤلّف علّامہ علاؤ الدّین حِصکفیؒ ہیں۔ حِصنِ کیفا (کیفا نامی قلعہ) کی طرف نسبت کی وجہ سے حِصکفی کہلاتے ہیں۔ صرف مضاف کو لے کر حصنی بھی کہا جاتا ہے۔ حصن کیفا آپ کا وطن ہے۔ عام لوگ حاء کی زبر کے ساتھ حَصکفی بھی بولتے ہیں، جب کہ صحیح تلفّظ حِصکفی ہے۔

عالم اور علویہ کے تکافو پر علّامہ شامیؒ کی دلیلِ مزید

علّامہ شامیؒ صاحبِ بحرالرّائق کے اِس قول کی تردید کر رہے تھے، جو اُنھوں نے عالمِ عجمی کے علویہ کے کفو نہ ہونے کو ظاہر الرّوایۃ اور ھوالمذھب لکھا، اِسی طرح اُنھوں نے تنویرالابصار کا بھی رد کیا اور لکھا کہ ماتن (صاحبِ تنویرالابصار) نے اِس معاملے میں صاحبِ بحر کا اتباع کیا، جو کہ غلط ہے۔ اب اِس کے بعد علّامہ شامیؒ نے فیصلہ کن انداز میں فضیلتِ علم و عُلماء پر ایک عقلی دلیل دی، وہ بھی ملاحظہ ہو: وکیف یصحّ لاحد ان یقول انّ مثل ابی حنیفة أوالحسن البصریّ وغیرهما ممن لیس بعربیّ انّهٗ لایکون کفوا لبنت قرشیّ جاهل أو لبنتِ عربیّ بوّال علٰی عقبیه یعنی اور کسی کے لئے یہ کیسے درست ہوسکتا ہے کہ وہ کہے کہ امام ابوحنیفہؒ یا حضرت حسن بصریؒ یا ایسی دیگر علمی ہستیاں کسی جاہل قریشی یا جاہل عربی، ایڑیوں پر پیشاب کرنے والے کی بیٹیوں کے کفو نہیں ہیں۔

علّامہ شامیؒ کا قولِ فیصل

اب علّامہ شامیؒ فیصلہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں: فلا جرم انہٗ جزم بماقالہ المشائخ صاحب المحیط وغیرہٗ کما علمت وارتضاہ المحقّق ابن الھمام وصاحب النّھر وتبعھم الشّارح فافھم واللّٰہ سبحانہٗ اعلم[1]۔

ترجمہ: پس ضروری طور پر یہی یقینی بات ہے، جو مشائخ فُقہاء صاحبِ محیط وغیرہ نے فرمائی، جو تو نے جان لی (کہ عالم عجمی عربیّہ اور علویّہ کا کفو ہے) اور اِسی کو محقق ابنِ ہُمامؒ اور صاحبِ نہر نے اختیار کیا اور شارح (صاحبِ دُرِّ مختار علّامہ حصکفیؒ) نے اُن کا اتباع کیا۔ خوب سمجھ لے اور اللہ سبحانہٗ ہی زیادہ جانتا ہے۔

قارئینِ کرام! آپ نے علّامہ شامیؒ کے قلم سے ملاحظہ کر لیا کہ عجمی عالمِ دین علویّہ کا کفو ہے۔ اگر علّامہ شامیؒ کے نزدیک صاحبِ بحر کے دعوٰی کے مطابق مذہب اور ظاہر الرّوایہ یہ ہوتا کہ عجمی مطلقًا علویّہ کا کفو نہیں ہے، تو آپ اِس کا رد نہ کرتے اور عالم عجمی کے علویّہ کا کفو ہونے پر دلائل نقل نہ فرماتے، مگر ہمارے مخالفین بضد ہیں کہ یہی مذہب، ظاہر الرّوایہ اور امام ابوحنیفہؒ کا جزمی وقطعی فتوٰی ہے کہ عجمی عالم، علویّہ کا کفو نہیں ہے، بلکہ عربیّہ کا بھی کفو نہیں ہے۔ اِس لئے تو امام ابوحنیفہؒ نے باوجود اتنی جلالتِ علمی کے اپنے آپ کو اہلِ عرب کا کفو نہ سمجھا، چنانچہ مولوی عبدالحی چشتی مرحوم لکھتے ہیں:

"امام اعظم کے اِس قول کی یہ تاویل کی جانی مفید نہیں ہوگی کہ حضرت امام صاحب

[1] ردّ المحتار علی الدّر المختار، ج 2، ص 351، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ پاکستان۔

Marfat.com

تواضعًا ایسا فرماتے تھے' جب کہ اِس قسم کی کوئی روایت اُن سے منقول نہیں اور نہ ہی اِس حکم کے خلاف کوئی نص اُن سے روایت کی گئی ہے۔'' (تحقیق الحق الظریف الجیّد ازمولنا عبدالحی چشتی بہاولپوری' ص80' مطبوعہ ملتان' مقامِ اشاعت گولڑہ شریف)

علمی لطیفہ

قارئینِ کرام! آپ نے دیکھ لیا کہ مولوی عبدالحی چشتی مرحوم نے یہ فرمایا کہ امامِ اعظمؒ کا یہی فتوٰی' مذہب اور ظاہرِ روایت ہے کہ عجمی' خواہ عالمِ دین ہی کیوں نہ ہو' وہ قطعًا کسی عربیّہ کا کفو نہیں ہوسکتا اور یہ بات امام صاحب نے تواضعًا نہیں فرمائی' بلکہ اُن کا یہی مذہب اور فتوٰی ہے' حالانکہ اِسی گروپ کے ایک اور عالمِ دین مولوی مشتاق احمد صاحب چشتی اپنے کتابچے رفع الاشتباہ میں بہ شانِ علم و تحقیق یوں رقم طراز ہیں۔

''امامِ اعظمؒ کی تواضع اور احتیاط: کفو کے مسئلہ میں امامِ اعظمؒ نے بارگاہِ نبوّت میں انتہائی ادب اور تواضع سے کام لیا۔ آپ عجمیُ النّسل تھے' مگر آپ نے قاعدہ مقرّر فرمایا کہ کوئی عجمی عربیّہ کی کفو نہیں بن سکتا۔ امام سرخسیؒ فرماتے ہیں: فتواضع ولم یر نفسهٗ کفوًا للعرب (مبسوطِ سرخسی' ج5' ص22) امامِ اعظمؒ نے تواضع کی اور اپنے آپ کو عرب کا کفو قرار نہ دیا۔''

(رفع الاشتباہ عن قولِ سیّدنا مهر علی شاہؒ' ص20' مطبوعہ گولڑہ شریف)

قارئینِ کرام! دیکھ لیجئے کہ ایک ہی گروپ کے یہ ہر دو حضرات باہم اُلجھے ہوئے ہیں۔ ایک کہتا ہے کہ یہ امامِ اعظمؒ کی تواضع ہے کہ اُنہوں نے اپنے آپ کو عرب کا کفو نہیں سمجھا'

Marfat.com

دوسرا کہتا ہے کہ یہ تواضع نہیں' بلکہ اُن کا مذہب ہے اور یہی ظاہر الروایہ ہے۔ فیصلہ آپ پر ہے۔

مسئلۂ تواضع اور اُس کی مثالیں

حقیقتِ حال یہی ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کا یہ مذہب' ظاہر الروایہ اور فتویٰ نہیں تھا کہ کوئی بھی عجمی' خواہ عالمِ دین ہی کیوں نہ ہو' وہ عربیّہ کا کفو نہیں ہے' بلکہ یہ اُنہوں نے تواضعًا اپنے لئے فرمایا اور تواضع کا معاملہ استحبابی مسائل میں ہوتا ہے' نہ کہ وجوبی میں۔ چنانچہ علّامہ سرخسیؒ نے اسے امام صاحب کی تواضع ہی قرار دیا ہے۔ اب اِس سلسلے میں ایک حوالہ ملاحظہ کریں اور تواضع کی دو مثالیں دیکھیں۔

علّامہ مولانا جلال الدین الخوارزمی الکرلانی اپنی کتاب الكفاية على الهدايه میں فرماتے ہیں (ثمّ الكفاءة تعتبر فى النّسب) الّا علىٰ قول سفيان الثورى فانّهٗ كان يقول لا تعتبر الكفاءة من حيث النّسب وقيل انّهٗ كان من العرب فتواضع ورأى الموالى كفوا له' وابوحنيفةؒ كان من الموالى فتواضع ولم ير نفسهٗ كفوا للعرّب (انتهٰى)[1]

ترجمہ: پھر کفاءت کا نسب میں بھی اعتبار کیا جاتا ہے' مگر سفیان ثوریؒ کے قول کے خلاف' کیوں کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ نسب کے لحاظ سے کفاءت کا اعتبار نہیں ہے۔ اُن کے اِس قول کی توجیہہ یہ کی گئی کہ وہ عرب ہونے کے باوجود تواضع کیا کرتے تھے اور موالی (آزاد شدہ غلاموں یا عجمیوں) کو اپنا کفو قرار دیتے تھے اور ابوحنیفہؒ موالی (عجمی) تھے

[1] الكفاية على الهداية مع فتح القدير' ج 3' ص 188' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ پاکستان

Marfat.com

پس وہ تواضع فرمایا کرتے تھے اور باوجود عالم وفقیہ ہونے کے اپنے آپ کو عرب کا کفو نہیں سمجھتے تھے۔

نتیجۂ نقلِ عبارت

مندرجہ محوّلہ بالا عبارت سے دو نتیجے نکلتے ہیں۔

پہلا نتیجہ: امامِ اعظم ابوحنیفہؒ کا اپنے آپ کو عرب کا کفو نہ سمجھنا' یہ تواضع کے سبب تھا' آپ کا مذہب نہ تھا اور نہ ہی آپ اسے شرعی حکم یا وجوبی حکم سمجھتے تھے۔

دوسرا نتیجہ: حضرت سفیان ثوریؒ عرب ہونے کے باوجود تواضعًا عجمیوں کو اپنا کفو قرار دیتے تھے۔ ثابت ہوا کہ یہ مسئلہ شرعی وجوب اور حلال وحرام کا نہیں ہے' بلکہ تواضع کا ہے اور مستحب ہے کہ عجمی تواضعًا اپنے آپ کو باوجود عالمِ دین ہونے کے عرب کا کفو نہ سمجھے اور عربی باوجود عرب ہونے کے تواضعًا عجمیوں کو بھی اپنا کفو سمجھے۔

کفوِ نسبی مستحب ہے' فرض یا واجب نہیں

بات تو وہی ہماری ثابت ہوئی کہ نکاح میں کفوِ نسبی مستحب ہے' فرض یا واجب نہیں ہے۔ لہٰذا عجمی اگرچہ عالمِ دین ہی ہو' وہ باوجود عرب کا کفو ہونے کے تواضعًا اگر اپنے آپ کو عربیہ یا علویہ کا کفو نہ سمجھے تو یہ مستحب ہے۔ اِسی طرح عربی کے لئے مستحب ہے کہ وہ باوجود عربی ہونے کے عجمیوں کو اسلامی مساوات واخوت کے سبب اپنا کفو سمجھے' خصوصًا اگر عجمی صحیح العقیدہ اور عالمِ دین ہو تو پھر عربیوں' علویوں' قریشیوں' ہاشمیوں اور سیّدوں کو چاہیے کہ

ہ استحباباً اُسے اپنا کفو قرار دیں اور اُس سے رشتۂ مناکحت جوڑ لیں۔ یہی مزاجِ شریعت ہے اور اِسی پر عُلماء اور فقہائے اسلام کا بالعموم اور فقہائے احناف کا بالخصوص فتوٰی جاری ہے۔ چنانچہ علامہ شمس الدین محمد بن احمد سرخسی حنفیؒ ' المتوفّٰی 483ھ اپنی کتاب المبسوط میں ایک طویل بحث کے بعد حضرت سفیان ثوریؒ کی دوسری دلیل میں پیش کردہ احادیث کے جواب میں لکھتے ہیں' ملاحظہ ہو: وتأويل الحديث الأخر النّدب الٰى التّواضع وترك طلب الكفاءة لا الالزام وبه نقول الّا عند الرضا يجوز العقد[1] یعنی دوسری حدیث کا جواب یہ ہے کہ تواضع اور انکسار کرنا اور کفو کی طلب کو ترک کرنا مستحب ہے اور کفو کا اعتبار کرنا لازم نہیں ہے اور ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ رضا کے وقت (غیر کفو میں) نکاح کرنا جائز ہے۔

قارئینِ کرام! علّامہ سرخسیؒ کی اِس عبارت سے یہ واضح ہو گیا کہ امامِ اعظمؒ کے نزدیک کفو کو طلب کرنا لازم نہیں' بلکہ مستحب یہ ہے کہ تواضع و انکسار کو اختیار کرکے غیر کفو میں نکاح کیا جائے۔ الحمدللہ یہاں تک مولوی مشتاق احمد صاحب چشتی کے کتابچے رفع الاشتباہ کا بالخصوص اور دیگر مولویان و مفتیانِ نیاز مندانِ گولڑہ کا بالعموم رد ہو گیا' مگر جزوی' نہ کہ کُلّی کیوں کہ ع

سفینہ چاہیے اِس بحرِ بے کراں کے لئے

علاوہ ازیں مسئلۂ کفو کی وضاحت بایں پہلو کر دی گئی کہ عجمی اگر عالمِ دین ہو تو وہ عربیّہ اور علویّہ کا کفو ہے۔ اب عنانِ قلم کو دوبارہ وضاحتِ مقامِ ایمان و نسب کی طرف پھیرتا ہوں۔ وباللہ التّوفیق

....

[1] المبسوط للامام سرخسیؒ' ج 5' ص 23' الطبعة الثالثة 1398ھ' مطبوعہ دار المعرفة بیروت

Marfat.com

بابِ سوم

درجہ ایمان و درجہ نسب

کی

وضاحت

Marfat.com

درجۂ ایمان، درجۂ نسب سے بلند تر ہے

لفظِ نسب میں انتسابِ فلان الٰی فلان کا مفہوم پایا جاتا ہے، یعنی فلاں آدمی باعتبارِ ولدیت فلاں کی طرف منسوب ہے، اِس لیے اگر کوئی شخص کسی اعلیٰ شخصیت یا اُونچے خاندان کی طرف منسوب ہو تو اُسے نسیب کہتے ہیں۔ چُوں کہ محض نسبی اعتبار سے کسی کی طرف منسوب ہونا حتمی اور یقینی بھی نہیں ہوتا، بالخصوص دورِ حاضر میں انساب مخلوط ہو گئے ہیں۔ جس نے جو نسب عمدہ اور معزز دیکھا، اپنا لیا۔ بہ اعتبارِ صفات کم درجہ کے لوگ نامور اور معزز خاندانوں کے افراد میں شامل ہو گئے، تاکہ لوگ اُنہیں عزت دیں اور اُن کی تکریم کریں۔

اِس لیے آج کل بڑے بڑے خاندانوں کا نسب بھی حتمی نہ رہا اور لوگ آئے دن دُنیوی و مالی ترقّی کے ساتھ ساتھ تدریجاً تدریجاً نسب اور خاندان بدلنے میں بھی ترقّی کر رہے ہیں، حالانکہ ایسا کرنے پر جو وعید حدیث شریف میں آئی ہے اُس پر کان دھرنے کی تکلیف ہی نہیں کی جاتی اور پھر ایسے لوگ بڑی چالاکی سے اپنا شجرہ بھی مرتّب کروا کے اپنے پاس رکھ لیتے ہیں، تاکہ بوقت ضرورت کام آ سکے۔ ایسے حالات میں نسب کی حتمی اور یقینی پوزیشن کمزور پڑ جاتی ہے اور شکوک وشُبہات اور مرورِ زمانہ کی گرد اچھے بھلے نسیبوں (اونچے نسب والوں) کی نسبی حیثیت کو مشکوک بنا دیتی ہے۔

جنّت میں الحاق بالآباء کا معیار ایمان ہے' نہ کہ نسب

شاید یہی وجہ تھی کہ قرآنِ مجید نے جنّت میں الحاق بالآباء کا معیار نسب کے بجائے محض ایمان کو قرار دیا ہے کہ نسب اور خاندان تو دنیا میں لتعارفوا کے حوالے سے ایک دوسرے کی پہچان کے لئے ہیں' لیکن اُخروی نجات اور حصولِ جنّت کے لئے ایمان شرطِ اوّلیں ہے' نیز اِس لیے بھی نسب کو الحاق با لآباء اور مغفرت کا معیار قرار نہیں دیا جاسکتا کہ اگر باپ دادا پکّے مومن تھے' تو ہوسکتا ہے کہ اولاد میں کوئی کافر پیدا ہو جائے۔ اگر نسب کو وجہِ الحاق بالآباء اور معیارِ نجات قرار دیا جائے' تو پھر کافر اور مشرک اولاد کو بھی مسلمان آباء واجداد سے ملانا ضروری ہوگا لیکن ایسا ممکن نہیں ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ایمان کو معیار الحاق با لآباء قرار دیتے ہوئے سورۂ طور میں ارشادفرمایا: والّذین امنوا واتّبعتھم ذرّیّتھم بایمان الحقنابھم ذرّیّتھم وما التنٰھم من عملھم من شیٔ کلّ امرئ بما کسب رھین[1]۔

ترجمہ: اور جولوگ ایمان لائے اور اُن کی ذُرّیّت نے ایمان لانے میں اِن (باپ داداؤں) کا اتباع کیا تو ہم اُن کی ذرّیّت کو (بسبب ایمان) اُن سے ملا دیں گے اور اُن (باپ داداؤں) کے اعمال سے کچھ کم بھی نہیں کریں گے' ہر کوئی اپنے کیے کا مرہون ہوگا۔

اِس آیت میں واضح کر دیا گیا کہ اولاد کو آباء واجداد سے ملانے کی علّت اُن کا نسب نہیں' بلکہ اُن کا ایمان ہوگا۔ اگر الحاق بالآباء کا معیار' نسب ہوتا تو پھر مومن

---

[1] سورۂ طور' آیت 21

Marfat.com

باپ دادا کے ساتھ اُن کی کافر اولاد کو بھی ملا دیا جاتا' حالانکہ ایسا قطعًا نہیں ہے' بلکہ اِس کے برعکس پکّے کافر و مشرک باپ دادا کی کوئی خوش نصیب اولاد اگر دائرۂ اسلام میں داخل ہو کر ایمان قبول کر لیتی ہے' تو وہ جنّت میں صُلحائے اُمّت کے ساتھ ہو گی' بلکہ بعض مواقع پر خود رسول ﷺ نے ایسے ارشادات فرمائے ہیں' جن میں بعض مومنین کو صفاتِ عالیہ اور خصائلِ حمیدہ کے سبب جنّت میں انبیاء و شُہداء کے ساتھ اور قریب ہونے کی بشارت دی گئی ہے' جیسا کہ یہ حدیث شریف:

التّاجر الصّدوق الامینُ مع النّبیّین والصّدّیقین والشّهداء (رواہ الترمذی والدّارمی والدّارقطنیؒ) یعنی خوب سچ بولنے والا امانت دار تاجر (قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ درجوں میں) انبیاء' صدّیقین اور شُہداء کے ساتھ ہو گا۔

اِسی طرح یہ حدیث: انا و کافل الیتیم لہٗ ولغیرہٖ فی الجنّۃ ھٰکذا واشار بالسّبابۃ والوسطیٰ وفرّج بینھما شیأ (رواہ البخاریؒ) یعنی میں اور یتیم (خواہ اپنا ہو یا غیر) کی کفالت کرنے والا اِن دو اُنگلیوں کی طرح اکٹھے ہوں گے اور شہادت اور بیچ کی اُنگلی سے اشارہ فرمایا اور اُن کے درمیان کچھ کشادگی فرمائی۔

اِسی طرح ایک اور حدیث شریف: من عالَ جاریتین حتّٰی تبلغا جاء یوم القیمۃ و ھُوَ کذلك و ضمَّ اَصابعہٗ (رواہ مُسلمؒ) یعنی جس شخص نے دو لڑکیوں کو پالا پوسا (اُن کی صحیح تربیت کی) یہاں تک کہ وہ بالغ ہو گئیں' تو وہ قیامت کے میدان میں ایسے آئے گا' میرے ساتھ اکٹھے اِن دو اُنگلیوں کی طرح اور آپ نے اپنی اُنگلیوں کو ملایا۔

مشکوٰۃ المصابیح' کتاب البیوع' باب المساھلۃ فی المعاملۃ' الفصل الثانی' رقم الحدیث 2791

مشکوٰۃ المصابیح' کتاب الآداب' باب الشّفقۃ والرّحمۃ علی الخلق' الفصل الاوّل' رقم الحدیث 4941

مشکوٰۃ المصابیح' کتاب الآداب' رقم الحدیث 4939

Marfat.com

اب اِن احادیث میں جن خوش نصیبوں کو انبیاء وشہداء حتیٰ کہ سیّد الانبیاء علیہ السلام کے جنّت میں قربِ خاص کی بشارت دی گئی ہے' اُن کے نہ تو نسب کا ذکر ہے اور نہ یہ ضروری ہے کہ اُن کے باپ دادا بھی مومن ہوں' بلکہ فقط ایمان اور پھر اعمالِ صالحہ کو اِس نویدِ مسرّت اور انعامِ خُلدیت کا معیار وسبب قرار دیا گیا ہے۔ اگر کہا جائے کہ معیارِ نسب کا تعلّق دنیا سے ہے اور الحاق کا آخرت سے' لہٰذا یہ دو الگ الگ چیزیں ہیں' تو اِس کا جواب یہ ہے کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ دنیا میں ایک چیز کی اتنی اہمیّت ہو اور آخرت میں اُسے خاک میں ملا دیا جائے۔ روزہ' نماز' زکوٰۃ' حج اور دیگر اعمالِ صالحہ کا تعلّق دنیا سے ہے' نہ کہ آخرت سے۔ یہ اعمال دارالعمل ہی میں کیے جاتے ہیں' مگر دنیا میں جن لوگوں نے اِن تمام چیزوں پر عمل کیا تو قیامت میں بھی اُنہی کے مطابق اُن سے معاملہ کیا جائے گا۔ جس طرح دنیا میں باشعور لوگ ایک پابندِ صوم وصلوٰۃ اور احکامِ شرعیہ پر عمل پیرا ہونے والے کو محترم سمجھتے ہیں۔ یہی سلوک آخرت میں بھی اُس کے ساتھ روا رکھا جائے گا' حالانکہ اچھے کام اُس نے دنیا میں کیے تھے۔ پس ثابت ہوا کہ اگر دنیا میں عالی نسبوں کی محض نسب کے حوالے سے عنداللہ کوئی حیثیت ہوتی تو عدمِ ایمان کی صورت میں بھی اُن کی اُسی نسبی حیثیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے' بروزِ محشر اُن کی ضرور مغفرت کردی جاتی' مگر یہاں معاملہ اِس کے برعکس ہے۔ یاد رہے کہ ہم مطلقاً احترامِ نسب کی نفی نہیں کر رہے' بلکہ اِس میں اصل الأصول اور معیاری چیز صرف ایمان ہے' جس کو معیار قرار دے رہے ہیں۔

Marfat.com

بعدِ ارتداد فضیلتِ نسبی کے متعلّق ایک خط کا جواب مع مثال

چنانچہ ایک مرتبہ میرے نام خط آیا جس میں پوچھا گیا کہ ''ہماری فیملی نسبًا سیّد گھرانے سے تعلق رکھتی ہے' مگر بدقسمتی سے فیملی کے کچھ قریبی عزیز مرزائی ہو گئے' کیا ہم اُن کو رشتہ دے سکتے ہیں؟'' میں نے جوابًا لکھا ہرگز نہیں' کیوں کہ اب وہ ختمِ نبوّت پر عدمِ ایمان اور متعدّد نُصوصِ قرآنیہ' احادیثِ نبویہ اور اجماعِ اُمّت کے انکار کے سبب دائرۂ اسلام سے خارج ہو چکے ہیں اور اِس طرح شرفِ ایمان کی نفی سے اُن کا شرفِ سیادت بھی معدوم ہو چکا ہے۔ لہٰذا اب شریعت میں اُنہیں دُوسری غیر مسلم اقوام کے حکم میں رکھا جائے گا۔

اِس کی دُوسری مثال یہ ہے کہ لندن کے احمدیہ TV چینل کی نشریات میں کئی مرزائیوں کے نام کے ساتھ اُن کا قومی تعارف بھی تحریر ہوتا ہے۔ میں نے خود کئی مرتبہ دیکھا کہ یہ فلاں سیّد صاحب ہیں اور یہ فلاں سیّد صاحب ہیں' یعنی اُن کے ناموں کے ساتھ اُن کا قومی تعارف بھی واضح کرنے کے لیے اہتمامًا لفظِ سیّد لکھا ہوا تھا۔ اب اُمّتِ محمدیہ میں سے کون ایسا بدنصیب سیّد ہو گا' جو اُس مرزائی مگر نسبًا سیّد کو اپنی بیٹی کا رشتہ دینے کے حق میں ہو؟ اگر کوئی سیّد صاحب بدقسمتی سے محض اُسے اپنا ہم نسب سمجھ کر رشتہ دینے کی جسارت کر ہی جائیں' تو پھر اُن کے اپنے ایمان کی خیر نہیں' کیوں کہ کفر پر راضی ہونا بھی کفر ہے اور اگر یہاں یہ کہا جائے کہ نہیں نہیں! کوئی صحیح النّسب سیّد بھی

Marfat.com

مرزائی ہو ہی نہیں سکتا اور اگر کوئی ایسا ہے تو اُس کی سیادت قطعی نہیں ہے' بلکہ ویسے ہی سیّد بنا ہوا ہے۔ اب یہاں اُس کی سیادت کو غیر قطعی کہنے والے پر یہ قوی اعتراض وارد ہوگا کہ اگر مرزائیت قبول کرنے والے اُس مدّعیِ سیادت سیّد کی سیادت تمہارے نزدیک قطعی نہیں' تو تمہاری اپنی سیادت کے قطعی ہونے پر کون سی قطعی دلیل موجود ہے؟ پھر وہ مدّعیِ سیادت مرزائی خود بھی تو کہہ سکتا ہے کہ میرے غیر سیّد ہونے پر تمہارے پاس کون سی قطعی دلیل ہے؟

جب کہ حضرت گولڑویؒ نے بھی فتاوی مہریہ میں کسی بھی سیّد کی سیادت کو مشکوک سمجھ کر ناقابل اعتبار قرار دینے والوں کو تنبیہًا فرمایا تھا: فانّ عدم قطعیّة السّیادة لایستلزم قطعیّة عدم السّیادة فرائحتها تکفی مصادرةً فی موجبات الهتك علی المحب اعاذ نا الله منہٗ[1]۔

ترجمہ: کیوں کہ اگر اِس امر کا یقین نہیں کہ یہ شخص واقعی سیّد ہے تو یہ یقین کہاں سے حاصل ہوگیا کہ وہ واقعی غیر سیّد ہے۔ لہٰذا سیادت کی بُو بھی محبّت والے پر ہتکِ حُرمت سے مستوجبِ سزا ہونے کے لیے کافی ہے۔ خدا کی پناہ ایسی جسارت سے۔

تو جب مسلمان مدّعیِ سیادت کی سیادت میں شک کرنا اور یوں اُس کی بے عزّتی کرنا گناہ ہے اور ایک محبّتِ اہلِ بیت کے دعویدار شخص کے لیے فقط سیادت کی بُو ہی کافی ہے تو اُس مرزائی مدّعیِ سیادت کے حق میں بھی سیادت کی بُو کو کافی سمجھا جانا چاہیے' لیکن ایسا ہرگز نہیں' کیوں کہ اب اُس کے ایمان کا رشتہ مرکزِ ایمان سے

[1] فتاوی مہریہ' ص 134' مقامِ اشاعت گولڑہ شریف اسلام آباد' سنِ طباعت 1988ء

Marfat.com

کٹ چکا ہے، تو اُسے خونی رشتہ کچھ فائدہ نہ دے گا۔ ع

کہ دریں راہ فلاں ابنِ فلاں چیزے نیست

اور یہ بھی حقیقت ہے کہ حضرت نوح علیہ السّلام کا حقیقی بیٹا کنعان براہِ راست ایک عظیم پیغمبرِ خدا کا بیٹا ہوتے ہوئے بھی اگر قرآنی شہادت کے مطابق مشرک و کافر ہوسکتا ہے، تو چودہ سو سال کا طویل عرصہ گزر جانے کے بعد ایک مدّعیِ سیادت خانوادے کا کوئی فرد مرزائی کیوں نہیں ہوسکتا؟ جب کہ کنعان بن نوحؑ کی طرح وہ اپنے خاندان کے مورثِ اعلیٰ کا بلاواسطہ اور قطعی بیٹا بھی نہیں۔

اِس مثال کے بعد یہ بات سمجھ آجانا میں آجانی چاہیے کہ ایمان باللہ والرّسول کے بغیر محض نسبی فضیلت کچھ معنیٰ نہیں رکھتی۔ بطورِ خود نسب کی حیثیّت تب مسلّم ہوتی کہ اِسلام کے علاوہ دنیا کا کوئی بھی مذہب اختیار کر لینے کے باوجود بھی کسی عالی خاندان کے شرفِ نسبی میں سرِمُو فرق نہ پڑتا اور یوں اُمّتِ محمدیہ کے تمام اکابر عُلماء وفُقہاء اُس کے اِس نسبی شرف کو اُس کے مرزائی و کافر ہونے کے باوجود بھی تسلیم کرتے اور مسلمانوں کو اُسے رشتہ دینے کی اجازت دیتے، مگر یہ بات طے ہے کہ اِسلام میں تمام غیر مسلموں کو بشمولِ مرزائیاں، رشتہ دینے یا اُن سے رشتہ لینے کی قطعًا اجازت نہیں۔ اِسی لیے نکاح کے باب میں جہاں کفو کی اقسام مذکور ہوئیں، وہاں سرِفہرست اسلام کا ذکر آیا اور وہاں غیر مسلموں سے مُناکحت جائز نہ ہونے کا حکم آیا، وہاں الکفر ملّة واحدة کے تحت کسی قوم اور خاندان کی تخصیص نہیں کی گئی۔ فافہم

Marfat.com

پاسِ نسب پر قرآنی استشہاد

بعض حضرات ہمیں ہماری تحقیق پسند طبیعت کے سبب معلوم نہیں کیا کیا سمجھتے اور کہتے رہتے ہیں' حالانکہ الحمدللہ ہمارے عقائد اہلِ سُنّت و جماعت کے ہیں۔ سلفِ صالحین اور بزرگانِ دین سے ہمیں عقیدت و نیاز مندی بھی حاصل ہے' لیکن دائرۂ شریعت سے باہر عقیدت یا غُلُوّ پسندی سے ہمیں اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا ہوا ہے۔ بہ سلسلۂ فضیلتِ ایمان و نسب جب کچھ ساداتِ کرام سے گفتگو ہوئی اور ہم نے کہا کہ ایمان کا درجہ نسب سے بلند تر ہے' اِسی طرح فضیلتِ علمی بھی فضیلتِ نسبی پر فوقیّت رکھتی ہے' تو اُن سادات کرام کے مزاجِ شاہانہ کو یہ بات ناگوار گزری' اُنہوں نے ہر دو مسائل پر دو دلیلیں دیں۔ ہم ذیل میں اِن دونوں دلیلوں کی وضاحت کیے دیتے ہیں۔

دلیلِ اوّل

حضرتِ گولڑوی پیر مہر علی شاہؒ سے کسی نے ملتان کی ایک مجلس میں سوال کیا "کیا سیّد بنی فاطمہ کی تعظیم کے لئے نص میں کوئی ثبوت موجود ہے؟" تو آپ نے جواب دیا کہ نسب کا شرف قرآنِ کریم سے ثابت ہے اور یہ آیت تلاوت فرمائی: قُل ان کان للرحمٰن ولد فانا اوّل العٰبدین (سورۂ زخرف' آیت 81) ترجمہ: "یارسول اللہ (اِن عیسائیوں سے) کہہ دیجیے کہ اگر اللہ تعالیٰ کا کوئی بیٹا ہوتا تو سب سے پہلے میں

Marfat.com

اُس کی عبادت کرتا۔''

گویا اللہ تعالیٰ کے فرزند کی عبادت اِس کے نسب کی وجہ سے ہوتی اور چُوں کہ اللہ تعالیٰ کا فرزند نہیں' اِس لیے اللہ کے سوا کسی کی عبادت جائز نہیں' لیکن اللہ تعالیٰ کے بعد پوری کائنات میں سب سے افضل اور قابلِ عزّت ہستی رسول اللہ ﷺ کی ہے اور آپ کی اولاد بھی موجود ہے' اِس لیے اُس اولاد کی عزّت وتعظیم بھی ضروری ہے۔

جوابِ نصیر

بندہ نے شاہ صاحبان کی پہلی دلیل سن کر جواباً کہا کہ ہم نہ تو نسبِ رسول کی عظمت وفضیلت کے منکر ہیں اور نہ حضرت گولڑویؒ کی پیش کردہ دلیلِ قرآنی کو غلط کہتے ہیں' البتہ یہاں چند باتیں ضرور قابلِ غور ہیں۔

پہلی بات: یہ ہے کہ حضرت صاحبؒ نے بہ تقاضائے سوال[1] فی البدیہہ یہ جواب الزامی طور پر دیا اور آپ جیسی ذہین فطین اور طبّاع شخصیت سے ایسے ہی بے ساختہ اور بدیہی جواب صادر ہوتے ہیں' جیسے کہ آپ نے ایک نابینا غیر مقلد حافظ قرآن کو الزاماً یہ کہہ کر خاموش کرا دیا تھا کہ آپ پہلے ایک آیتِ قرآنی کا جواب بغیر کسی تاویل کے دیں۔ وہ آیت یہ ہے: ومن كان فى هٰذه اعمٰى فهو فى الاٰخرة اَعمٰى واضلّ سبيلاً اب اگر وہ نابینا حافظ تاویل کرتا' تو اپنی لگائی ہوئی شرط کے تحت جھوٹا ہوتا اور اگر بغیر کسی تاویل کے سیدھا سیدھا ترجمہ کرتا' تو خود نابینا ہونے کے سبب گمراہ قرار پاتا' لہٰذا وہ لاجواب اور شرمندہ ہو کر رہ گیا۔ اِسی طرح آپ نے مذکورہ بالا دلیل بھی

---

[1] چنانچہ مؤلفِ مہرِ منیر نے اسے آپ کے مناظرانہ کمال کے تحت لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو: مہرِ منیر' ص 420' بابِ ہشتم' سوم' 1976ء

Marfat.com

اپنی ذہانتِ فطری کے سبب فی البدیہہ پیش کر کے معترض کو خاموش کرا دیا' ورنہ اگر آپ کے دلائل و براہین کا اصل رنگ دیکھنا ہو تو تحقیق الحقّ' سیفِ چشتیائی اور شمس الہدایہ ایسی کُتبِ معتبرہ کا مطالعہ کیا جائے۔

دوسری بات: یہ بھی ذہن نشیں رہے کہ ان کان للرّحمٰن ولد فانا اوّل العٰبدین اِسی طرح کی آیت ہے' جس طرح لو کان فیھما الھۃ اِلّا اللّٰہ لفسدتا کی آیت ہے اور حدیث شریف میں حضور علیہ السلام نے خود اپنے خورد سال فرزند حضرت ابراہیمؓ کی وفات پر فرمایا تھا: لوعاش لکان صدّیقا نبیا یعنی اگر ابراہیمؓ زندہ رہتے' تو سچّے نبی ہوتے۔ مقصد یہ ہے کہ ایک محال امر کو تفہیمِ مسئلہ کے لئے یا تردیدِ قولِ خصم کے لئے شرطاً لایا گیا ہے' جس کا وقوع محالات سے ہے اور مناطقہ کے نزدیک یہ قیاسِ استثنائی ہے' جس میں ثبوتِ مقدّم' ثبوتِ تالی کو اور نفیِ تالی' نفیِ مقدّم کو مستلزم ہوتی ہے۔

اب اِس آیۂ کریمہ کا مفہوم یہ ہوگا ''اگر رحمٰن کے لئے بیٹا ہوتا تو میں اِس کا پہلا عبادت گزار ہوتا'' یعنی اگر رحمٰن کا بیٹا ہوگا' تو اُس کو لازم ہے کہ میں سب سے پہلے اُس کی عبادت کروں' لیکن چوں کہ میں اُس کا پہلا عبادت گزار نہیں ہوں' اِس لیے رحمٰن کا بیٹا بھی ناممکن ہے۔ (شارحِ مسلم علّامہ غلام رسول سعیدی نے بھی اِس آیتِ کریمہ کا یہی مفہوم شرحِ صحیح مسلم' ج 6' ص 734 پر لکھا ہے)

دلیلِ ثانی

شاہ صاحبان نے فرمایا کہ فضیلتِ نسبی' فضیلتِ علمی پر فوقیت رکھتی ہے' کیوں کہ علم

Marfat.com

ایک عارضی وصف ہے' جب کہ نسب مستقل وصف اور خون کے تعلّق کا نام ہے۔ اگر کسی عجمی عالم دین کو ایک علویّہ کا کفو اِس لئے قرار دیا جائے کہ اِس میں وصفِ علم ہے' لیکن اگر خدانخواستہ بوجہِ بیماری یا بوجہِ حادثہ اُس عالم کا علم ضائع ہو جائے' پھر وصف ہی نہ رہا' تو کفو کب رہا؟ جب کہ نسب تو عمر بھر قائم رہتا ہے' چاہے آدمی پاگل ہو جائے' اُس کا حافظہ ختم ہو جائے یا اُسے سب کچھ بھول جائے' مگر نسبی رشتہ اور وصفِ نسبی قائم ہی رہتا ہے۔

جوابِ نصیر

بندہ نے نہایت تسلّی سے شاہ صاحبان کی دلیل سُنی' پھر عرض کیا کہ قبلہ پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ نے یہ دلیل پیش کر کے گویا اِس حد تک تو ہمارا موقف تسلیم کر لیا کہ جب تک عالمِ دین کا وصفِ علم اُس کے ساتھ رہے گا' اُتنے تک وہ علویّہ کا کفو بھی رہے گا اور اِس دوران ہونے والے بچے بھی صحیحُ النّسب حلالی کہلائیں گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ کفاءت کے مسئلہ میں متّفق علیہ امرِ دین ہے' یعنی ناکح اور منکوحہ دونوں مسلمان ہوں۔ اگر بالفرض ناکح بعد از نکاح مرتد ہو جائے' تو پھر اِس کے نکاح کا کیا بنے گا؟ لہٰذا اگر علم کا وصف جُدا ہو سکتا ہے' تو ایمان والی صفت بھی تو جُدا ہو سکتی ہے' تو کیا اُسے بھی خاطر میں نہ لایا جائے؟ مزید برآں یہ کہ اگر نسب والا وصف باقی رہے' مگر ایمان کی وصف مفقود ہو جائے تو کیا پھر نکاح قائم رہے گا؟ پس ثابت ہوا کہ سادات کی نسبی فضیلت اسلام اور اعمالِ صالحہ کے بغیر غیر معتبر اور کالعدم ہے۔ دیکھئے!

نوح علیہ السّلام کا بیٹا جب ایمان نہیں لایا' تو آپ سے فرمایا گیا: انہٗ لیس من اهلك انہٗ عمل غیر صالح یعنی اے نوح! یہ تمہارا اہل نہیں ہے' کیوں کہ اِس کے اعمال نیک نہیں ہیں۔ لہٰذا ایمان' اعمالِ صالحہ یعنی تقوٰی اور علم کی فضیلت نسب پر فائق ہے۔

حضرت ضحاک کی روایت ہمارے موقف کی مؤیّد ہے

اِسی حوالے سے ایک اہم حوالہ نذرِ قارئین کیا جاتا ہے' ملاحظہ ہو: روی عن الضحاك فی قولہٖ (الحقنابهم ذرّیتهم) أی ابلغ بهم الاطفال الّذین لم یبلغوا الی الایمانِ یلحق الابناء بالآباء[1]۔

خلاصۂ عبارت یہ ہے کہ حضرت ضحاک سے روایت ہے کہ اِس آیتِ کریمہ (الحقنابهم ذرّیتهم) کی تفسیر میں وہ فرماتے ہیں کہ مومن کی وہ اولاد' جو چھوٹی عمر میں فوت ہو جائے اور سنِّ شعور تک نہ پہنچے' اُن کو قیامت کے دن جنّت میں اپنے آبائے مومنین کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔

اب اِس حوالے سے ہمارے استدلال کو باریک بین نگاہ سے دیکھیے۔ مومن کی اولادِ صغیرہ کو اِس لیے اپنے آباء کے ساتھ ملا دیا جائے گا' کہ وہ چھوٹی عمر میں فوت ہوئی۔ بداعمالی اور کفر کے قریب نہیں گئی' بلکہ وہ فطرت پر پیدا ہوئی اور اِسی فطرتِ اسلامی پر قائم رہنے کا ماحول اُسے میسّر آیا۔ اِس فطرت کے تبدیل ہونے کا ماحول اور اسباب اُن کے قریب نہیں آئے' تو یقیناً وہ فطرت (اسلام) پر ہی فوت ہوئے۔ اِس لیے اُن کو آباء واجداد کے ساتھ ملا دیا جائے گا' تا کہ اُن کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں۔ اُن کی

[1] المقاصد الحسنہ للعلامۃ الشیخ محمد عبد الرحمٰن السخاوی' المتوفّی 904ھ' ص 514

Marfat.com

آنکھیں ٹھنڈی رکھنے کا سبب' اُن بزرگوں کا ایمان دار ہونا ہے اور بچوں کا اُن کے ساتھ ہونا' بچوں کا فطرت پر فوت ہونا ہے' نہ کہ محض نسب۔ حدیث شریف میں ہے:

ابو حنیفة عن عبد الرّحمٰن بن هرمز الا عرج عن ابی هریرة انّ رسول اللهﷺ قال کلّ مولود یولد علی الفطرة فا بواهٗ یهوّدانهٖ وینصّرانهٖ قیل فمن مات صغیرًا یارسول الله قال الله اعلم بما کانوا عاملین[1]۔

ترجمہ: حضرت امامِ اعظم ابو حنیفہ نے عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج سے' اُنہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا کہ بے شک رسول اللہﷺ نے فرمایا۔ ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرت (اسلامی) پر پیدا کیا جاتا ہے' پس اُس کے ماں باپ اُسے یہودی اور نصرانی بناتے ہیں۔ عرض کی گئی' یارسول اللہ! جو بچہ چھوٹی عمر میں فوت ہو جائے؟ آپ نے فرمایا اللہ زیادہ جانتا ہے کہ اُن بچوں نے کیا کرنا تھا۔

ورنہ کافروں کے چھوٹے بچوں کو پھر دوزخ میں اُن کے کافر ماں باپ کی نسبی نحوست کی وجہ سے پھینک دیا جاتا یا دوزخ میں اُن کو قدرے نوازنے کے لئے اُن کے چھوٹے بچوں کو اُن کے ساتھ قید کر دیا جاتا' لیکن ایسا ہرگز نہیں۔ کافر بچوں کو دوزخ میں اِس لیے نہیں پھینکا جائے گا کہ اُن کا کوئی قصور نہیں اور وہ فطرت پر فوت ہوئے۔ لہٰذا وہ اعراف میں ہوں گے یا جنّت میں۔

کفّار کی چھوٹی اولاد قیامت کے دن کہاں بھیجی جائے گی؟

مسندِ امامِ اعظم کے حاشیہ پر کفّار کی چھوٹی اولاد کے قیامت کے دن جنّت یا جہنم میں

---

[1] مسندِ امامِ اعظم' ص 8' مطبوعہ کراچی

Marfat.com

ہونے کی بہت طویل بحث ذکر کی گئی' آخر میں فیصلہ بحث کرتے ہوئے محشی رقم طراز ہے:

وقیل انّھم فی الجنّۃ قال النّووی ھو الصحیح المختار الّذی صار الیہ المحقّقون لقولہٖ تعالٰی وما کنّا معذّبین حتّٰی نبعث رسولًا (الآیۃ)[1]

ترجمہ: اور کہا گیا کہ کفّار کی چھوٹی اولاد جنّت میں جائے گی۔ نووی نے کہا یہی قول صحیح اور مختار ہے' جس کی طرف اہلِ تحقیق گئے ہیں' کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اور ہم کسی کو اُس وقت تک عذاب نہیں دیتے' جب تک ہم اُس کی طرف رسول نہ بھیج دیں۔"

صالحیّت صفت ہے' نہ کہ نسب

مقامِ غور ہے کہ کفّار کی اولاد بھی اِس لیے جنّت میں ہوگی کہ وہ فطرت پر فوت ہوئی جو کہ فطرۃ اللہ الّتی فطر النّاس علیھا کے مطابق اسلام ہی ہے' تو یہ انعام اِس فطرتِ اسلامی کے سبب ہے' کسی بڑے باپ کی محض اولاد ہونے کے سبب نہیں ہے۔ حضرت نوح علیہ السّلام دنیا میں نبی بن کر مبعوث ہوئے' بلکہ پہلے رسول ہیں' جنھوں نے ازدواجی زندگی گزاری۔ اللہ نے بیٹا دیا' جو براہِ راست اُن کی صُلب سے تھا' مگر عدمِ ایمان اور شرک کی بدولت اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السّلام سے ارشاد فرمایا: انّہٗ لیس من اھلك انّہٗ عمل غیر صالح کہ یہ تیرے اہل (گھر) سے نہیں۔ اِس کے اعمال ناپسندیدہ ہیں۔ علاوہ ازیں وکان ابوھما صالحًا میں بھی باپ کی صالحیّت

---

[1] حاشیہ مسندِ امامِ اعظم' ص 8' مطبوعہ کراچی

کو قابلِ ذکر سمجھا گیا' نہ کہ نسب کو۔ صالحیّت صفت ہے' نسب نہیں۔

مخالفین کی ایک اہم دلیل

ایک حدیث شریف جس میں فرمایا گیا کہ کلّ نسب و صهر ينقطع يوم القيامة اِلّانسبی و صهری یعنی قیامت کے دن ہر نسب اور صہر کے تمام رشتے ٹُوٹ جائیں گے' مگر میرا نسب اور سُسرالی رشتہ نہیں ٹوٹے گا۔

اِس حدیث شریف سے بعض نادان دوست یہ استدلال کرتے ہیں کہ باقی دنیا کے تمام نسب قیامت کے دن بالکل منقطع ہو جائیں گے اور صرف رسول اللہ ﷺ کا نسب باقی رہے گا' تو معلوم ہوا کہ رسول ﷺ کا خصوصی نسب ہے اور دیگر نسب عام ہیں۔ لٰہذا کسی اور نسب (خاندان) والا حضور کے خاندان کا کفو کیسے ہوسکتا ہے؟ بلکہ بعض غُلوّ پسند حضرات اِس حدیث شریف سے یہاں تک استدلال کرتے ہیں کہ اِسی حدیث شریف سے تمام اولادِ رسول کا مغفور ہونا ثابت ہوگیا اور اُس کو بغیر کسی پُرسش کے قیامت کے دن حضور ﷺ کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔

سادات کے دیگر قبائلِ قریش کے ساتھ عدمِ کفاءت کا استدلال لغو اور غلط ہے

قارئینِ کرام! یہ دونوں استدلال اور طرزِ استدلال فاسدانہ و ضعیفانہ ہیں۔ آپ ملاحظہ کریں گے کہ ہم اِن استدلالات کے تار و پود کس طرح بکھیرتے ہیں۔

ردِّ استدلالِ اوّل: ہم اِس استدلال کو متعدّد وُجوہ سے رد کرتے ہیں۔

Marfat.com

1: اگر اِس حدیث شریف کو سادات کے خصوصی نسب اور دیگر انساب سے عدمِ کفاءت پر محمول کیا جائے' تو اِس کی سب سے پہلی نفی خود رسول اللہ ﷺ نے کر دی کہ آپ نے حضرت عثمانؓ کو اپنی دو صاحبزادیاں بیاہ دیں۔ اِس کے بعد حضرت علیؓ نے انتہا کر دی کہ اُنھوں نے اپنی ایک صاحبزادی حضرت عمرؓ کو بیاہ دی۔ معلوم ہوا کہ اِس حدیث شریف سے سادات کے دیگر قبائلِ قریش سے عدمِ کفاءت کا استدلال لغو اور غلط ہے۔

2: اِسی حدیث شریف میں نسب کے بعد لفظِ صہر بھی آیا ہے' جس کا معنٰی ہے سُسرالی رشتہ' چاہے آدمی کسی سے رشتہ لے کر اُس کو سُسر بنائے یا کسی کو رشتہ دے کر خود اُس کا سُسر بن جائے۔ معلوم ہوا کہ تا قیامت جو شخص سادات کو رشتہ دے کر اُن کا سُسر بنے گا' وہ بھی اِس بشارت کا حق دار ٹھہرے گا اور جو سادات سے رشتہ لے کر اُن کو اپنا سُسرال بنائے گا' وہ بھی اِس بشارتِ خاص کا مستحق قرار پائے گا۔ اِسی لیے حضرت عمرِ فاروقؓ نے حضرت علیؓ سے جب اُن کی صاحبزادی سیّدہ اُمِّ کلثومؓ کا رشتہ مانگا اور حضرت علیؓ نے صاحبزادی کے صِغرسِنی کے سبب معذرت کی تو حضرت عمرؓ نے طلبِ رشتہ کے پسِ منظر میں جس نیک جذبہ و خواہش کا اظہار کیا' اُس کا استدلال اِسی حدیث شریف سے کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی نواسی سے نکاح کر کے آپ سے دو گونہ رشتہ جوڑنا چاہتا ہوں یعنی نسبی و صہری رشتہ۔ اِسی لیے حضرت علیؓ نے اِنہیں اپنی لختِ جگر کا رشتہ عنایت فرمایا' جیسا کہ ہم اِس رشتہ کو تاریخی حوالہ جات سے

Marfat.com

ثابت کریں گے۔

3: اِس حدیث شریف کا وہ مفہوم ہی نہیں، جو یار لوگوں نے سمجھا ہے، بلکہ یہی حدیث شریف قدرے لفظی اختلاف کے ساتھ متعدد کُتب میں موجود ہے، مثلاً وعن عمر قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول ینقطع یوم القیامۃ کلّ سببٍ وَ نسبٍ الّا سببی ونسبی[1]۔

ایک روایت یوں بھی ہے: انی سمعت رسول اللہ ﷺ یقول کلّ نسب وسبب ینقطع یوم القیامۃ الّا ماکان من سببی و نسبی فا حببت ان یکون بینی و بین رسول اللہ ﷺ نسب و سبب ھٰذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرّجاہُ[2]۔

حضرت عمر کی روایت بھی ہمارے موقف کی مؤیّد ہے

ایک روایت یوں ہے: فقال (عمرؓ) انّ النّبیّ ﷺ قال کلّ سببٍ ونسبٍ منقطع یوم القیامۃ الّا سببی و نسبی وکنت قد صحبتہٗ فا حببت ان یکون ھٰذا۔ ایضاً[3]

یہاں تو حضرت عمرؓ نے وہ بات کہی، جس سے ہمارے موقف کو مزید تقویّت ملی کہ اُنھوں نے رشتہ مانگنے کی حکمت اور اپنی آرزو کا پسِ منظر بیان کر دیا کہ رسول اللہ ﷺ کی ہم نشینی اور خدمت کا شرف تو میں حاصل کر چکا ہوں، اب چاہتا ہوں کہ آپ کے ساتھ نسب کا تعلّق بھی قائم ہو جائے۔ معلوم ہوا کہ جس کے نکاح میں کوئی سیّدہ فاطمیہ ہو تو گویا اُس کا نسب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جُڑا ہو گا۔ اگر یہاں لفظ صہری کو بھی ملحوظ رکھا جائے تو حضرت عمرؓ کے استدلال سے ثابت ہو گا کہ

---

[1] مسند امام احمد بن حنبل، جلد چہارم، ص 223

[2] مستدرک للحاکم، باب فضائل علی، ج 3، ص 142

[3] کنز العمال، ج 7، ص 98، طبع قدیم

Marfat.com

اصل میں صہر کا رشتہ وہیں ہوتا ہے' جہاں آدمی اپنی بیٹی کسی کو دے کر اُسے داماد بنائے اور خود اُس کا سُسر بنے۔ گویا رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد ترغیبًا ہے کہ اگر مجھ سے کبھی منقطع نہ ہونے والا صہری رشتہ جوڑنا چاہتے ہو' تو پھر میری اولاد کے ساتھ رشتۂ ازدواج جوڑنا' تاکہ تمہیں یہ شرف حاصل ہو جائے۔

قارئینِ کرام! واضح ہو کہ یہ حدیث جس کو حضرت عمرؓ اِس موقع پر بیان کر رہے ہیں' اِس کو اہلِ سُنّت محدّثین کے علاوہ شیعہ عُلماء نے حضرت علیؓ سے منقول بتایا ہے[1]۔

انسانی زندگی میں تین نوعیّت کے رشتے

اب اِن تمام روایات کو جوڑ کر دیکھا جائے تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ ہر انسان دنیا میں آکر تین نوعیّت کے رشتوں میں زندگی گزارتا ہے۔ پہلا رشتہ نسبی' دوسرا حسبی اِسے سببی بھی کہہ سکتے ہیں' تیسرا صہری یعنی سُسرالی رشتہ۔ جب انسان دنیا میں آنکھ کھولتا ہے تو وہ نسبی رشتے میں جکڑا ہوتا ہے اور جب وہ مُکلّف' عاقل اور بالغ ہو جاتا ہے تو اپنے دین' کردار اور اوصاف کے سبب اِس کا حسبی (سببی) رشتہ وجود میں آتا ہے اور اِس کا جب کسی عورت کے ساتھ نسبی و حسبی یا فقط حسبی لحاظ سے تعلّقِ ازدواجی و مناکحت جڑتا ہے' تو اُس کا صہری رشتہ بھی قائم ہو جاتا ہے۔ اب یہ تینوں رشتے عمر بھر انسان کے ساتھ چلتے ہیں' لیکن قیامت کے دن اور لوگوں کے لئے یہ رشتے منقطع ہو جائیں گے (اِس کا مزید واضح مفہوم ابھی ذکر کیا جائے گا) مگر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جڑے ہوئے رشتے وہاں بھی قائم رہیں گے۔

---

[1] کتاب الخصال لابنِ بابویہ القُمّی' المتوفّٰی 381ھ تحت عنوان احتجاج امیر المؤمنینؑ یوم الشورٰی' ص 123' مطبوعہ ایران طبع قدیم' سنِ طباعت 1302ھ۔

سببی اور حسبی رشتہ کی اہمیت

مقامِ غور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نسب اور صہر کے علاوہ سبب (حسبی رشتہ) کا ذکر بھی فرمایا' بلکہ بعض روایات میں آپ نے اِس کا ذکر مقدّم رکھا۔ تو اب ایمان' اعمالِ صالحہ' اتباعِ رسول' علمِ شریعت اور تقوٰی و طہارت یہ سببی و حسبی رشتہ ایسا ہے' جو نسب سے اور سُسرال سے بھی زیادہ مضبوط و پائیدار ہے' کیوں کہ اگر یہ رشتہ حضور ﷺ کے ساتھ ہو گا' تو نسبی و صہری رشتے کام آئیں گے' ورنہ بیکار ثابت ہوں گے اور ہم یہی بات ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اولادِ مومنین کے الحاق بالآباء کا سبب بننے کے لیے اُن کا سببی رشتہ یعنی ایمان وتقوٰی اوّلیّت کا حامل ہے اور نسبی و صہری رشتہ ثانوی حیثیّت رکھتا ہے۔

4: ہمارے مخالفین نے انقطاعِ نسب کا جو مفہوم سمجھا ہے' وہ درست نہیں ہے' چنانچہ تفسیرِ جلالین شریف میں ہے: فاذا نفخ فی الصّور فلا انساب بینھم یتفاخرون بھا ولا یتساءلون عنھا أی عن الانساب خلاف حالھم فی الدّنیا حیث یسئل بعضھم بعضا من انت ومن ایّ قبیلة انت یتفاخرون لمّا کانت الانساب ثابتة بعضھم بعضا لا یصحّ نفیًا اشار الی انّ النفی انّما ھو لصفتھا المحذوفة فی ابوسعود فلا انساب بینھم ینفعھم لزوال الرّحم والتعطّف من فرط الحیرة الاستیلاء الدھشتة بحیث یفرّ المرء من اخیہ وامّہ وابیہ و صاحبتہ و بنیہ۔[1]

ترجمہ: اور جب صُور پھونکا جائے گا' تو اُس وقت اُن کے درمیان نسب نہ ہو گا'

[1] سورۂ مؤمنون' آیت 101' پارہ 18 کے تحت تفسیر جلالین شریف

Marfat.com

ایسا نسب جس کی وجہ سے وہ آپس میں فخر کیا کرتے تھے اور نہ ہی وہ آپس میں ایک دوسرے سے نسب پوچھیں گے۔ یہ حالت دنیا کی حالت کے خلاف ہے‘ کیوں کہ اِس دنیا میں تو انسان ایک دوسرے سے سوال کرتا ہے کہ تو کون ہے اور کس قبیلے سے تعلّق رکھتا ہے؟ قیامت کے دن ایسے سوال نہ کرسکیں گے (کیوں کہ وہاں ہر شخص کو اپنی فکر اور پریشانی لاحق ہوگی) یتفاخرون پر حاشیہ ہے‘ چوں کہ نسب تو منقطع نہیں ہوتے اور نہ ہی نسب کا انتفاء ہوسکتا ہے‘ اِس لیے فرمایا کہ وہ نسب قیامت کے دن نہ ہوگا‘ جس پر تم دنیا میں فخر کرتے ہو اور اُس دن کسی کو نسب پر فخر کرنے کی جسارت بھی نہ ہوگی اور تفسیرِ ابوسعود میں ہے کہ فلا انساب بینھم کا معنٰی یہ ہے کہ ایسا نسب نہ ہوگا‘ جو اُن کو نفع دے‘ کیونکہ روزِ قیامت نفسانفسی کا عالم ہوگا اور رحم و مہربانی زائل ہوچکی ہوگی‘ سب کو اپنی فکر لاحق ہوگی‘ زیادتیِ حیرت اورغلبۂ دہشت کی وجہ سے مہربانی اور رحم کا نام ونشان نہ ہوگا اور ہر شخص بے رحم اور نامہربان بنا ہوگا‘ چنانچہ ہر شخص اپنے بھائی‘ ماں‘ باپ‘ زوجہ اور بیٹوں سے دور بھاگے گا۔

ثابت ہوگیا کہ نسب اور رشتہ داری کے منقطع ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ وہاں کوئی کسی کو فائدہ نہ دے گا اور نہ ہی کوئی کسی پر شفقت کرے گا‘ البتّہ کچھ خوش نصیب وہ ہوں گے‘ جو اپنے متعلّقین اور احباب کو فائدہ پہنچائیں گے‘ چنانچہ قرآنِ کریم فرماتا ہے: الاخلاء یومئذٍ بعضھم لبعض عدوٌ الّا المتقین[1] یعنی تمام دوست اُس دن باہم دشمن بن چکے ہوں گے‘ مگر متقی لوگ۔

[1] سورۂ زخرف‘ آیت 67‘ پارہ 25

Marfat.com

تو وہی مومن متقی، جن کا سببی و حسبی رشتہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قائم ہو گا،
اُنہی کے ساتھ اُن کے احباب و متعلقین کا رشتہ قائم ہو گا، یعنی اُنہیں یہ رشتہ اور تعلق
فائدہ دے گا۔ پس انقطاعِ نسب کا وہ مفہوم نہیں، جو ہمارے مخالفین مراد لیتے ہیں، بلکہ
نسب کے لوازمات و مناسبات کی نفی ہو گی کہ رحم، شفقت، تعاون اور محبّت ختم ہو جائے
گی۔ ہر شخص خود غرضی کی کیفیت میں مبتلا ہو گا، جیسا کہ قرآنِ مجید میں ایک اور مقام پر
ارشاد ہوتا ہے: یود المجرم لو یفتدی من عذاب یومئذ ببنیہ و صاحبتہ و اخیہ
وفصیلتہ التی تؤیہ ومن فی الارض جمیعًا ثم ینجیہ[1] یعنی پسند کرے گا گنہگار کہ اپنے
بدلے میں دے دے اپنے بیٹے، اُس دن کی سختی سے اور اپنی بیوی اور اپنا بھائی اور
اپنا گھرانہ، جس میں رہتا تھا اور جتنے زمین میں رہنے والے ہیں اور پھر اپنے آپ کو
بچا لے۔

اگر مکمّل نسب بالکل ہی منقطع ہو گیا ہو تو پھر اپنے بدلے اپنے بھائی، زوجہ، بیٹوں
کو بطورِ فدیہ دینے کی خواہش کرنے کا کیا مطلب ہے؟ بلکہ اُسی مطلب و مفہوم کو جو ہم نے
بیان کر دیا ہے سچ ماننا پڑے گا۔ لہٰذا محوّلہ حدیث کا وہی مفہوم جو ہم بیان کر رہے
ہیں ماننا لازم آئے گا۔ اِس طرح ہم نے مندرجہ بالا چار وجوہ کے ذریعے مخالفین
کے استدلالِ اوّل بالحدیث کا رد کر ڈالا ہے۔

مخالفین کا بھونڈا استدلال اور اِس کا رد

استدلالِ ثانی: اب دوسرے استدلال کا حشر دیکھئے

[1] سورۂ معارج، آیت 11 تا 14، پارہ 29

Marfat.com

1: مخالفین نے حدیث محولہ بالا کلّ سبب و نسب الخ سے استدلالاً یہ مفہوم اخذ کیا کہ حضور علیہ السّلام کی تمام ذرّیت مغفور ہے' اُن سے کوئی باز پُرس نہ ہوگی' اُن کو آپ کے ساتھ اُسی درجے میں رکھا جائے گا (انتھٰی) یہ انتہائی غلط اور بھونڈا استدلال ہے' جو مزاجِ شریعت اور مفہوم کتاب و سُنّت کے بالکل برعکس ہے' ایسا مفہوم لینا آیتِ محوّلہ بالا (الحاق بالآباء والی) کے سراسر خلاف ہے' جس میں الحاق بالآباء کو ایمان میں اُن کے اتباع کی شرط سے مشروط کیا گیا۔ ایسی احادیث نصوصِ قرآنیہ کے مقابلے میں لا کر اُن سے اپنی پسند کا استدلال نہیں کیا جاسکتا' کیوں کہ یہ حدیث اور اِس جیسی دوسری احادیث قطعیُ الدّلالہ ہی کیوں نہ ہوں' مگر اُن کا آیاتِ قرآنیہ کی طرح قطعیُ الثّبوت ہونا ممکن نہیں۔

2: ہمارے مخالفین اِس حدیث شریف کے مفہوم کو توڑ کر اپنے موقف کی تائید میں تو پیش کرتے ہیں' لیکن ذرا اِن احادیث پر تو نظر کریں' یہ کیا فرماتی ہیں؟

حدیثِ اوّل: یا بنی ھاشم لا یاتنی النا س با عمالھم و تا تونی بانسا بکم

ترجمہ: اے بنی ہاشم! کہیں ایسا نہ ہو کہ (قیامت کے دن) لوگ میرے پاس نیک اعمال کے ساتھ آئیں اور تم میرے پاس صرف نسب لے کر آؤ۔ یعنی تم کہیں نسب پر بھروسہ کر کے ہی نہ رہ جانا بلکہ اعمالِ صالحہ میں بھی کوشش کرنا

شیخِ اکبرؒ کی تشریح

حدیثِ ثانی: شیخِ اکبر حضرت محی الدّین ابنِ عربیؒ فتوحاتِ مکّیہ میں حضرت لقمان

Marfat.com

حکیم کے وصایا پر مشتمل آیتِ قرآنی کے ساتھ لکھتے ہیں: وفیہ علم الانساب وقول النبیﷺ انّ ربّکم واحد و انّ أباکم واحد فلا فضل لعربیٍ علی عجمیٍ ولالعجمیٍ علی عربیٍ الّا بالتقوٰی فانّ اللّٰہ یقول الیوم ارفع نسبی واضیع نسبکم این المتقون[1]۔

ترجمہ: اِس میں نسب کے متعلّق علم ہے اور نبیِ کریم کا فرمان کہ بے شک تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ (حضرت آدمؑ) ایک ہے۔ پس کسی عربی کو کسی عجمی پر اور نہ کسی عجمی کو کسی عربی پر کوئی فضیلت حاصل ہے' مگر تقوٰی کے ساتھ' پس بے شک اللہ قیامت کے دن فرمائے گا کہ آج کے دن میں نے اپنے نسب (تعلّق) کو بلند کردیا اور تمہارے نسب کو پست کردیا (یا کرتا ہوں) کہاں ہیں متّقی بندے؟

حدیثِ ثالث: لایسئلکم احسابکم وأنسابکم یوم القیامۃ اکرمکم عنداللّٰہ اتقاکم[2]

ترجمہ: روزِ قیامت اللہ تعالیٰ تم سے تمہاری دُنیوی حیثیّت اور خاندانی برتری کے متعلّق نہیں پوچھے گا' بلکہ اِس کے نزدیک زیادہ عزّت والا وہی ہوگا' جو زیادہ متّقی ہوگا۔

حدیثِ مذکورہ کی تشریح

قارئینِ کرام! یہاں ہم نے احساب جس کا واحد حسب ہے' کا ترجمہ جان بُوجھ کر دُنیوی حیثیّت کیا ہے' تاکہ احادیثِ مبارکہ کا آپس میں تطابق ہوجائے اور تعارض لازم نہ آئے' کیوں کہ حدیث شریف میں حَسَبِی و نَسَبِی کا لفظ آچکا ہے' وہاں حسب

[1] فتوحاتِ مکیہ' ج3' ص473،472' مطبوعہ مصر' سنِ طباعت 1293ھ

[2] کنز العُمّال للعلّامہ علاؤ الدّین علی المتقی' ج3' ص42' طبع اوّل 1998' مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

Marfat.com

بمعنیٰ سبب اور سبب بمعنیٰ نسب کرنا ہی مقتضائے مقام تھا' تاکہ تکرارِ بے فائدہ یا تحصیلِ حاصل کا اعتراض دفع ہوسکے۔ اب یہاں حسب کا وہ معنیٰ کرنا متعذر ہے کیوں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جڑا ہوا حسب تو کام بھی آئے گا اور اُس کے متعلق قیامت میں سوال بھی ہوگا' جب کہ پیش کردہ حدیثِ ثالث کنز العمّال سے لی گئی ہے' جو بہرحال مقبول و صحیح روایت ہے۔

نوٹ: حسب بمعنیٰ دُنیوی حیثیّت یہ فقہ کی کُتب میں بھی موجود ہے: الحسیبُ ذُوالمنصبِ وَالجاہ کما فی ردّ المحتار علّامہ شامیؒ ۱۲منہ

امام احمد بن حنبلؒ کی روایت

حدیثِ رابع: امام احمد بن حنبلؒ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں: عن ابی ذرؓ انّ النبیّ ﷺ قال له انظر فانّك لیس بخیرٍ مّن احمر ولا اسود الّا ان تفضّلهٗ بالتّقویٰ[1]۔

ترجمہ: حضرت ابو ذر کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دیکھو تم کسی گورے یا کالے سے افضل نہیں' البتّہ تم اُس پر تقوٰی سے فضیلت حاصل کروگے۔

امام بیہقیؒ کی روایات

حدیثِ خامس: امام بیہقیؒ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں: عن ابی ھریرۃ انّ النّبیّ ﷺ قال: انّ اللّٰہ عزّوجلّ یقول یوم القیامۃ امرتکم فضیّعتم عھدت الیکم فیہ ورفعتم انسابکم فالیوم ارفع نسبی واضیع انسابکم أین المتقون؟ أین المتقون؟ انّ اکرمکم عنداللّٰہ اتقاکم[2]۔

---

[1] مسندِ احمد' ج 5' ص 158' طبع قدیم

[2] شعب الایمان' ج 4' ص 289

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا' میں نے تمہیں حکم دیا تھا' تم نے مجھ سے کیا ہوا عہد ضائع کر دیا۔ تم نے اپنے نسب بلند کیے۔ آج میں اپنا نسب بلند کروں گا اور تمہارے نسبوں کو ضائع کر دوں گا۔ متّقی کہاں ہیں؟ متّقی کہاں ہیں؟ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزّت والا وہ ہے' جو سب سے زیادہ متّقی ہے۔

حدیثِ سادس: امام بیہقی نے ہی اپنی سند کے ساتھ روایت کیا۔ عن ابی مالك الاشعری انّ رسول اللّٰه ﷺ قال انّ فی امّتی اربعًا من امرِ الجا هليّة ليسُوا بتار كينَ الفخر فی الانساب و الطعن فی الانساب والاستسقاء بالنّجوم والنّياحة علَى الميّتؒ۔

ترجمہ: حضرت ابو مالک الاشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اُمّت میں زمانۂ جاہلیّت کی چار خصلتیں ایسی ہیں' جن کو وہ ترک نہیں کریں گے (اپنے) نسب پر فخر کرنا (دوسروں کے) نسب پر طعن کرنا' ستاروں سے بارش طلب کرنا اور میّت پر نوحہ کرنا۔

اِس حدیث کو لکھنے کے بعد امام بیہقی لکھتے ہیں۔ اگر اِس حدیث کا نبیِ اکرم ﷺ کی حدیث سے معارضہ کیا جائے' جس میں آپ نے بنو ہاشم کی فضیلت بیان کی ہے' تو اِس کے جواب میں علّامہ حلیمیؒ نے بیان کیا ہے کہ آپ نے بنو ہاشم کی فضیلت سے

شعب الایمان' ج 4' ص 291

فخر کا ارادہ نہیں فرمایا' بلکہ آپ نے اِن کے مرتبہ اور مقام کو بلند کرنے کا ارادہ فرما
جیسے کوئی شخص کہے کہ میرا باپ فقیہ ہے اور اِس سے اُس کی غرض فقط تعارف کرانا ہ
نہ کہ اُس کی فقاہت پر فخر کرنا' نیز اِس حدیث سے یہ بھی مراد ہو سکتا ہے کہ اللہ تعا
نے آپ کے آباء واجداد پر جو انعامات کیے' آپ نے بطورِ شکر اُن کا بیان فرمایا ہو[1]۔

فرمودۂ شیخِ اکبرؒ قدّس سرّہٗ

وجعل للرّحم الّتی منها ظهر أولوا الارحام فینا شجنة من الرّحمن کم
انّ الولد شجنة من ابیه وجعل لهٗ سبحانهٗ و تعالٰی نسبًا بینهٗ وبین عبادهٖ وهو التقوٰ
فیضع انساب العالم یوم القیامة و یرفع نسبهٗ[2]۔

خلاصۂ عبارت یہ ہے کہ جس طرح رحم مادر میں بچہ اپنے باپ کے نُطفے می
موجود اُس ذرۂ شخصیہ کی تاثیر قبول کرتا ہے اور اُسی کے سبب اُس کا اپنے باپ کے سا
نسب جُڑا ہوتا ہے اور اپنے باپ کے طبعی و مزاجی تقاضوں کے علاوہ عادات و خصائ
کے لحاظ سے بھی وہ اپنے باپ کا مظہر ہوتا ہے' اِسی طرح رحمِ مادر ہی میں اللہ تعا
اپنی توفیق کی مہربانی سے کسی شخص کو سعادت' تقوٰی اور صلاح کی نعمت سے سرفر
فرماتا ہے۔ یوں اِس کیفیّتِ سعادت کا جس طرح اپنے باپ سے جسمانی نس
جُڑا ہوا ہوتا ہے' اِسی طرح اللہ رحمٰن کے ساتھ نیکی و سعادت کا نسب جُڑا
ہوتا ہے۔ اِس کیفیّتِ سعادت کو اللہ اور عبادِ صالحین (جنہیں عباد الرحمٰن کہا جاتا ہے

1 شعب الایمان' ج 4' ص 291

2 فتوحاتِ مکّیہ از ابنِ عربی' ج 3' ص 121' مطبوعہ مصر

Marfat.com

کے مابین نسب کہا جاتا ہے اور وہ نسب تقویٰ ہے۔ پس قیامت کے دن اللہ اہلِ عالم کے ظاہری نسبوں کو ہیچ کر دے گا اور اپنے اِس نسب کو بلند کر دے گا۔

برائے مغفرت ابوجہل وابولہب کو قرابتِ نبویہ فائدہ نہ دے گی

اِن تمام پیش کردہ احادیث سے نتیجہ یہی نکلا کہ اگر محشر میں کوئی قابلِ اعتماد اور باوُثُوق چیز ہے تو وہ ایمان وتقویٰ ہے' نہ کہ محض نسب۔ بنو ہاشم اور قریش سے تعلّق رکھنے والے ابولہب' ابوجہل اور اِسی طرح بہت سے مشرکینِ مکّہ کی عدمِ مغفرت کا سبب اِن کا شرک اور عدمِ ایمان باللہ والرّسول ہے۔ اگر ہر حالت میں نسبی قرابت کا لحاظ رکھا جاتا' تو اِن سب کو قرابتِ نبویّہ کے طفیل بخش دیا جاتا' مگر ایسا نہیں ہوا' حتّٰی کہ روایت میں آتا ہے کہ ابولہب نے اپنی لونڈی ثوبیہ کو حضور علیہ السّلام کی ولادت کی بشارت دینے پر اُنگلی کے اشارے سے آزاد کیا تھا اور اُس کے عوض اللہ تعالیٰ نے بروزِ پیر جہنّم میں اُسے اُسی اشارہ کرنے والی اُنگلی سے آبِ زُلال (میٹھا پانی) عطا فرمانے کی صورت میں قدرے تخفیف فرمادی' تو اِس کرمِ خاص کا سبب بھی ابولہب کا ایک عمل تھا اور اگر یہاں بھی محض نسب کا لحاظ کیا جاتا یا قرابتِ نسبی کو سامنے رکھا جاتا تو اُسے بخش دیا جاتا' کیوں کہ ابولہب آپ کا سگا چچا تھا' مگر اُس کی عدمِ مغفرت پر پوری سورۂ لہب نازل ہوئی' جس میں اُسے اور اُس کی بیوی کو ابدی جہنّمی قرار دیا گیا۔

Marfat.com

ایمان کے بغیر محض نسب وجہِ مغفرت نہیں ہوسکتا

خلاصۂ کلام یہ نکلا کہ ایمان کے بغیر نسب کی کوئی حیثیّت نہیں اور نہ ہی محض نسب وجہِ مغفرت وحصولِ جنّت بن سکتا ہے۔ لہٰذا ہمارا پیش کردہ یہ نقطۂ نظر کہ ایمان کا درجہ نسب سے بلندتر ہے' دُرست ثابت ہوا۔ اب عالی گھرانوں کے افراد کے لئے نسبی گھمنڈ میں مبتلا رہ کر اعمالِ صالحہ کی طرف متوجّہ نہ ہونا اور اُسے نظر انداز کر دینا نہایت ہی خطرناک اقدام ہے اور اِس کے نہایت ہی مہلک اور بھیانک نتائج نکلتے ہیں۔

بنو فاطمہ کے لیے کوئی الگ قانونِ نکاح نازل نہیں کیا گیا

اِس ساری بحث کا تعلّق مسئلۂ مانحن فیه سے یہ ہے کہ بعض لوگ اِس نسبی کِبر اورخاندانی تفاخر کے نشے میں چُور ہو کر مسائلِ شرعیّہ اور احکامِ دینیّہ میں دراندازی کرتے ہیں اور قرابتِ نبویّہ علی صاحبها التحیة والثناء کو ایک الگ تھلگ نسب بنا کر سادات کے لیے مخصوص کفو تیار کرتے ہیں' جس میں خود حضور علیه الصّلوٰۃ السّلام کی قومِ قریش' خاندانِ بنو ہاشم یا کسی بھی مومن متّقی اور عالم فاضل کو بھی اِس کے قریب جانے کا حق نہیں دیتے' حالانکہ شادی بیاہ کے معاملے میں اولادِ رسول کے لیے کوئی الگ قانونِ نکاح نازل نہیں کیا گیا' بلکہ اِس سلسلے میں جو آیات واحادیث وارد ہوئی ہیں' وہ پُوری اُمّت کے لئے بشمولِ ساداتِ کرام حُجّت اور قانون ہیں۔ وہ قانون یہ ہے کہ نام ونسب پر فخر کرنے کے بجائے اسلام اور تقوٰی کو اہمیّت دی جائے اور جب بھی کسی

Marfat.com

لڑکی کے لیے موزوں رشتہ مل جائے، تو دُنیوی حیثیت اور خاندانی بڑائی پر نظر کیے بغیر اِس کے دین اور تقویٰ کی بنیاد پر اُس سے نکاح کر دیا جائے۔

اِس سلسلے میں امام ترمذیؒ روایت کرتے ہیں: عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ اذا خطب الیکم من ترضون دینہٗ و خلقہٗ فزوّجوہ الّا تفعلوا تکن فتنۃ فی الارض وفساد عریض و فی الباب عن ابی حاتم المزنی وعائشۃ[1]۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم کو ایسا شخص نکاح کا پیغام دے، جس کا دین و خلق تم کو پسند ہو تو اُس سے نکاح کر دو اور اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو زمین میں بہت بڑا فساد اور فتنہ ہو گا۔ اِس باب میں حضرت ابو حاتم مزنی اور حضرت عائشہؓ سے بھی احادیث مروی ہیں۔

قارئینِ کرام! اِس پورے سلسلۂ بحث و تمحیص کو مختصر الفاظ میں بیان کرنے کے لیے سیّدِ عالم، نورِ مجسّم، عالی ہمم، معلّمِ اَسرار و حِکَم ﷺ کا ایک ارشادِ گرامی پیش کرتا ہوں۔ منصِف مزاج حضرات کے لئے کافی وشافی ثابت ہو گا۔

رسالت مآب نے صرف دین و خلق کو معیارِ کفاءت بنایا

امام بیہقیؒ روایت کرتے ہیں: عن ابی امامۃ قال قال رسول اللہ ﷺ یا ابا امامۃ ما انا وامۃ سفھاء الخدّین شفعاء المعصمین امنت بربّھا وتحننت علی ولدھا الّا کھاتین وفرّق بین السبابۃ والوسطی واللہ اذھب فخر الجاھلیۃ وتکبّر ھا بآبائھا کلکم لآدم وحوّا کطف الصّاع بالصّاع وانّ اکرمکم عند اللہ اتقاکم فمن اتاکم

---

[1] جامع ترمذی، ص 175، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

Marfat.com

ترضون دینهٗ وامانتهٗ فزوّجوہٗ۔[1]

ترجمہ: حضرت ابوامامہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا: اے ابوامامہ سیاہ رُخساروں والی اور بھینگی آنکھوں والی لونڈی جو اپنے رب پر ایمان لائی اور اپنے بچوں پر شفقت کرتی ہو' میرے ساتھ اِن دو اُنگلیوں کی طرح ہوگی' پھر آپ نے اُنگشتِ شہادت اور اُنگشتِ وسطیٰ کھولیں اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمانۂ جاہلیت کے فخر اور باپ دادا پر تکبّر کرنے کو دُور کر دیا ہے۔ تم سب آدم و حوّا کی اولاد ہو اور صاع کے دو پیمانوں کی طرح برابر برابر ہو اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزّت والا وہ شخص ہے' جو سب سے زیادہ تقویٰ والا ہے' لہٰذا جب تم کو کوئی ایسا شخص نکاح کا پیغام دے' جس کے دین اور امانت پر تم راضی ہو تو اُس سے نکاح کر دو۔

جب آپ نے اِن احادیثِ کریمہ کو پڑھ لیا' جن میں حضور علیہ السّلام نے فقط دین و خلق کو معیارِ کفاءت بنایا اور خاندانی قید اور نسبی عُلُو کی کوئی شرط نہیں رکھی' تو اب تصویر کے دوسرے رُخ کو بھی ملاحظہ کر لیں کہ ہمارے مُخالفین حضرات نکاح میں کفو کے لازمی شرط اور واجب ہونے پر ایک حدیث شریف پیش کرتے ہیں' ہم اُسے اُن کے اِستدلال اور اپنے جواب کے ساتھ پیش کرتے ہیں اور انصاف قارئین پر چھوڑتے ہیں۔

حضرت علیؓ کی روایت کردہ حدیث کی تحقیقی تشریح

غیر کفو میں نکاح کے ناجائز ہونے اور کفو کے ضروری ہونے کے اثبات میں یہ حدیث پیش کی جاتی ہے۔

---

[1] شعب الایمان للبیهقی' ج 4' ص 289' 288' مطبوعہ بیروت

Marfat.com

امام ترمذی اپنی سند کے ساتھ کتاب الصّلوٰۃ میں روایت کرتے ہیں: عن علیّ
ن ابی طالب انّ النّبیّ قال لہٗ یا علیّ ثلاث لا تو خرھا الصّلوۃ اذا اتت و الجنازۃ
ذا حضرت والایمّ اذا وجدت لھا کفوًا قال ابو عیسٰی الیٰ قولہ وا ضطربوا
ی ھٰذا الحدیث۔[1]

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالب بیان کرتے ہیں کہ نبیِّ اکرم ﷺ نے اُسے فرمایا:
ے علیؓ! تین چیزوں کو مؤخّر نہ کرنا۔ جب نماز کا وقت آ جائے، جب جنازہ کی نماز
آ جائے اور جب تم کو بے نکاح عورت کا کفول جائے۔ حضرت ابو عیسیٰ نے کہا کہ
س حدیث میں راویوں کا اضطراب ہے۔

نیز امام ترمذی کتاب الجنائز میں روایت کرتے ہیں: عن علیّ بن ابی طالب
رسول اللّٰہ ﷺ قال لہٗ یا علیّ ثلاث لاتوخرھا، الصّلوٰۃ اذا اتت و الجنازۃ
احضرت والایمّ اذا وجدت لھا کفوًا قال ابو عیسٰی ھٰذا حدیث غریب وما ازی
سنادہٗ متصلًا۔

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالبؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
ے علی! تین چیزوں کو مؤخّر نہ کرنا۔ جب نماز کا وقت آ جائے، جب جنازہ آ جائے
ر جب تم کو بے نکاح عورت کا کفول جائے۔ ابو عیسیٰ نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے
ر میرے علم میں اِس کا اسناد متّصل نہیں ہے۔

اب اِس حدیث پر رجال (سند) اور متن کے حوالے سے مختصر تحقیق بحوالہ شرحِ صحیح مسلم

---

[1] جامع ترمذی، ص 52، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارتِ کتب کراچی

Marfat.com

از علامہ غلام رسول سعیدی زید مجدۂ ملاحظہ کریں۔

امام ترمذی نے اِس کو دونوں بابوں میں سندِ واحد کے ساتھ روایت کیا ہے۔ کتاب الصّلوٰۃ میں اِس حدیث کو مضطرب لکھا ہے اور کتاب الجنائز میں اِس کو منقطع قرار دیا ہے۔ اضطراب اور انقطاع کے علاوہ ہمارے نزدیک اِس حدیث کے ضُعف کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اِس حدیث میں ایک راوی سعید بن عبد اللہ جہنی ہے۔ ہر چند کہ امام ابنِ حبان نے اِس کو ثقات میں ذکر کیا ہے، لیکن امام ابو حاتمؒ نے اِس کو مجہول قرار دیا ہے اور فنِ حدیث اور جرح و تعدیل میں امام ابو حاتمؒ امام ابنِ حبانؒ پر مقدم ہیں۔ سعید بن عبد اللہ جہنی کے متعلق حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں: قال ابو حاتم مجهول[1] یعنی ابو حاتم نے کہا (سعید بن عبد اللہ جہنی) مجہول ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ یہ حدیث متعدد وجوہ سے ضعیف اور نا قابلِ استدلال ہے۔ اِس حدیث سے غیر کفو میں نکاح کی حُرمت پر استدلال دو وجہوں سے باطل ہے، اوّلاً اِس لیے کہ اِس حدیث میں آپ نے یہ فرمایا کہ جب کفو میں رشتہ مل جائے تو نکاح میں جلدی کرو۔ یہ نہیں فرمایا کہ غیر کفو میں نکاح نہ کرو، جب کہ اِن دونوں حکموں میں بہت فرق ہے۔ ثانیاً اِس لیے کہ یہ حدیث مضطرب اور منقطع ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے اور اگر یہ حدیث صحیح بھی ہوتی، تو اِس سے حُرمتِ قطعیہ ثابت نہیں ہو سکتی تھی، کیوں کہ حرامِ قطعی کے ثبوت کے لئے قطعی الثبوت اور قطعی الدّلالہ دلیل کی ضرورت ہے اور یہ حدیث قطعی الثبوت ہے اور نہ قطعی الدّلالہ۔ امام حاکمؒ نے اِس حدیث کے

---

[1] تہذیب التہذیب، للحافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانیؒ، المتوفیٰ 852ھ، ج 4، ص 52، مطبوعہ دائرۃ معارف دکن طباعت 1325ھ

Marfat.com

متعلق لکھا ہے: وهٰذا حديث غريب صحيح ولم يخرجاه یہ حدیث غریب، صحیح ہے اور امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے اِس کو روایت نہیں کیا۔[1]

اِس کا جواب یہ ہے کہ امام ترمذیؒ کے مقابلے میں امام حاکم کی تصحیح کا اعتبار نہیں، خصوصاً اِس لیے کہ تصحیح حدیث میں امام حاکم کا تساہل مشہور ہے۔ علامہ بدر الدین عینیؒ لکھتے ہیں کہ مساهلة الحاكم فى التصحيح مشهورة تصحیحِ حدیث میں حاکم کا تساہل مشہور ہے۔[2] علامہ پیر سیّد مہر علی شاہؒ نے بھی حاکم کے تساہل کو بیان فرمایا ہے[3]۔

امام حاکم کے نزدیک سیّدہ کا نکاح غیر سیّد سے جائز ہے

نیز یہ حدیث امام حاکم کے مذہب کے بھی خلاف ہے، کیوں کہ اِن کا مذہب یہ ہے کہ سیّدہ کا نکاح غیر سیّد سے جائز ہے۔ امام حاکم اپنی سند کے ساتھ حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو حذیفہؓ نے ایک انصاری خاتون کے آزاد کردہ غلام حضرت سالمؓ کو اپنا بیٹا بنا لیا اور اُن کا نکاح اپنی بھتیجی ہند بنت ولید بن عتبہ قرشیّہ سے کر دیا۔ اِس حدیث سے استنباط کرتے ہوئے امام حاکم آخر میں لکھتے ہیں: وفيه انّ الشريفة تزوّج من كُلّ مُسلم[4] اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ اعلیٰ نسب خاتون (سیّدہ) کا نکاح ہر مسلمان سے ہو سکتا ہے۔

امام حاکم کی اِس عبارت سے معلوم ہوا کہ پانچویں صدی ہجری تک سیّدہ کا نکاح غیر سیّد کے ساتھ بلا نکیر مروّج تھا اور یہ کہ جن احادیث سے ہم نے سیّدہ کے ساتھ

---

1. مستدرك للحاكم، ج 2، ص 163، مطبوعة دار الباز للنشر والتوزيع مكة المكرمة
2. عمدة القاری، ج 3، ص 174، مطبوعہ ادارة الطباعة المنيرية مصر 1340ھ
3. تصفیہ مابین سُنّی وشیعہ، ص 71، مطبوعہ گولڑہ شریف 1979ء
4. مستدرك للحاكم، ج 2، ص 164، مطبوعة دار الباز للنشر والتوزيع مكة المكرمة

Marfat.com

غیر سیّد کے نکاح کے جواز پر استدلال کیا ہے۔ امام حاکم نے بھی اُن احادیث سے استدلال کیا ہے۔ وللہ الحمد۔

فلہٰذا قرینِ حقیقت بات یہی ہے کہ نکاح میں کفاءت کو عندالاحناف چھ چیزوں میں رکھا جانا مصلحت کی بنیاد پر اور فسادِ زمانہ کے لحاظ سے ہے' یعنی جس نکاح میں قتل وغارت اور فتنہ کا اندیشہ زیادہ ہو' وہاں مذکورہ تمام شرائط کا ملحوظ رکھنا ضروری ہوگا' ورنہ اسلام اور اچھے اخلاق کی بنیاد پر رشتہ کر دینا چاہیے۔ اگر یہ بات نہیں ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ فُقہائے احناف کے نزدیک ایک حُرّہ' عاقلہ' بالغہ اگر اپنی مرضی سے کسی بھی مسلمان سے نکاح کر لیتی ہے تو وہ نکاح منعقد ہو جاتا ہے اور اگر غیر کفو میں ہو تو اولیاء کو حقِ اعتراض ہوتا ہے اور اگر کفو میں ہو تو لازم بھی ہو جاتا ہے اور اولیاء کو حقِ اعتراض نہیں ہوتا۔

پاکستان میں کورٹ میرج کا قانون

آج کل کی اصطلاح میں اِسے کورٹ میرج کہتے ہیں۔ جو پاکستان میں قانون کے طور پر لاگو ہے۔ اگر ایسا نکاح جو ولیِ اقرب کی رضامندی کے بغیر ہو' کسی بھی صورت میں منعقد نہیں ہوتا' تو آج تک پاکستان کی شریعت کورٹ یا دوسری عدالتوں میں جتنے اِس قسم کے نکاح ہوئے' کیا وہ سب کے سب باطل تھے اور ایسے نکاح کنندگان عمر بھر زنا کرتے رہے اور اُن کے گھروں میں پیدا ہونے والی اولاد حرام کاری کا نتیجہ تھی۔ اگر پاکستان کی عدالتوں میں ہونے والے ایسے تمام نکاح باطل ہیں تو کیا عدالتِ عالیہ

ل شرحِ صحیح مسلم' از علامہ غلام رسول سعیدی' ج 6' ص 1078' 1077

Marfat.com

کے جج صاحبان نے معاذ اللہ اہلِ پاکستان کے گھروں میں حرام کاری کی اجازت
ے رکھی ہے؟ ہم اِن شاء اللہ موقع آنے پر اِس بات کا فیصلہ پاکستان کی عدالتِ عالیہ
سے حاصل کریں گے' تاکہ مسئلۂ متنازعہ کی اصل صورت سامنے آئے کہ ہم غلطی پر ہیں
ہمارا فریقِ مخالف محض ہٹ دھرمی سے کام لے کر آئے دن ایک سے ایک ایسی
کتاب چھاپ رہا ہے' جس میں مسئلہ کی اصلی صورت کو بُری طرح مسخ کیا جا رہا ہے
ور مختلف حضرات کی ذاتی آراء ونظریات کو قانونِ شریعت کا درجہ دے کر لوگوں پر مسلّط
کیا جا رہا ہے اور یوں ایک دنیا کو احمق بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

ظاہر الرّوایہ کو نوادر پر ترجیح حاصل ہے

شریعت کورٹ یا عدالتِ عالیہ میں جو لڑکیاں اپنے قریبی ولی کی اجازت حاصل
کیے بغیر اپنے سے اُونچے یا نچلے خاندانوں میں نکاح کرنا چاہتی ہیں اور جج صاحبان
سلامی قانون کے مطابق ایسے نکاح کو منعقد کرتے ہیں' تو اُن کا یہ عمل حضرت امام
بوحنیفہؒ کے مذہب اور فیصلے کے عین مطابق ہے' جسے اصطلاحِ فقہ میں ظاہر الرّوایہ
سے تعبیر کیا جاتا ہے اور رضامندیِ اولیاء والی روایت کو نوادر سے تعبیر کرتے ہیں'
س پر فسادِ زمانہ کی بنا پر فتوٰی دینا تو قرینِ مصلحت ہے' مگر عام فقہی قاعدہ کی رُو سے
ظاہر الرّوایہ کو ہر طرح سے نوادر پر ترجیح حاصل ہے۔

امام ابوحنیفہؒ کا آیتِ قرآنی سے استدلال

امام ابوحنیفہؒ نے ایسے نکاح کے منعقد ہو جانے کا استدلال براہِ راست قرآنِ مجید

Marfat.com

کی ایک آیتِ کریمہ سے کیا ہے اور وہ یہ ہے: فان طلقھا فلا تحل لہٗ من بعد حتّٰی تنکح زوجًا غیرہٗ (الآیۃ) اگر مرد نے عورت کو طلاق دے دی تو وہی عورت (طلاق یافتہ) اُس مرد (طلاق دہندہ) کے لیے اُس وقت تک حلال نہیں ہو سکتی' جب تک وہ عورت اپنے سابق خاوند کے علاوہ کسی اور سے نکاح نہ کر لے۔

اِسی کو حلالہ کہتے ہیں۔ اِس آیت سے طلاق یافتہ عورت کا ذاتی اختیار ثابت ہو رہا ہے' حتّٰی تنکح یعنی یہاں تک کہ وہ خود اپنی مرضی سے اپنا نکاح کسی اور سے نہ کر لے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے تَنکح صیغہ واحدہ مؤنثہ غائبہ استعمال فرمایا' جو فعل مضارع معلوم ہے۔ اگر تَنکح کے بجائے تُنکح فرمادیا ہوتا جس کا معنٰی ہے ''یہاں تک کہ وہ مطلّقہ عورت پہلے خاوند کے علاوہ کسی اور کے ساتھ نکاح نہ کر دی جائے'' تو اِس صورت میں فعل مضارع مجہول ہوتا اور نکاح کر دینے کی نسبت اولیاء کی طرف ہوتی۔ ایسی صورت میں عورت دوسرا نکاح کرنے کی از خود مجاز نہ ہوتی' بلکہ اُس کے اولیاء جہاں چاہتے اُس کا نکاح کر دیتے۔ حضرت امامِ اعظمؒ کا استدلال یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ آیتِ محوّلہ بالا میں بہ سلسلۂ نکاحِ ثانی عورت کو خود مختار قرار دے رہا ہے' تو ہم کس بِنا پر اُسے اِس دوسرے نکاح میں کسی ولیِ اقرب یا ابعد کے رحم وکرم پر چھوڑ دیں۔ کورٹ میرج میں جو لڑکیاں اور لڑکے اپنے اولیاء کی رضا پوچھے بغیر نکاح پڑھوا لیتے ہیں' پاکستان کی شرعی عدالتیں اِس قرآنی دلیلِ قطعی کو اپنا مستدل بنا کر اُن کے مابین نکاح کا انعقاد کرتے ہیں اور اِسی کو ظاہر الرّوایہ کہا جاتا ہے۔

Marfat.com

آیتِ محوّلہ بالا پر اگر غور کیا جائے' تو چند نتائج اخذ کیے جا سکتے ہیں۔

اوّل: اِس آیت میں ایک مطلقہ مؤمنہ عورت کا ذکر ہے' کسی اُونچے یا نچلے خاندان کا کوئی ذکر نہیں۔

دوم: بالفرض اگر کوئی سیّد زادی اپنے خاوند جو سیّد ہو' سے طلاق یافتہ ہو جائے' تو وہ اپنے سابق خاوند (سیّد) کے علاوہ کسی بھی خاندان کے فرد سے نکاح کر سکتی ہے۔ آپ کہیں گے یہ کیسے؟ تو میں عرض کرتا ہوں کہ اِس آیت میں زوجًا کا لفظ نکرہ کی صورت میں واقع ہوا ہے' کیوں کہ اِس پر تنوین نکرہ کی ہے' یعنی ایک یہ بات کہ ایک حُرّہ' مومنہ' عاقلہ' بالغہ از خود کسی بھی مومن سے نکاح کر سکتی ہے۔ دوسری بات یہ کہ اُس کا پہلا خاوند سیّد تھا' تو اب وہ طلاق یافتہ ہونے کے بعد اپنی مرضی سے' بغیر رضائے اولیاء سیّد کے علاوہ کسی بھی مومن سے نکاح کر سکتی ہے۔ اُس کے لیے قرآن کی اِس آیت سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ سابق سیّد خاوند کے پاس واپس جانے کے لیے کسی سیّد صاحب ہی سے نکاح کرے ورنہ وہ سابق خاوند کے لیے حلال نہ ہوگی۔ لفظِ زوجًا کی تنوینِ نکرہ اِسے اجازت دے رہی ہے کہ سابق خاوند کے نکاح میں جانے کے لیے کسی سے بھی نکاح کر سکتی ہے۔ اِس آیتِ محوّلہ بالا سے ہم نے دو اُمور اخذ کیے' ایک یہ کہ یہاں ولی کے عدمِ ذکر اور عورت کی طرف نکاح کی اضافت کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صحتِ نکاح کے لیے ولی کی اجازت شرط نہیں۔ دوسرا یہ کہ کفو کے ذکر نہ کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صحتِ نکاح کے لیے

Marfat.com

کفو کی شرط نہیں ہے اور عورت آزاد' عاقلہ' بالغہ جہاں چاہے نکاح کرسکتی۔ چاہے خاوند اُس کا کفو ہو یا غیر کفو ہو۔

امام ابوبکر جصّاص کا استدلال

چنانچہ علّامہ ابوبکر احمد بن علی رازی جصّاص حنفی' المتوفّٰی 370ھ نے اِس آ[یت] سے یہ استدلال کیا ہے کہ صحّتِ نکاح کے لیے ولی کی شرط نہیں ہے۔ لکھتے ہیں:

وفیہ الدّلالۃ ایضًا علٰی جوازِ النّکاح بغیرِ ولیّ لانّہٗ اضاف التّراجع ال[یھما] من غیر ذکر الولیّ[1]۔

ترجمہ: اِس آیت میں بغیر ولی کے نکاح کے جواز پر بھی دلالت ہے' کیوں کہ اللہ ت[عالیٰ] نے ولی کے ذکر کے بغیر نکاح کی اضافت عورت اور اِس کے شوہر کی طرف کی ہے۔

مشہور مفسّر علّامہ محمود آلوسیؒ صاحبِ تفسیر رُوح المعانی بھی اِس آیت سے [۔۔۔] استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں: وَعلٰی انّ الولیّ لیسَ شرطًا فی النّکاح لانّہٗ اضا[ف] العقد اِلیھا[2]۔

ترجمہ: اور یہ آیت اِس پر بھی دلالت کرتی ہے کہ صحّتِ نکاح میں ولی [شرط] نہیں ہے' کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے عقد کی اضافت عورت کی طرف کی ہے۔

مفتیانِ ذی وقار جواب دیں

اب ذرا میں اُن مفتیانِ ذی وقار سے پوچھتا ہوں کہ اگر کسی سیّدہ کو یہ معاملہ

---

[1] احکام القرآن' ج 1' ص 391' مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور

[2] تفسیر روح المعانی للعلّامۃ ابو الفضل سیّد محمود آلوسی حنفیؒ' المتوفّٰی 1270ھ' ج 3' ص 141' مطبوعہ

Marfat.com

آجائے تو حلالہ (حیلۂ معروفہ شرعیّہ) کے لیے کسی سیّد صاحب ہی کی تخصیص کو قرآنِ مجید سے ثابت کر کے دکھادیں۔ اِن شاء اللہ العزیز کبھی نہیں دِکھا سکیں گے۔ اب وہ فرمائیں کہ ازروئے قرآنِ مجید نکاحِ سیّدہ باغیر سیّد شرعًا حلال اور نافذ ہوا یا نہیں؟ اگر ہو گیا تو پھر ہٹ دھرمی اور لا نُسلّم کی رٹ لگانے کا کیا فائدہ؟ سیدھے سادے مسلمانی طریقے اور قرآنی سبق کے مطابق سَمِعنا واَطَعنا کہہ کر' دنیا اور آخرت میں سرخروئی حاصل کرنے سے آخر کیا چیز مانع ہے؟ اور اگر یہ نکاح حلال اور نافذ نہیں ہوا' تو قرآنِ مجید سے اِس طرح کی کوئی دلیل پیش کریں' جس طرح بندہ نے پیش کی ہے۔

نکاح وطلاق کے معاملہ میں دوہرا معیار کیوں؟

اگر نکاحِ سیّدات کے لیے اُن ساداتِ کرام اور مفتیانِ ذی احترام کے نزدیک شریعت میں عام مسلمانوں سے ہٹ کر کچھ تخصیصی قوانین وضع کیے گئے ہیں تو سادات اور سیّدات کے لیے طلاقِ رجعی' بائنہ اور مغلّظہ کے سلسلے میں فقہاء نے کوئی الگ تھلگ حکم کیوں ایجاد نہ فرمایا؟ یہ کیسی منطق ہے کہ نکاح میں سادات' عوام الناس سے بالکل جُداگانہ شان کے مالک ہوں اور طلاق میں سب کے ساتھ برابر کے شریک رہیں۔ کچھ تو خوفِ خدا چاہیے۔ اسلام سے اِس قدر بھونڈا مذاق اور قوانینِ شریعت کو کھیل تماشا بنانے کی جسارت کب تک جاری رہے گی؟ کل ہم سب نے اُس مُقنّنِ اعظم کی بارگاہ میں پیش ہونا ہے' اُس وقت کیا جواب دیں گے؟۔

خدائی کھنچ کر آ پہنچے گی میدانِ قیامت میں
وہاں کیونکر چھپو گے تم، وہاں کیا ہم نہیں ہوں گے؟

نکاح کے بعد حقوقِ زوجیت کی ادائیگی ہرگز باعثِ عار نہیں

مفتیانِ گولڑہ شریف نے بحوالۂ کُتبِ فقہ تحریر کیا کہ ایک عالی نسب خاتون کے ساتھ کسی کم درجہ انسان کا ہم بستری کرنا باعثِ ننگ و عار ہے۔ اِس کا مطلب یہ ہوا کہ آج تک نچلے طبقات کے جتنے باپ اپنی بیٹیاں عالی نسب افراد (جن میں ساداتِ بنوفاطمہ، ہاشمی، قریشی، اعوان اور بزعمِ خویش دیگر اُونچے نسب کے لوگ شامل ہیں) کے نکاح میں دے چکے ہیں یا دے رہے ہیں یا دیں گے، وہ سب غیرت سے خالی ہیں کہ اپنی بیٹیوں کو دوسروں کے سپرد کر کے اُن سے ہتک آمیز اور باعثِ ننگ و عار کام کروا رہے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہیے کہ اگر کوئی عالی نسب خاندان کا فرد اپنے سے نچلے خاندان کی کسی بیٹی سے نکاح کر لے اور اُسے اپنے گھر لے آئے تو اُس کے ساتھ حقوقِ زوجیت ادا کرنا کوئی عار نہیں، لیکن نچلے طبقے کا کوئی نیک سیرت اور باکردار انسان بھی اگر کسی عالی نسب خاتون سے اُس کی رضامندی (حتیٰ کہ اُس کے اولیاء کی رضامندی) کے ساتھ نکاح کر لے تو عالی نسب خاندان والوں کے نزدیک اُس کا اُس خاتون کے ساتھ حقِ زوجیت ادا کرنا، اُن کی بیٹی کی ذلت و رسوائی کا باعث ہوگا۔ یہ کہاں کا اسلام، کہاں کی شریعت، کہاں کا قانون اور کہاں کی فقہ ہے؟ بھائی اگر اِس میں عورت کے لیے کسی حد تک فراش بننے میں ذہنی کوفت و تکلیف کا پہلو نکلتا ہے، تو اِس میں

سب عورتیں برابر ہیں اور اگر یہ عملِ زوجیت عورتوں کے اولیاء کے لیے کسی قدر طبعی بوجھ کا باعث ہے' تو پھر اِس میں بھی سب عورتوں کے اولیاء برابر ہیں۔ جب عورت خود اپنا حق ساقط کر دے اور اُس کے اولیاء بھی یہ حق ساقط کر دیں' تو پھر کون سی ذلّت رہ گئی اور اِس میں امیر و غریب اور اُونچے اور نچلے خاندان کا فرق کہاں رہ گیا؟ حضور علیہ السّلام نے سچ فرمایا تھا کہ مجھے اِس کا افسوس ہے کہ میری اُمّت سے نسبی کبر کی بُو نہیں جائے گی اور یہ ہمیشہ اپنے آباء واجداد کے حوالوں پر فخر کا اظہار کرتے رہیں گے۔

چنانچہ ایک محقّق صاحب' مشہور حنفی عالمِ دین علّامہ سرخسیؒ کی ایک عبارت کو سمجھے اور غور کیے بغیر لکھتے ہیں "اِس سے ظاہر ہوا کہ کفو میں نکاح کرنے کی علّتِ شرعی یہ ہے کہ انسان ذلّت سے محفوظ رہے اور غیر کفو میں اِس لیے ناجائز ہے کہ غیر کفو میں تذلیل اور توہین ہے۔ اب غیر کفو میں نکاح کے عدمِ جواز کی علّتِ شرعی' انسان کی تذلیل اور توہین ہوئی۔" (حسب ونسب' ص 49)

قارئینِ کرام! معترض محقّقِ نام نہاد نے حضرت علّامہ امام سرخسیؒ کی جس عبارت کو سوچے سمجھے بغیر یہ گوہر افشانی فرمائی' آپ خود اِس عبارت کو پڑھ لیں اور پھر اِس پر ہمارا تبصرہ بھی ملاحظہ کر لیں۔ اِن شاء اللہ آپ پر حقیقت منکشف ہو جائے گی۔ فقہائے احناف میں سے سفیان ثوریؒ چوں کہ نکاح میں کفو کا مطلقاً اعتبار نہیں کرتے' جب کہ اکثر فقہائے احناف کے نزدیک نکاح میں کفو کا اعتبار ہے۔ (اور

Marfat.com

بطورِ مندوب و مستحب کے ہے' نہ کہ بطورِ فرض و واجب)

علّامہ سرخسیؒ کے موقف کی غلط تفہیم

علّامہ سرخسیؒ جمہور فقہائے احناف کی طرف سے دلیل قائم کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "عورت کے مملوک ہونے کی صورت میں ایک طرح کی ذلّت ہے' رسول اللہ ﷺ نے اِس طرف اشارہ کیا ہے اور فرمایا" نکاح غلامی (ماتحتی) ہے' پس تم غور کرو کہ تم اپنی بیٹی کا رشتہ کہاں کر رہے ہو اور نفس کو ذلیل کرنا حرام ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا" مومن کے لیے اپنے نفس کو ذلیل کرنا حرام ہے" اور نکاح میں جو کچھ کہا گیا ہے' وہ بقدرِ ضرورت جائز کیا گیا ہے اور غیر کفو میں عورت کا نکاح کرنے سے زیادہ ذلّت ہے اور اِس زیادہ ذلّت کی ضرورت نہیں ہے' اِس لیے نکاح میں کفو کا اعتبار کیا گیا ہے[1]۔"

اب یار لوگوں نے مبسوط کی اِس عبارت کا مطلب یہ سمجھ لیا ہے کہ علّامہ سرخسیؒ نے غیر کفو میں نکاح کو ناجائز قرار دیا ہے' حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں ہے' بلکہ علّامہ سرخسیؒ نے مذکورہ بالا دلیلِ نکاح میں کفو کا اعتبار کرنے پر قائم کی ہے۔ غیر کفو میں نکاح کے عدمِ جواز پر یہ دلیل قائم نہیں کی' بلکہ اُن کے نزدیک غیر کفو میں نکاح کرنا جائز ہے۔ علّامہ سرخسیؒ کا حوالہ ملاحظہ فرمایئے: (قال) واذا تزوّجت المرأة غير كفاء فرضى به احدالاولياء جاز ذٰلك ولا يكون ممن هو مثلهٗ فى الولاية أو ابعد منهٗ ان ينقصهٗ الّا ان يكون اقرب منهٗ فحينئذٍ لهٗ المطالبة بالتفريق[2]۔

---

[1] المبسوط' ج 5' ص 23' مطبوعہ بیروت

[2] المبسوط' ج 5' ص 26' مطبوعہ بیروت

Marfat.com

ترجمہ: امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ جب عورت غیر کفو میں شادی کرے اور اُس کے اولیاء، جن میں سے کوئی ایک بھی راضی ہو تو نکاح جائز ہے اور اُس جیسا یا اُس سے دُور کا ولی اُس نکاح کو مسترد کرانے کا مجاز نہیں ہے، البتہ اگر اِس سے زیادہ قریبی ولی اختلاف کرے تو وہ تفریق کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

نوٹ: اِس محوّلہ بالا عبارتِ المبسوط للسرخسیؒ سے ایک تو امام محمدؒ کا مسلک واضح ہوا کہ آپؒ بہ رضائے اولیاء غیر کفو میں نکاح کو جائز سمجھتے ہیں۔ دوسرا کفو کی شرط کے لیے متذکرہ الفاظ سے کفو کا استحباب نظر آ رہا ہے، وجوب نہیں۔ تیسرا خود علّامہ سرخسیؒ کا مسلک بھی دریں سلسلہ واضح ہو کر سامنے آ گیا۔ اب معترضین کی پیش کردہ عبارتِ مبسوط کا جواب سمجھنے میں آسانی ہوگی۔

اصلِ جواب

کیوں کہ امام سفیان ثوریؒ نے یہ حدیث پیش کی کہ ابوطیبہ (فصد لگانے والا غلام) نے بنو بیاضہ کو رشتہ کا پیغام دیا۔ اُنھوں نے انکار کیا تو رسول ﷺ نے فرمایا: ابوطیبہ سے نکاح کر دو، اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو بہت فتنہ اور فساد ہوگا اور حضرت بلال کے لیے رشتہ دینے کا حکم فرمایا۔ اِن حدیثوں کے جواب میں علّامہ سرخسیؒ لکھتے ہیں: وتأويل الحديث الأخر الندب الى التّواضع و ترکِ طلب الکفاءة لاالالزام و بہ نقول ان عند الرّضا یجوز العقد[1]۔

ترجمہ: اور دوسری حدیث کی تاویل یہ ہے کہ تواضع کرنا اور کفو کی طلب کو ترک

[1] المبسوط ج 5، ص 23، مطبوعہ بیروت

Marfat.com

کرنا مندوب ہے' کفو کا اعتبار کرنا لازم نہیں ہے اور ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ جب لڑکی اور اُس کے ولیِ اقرب کی رضا ہوتو نکاح جائز ہے۔

یہ تو علامہ سرخسیؒ کی کفو اور انعقادِ نکاح کے سلسلہ میں وضاحت اور امام محمدؒ کے مذہب کی تشریح وتوضیح تھی' کیوں کہ یہ امام محمدؒ کی سیرِ کبیر کی شرح ہے۔اب علامہ سرخسیؒ کے قول کی توضیح ملاحظہ کیجیے۔

توضیحِ قولِ شمس الائمہ سرخسیؒ

علّامہ سرخسیؒ کا یہ کہنا کہ نکاح میں ایک طرح ذلّت ہے' درست نہیں۔تعلیماتِ شرعیّہ کی رُو سے نکاح ذلّت کا نام نہیں' بلکہ عزّت وتکریم اور سکون وطمانیّت کا نام ہے' اللہ تعالیٰ نے نسلِ انسانی کی بقاء کے لیے نکاح کو سبب بنایا ہے' شوہر اور بیوی کے لیے حقوق وفرائض اور ذمہ داریوں کی حدود وقیُود مقرّر کیں اور اِس طریقے سے یہ گاڑی کے دو پہیّے ہیں' جو اپنی ڈیوٹی ادا کر رہے ہیں۔قرآنِ مجید نے کہیں تو ھنّ لباس لکم وانتم لباس لھنّ[1] یعنی وہ (عورتیں) تمہارا لباس ہیں اور تم (مرد) اُن کا لبادہ ہو۔ اور کہیں لتسکنوا الیھا وجعل بینکم مَوَدَّۃً وَّرحمۃً[2] {تاکہ تم اِس (بیوی) سے سکون حاصل کرسکو اور اُس (اللہ) نے تمہارے درمیان محبت اور رحم پیدا کر دیا} جیسے فرامین سے اِس رشتۂ زوجیّت کی اہمیّت بیان فرمادی۔

عورت پر مرد کی فوقیّت وفضیلت جزوی ہے

یہ دُرست ہے کہ مرد کو عورت اور شوہر کو بیوی پر فوقیّت حاصل ہے اور بیوی شوہر

---

[1] سورۂ بقرۃ' آیت 189

[2] سورۂ روم' آیت 21

Marfat.com

کے تابع اور محکوم ہوتی ہے' لیکن یہ ایک جزوی فوقیت وفضیلت ہے۔ اِس سے نہ تو عورت کی مجموعی حیثیت میں فرق پڑتا ہے اور نہ اُس کی خوبیوں اور حقوق کی نفی ہوتی ہے۔ لہٰذا نکاح کی وجہ سے عورت کو ذلیل وخوار قرار دینا غلط ہے' چاہے یہ غلطی کسی دورِ حاضر کے محقق ودانشور سے ہو یا زمانہ گزشتہ کے عُلماء سے سرزد ہو' کیوں کہ یہ مزاجِ شریعتِ محمدی اور دینِ فطرت کے آفاقی وہمہ جہتی اُصولوں کے خلاف ہے۔

اللہ تعالیٰ نے شوہر اور بیوی کے باہمی حقوق کو انتہائی باعزّت اور حسین پیرائے میں بیان فرمایا ہے: ولھنّ مثل الّذی علیھنّ بالمعروف و للرّجال علیھنّ درجۃ[1] (الآیۃ)

ترجمہ: اور عورتوں کا بھی مردوں پر اُسی معروف طریقے سے (دستورِ شرع کے مطابق) حق ہے' جس طرح مردوں کا عورتوں پر حق ہے اور مردوں کو عورتوں پر (یک گونہ) فضیلت ہے۔

اِسی طرح حضور علیہ السّلام نے اپنے متعدّد فرامین اور اِرشادات میں عورت کے حقوق اور اُس کی حیثیت بیان فرمائی کہ'' تم میں سب سے اچھّا وہ ہے' جو اپنے گھر والوں سے اچھّا ہے اور میں تم سب میں سے اپنے گھر والوں کے معاملے میں اچھّا ہوں'' خطبۂ حجّۃ الوداع کے موقع پر آپ نے عورتوں کے ساتھ ہمدردی اور اُن کے حقوق کے حوالے سے ایک فکر انگیز اور تاریخی خطبہ دیا' نیز اِسلام ہی نے عورت کو بیٹی کے روپ میں شفقت ومحبّت اور حُسنِ تربیت کا حق دار ٹھہرایا اور دو یا ایک بیٹی کے باپ کو اُس کی تربیت اور تہذیب کرنے پر اجر وثواب کی بشارت سے نوازا ہے۔ شادی کے بعد عورت

---

[1] سورۂ بقرۃ' آیت 288

Marfat.com

خاوند کی بیوی ہونے کے ناتے حُسنِ سلوک اور محبت کی مستحق ٹھہرتی ہے' تو اولاد کی ماں ہو کر اُس ذروۂ عُلیا تک پہنچتی ہے کہ بموجبِ فرمانِ نبوی جنّت اُس کے قدموں میں ہوتی ہے اور حضرت ابنِ عباسؓ کی روایت کردہ حدیث کے مطابق جس نے ماں کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اُس کو دوزخ کا عذاب نہیں ہوگا۔[1]

خلاصۂ بحث

اِس تمام بحث سے ثابت ہو گیا کہ نکاح میں عورت کی تذلیل وتحقیر نہیں' بلکہ اُس کی تکریم وتحفیظ ہے۔ بعض سرمستانِ بادۂ کبرنسبی ساداتِ کرام اور دنیائے دنی کے کچھ مفاد پرست مفتیانِ عظام' کسی بھی عورت کی نسبی اعتبار سے غیر کفو میں شادی کو تو باعثِ تذلیل وتحقیر اور وجہِ بے عزتی و بدنامی قرار دیتے ہیں (حالانکہ کفو میں نسبی جہت مختلف فیه بین أئمة الاسلام ہے) لیکن حسبی (دین ودیانت وتقوای) اعتبار سے غیر کفو میں شادی کو باعثِ عظمت وافتخار سمجھتے ہیں کہ اعلیٰ خاندان کا لڑکا ہونا چاہیے۔ چاہے کردار کے لحاظ سے جیسا گیا گزرا بھی ہو (حالانکہ کفو میں حسبی جہت متفق علیه بین أئمة الاسلام ہے) چنانچہ اِس سلسلے میں امام مالکؒ' امام شافعیؒ اور ائمۂ احناف امام کرخیؒ' سفیان ثوریؒ اور امام جصّاص رازیؒ کے مواقف تو آپ ملاحظہ کر چکے ہیں۔

شیخینؒ کا موقف

اب فقہِ حنفی سے خود شیخین (امام ابوحنیفہؒ وامام ابویوسفؒ) کا موقف ملاحظہ ہو۔ فتاوٰی عالمگیری ج 1' ص 291' پر اور فتاوٰی قاضی خان ج 1' ص 350 پر ہے:

---

[1] کنز العمّال' ج 16' ص 462' طبع بیروت

Marfat.com

تعتبر الکفاءة فی الدیانة و ھٰذا قول ابی حنیفة و ابی یوسف ھوالصحیح کذا فی الھدایة فلا یکون الفاسق کفاء للصالحة کذا فی المجمع سواء کان معلن الفسق أو لم یکن[1]......

ترجمہ: دیانت (مرد کی شرافت وتقوٰی و صالحیّت) کا بھی کفو بننے میں اعتبار رکھا جاتا ہے اور امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کا قول ہے اور یہی قول مذہبِ صحیح ہے اور ہدایہ میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ لہٰذا فاسق مرد صالحہ عورت کا کفو نہیں بن سکتا۔ اِسی طرح فتاوٰی مجمع میں بھی لکھا جا چکا ہے' برابر ہے کہ اُس فاسق مرد کا فسق علانیہ ہو یا غیر علانیہ (پوشیدہ)

فتاوٰی خانیہ کی عبارت ملاحظہ ہو: وقال ابو یوسف رحمه الله تعالٰی الفاسق اذا کان معلنًا یخرج سکرانًا لا یکون کفوًا للصالحة من بنات الصالحین[2]۔

ترجمہ: امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ فاسق مرد' جب اعلانیہ فاسق ہو اور شراب کے نشے میں دُھت ہو کر باہر نکلتا ہو (لوگوں کو اِس کی شراب نوشی کا علم ہو) وہ نیک لوگوں کی پارسا بیٹی کا کفو نہیں ہو سکتا۔

قارئینِ کرام! یہ قانون سب لوگوں کے لیے برابر ہے' چاہے وہ سیّد خاندان سے متعلّق ہو یا غیر سیّد گھرانے سے۔ اِسی طرح ہدایہ میں بھی موجود ہے کہ حسبی (دیانت وتقوٰی) کا عدمِ تکافُو بھی صالحین کی صالحہ لڑکی کے لیے ویسا ہی باعثِ عار ہے' جیسا کہ نسبی عدمِ تکافو ہے' بلکہ یہ اُس سے بھی بڑھ کر ہے۔ ہدایہ کی عبارت

---

[1] فتاوٰی عالمگیری' ج1' ص291

[2] فتاوٰی قاضی خان' ج1' ص163

Marfat.com

ملاحظہ ہو: وتعتبر ایضًا فی الدّین أی الدّیانة وھٰذا قول ابی حنیفة وابی یوسف وھو الصحیح لانہٗ من اعلی المفاخر والمرأة تعیر بفسق الزّوج فوق ما تعیر بضعة نسبہٖ۔[1]

ترجمہ: اور نسبی کفو کے ساتھ حسبی کفو یعنی دین و دیانت کا بھی ضرور اعتبار کیا جاتا ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے' کیوں کہ یہ (دیانت' تقویٰ' صالحیت اور اچھی شہرت) زیادہ قابلِ فخر بات ہے۔ عورت نسبی عدمِ کفاءت یعنی خاوند کے خاندانی پسِ منظر' دنیوی کاروبار اور صنعت وحرفت کے سبب جتنی شرمندگی اور عار محسوس کرتی ہے' وہ اُس سے کہیں زیادہ عار خاوند کی بدکرداری وفسق کی وجہ سے محسوس کرتی ہے۔

خلاصۂ بحث یہ ہے کہ ساداتِ کرام یا کوئی دوسرا عالی نسب خاندان اپنی کوئی بیٹی کسی دوسرے کم درجہ خاندان کے کسی فرد کو نہیں دینا چاہتا تو نہ دے' اُسے کون ایسا کرنے پر مجبور کرتا ہے؟ مگر خدارا ایسے نکاحوں کو ازروئے شریعتِ محمدیہ حرام اور ناجائز تو نہ کہے' کیوں کہ ایسا سوچنا یا عقیدہ رکھنا کُفر ہے۔ ہماری کُتبِ عقائد میں یہ تصریح موجود ہے اور حضرت پیر مہر علی شاہؒ کے ملفوظاتِ مہریہ میں بھی مرقوم ہے کہ جس طرح تحلیلِ ما حرّم اللہ کفر ہے' اِسی طرح تحریم ما احلّ اللہ بھی کفر ہے[2] یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ کی کسی حرام کردہ چیز کو حلال سمجھنا کفر ہے' اِسی طرح اللہ تعالیٰ کی کسی حلال کردہ چیز کو حرام سمجھنا اور کہنا بھی کُفر ہے۔

---

1. ھدایۃ اولین' کتاب النکاح' ج2' ص320' مطبوعہ مکتبہ شرکت علمیہ ملتان
2. ملفوظاتِ مہریہ' حصہ دوم' ملفوظ 60' طبع پنجم' سنِ طباعت 2007ء' مطبوعہ لاہور

شریعت کے مقابلے میں ہماری پسند و ناپسند کی کوئی حیثیت نہیں

جیسا کہ میں نے اِسی کتاب میں کہا ہے کہ میرا بھی ایک سیّد گھرانے سے تعلّق ہے اور میں بھی نہیں چاہتا کہ کوئی سیّد صاحب خواہ مخواہ اپنی بیٹی کسی غیر خاندان میں دیں۔ مگر بات صرف اِتنی ہے کہ اگر کوئی سیّد صاحب اپنی لڑکی اپنے خاندان سے باہر کسی قریشی‘ ہاشمی‘ اعوان وغیرہ یا کسی عالم و فاضل‘ باکردار‘ صاحب دیانت وتقوٰی اور اچھی شہرت رکھنے والے شخص کو دینا چاہیں یا لڑکی خود رشتہ کرنا چاہے‘ تو از رُوئے شریعتِ محمدیہ ایسا نکاح حلال ہے۔ سادات کو اِس بات پر رنجیدہ نہیں ہونا چاہیے‘ نیز حضرت پیر مہر علی شاہؒ بھی غیر کفو کی نسبت ہم کفو خاندانوں میں رشتہ دینے کو ترجیح دیا کرتے تھے اور راقم الحروف اِس موقف میں اُن کا مؤید و پیرو ہے‘ مگر یہ کہنا کہ اُن کے فتوٰی سے حُرمتِ قطعیہ ثابت ہے کہ غیر کفو میں برضائے ولیِ اقرب بھی نکاح سیّدہ با غیر سیّد از رُوئے شریعت قطعاً حرام ہے یا ناجائز ہے‘ ایسی باتیں کرنا مقلّدینِ ائمۂ اہلِ علم کو زیب نہیں دیتا۔ چند جُہلاء‘ عالمِ دین نہ ہونے کے سبب اگر ایسی جاہلانہ باتیں عوام میں اپنی دھاک بٹھانے اور اپنی برتری ثابت کرنے کے لیے کرتے ہیں تو کرتے رہیں‘ مگر جو حضرات کتاب و سُنّت کی تعلیمات اور اکابرِ اُمّت کے تعامل سے باخبر ہیں‘ وہ قطعاً ایسی یاوہ گوئی نہیں کرتے‘ کیوں کہ ایسا کرنا قرآن و سُنّت کے ساتھ کُھلی جسارت ہے۔ اربابِ علم سادات کو چاہیے کہ وہ کم علم سادات کو اِس مسئلہ کی حقیقی صورت سے آگاہ کریں اور ٹھنڈے دل سے اِنہیں یہ مسئلہ سمجھائیں کہ ہماری خاندانی عزّت و وجاہت

Marfat.com

اپنی جگہ' لیکن شریعت کی رُو سے کسی چیز کا حرام ہونا' ہماری پسند و ناپسند یا معاشرتی اُونچ نیچ سے ثابت نہیں ہوتا' بلکہ اِس کے لیے قطعی ثبوتِ شرعی چاہیے۔

فقہی اصطلاحات کی توضیحِ مزید

اگرچہ میں نے اِن کی پُوری وضاحت فرض' واجب' سُنّت' مستحب' حرام اور مکروہِ تحریمی وغیرہ کی تعریفات کے ضمن میں اِس کتاب میں کر دی ہے' مگر یہاں ایک اور اقتباس کا نقل کرنا مناسب سمجھتا ہوں' تاکہ مزید وضاحت ہو جائے۔ چنانچہ خاتم المحقّقین علّامہ سیّد ابنِ عابدین شامیؒ نے اِس مسئلہ کو مزید وضاحت کے ساتھ لکھا ہے' فرماتے ہیں: انّ الاَدِلّة السّمعیّة اربعة' الاوّل قطعیّ الثّبوت و الدّلالة کنصوص القرانِ المفسّرة أوالمحکمة والسنّة المتواترة الّتی مفهومها قطعیّ' اَلثّانی قطعیّ الثّبوت ظنّیّ الدّلالة کالأیات المؤوّلة' الثّالث عکسهٗ کالاخبار الاٰحاد الّتی مفهومها قطعیّ' الرّابع ظنّیهما کاخبار الاٰحاد الّتی مفهومها ظنّیّ فبالاوّل یثبت الفرض والحرام و بالثّانی والثّالث الواجب وکراهة التّحریم وبالرّابع السّنّة والمستحب[1]۔

ترجمہ: سمعی دلائل چار ہیں۔ اوّل: قطعیُ الثّبوت وقطعیُ الدّلالہ' جیسے قرآنِ مجید کی نُصوصِ مفسّرہ ومحکمہ اور ایسی احادیثِ متواترہ جن کا مفہوم قطعی ہو' ثانی: قطعیُ الثّبوت اور ظنّیُ الدّلالہ' جیسے آیاتِ مؤوّلہ' ثالث: قطعیُ الدّلالہ جیسے وہ اخبارِ آحاد جن کا مفہوم قطعی ہو' رابع وہ اخبارِ آحاد جن کا مفہوم ظنّی ہو۔ پہلی قسم سے فرض اور حرام ثابت ہوتے ہیں اور دوسری اور تیسری قسم سے واجب اور مکروہِ تحریمی اور چوتھی قسم سے سُنّت اور مستحب

[1] حاشیہ ردّ المحتار علی الدّرّالمختار' ج 1' ص 70

Marfat.com

ثابت ہوتے ہیں۔

محوّلہ بالا عبارت اور اِس جیسی بیسیوں عباراتِ فُقہاء و عُلمائے اسلام سے یہ اصلی قاعدہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی چیز کی تحریم ثابت کرنے کے لیے ایسی دلیل کی ضرورت ہوتی ہے، جو قطعیُ الثّبوت اور قطعیُ الدّلالہ ہو، یعنی وہ قرآن مجید کی نصِّ قطعی ہو یا حدیثِ متواتر ہو اور اُس آیت یا حدیثِ متواتر کی حُرمت پر دلالت بھی قطعی ہو۔ سو جو لوگ غیر سیّدہ سے نکاح کو حرام کہتے ہیں، اُن سے ہم نہایت ادب سے کہتے ہیں کہ وہ ایسے نکاح کے حرام ہونے پر قرآنِ مجید یا حدیثِ متواتر سے کوئی نصِّ صریح پیش کریں جو اِس تحریم پر قطعیُ الدّلالہ ہو تو چشم ما روشن دلِ ما شاد۔ جہاں تک تعلّق ہے ضعیف و موضوع روایات کا یا صُوفیاء کے اقوال و اشعار کا تو محدِّثین و فُقہاء کی تصریحات و تحقیقات کے مطابق اِن سے کوئی شرعی حکم ثابت نہیں ہوتا۔

فتوٰی کا معیارِ اعتبار و حقّانیّت

کسی فتوٰی کی حقّانیّت یا اُس کے معتبر ہونے کے لئے کسی بڑے مفتی، کسی بڑی درگاہ یا کسی بڑے مدرسے سے شائع و صادر ہونا ضروری نہیں ہوتا، بلکہ دلائلِ فقہیّہ کی روشنی میں صورتِ مسئولہ کا حل قران و سُنّت کے غیر متزلزل شواہد اور ادلّہ کے حوالوں سے جواباً لکھنا قابلِ اعتبار ہوتا ہے۔ پس لوگ سمجھتے ہیں کہ کوئی مشہور مفتی یا کسی درگاہ یا بڑے مدرسہ سے محض ایک فتوٰی کا صادر ہو جانا اُس کی صداقت اور اُس کی حتمیّت کے لئے کافی ہوتا ہے، یہ محض اُن کی غلط فہمی ہے، کیوں کہ اگر محض کسی مدرسہ یا درگاہ سے

Marfat.com

کسی فتویٰ کا صدور اُس کے معتبر ہونے کو کافی ہوتا تو پھر مدرسہ یا درگاہ والے محض اپنی رائے سے بھی فتویٰ دے سکنے کے مجاز ہوتے' مگر ایسا نہیں ہے' بلکہ فتویٰ کوئی بھی لکھے یا جہاں سے بھی جاری ہو' عُلماء اُس میں پیش کردہ دلائل کو سب سے پہلے دیکھتے ہیں۔ اگر دلائل وزنی ہوں تو تسلیم کر لیتے ہیں' وہ بھی دلائل کی وجہ سے' نہ کہ کسی مقام یا کسی شخصیت کے حوالے سے اور اگر دلائل کمزور ہوں تو ایسے فتویٰ پر اعتراض کیے جاتے ہیں اور اُسے دوسرے دلائل کی روشنی میں رد کر دیا جاتا ہے۔

قانون کی تشریح وتصریح میں جج صاحبان کا اختلاف

قاضی' مفتی اور جج ایک ہی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔ جس طرح سول جج' پاکستان کے قانون کو سامنے رکھتے ہوئے ایک فیصلہ دیتا ہے تو سیشن جج اگر دیکھتا ہے کہ اُس کے دلائل یا اُن کا کیس پر انطباق غلط ہے' تو وہ اُسے رد کر کے اپنی تحقیق کے مطابق دوبارہ اُسی کیس کا فیصلہ لکھتا ہے۔ فریقِ ثانی کو ہائی کورٹ میں اُس کے خلاف اپیل دائر کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے۔ ہائی کورٹ اگر سیشن کورٹ کے دلائل پر مبنی اُس فیصلہ سے مطمئن ہو تو اُس فیصلے کو بحال رکھتی ہے' ورنہ اُسے رد کر کے خود ایک فیصلہ دیتی ہے۔ اِس میں بھی فریق ثانی اپیل میں آخری فیصلہ کرانے کے لیے سُپریم کورٹ جا سکتا ہے۔ اگر سُپریم کورٹ بھی اُن دلائل سے مطمئن ہے تو ہائی کورٹ کے اُس فیصلے کو برقرار رکھ سکتی ہے' بصورتِ دیگر حتمی فیصلہ دینے کی مختار ہے۔ جو فیصلہ وہ اب دے گی' وہ فریقین کو تسلیم کرنا پڑے گا اور سپریم کورٹ کا یہ فیصلہ قانون کا حصّہ بن جاتا ہے اور سند کے

Marfat.com

طور پر کُتبِ قانون میں بہ طورِ استشہاد چھپوا دیا جاتا ہے' پھر اُس نوعیت کے تمام فیصلے اُسی کی روشنی میں دینے کی تمام عدالتیں پابند ہو جاتی ہیں' حالانکہ اگر دیکھا جائے تو سول کورٹ سے لے کر سُپریم کورٹ تک کی تمام عدالتیں اور جج آئینِ پاکستان ہی کی روشنی میں اپنے اپنے فیصلے دیتے آئے ہیں' مگر دلائل اور کیس پر اُن کے انطباق کے سلسلے میں مرحلہ وار جس جس اندازِ فکر سے گزارا گیا وہ مختلف ہے۔ اِسی اختلاف کے سبب سُپریم کورٹ تک آنے والا وہ کیس مختلف مراحل سے گزرتا گیا' آخر سُپریم کورٹ نے ماتحت تمام عدالتوں کے دلائل کو سامنے رکھتے ہوئے' اُن میں سے قرینِ حقیقت وانصاف دلائل کو لے کر آخری فیصلہ دے دیا۔ یہی حال قاضی یا ایک مفتی کے فیصلے کا ہے اور فوق کل ذی علم علیم کی آیت اُس فتوٰی یا فیصلے پر اعلیٰ عدالت کا کام کرتی جاتی ہے' یہی وجہ ہے کہ کمزور دلائل پر مبنی فتوٰی کو اعلیٰ تعلیم والا چشم زدن میں رد کر دیتا ہے کہ یہ فیصلہ اِن اِن وُجوہ کی بِنا پر غلط لکھا گیا' یُوں نہیں' یُوں ہونا چاہیے۔ اِسی لئے اللہ تعالیٰ نے کسی بھی جھگڑے کو نمٹانے کے لئے مسلمانوں کو ذاتی رائے زنی کرنے سے روکتے ہوئے فرمایا: فان تنازعتم فی شیئ فردوہٗ الی اللہ والرّسول الخ اگر کسی معاملہ میں تمہارا آپس میں تنازعہ ہو جائے تو اُس کو اللہ اور اُس کے رسول کے سامنے پیش کرو یہاں سے جو فیصلہ ملے گا' وہ حتمی فیصلہ ہوگا۔

ائمۂ اربعہ کے درمیان ذاتی کوئی لڑائی نہیں' بلکہ مسائل میں اختلاف کی بنیاد' دلائل ہیں اور امام ابوحنیفہؒ کے شاگردوں امام ابویوسف' امام محمد

Marfat.com

امام زفر وغیرہم نے اپنے اِس جگت اُستاد سے بیسیوں مسائل میں بر بنائے دلائل اختلاف کیا' مگر ابو حنیفہؒ نے اُن کے اِس اختلاف کا کبھی بُرا نہ منایا' بلکہ جہاں دیکھا کہ میری دلیل کمزور ہے اور میرے شاگرد کی دلیل قوی ہے تو وہیں رُجوع کر لیا' کیوں کہ ابو حنیفہؒ بایں جلالتِ علمی و فوق کلّ ذی علم علیم کے قرآنی ارشاد پر بھی ایمان رکھتے تھے۔ وہ ضد' ہٹ دھرمی' انانیت اور ریا کاری سے پاک لوگ تھے۔ اُن کا مقصد ماحول پر اپنی علمی دھونس جمانا ہرگز نہ تھا' بلکہ وہ خدمتِ دین کے لئے سراپا اخلاص تھے' بخلاف آج کے بعض خود پسند مُفتیوں کے کہ وہ امام ابو حنیفہؒ کے نعلینِ مبارک سے مس ہونے والے ایک ذرّہ کی حیثیت بھی نہیں رکھتے' مگر امیروں اور وڈیروں کا قرب حاصل کرنے اور اُن سے محض دُنیوی مراعات پانے کی خاطر دین کے مخلص اور سچے مشائخ و عُلماء کے فتووں کو اپنی ہوس کاریوں کا نشانہ بناتے ہوئے' اُن کے مفاہیم کا حلیہ تک بگاڑ کر رکھ دیتے ہیں اور نتیجتاً قرآن وسُنّت اور فُقہائے سلف کے متفقہ اُصول سے اُن کا ٹکراؤ پیدا کر دیتے ہیں' تاکہ لوگ اُن کے بارے میں سوقیانہ جملے استعمال کریں' کیوں کہ اِن اُجرت گیر اور بے نام ونشان مُفتیوں کو تو کوئی نہیں جانتا' مگر کم علمی پر مبنی اپنے بھونڈے دلائل اور دُور از کار تاویلات کو جس عظیم علمی وروحانی شخصیت کے سر تھونپ رہے ہوتے ہیں' اُس کو تو دنیائے علم میں سانس لینے والا ہر انسان نہ صرف جانتا ہے' بلکہ اُسے اُس کے علم وفضل کی وجہ سے اپنے سر آنکھوں پر جگہ بھی دیتا ہے۔

مفتیانِ گولڑہ کے فقہی حوالہ جات آخر حضرت گولڑویؒ نے قابلِ حُجّت کیوں نہ سمجھے؟

میرے جدِّ امجد حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ جو علومِ دینیہ اور دوسرے علوم کے ایک بحرِ ذُخّار تھے۔ آپ نے خود کو صریحًا حنفیُ المسلک لکھا ہے[1] اور آپ کے شائع شدہ تمام فتوے بھی احناف کے مسلک پر ہیں۔ تو یہ بات کوئی سوچ بھی نہیں سکتا کہ آپ اکابر اَئمہٴ احناف کے اِس متفقہ فیصلہ کے خلاف کچھ لکھ سکتے ہیں یا آپ کا یہ نظریّہ ہے کہ رضائے اولیاء کے باوجود بھی کسی سیّدہ یا غیر سیّدہ کا نکاح غیر کفو میں منعقد ہی نہیں ہوتا۔ اگر آج کا کوئی مفتی رضائے اولیاء کے باوجود سیّدہ کے غیر کفو میں عدمِ نکاح کے خودساختہ مفروضے کو فقہی جزئی ثابت کر رہا ہے تو اگر حضرت گولڑویؒ کے نزدیک بھی مفتیانِ گولڑہ کے تحریر کردہ رسالچوں کے دلائل سند کا درجہ رکھتے تو آپؒ نے اِن رسالچوں میں مندرج فقہی حوالہ جات میں سے کسی ایک بھی فقہی حوالہ کو شاملِ فتوٰی کیوں نہ فرمایا؟ کیا آج کے اِن سطحی مفتیوں کے مطالعہ سے حضرت گولڑویؒ یا آپ کے ہم نشین علماء کا دائرۂ مطالعہ اتنا محدود تھا کہ بعد والے مفتی تو بزعمِ خویش ایسے ایسے ناقابلِ تردید حوالہ جات لکھ کر اپنی علمی دھاک عوام پر بٹھانے کی کوشش کر رہے ہیں اور سیفِ چشتیائی ایسی کتاب تصنیف کرنے والا اتنا کثیر الجہت دماغ ایسی قوی دلیلیں جمع کرنے سے عاجز رہا۔ معلوم ہوا کہ حضرت گولڑویؒ کے بعد آج تک نکاحِ سیّدہ کے عدمِ جواز پر جتنی کتابیں اور رسالے شائع ہوئے اور اُن میں مفتیانِ گولڑہ سمیت دنیا بھر کے جتنے بزعمِ خویش عُلماء و مُفتیان نے جس قدر بھی دلائل لکھے اور جن جن عظیم مُفتیوں کے اسماء کو

---

[1] فتاوٰی مہریہ، ص 69، طبعِ چہارم، سنِ طباعت 1997ء

تائیدًا پیش کیا ہے وہ سب کچھ خاک کے برابر ہے۔ اگر اُن دلائل کے طومار میں کچھ بھی وزن ہوتا تو حضرت گولڑویؒ ایسا فقیہ العصر اور نابغہ روزگار انسان اُن میں سے کسی ایک دلیل کو تو بہ طورِ ثبوت ضرور پیش کرتا، مگر آپ نے اِن بھونڈے دلائل اور کمزور حوالہ جات کے تارِ عنکبوت کو قابلِ التفات ہی نہ سمجھا۔ ؎

برو ایں دام بر مرغِ دگر نہ

کہ عنقا را بلند است آشیانہ

دوسری بات یہ ہے کہ حضرت گولڑویؒ کو اِن سارے گولڑوی مفتیوں پر تقدمِ علمی کے علاوہ تقدمِ زمانی بھی حاصل تھا۔ آپ کے بعد آج یہ سارے دلائل اِن مفتیوں کو کتابوں میں نظر آ گئے، حالانکہ حضرت پیر صاحبؒ کے مقابلے میں ایسے لاکھوں مفتی طفلِ مکتب کے درجہ سے بھی کم تر ہیں، تو بتایا جائے کہ پھر حضرت گولڑویؒ ایسے کثیر المطالعہ، جامع الفروع والاصول، رازیِ دوراں، بیہقیِ زماں، غزالیِ وقت اور مرجعِ عُلماء و فُضلائے عصر انسان کی چشمِ علم و بصیرت سے اِن تمام مفتیوں والے رسالچوں اور تصانیف میں بطورِ حوالہ پیش کردہ دلائلِ قاطعہ آخر کیوں نہ گزر سکے؟ حالانکہ آپؒ کتابی علوم کے علاوہ علومِ دل پر بھی یدِ طُولیٰ رکھتے تھے، جیسا کہ آپ اپنی ایک فارسی غزل کے مقطع میں خود فرماتے ہیں۔ ؎

تا یافتہ ام خبرے از بابِ علومِ دل

دلدادہ بمہرِ آں شہ حیدرِ کرّارم

....

Marfat.com

بابِ چہارم

مشروعات کی تعریف

اور

متعدّد رشتوں کی تفصیل

Marfat.com

مشروعات اور اُن کی تعریفات

مسئلۂ ھٰذا چوں کہ شرعی حلال اور حرام کے طور پر زیرِ بحث ہے' اِس لیے مندرجہ ذیل مشروعات کی تعریف اور احکام کا جاننا مسئلۂ مذکورہ کے سمجھنے کے لیے ضروری ہے۔

1: فرض

لُغوی تعریف: الفرض لُغۃً ھو التقدیر لُغت کی رُو سے فرض کا معنٰی تقدیر ہے یعنی مقرّر کرنا' جیسے کہا جاتا ہے :فرض القاضی النفقۃ قاضی نے خرچہ فرض کیا (مقدر اور مقرّر کیا) یعنی خرچے کی مقدار مقرّر و معیّن کر دی۔ گویا جو چیزیں شرعاً فرض ہیں' اُنہیں مفروضات اور مقدرات بھی کہا جاتا ہے کہ اب اِن میں زیادتی ونقصان' بڑھانے اور گھٹانے کی گنجائش واحتمال نہیں۔ آیتِ قرآنی: فرضنا علیھم فی ازواجھم میں فرضنا بمعنٰی قدّرنا ہے۔

شرعی تعریف: الفرض ما ثبت بدلیل قطعی الثبوت والدلالۃ حیث لا شبھۃ فیہ یعنی فرض وہ ہے' جو ایسی دلیل سے ثابت ہو' جو ثبوت اور دلالت کے لحاظ سے قطعی ہو' بایں طور کہ اُس میں شُبہ نہ ہو۔

فرض کا حکم: یکفر جاحدہٗ و یعذب تارکہٗ اِس کا انکار کرنے والے کو کافر کہا جائے

Marfat.com

گا اور اِس کے چھوڑنے والے کو عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔ پھر اِس کی دو قسمیں ہیں۔

1: الفرض العین: ما یلزم کلّ واحد اِقامتہٗ ولا یسقط باقامتہِ البعض کالصّلوات الخمس یعنی فرضِ عین وہ ہوتا ہے' جس کا قائم کرنا ہر مکلّف پر لازم ہو اور بعض کے قائم کرنے سے دوسرے بعض (قائم نہ کرنے والوں) سے ساقط نہ ہو جیسے کہ نمازِ پنجگانہ۔

2: الفرض علَی الکفایۃ: مایلزم جمیع المسلمین اقامتہٗ ویسقط باقامتہ البعض عن الباقین کالجھاد و صلوٰۃ الجنازۃ یعنی فرض علی الکفایہ وہ ہوتا ہے' جو لازم تو تمام مسلمانوں پر ہو لیکن اگر کچھ نے اُسے قائم کرلیا تو باقی (قائم نہ کرنے والوں) سے وہ ساقط ہو جاتا ہو جیسے جہاد اور نمازِ جنازہ۔

ضروری نوٹ: فرض کی دو قسمیں اور بھی ہیں۔ فرضِ اعتقادی اور فرضِ عملی۔

فرضِ اعتقادی کے انکار سے کفر لازم آتا ہے اور فرضِ عملی کے انکار سے کفر لازم نہیں آتا مثلًا احناف کے نزدیک چوتھائی سر کا مسح فرضِ عملی ہے' اگر کسی شخص نے سر کا مسح نہیں کیا تو اُس کا وضو نہیں ہوگا اور مسح چھوڑنے سے وہ کافر بھی نہیں ہوگا' لیکن مطلق سر کا مسح فرض اعتقادی ہے۔ اگر اِس کا اعتقادًا انکار کرے گا کہ سر کا مسح فرض نہیں ہے تو پھر ایسا شخص شرعًا کافر قرار پائے گا۔ یعنی فرضِ اعتقادی کا انکار کفر ہے' جب کہ فرضِ عملی کا بغیر عُذر ترک موجبِ فسق ہے' موجبِ کُفر نہیں ہے اور احکام میں اکثر فرض سے مراد فرضِ عملی ہوتا ہے۔

2: واجب

لُغوی تعریف: اِس کا لُغوی معنیٰ ساقط ہے' کیوں کہ الوجوب هو السّقوط یعنی وجوب کا لُغوی معنیٰ سقوط (گر پڑنا) ہے۔قرآنِ مجید میں ہے:فاذا وجبت جنوبها فكلوا منها واطعموا القانع و المعترّ[1] (الآية) یعنی پس جب وہ کروٹ کے بل گر پڑیں' تو تم خود بھی کھاؤ اور بے سوال اور سوالی محتاج کو بھی کھانے کے لیے دو۔

شرعی تعریف: الواجب ما ثبت بدليل قطعيّ الدّلالة وظنّيّ الثبوت أو ظنّيّ الدّلالة وقطعيّ الثبوت یعنی جو ایسی دلیل سے ثابت ہو جو دلالت کے اعتبار سے قطعی اور ثبوت کے اعتبار سے ظنی ہو یا دلالت کے اعتبار سے ظنی اور ثبوت کے اعتبار سے قطعی ہو' یعنی ایک پہلو سے اُس میں ظنّیت ہو مثلاً قرآن کی وہ آیت جس میں تاویل کی گنجائش ہو یا خبرِ واحد یعنی وہ حدیث شریف جس کا راوی ایک ہو۔

واجب کا حکم: و حكمهٗ انهٗ يثاب بفعله و يستحق بتركه عقوبة لولا العذر حتّى يضلل جاحده' ولا يكفر به یعنی واجب کا حکم یہ ہے کہ اُس کے کرنے پر ثواب ہے اور اگر بغیر کسی عُذرِ شرعی کے اُسے ترک کر دیا' تو ایسا شخص سزا کا مستحق ہے۔اگر کسی نے اُس کا انکار کیا تو اُسے گمراہ قرار دیا جائے گا مگر تکفیر نہیں کی جائے گی۔ گویا ثابت یہ ہوا کہ واجب عملاً تو فرض کی طرح ہے مگر اعتقاداً اُس کی طرح نہیں ہے' کیوں کہ فرض کا علم قطعی ہوتا ہے جب کہ واجب کا ظنی۔اِس لیے فرض کا منکر کافر ہوگا اور واجب کا منکر کافر نہ ہوگا' کیوں کہ اُس کے ثبوت میں ظن (شُبہ) ہے' لیکن اِس کا

---

[1] سورۂ حج' آیت 36' پارہ 17

Marfat.com

بجالانا فرض کی طرح ضروری ہے۔

3: سُنّت

لُغوی تعریف: السّنة عبارة عن الطّريقة المسلوكة الخ یعنی ایسا راستہ جس پر چلا جاتا ہے۔ شرعاً سُنّت کی تعریف یہ ہے: ما صدر عن النّبی ﷺ من قول أو فعل أوتقرير على وجه التّاسى یعنی وہ فعل جو رسول اللہ علیہ السّلام سے صادر ہوا ہو' خواہ آپ نے خود کیا' فرمایا یا آپ کے سامنے کیا گیا اور آپ نے منع نہ فرمایا۔ یعنی وہ کام جو آپ کا حکم ہو یا آپ سے اُس کا ہونا ثابت ہو یا آپ کے صحابۂ کرام علیہم الرّضوان سے ثابت ہو' کیوں کہ آپ نے فرمایا: عليكم بسنّتى وسُنّة الخلفاء من بعدى وعضّوا عليها بالنّواجذ یعنی میری سُنّت لازم پکڑو اور میرے بعد خلفاء کی سُنّت کو بھی لازم پکڑو اور اِس کو دانتوں (داڑھوں) سے مضبوط پکڑے رکھو۔

سُنّت کی قسمیں: سُنّت کی دو قسمیں ہیں' سُنّتِ ہدیٰ (سُنّتِ موٴکّدہ) اور سُنّتِ زائدہ

پہلی قسم کی تعریف اور حکم: سنّة الهدٰى ما واظب عليها النّبىّ مع التركِ احياناً على سبيل العبادة و تاركها يستوجب اساءةً یعنی سُنّتِ ہدیٰ وہ ہے' جس کو نبیِّ اکرم ﷺ نے بطورِ عبادت کیا ہو اور ہمیشہ کیا ہو' لیکن کبھی کبھار ترک بھی فرمایا ہو۔ اِس کا حکم یہ ہے کہ اِس کو کرنے والا ثواب کا مستحق ہے اور ترک کرنے والا گنہگار' قابلِ ملامت ہے' جیسے نمازِ باجماعت' اذان اور اقامت وغیرہ۔ یہ سُنَنِ ہدیٰ (موٴکّدہ) اور شعائرِ اسلام ہیں۔ اگر کسی علاقے والے اُنہیں بالکل چھوڑ دیں تو اُنہیں سخت ملامت

Marfat.com

جائے اور اگر ترک پر اصرار کریں' تو امامِ وقت اُن سے قتال کرے۔

دُوسری قسم کی تعریف اور حکم: سُنّۃ الزّائدۃ ما کانت علی سبیل العادۃ وان واظب علیھا النبی ﷺ و تارکھا لا یستوجب اِساءۃً یعنی وہ کام جس کو حضور علیہ السلام نے تقرّب الی اللہ اور عبادت کی نیّت سے نہ کیا ہو' بلکہ اپنی عادتِ مبارکہ کے طور پر کیا ہو' اگرچہ آپ ہمیشہ کرتے رہے ہوں مثلاً آپ کا لباس پہننا' کھڑا ہونا اور بیٹھنا وغیرہ۔ یہ سُنَنِ زوائد ہیں اور اِن کا حکم یہ ہے کہ اگر کسی نے آپ کی سُنّت سمجھ کر ایسا کیا تو اُسے ثواب ملے گا' لیکن اگر کسی نے ترک کر دیا تو وہ گنہگار نہیں ہوگا اور نہ ہی اس پر الزامِ اساءت (گنہگاری) ہوگا۔

: مستحب

مستحب کی تعریف: المستحبُّ ما شرع زیادۃً علی الفرض والواجب وقیل المستحب ما رغب فیہ الشّارع ولم یوجبہٗ یعنی وہ کام جو فرض اور واجب کے علاوہ شریعت میں کیا جاتا اور اچھّا سمجھا جاتا ہو اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جس کام کی طرف شارع علیہ السّلام نے رغبت دِلائی ہو' مگر آپ نے اسے ضروری قرار نہ دیا ہو۔ اِس کو نفل بھی کہا جاتا ہے' کیوں کہ النّفل عبارۃ عن الزّیادۃ لُغت میں نفل کا معنٰی زیادہ کرنا اور اضافہ کرنا ہے۔

مستحب کا حکم: اِس کا حکم یہ ہے کہ اِس کے کرنے پر ثواب ہے اور نہ کرنے پر عذاب ہے نہ ہی ملامت۔ گویا نفل' تطوّع اور مستحب ایک ہی ہیں اور اِن کا حکم بھی

Marfat.com

ایک ہے اور سُنّتِ زائدہ بھی اِسی حکم میں آتی ہے۔

5: مباح

تعریف اور حکم: ھو ما استوٰی طرفاہٗ أی ما لیس بفعلہٖ ثواب ولا لترکہٖ عقاب یعنی وہ کام جس کے دونوں پہلو برابر ہوں، اگر کریں تو ثواب نہیں اور اگر نہ کریں تو گناہ وعذاب نہیں۔

6: مستحسن

تعریف: ما راہ المسلمون حسنا یعنی جس کو مسلمان اچھا سمجھیں۔

لفظِ جواز اور عدمِ جواز پر بحث

قارئینِ کرام! مسئلۂ مانحن فیہ کے سمجھنے کے لیے اِس بحث کا سمجھنا نہایت اہم ہے، کیوں کہ ہمارے مخالفین دُرِّ مختار شرحِ تنویر الابصار کی عبارت: وَیفتٰی فی غیر الکفو بعدمِ جوازہٖ اصلًا پیش کرتے ہیں، تو لامحالہ جواز و عدمِ جواز کے معنیٰ و مفہوم کا تعیّن ضروری ہے۔ کتاب قواعد الفقہ میں ہے: الجوازُ مالا منع فیہ عن الفعل والترك شرعًا یعنی جواز یہ ہے کہ شرعًا کسی کام کے کرنے یا چھوڑنے میں کوئی ممانعت نہ ہو۔ اگر وہ کام کیا جائے تو بھی جائز ہو اور اگر نہ کیا جائے تو بھی جائز ہو، کرنے سے گناہ لازم نہ آئے۔ اصطلاحِ فقہ میں جواز کے لیے لفظِ اباحت بولا جاتا ہے۔

اباحت کی تعریف: الاباحةُ هی الاذن باتیان الفعل کیف شاء الفاعل قاله السیّد وفی کشّافِ المصطلحات هی فی اللّغة الاظهار و الاعلان وقد یَرِدُ بمعنی الاذن والاطلاق وفی الشّرعِ حکم لا یکون طلبًا ویکون تخییرًا بین الفعل وترکهٖ والفعل الّذی هو غیر مطلوب و خیّر بین اتیانهٖ و ترکهٖ یسمّی مباحاً جائزًا والحلال اعمُّ من المباح علی مافی جامع الرّموز فی کتاب الکراهیة حیث قال کُلّ مباح حلال بلاعکس کالبیع عند النداء حلال غیر مباح لا نہٗ مکروہ۔

ترجمہ: اباحت' کسی کام کے ادا کرنے کی اجازت کو کہتے ہیں' کرنے والا جیسے ادا کرنا چاہے۔ میر سیّد شریف نے (کتاب التّعریفات میں) فرمایا اور کشّاف المصطلحات میں ہے کہ اباحت' لُغت میں اظہار اور اعلان کو کہتے ہیں اور کبھی اِذن اور اِطلاق (کسی حکم کو مخصوص و مقیّد نہ کرنے) کے معنٰی میں بھی وارد ہوتا ہے اور شریعت میں ایسا حکم جسے طلب نہ کیا جائے اور اُس کے کرنے اور نہ کرنے میں اختیار دیا گیا ہو اور وہ فعل جو طلب نہ کیا گیا ہو اور اُس کے کرنے یا نہ کرنے میں اختیار دیا گیا ہو' اُس کا نام مباح اور جائز رکھا جائے گا اور حلال مباح کی نسبت عام ہے۔ جامع الرّموز' کتاب الکراهیة میں جہاں کہا گیا کہ ہر مباح حلال ہے' مگر ہر حلال مباح نہیں ہے' جیسا کہ اذانِ جمعہ کے وقت بیع حلال تو ہے مگر جائز نہیں' کیوں کہ وہ اُس وقت مکروہ ہے۔

لفظِ جواز کا متعدّد معانی میں استعمال

ویسے عُرفِ فقہ میں جواز متعدّد معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ جن میں سے ایک

بمعنٰی صحّت ہے اور عُقود میں یہی معنٰی زیادہ متعارف ہے' جیسے کہا جائے یہ عقد جائز ہے' یعنی صحیح مثمّرِ ثمرات مثلِ افادۂ ملکِ مُتعہ یا ملکِ یمین یا ملکِ منافع ہے' اگرچہ ممنوع وگناہ ہو' جیسے بیع وقتِ اذانِ جمعہ۔ دوسرا معنٰی حلّت کا ہے اور افعال میں یہی زیادہ مروّج ہوتا ہے' جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ یہ کام جائز ہے یعنی حلال ہے' حرام یا گناہ نہیں' اور شرعًا ممنوع نہیں۔

بحرالرّائق' کتاب الطّہارۃ' بیانِ میاہ میں ہے :المشائخ تارة يطلقون الجواز بمعنى الحلّ وتارةً بمعنى الصحّة وهى لازمة للاوّل من غير عكس و الغالب ارادة الاوّل فى الافعال والثّانى فى العقود[1]۔

ترجمہ: مشائخ لفظِ جواز کو کبھی حلال ہونے کے معنٰی میں اور کبھی صحیح ہونے کے معنٰی میں استعمال کرتے ہیں' جب کہ صحیح ہونا حلال ہونے کو لازم ہے بغیر عکس کے (یعنی حلال ہونا صحیح ہونے کو لازم نہیں) غالب طور پر افعال میں حلال ہونے اور عقود میں صحیح ہونے کے معنٰی میں استعمال ہوتا ہے۔

علّامہ سیّد احمد مصری نے حاشية الدّرّ المختار میں ایسا ہی نقل کیا ہے اور اِس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ دُرِّ مختار میں ہے۔يجوز رفع الحدث بِمَاذُكِرَ الخ[2]

اِس پر حاشیۂ ردّ المحتار میں ہے: يجوز اى يصحّ وان لم يحلّ فى نحو الماءِ المغصوب وهو اولٰى هُنا مِن ارادة الحلّ وان كان الغالب ارادة الاوّل فى العقود والثّانى فى الافعال[3]۔

---

[1] بحر الرائق' کتاب الطّہارۃ' ج1' ص 66' مطبوعہ ایچ' ایم سعید کمپنی کراچی

[2] الدّرّ المختار' کتاب الطّہارۃ' ج1' ص 35' مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی

[3] ردّالمحتار' کتاب الطّہارۃ' ج1' ص 123' داراحیاء التّراث العربی بیروت

ترجمہ: یجوز یعنی یصح اگر چہ حلال نہ ہو جیسے غصب شدہ پانی (کی مثال)
میں اور یہی معنیٰ یہاں بہتر ہے، بجائے کہ حلال والا معنیٰ مراد لیا جائے، اگر چہ غالب
طور پر یہ لفظ عقود میں بمعنیٰ صحیح اور افعال میں بمعنیٰ حلال استعمال ہوتا ہے۔
نوٹ: یہاں یہ معنیٰ ذہن نشین رہے کہ غالب استعمال تو ایسا ہی ہے کہ عقود میں لفظِ جواز
بمعنیٰ صحیح اور افعال میں بمعنیٰ حلال، لیکن کبھی اِس سے ہٹ کر اور معنیٰ بھی لیا جا سکتا
ہے۔اِسی طرح دُرِّ مختار، کتاب الاشربہ میں ہے: صح بیع غیر الخمر مامرّ ومفادہٗ
صحة بیع الحشیش والافیون قلت وقد سئل ابن نجیم عن بیع الحشیشة هل یجوز؟
فکتب لا یجوز فیعمل علی انّ مرادہٗ بعدم الجواز عدم الحلّ[1]
ترجمہ: مذکورہ چیزوں میں سے غیر خمر کی بیع صحیح ہے، جس کا مفاد یہ ہے کہ حشیش
اور افیون کی بیع صحیح ہے۔میں کہتا ہوں کہ ابنِ نجیمؒ سے حشیش کی بیع کے متعلق پوچھا گیا کہ
کیا جائز ہے؟ تو اُنہوں نے جواب میں لکھا لا یجوز۔ عدمِ جواز سے اُن کا مقصد
عدمِ حل ہے، یعنی یہاں '' جائز نہیں ہے'' '' حلال نہیں ہے'' کے معنیٰ میں ہے۔

اصطلاحِ محوّلہ بالا کا مسئلۂ کفو پر انطباق

قارئینِ کرام! مندرجہ بالا کتب کے حوالے سے یہ مصرح ہوا کہ عقود میں یجوز
بمعنیٰ یصح اور لا یجوز بمعنیٰ لا یصح ہے اور افعال میں یجوز بمعنیٰ یحل اور
لا یجوز بمعنیٰ لا یحلّ غالب طور پر استعمال ہوتا ہے۔تو اب جہاں غیر کفو میں
عدمِ جواز آیا ہے۔اگر اِس جگہ لا یجوز بمعنیٰ لا یصح ان کان حلالاً والا معنیٰ

---

[1] الدر المختار، کتاب الاشربۃ، ج3، ص260، مطبع مجتبائی دہلی

Marfat.com

لیا جائے کہ بقولِ مخالفین غیر کفو میں نکاح جائز نہیں یعنی صحیح نہیں' اگر چہ حلال ہے' تو پھر اِن حضرات کے فتاوٰی کے یہ الفاظ کہ ایسا نکاح حرام ہے' صُحبت' صُحبتِ زنا ہے' اولاد' اولادِ زنا ہے' کس کھاتے میں جائیں گے؟ یہی بات تو باعثِ نزاع ہے کہ غیر کفو میں نکاح کو مطلقاً حرام' ممنوع اور زنا کہنا شرعی احکام میں دخل اندازی ہے۔ اگر چہ غیر کفو میں بھی بغیر رضائے اولیاء ایسا نکاح روایتِ نادرہ کے مطابق بعدمِ جواز کے حکم میں آیا ہے' نہ تو ظاہر الرّوایہ میں ایسا نکاح عدمِ جواز کے دائرہ میں آتا ہے اور نہ ہی رضائے اولیاء کے ساتھ یہ نکاح دائرۂ عدمِ جواز میں آتا ہے۔

قارئینِ کرام! ''جواز'' کے یہ متذکرہ بالا دو اطلاق تو کُتب میں زیادہ تر مستعمل اور عام ہیں۔ اِن کے علاوہ اور اطلاقات بھی ہیں' وہ بھی ملاحظہ کر لیے جائیں' جیسا کہ دُرِّمختار میں تنویر الابصار کی یہ عبارت قابلِ توجّہ ہے: اَمرہٗ بتزویجِ امرأۃ فزوّجہٗ اَمۃً جاز[1]

ترجمہ: اگر کسی نے دوسرے کو کہا کہ کسی عورت سے میرا نکاح کر دے اور اُس نے لونڈی سے نکاح کر دیا تو جائز ہے۔

حاشیۂ کشف الاستار میں ہے: جاز و فی بعض النسخ نفذ وھی انسب لانّ الکلام فی النفاذ لافی الجواز[2] اور حاشیہ ردّالمحتار میں اِسی مقام پر ہے (قولہٗ جاز فی بعض النّسخ نفذ وھی انسب لانّ الکلام فی النفاذ لافی الجواز[3]۔

ترجمہ: ماتن کا قول جاز یعنی جائز ہے' کا مطلب ہے نافذ ہے' کیوں کہ یہاں نفاذ میں بات ہو رہی ہے' جواز میں بحث نہیں ہو رہی۔ اِسی بات کو حضرت مولٰنا احمد رضا خاں

---

[1] الدّرّ المختار' باب الکفاءۃ' ج1' ص195' مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

[2] حاشیۃ کشف الاستار علی الدّرّ المختار' ج1' ص195' حاشیہ نمبر13' ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

[3] ردّ المحتار علی الدّرّ المختار' ج2' ص352' مطبوعہ کوئٹہ

Marfat.com

فاضلِ بریلویؒ نے بھی نہایت تفصیل سے لکھا ہے' فرماتے ہیں: افـاده السـادات الثّلثة الـمحشّـون ح ط ش وهواخصّ من وجه من الصّحّة والحلّ جميعًا فقد ينفذ عقد ولا يـصـحّ ولا يـحـلّ كـالبيعِ عند اذان الجمعة الى اجل مجهول وقد يصحّ ويحلّ ولاينـفذ كبيع فضولى مستجمعا شرائط الصحّة والحلّ قال فى ردّالمحتار ظاهرهٗ انّ الموقوف من قسم الصحيح وهو احد طريقين للمشائخ وهو الحق الخ وقد يطلق بمعنى اللزوم قال فى رهن الدّر القبض شرط اللزوم كما فى الهبة الخ قال الشّامىّ قال فى العناية وهو مخالف لرواية العامة قال محمّد لا يجوز الرهن الّا مقبوضًا الخ وفى السّعدية انهٗ عليه الصّلوة والسّلام قال لا تجوز الهبة الّا مقبوضة والقبض ليس بشرط الجواز فى الهبة فليكن هنا كذلك الخ وحـاصلهٗ ان يفسّر هُنا ايضًا الجواز بـالـلزوم لابـالصحّة كما فعلوا فى الهبة الخ مـختـصـراً وفى مداينات غمز العيون الـوجـاز اى لـزم تـا جيلـهٗ لـزم ان يـمـنع المقرض عن مطالبة قبل الاجل ولا جبر على المتبرّع الخ وهـوا خـصّ مـطـلـقاً من الصحّة والنفاذ فقد يصحّ الشىء وينفذ ولالـزوم كتزويج العمّ من كفو بمهر المثل ولا لزوم لموقوف فهو ظاهرولا لفاسدهٖ لانهٗ واجـب الـفسـخ ومن وجه من الحلّ فقد يلزم ولايحلّ كالبياعات المكروهة والله تعالٰى اعلمؑ۔

ترجمہ: اِس مسئلہ کی توضیح میں بیان کردہ اِس فائدے کو تین بزرگوار محشّی حضرات یعنی حلبی' طحطاوی اور شامی نے بیان کیا اور یہ معنٰی پہلے دو معنٰی (حلال اور صحیح ہونے)

فتاوٰی رضویہ' ج11' 386,387,388' مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور

Marfat.com

سے خاص من وجہ ہے' کیوں کہ عقد صحیح اور حلال نہ ہونے کے باوجود نافذ ہوتا ہے' جیسے جمعہ کی اذان کے بعد بیع مجہول مدت کے اُدھار پر ہو اور کبھی عقد حلال اور صحیح ہوتا ہے' لیکن نافذ نہیں ہوتا' جیسے کہ فضولی کی وہ بیع' جو حلال اور صحیح ہونے کی شرائط کی جامع ہو۔ ردّالمحتار میں کہا کہ موقوف بیع' صحیح کی قسم ہے اور یہ مشائخ کے استعمال کے دو طریقوں میں سے ایک ہے اور یہی حق ہے الخ اور جواز بمعنٰی لزوم بھی استعمال ہوتا ہے۔ دُرِّ مختار کے مسئلۂ رہن میں ہے کہ قبضہ لزوم کے لیے شرط ہے' جیسا کہ ہبہ میں ہوتا ہے الخ اِس پر علّامہ شامی نے کہا کہ عنایہ میں کہا گیا ہے کہ یہ عام روایت کے خلاف ہے۔ امام محمدؒ نے فرمایا کہ رہن' قبضہ کے بغیر صحیح نہیں الخ اور سعدیہ میں ہے کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا کہ ہبہ قبضہ کے بغیر جائز نہیں' جب کہ ہبہ کے جواز کے لیے قبضہ شرط نہیں ہے' مناسب ہے کہ یہاں بھی یونہی ہو۔ اِس کا حاصل یہ ہے کہ یہاں رہن کے معاملہ میں بھی امام محمدؒ کے قول میں جواز کی تفسیر لزوم کے ساتھ کی جائے نہ کہ صحّت کے ساتھ' جیسا کہ فقہاء نے ہبہ میں کیا یعنی لایجوز کا معنٰی یہ لایلزم ہو (یعنی قبضہ کے بغیر رہن جائز تو ہے لازم نہیں) الخ مختصرًا اور غمزالعیون کے مداینات میں ہے لو جاز یعنی مہلت لازم ہوگی تو لازم ہے کہ قرض خواہ کو مدت پوری ہونے سے قبل مطالبہ سے منع کیا جائے' جب کہ قرض کی نیکی کرنے والے پر جبر نہیں ہوسکتا الخ اور جواز بمعنٰی لزوم' نفاذ اور صحت کے معنٰی سے خاص مطلق ہے' کیوں کہ کبھی چیز صحیح اور نافذ ہوتی ہے اور لازم نہیں ہوتی' جیسا کہ چچازاد کا مہرِ مثل کے ساتھ

Marfat.com

کفو میں لڑکی کا نکاح کرنا صحیح اور نافذ ہے مگر لازم نہیں' کیوں کہ یہ موقوف ہے اور موقوف چیز لازم نہیں ہوتی اور یہ ظاہر ہے اور فاسد بھی لازم نہیں' کیوں کہ وہ واجب الفسخ ہے اور جواز بمعنیٰ لزوم' جواز بمعنیٰ حل سے خاص من وجہ ہے' کیوں کہ کبھی چیز لازم ہوتی ہے' مگر حلال نہیں ہوتی' جیسا کہ مکروہ بیع کا حکم ہے۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ

نتیجۂ بیانِ اصطلاحاتِ فقہیہ

قارئینِ کرام! لفظ جواز کے اِن مؤخّر الذّکر اطلاقات کی روشنی میں بھی اگر دیکھا جائے تو مسئلۂ مَانَحنُ فیه کی وضاحت ہو جاتی ہے کہ وہ نکاح جو غیر کفو میں ہو اور بغیر رضائے اولیاء ہو تو ظاہر الرّوایہ میں لا یجوز بمعنیٰ لا یلزم یعنی ایسا نکاح منعقد تو ہو جاتا ہے' لیکن لازم نہیں ہوتا اور نوادر کے مطابق لا یجوز بمعنیٰ لا ینفذ یعنی نافذ ہی نہیں ہوتا۔ اگر اِس تفصیل میں غور کیا جائے تو جھگڑا ہی ختم ہو جاتا ہے اور اگر مفتیانِ گولڑہ کی خود ساختہ فقہ و شریعت کی روشنی میں دیکھا جائے تو بہت گڑ بڑ پیدا ہوتی ہے اور اگر اِن تمام استعمالات و اطلاقات سے ہٹ کر جواز اور اباحت کی مقدّم الذّکر تعریف اور حکم جو کہ بحوالۂ قواعد الفقہ تحریر ہوا' پر غور کیا جائے تو بھی معاملہ واضح ہے کہ ویفتٰی فی غیر الکفو بعدم جوازہٖ کو جس طرح ہمارے مخالفین مطلقاً استعمال کرتے ہیں کہ ''غیر کفو میں باجازتِ ولی بھی نکاح جائز نہیں۔'' اگر اُن کے مُفیدِ مطلب ہی بات چلائی جائے تو اِس کا معنیٰ یہ ہوگا کہ غیر کفو میں نکاح ناجائز ہے'

Marfat.com

یعنی اگر کفو کا خیال رکھا جائے اور نکاح کفو میں کیا جائے تو جائز ہے' ضروری نہیں۔ اگر کفو میں نہ کیا جائے یعنی کفو کو ترک کیا جائے تو بھی کوئی گناہ نہیں ہے اور اگر مذہبِ احناف اور کتبِ فقہائے احناف کی روشنی میں اِس کا معنٰی کیا جائے تو پھر پوری عبارت کا سیاق وسباق کے تناظر میں معنٰی کچھ یوں ہوگا کہ حرّہ' مکلّفہ' عاقلہ' بالغہ کا نکاح کفو میں ولی کی رضا کے بغیر بھی نافذ ہو جاتا ہے اور غیر کفو میں بغیر رضائے ولی کے ہو تو جائے گا' مگر ولی کو حقِ اعتراض حاصل ہوگا' ظاہر الرّوایہ کے مطابق اور نوادر کے مطابق غیر کفو میں بغیر رضائے ولی نکاح کے بالکل عدمِ جواز کا فتوٰی دیا جائے گا یعنی غیر کفو میں بھی اگر رضائے ولی ہو تو ایسا نکاح صحیح ہے اور اگر رضائے ولی نہ ہو تو یہ صحیح نہیں یعنی لازم نہیں۔ فافھم

لفظِ اصلاً کی وضاحت

قارئینِ باتمکین! مفتیانِ گولڑہ کی پیش کردہ اور اُن کے محسنین کی اعتماد یافتہ عبارتِ دُرّ مختار کے ایک حصّہ کی ہم نے جواز وعدمِ جواز کے ضمن میں وضاحت کر دی۔ اب اِس عبارت میں موجود لفظِ اصلاً کی وضاحت بھی پیش خدمت ہے۔ ہمارے مخالفینِ موقف جنہیں علومِ شرعیّہ میں نہ جانے کیا کیا ہونے کا زعم ہے' مگر علمِ فقہ میں اُن کے رُسوخ کا یہ عالم ہے کہ وہ عبارتِ محوّلہ بالا میں لفظِ اصلاً کا یہ معنٰی کرتے ہیں کہ غیر کفو میں نکاح جائز ہی نہیں یا منعقد ہی نہیں ہوتا' خواہ ولی کی اجازت ورضا ہو یا بغیر اجازت ورضائے ولی کے۔ یہ معنٰی صریحًا غلط ہے' کیوں کہ اگر کوئی لفظ اُن کے

Marfat.com

مزعومہ مطلب ومفہوم کی ترجمانی کرسکتا ہے تو وہ لفظ اصلاً نہیں' بلکہ لفظ مطلقاً ہے' یعنی بعدمِ جوازہٖ اصلًا کے بجائے بعدمِ جوازہٖ مطلقًا ہوتا' تو پھر غیر کفو میں رضا مندیِ ولی کے باوجود بھی لڑکی کا نکاح سرے سے منعقد ہی نہ ہوسکتا۔ اِس صورت میں رشتوں کے آپس میں لین دین کا خاتمہ ہی ہو جاتا' مگر ایسی کوئی بات نہیں' لہٰذا دلائل سے ثابت کیا جاچکا ہے کہ اگر قبل از عقد' ولی غیر کفو میں نکاح پر راضی ہوجائے تو نکاح صحیح ولازم ہے اور اِس پر ظاہر الرّوایہ اور غیر ظاہر الرّوایہ (یعنی نوادر) کا اتفاق ہے' بلکہ لفظِ اصلاً کا معنٰی یوں کرنا پڑے گا: لایصحّ النّکاح من غیر کفوٍ اصلًا أی لازمًا ولا موقوفاً علی الرّضاء بعدالبلوغ یعنی جب لفظِ اصلاً پر نفی آئے تو وہاں تعدّد ہوتا ہے اور یہاں تعدّد یہ ہے کہ غیر کفو میں نکاح بغیر رضائے ولی نہ لازم ہوتا ہے اور نہ موقوف۔

خلاصہ یہ ہے کہ عورت عاقلہ' بالغہ اگر رضائے ولی کے بغیر غیر کفو میں نکاح کرتی ہے' تو یہ نکاح مطابقِ روایتِ نادرہ نہ ہی لازم ہے اور نہ ہی رضائے ولی پر موقوف ہے' بلکہ یہ نکاح سرے سے منعقد ہی نہیں ہوتا۔ اِس سے ثابت ہوا کہ اگر ولی کی رضا قبل از عقد حاصل ہوتو یہ نکاح غیر کفو میں لازم ہوجاتا ہے' یعنی بعدمِ جوازہٖ اصلاً میں ہٖ ضمیر کا مرجع مطلق نکاح نہیں' بلکہ وہ مخصوص نکاح ہے جو غیر کفو میں ہو اور قبل از عقد اُس پر ولی بھی راضی نہ ہو۔ لہٰذا حضرت گولڑویؒ کے فتویٰ ھٰذا کا تعلق بھی ایک ایسے ہی نکاح کے عدمِ جواز وعدمِ انعقاد کے ساتھ مخصوص ہے۔ گویا جس طرح دُرِّ مختار

Marfat.com

کی عبارت: ویُفتٰی فی غیر الکفو بعدمِ جوازہٖ اصلًا میں ہٖ ضمیرِ مجرور کا مرجع ایک خاص نکاح ہے' اُسی طرح حضرت گولڑویؒ کے فتویٰ ھٰذا میں موجود از عدمِ ایں چنیں نکاح کے الفاظ میں اسمِ اشارہ ایں کا مشار الیہ بھی وہی ایک مخصوص نکاح ہے اور وہ ایسا ہی نکاح ہے جو غیر کفو میں رضائے ولیِ اقرب کے بغیر ہوا ہو' نہ کہ مطلق نکاح۔ فافھم وتدبر ولا تکن مِن الممترین ۔

اِتنی سی بات تھی جسے افسانہ کر دیا

ایک غلط فہمی کا ازالہ

بعض حضرات کا یہ کہنا کہ ''نکاحِ سیّدہ با غیر سیّد بھی دیگر فروعی مسائل جیسے سیاہ خضاب، سماع بالمزامیر کی طرح ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے۔ کچھ عُلماء اِس کے جواز اور کچھ عدمِ جواز کے قائل ہیں' لہٰذا یہ اپنے اپنے مذاق کی بات ہے۔ یہ بات بھی بالکل غلط ہے۔ اِس لیے کہ فروعی مسائل اور اِس مسئلہ میں زمین و آسمان کا فرق ہے' مثلًا جو لوگ اِس کے عدمِ جواز کے قائل ہیں' وہ اِسے فقط فروعی مسئلہ نہیں سمجھتے اور نہ کبھی ایسا کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ادبِ سادات کی وجہ سے ایسا رشتہ نہیں کرتا تو یہ اُس کے ذوق اور ادب کا معاملہ ہے اور اگر کوئی شخص ایسا نکاح کر لیتا ہے تو اِس میں شرعًا کوئی گناہ نہیں' بلکہ وہ تو برملا اِسے شرعی ناجائز اور حرام کہتے ہیں' ایسے نکاح کو صُحبتِ زنا اور پیدا ہونے والی اولاد کو اولادِ زنا کہتے ہیں۔ جس کا واضح مطلب یہی ہے کہ آج سے چودہ سو سال کے طویل عرصے میں جتنے نکاحِ سیّدات با غیر سادات ہوئے وہ سب

ناجائز تھے اور اُن نکاحوں سے پیدا ہونے والی اولاد معاذ اللہ ناجائز تھی۔

کیا چودہ سو سال کے اکابرِ اُمّت جواز اور عدمِ جواز کے مفہوم سے ناواقف تھے؟

تو کیا جن اکابرِ اُمّت نے چودہ سو سال میں ایسے جتنے نکاح کیے' وہ سب جواز اور عدمِ جواز کی فقہی اصطلاح اور اِس کے مطلب و مفہوم سے ناواقف تھے اور بے علمی میں ایسے نکاح کرتے رہے؟ اِس لیے یہ مسئلہ فروعی مسئلہ نہیں' بلکہ اُصول کا مسئلہ ہے' ایسا مسئلہ جو براہِ راست حلت یا حرمت کے دلائلِ قطعیہ سے تعلّق رکھتا ہو اِسے حلال کہا جائے گا یا پھر حرام' کیوں کہ الحلال بیّن وَالحرام بیّن اور اِن دونوں کے لیے قطعی دلائل درکار ہوتے ہیں' جب کہ فروعی مسائل کی حیثیّت مسائلِ احکام سے یکسر مختلف ہوا کرتی ہے۔ علاوہ ازیں عدمِ جواز کے قائل پر ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ یہ ثابت کرے کہ یہ کام ناجائز ہے' تو پھر کس درجے میں ہے؟ مکروہِ تحریمی ہے یا حرام ہے' جب کہ جواز کے قائلین سے تقاضا ہوتا ہے کہ وہ اِسے مُباح' حلال اور مستحب کے درجات میں سے کس درجے کا جائز سمجھتے ہیں؟ یہ کہاں کی منطق ہے کہ ایک کام شرعاً ناجائز بھی ہو اور چودہ سو سال میں پیدا ہونے والے بڑے بڑے عُلماء وفُقہاء' افرادِ اہلِ بیت اور مشائخِ عصر اُس شرعی ناجائز فعل پر کثرت سے عمل پیرا بھی رہے ہوں؟ جیسا کہ اِس کتاب میں مع حوالہ جات دی جانے والی طویل فہرست سے واضح ہے۔ اگر اِس مسئلے کو عدمِ جواز کے دائرے میں رکھتے ہوئے بھی سمجھنے کی سنجیدہ کوشش کی جائے' تو ہم یہاں فُقہائے اُمّت کی تصریحات کے تحت اِس لفظ کے مختلف

مقامات پر استعمال کے مراتب و مطالب کا ذکر ابھی کر آئے ہیں اور کچھ مزید گفتگو بھی نذرِ قارئین کر رہے ہیں، تا کہ محض عدمِ جواز، عدمِ جواز کی رَٹ لگانے والوں پر بھی واضح ہو جائے کہ اکابرِ فُقہائے مذہب و مشائخِ احناف کے نزدیک دیگر اصطلاحاتِ فقہ کے مراتب استعمال کی طرح، اِس لفظ کے مختلف مقامات پر استعمال کے اُن کے نزدیک کیا کیا معانی و مطالب ہیں اور جواز و عدمِ جواز کو کس کس مقام پر کس مفہوم اور کس درجے میں رکھا جاتا ہے؟

لفظِ جواز و عدمِ جواز کی ایک اور مثال سے توضیح

چُوں کہ ہم اِس وقت مسئلۂ ما نحنُ فیہ کے مختلف پہلوؤں پر بحث کرتے ہوئے لفظِ جواز و عدمِ جواز کی وضاحت کر رہے ہیں اور اِس لفظ کے مختلف مطالب اور مراتبِ استعمال کو فقہی اصطلاحات کی روشنی میں پیش کر رہے ہیں، لہٰذا یہاں ایک اور مثال پیش کرنا بھی مناسب رہے گا، مثلاً داڑھی رکھنے کے سلسلہ میں احادیث و سُنّت کے علاوہ فقہائے کرام کے متعدد فتاوٰی و فرامین سے یہ بات ثابت ہے کہ قُبضہ بھر (مُٹھی بھر) داڑھی رکھنا واجب ہے اور اگر کوئی یہ کہے کہ متعدد کتابوں میں داڑھی کو سُنّت کہا گیا ہے، جیسا کہ فتح القدیر میں ہے: وهو القدرُ المسنون فی اللّحيةِ (القُبضةُ) بضمّ الکاف یعنی اور داڑھی میں مسنون مقدار قُبضہ ہے۔ تو اِس کا جواب یہ ہے کہ یہاں واجب پر لفظِ سُنّت کا اطلاق بایں طور جائز ہے کہ اِس کا اثبات سُنّت طریقہ سے ہوا ہے، جیسا کہ علّامہ شامیؒ نے فتاوٰی شامی میں فرمایا: وَاطلاق السنةِ علی الواجب

جائز لان السنّة عبارة عن الطریقة المرضیّة والسیرة الحسنة وکل واجب ھٰذا صفتہٗ[1]۔

ترجمہ: سُنّت کا اطلاق واجب پر جائز ہے' کیوں کہ سُنّت طریقۂ پسندیدہ اور سیرتِ حسنہ سے عبارت ہے اور یہ صفت ہر واجب میں موجود ہوتی ہے' لہٰذا واجب پر سُنّت کا اطلاق ثابت ہوگیا۔

اِسی طرح صاحبِ جوہرہ نیّرہ نے بیان کیا کہ سُنّت کا معنٰی طریقہ ہے' خواہ وہ طریقہ حسنہ ہو یا سیّئہ' مرضیّہ ہو یا غیر مرضیّہ۔ اِس تفسیر کے مطابق بھی سُنّت کا اطلاق واجب پر جائز ہے' کیوں کہ واجب بھی طریقۂ حسنہ اور طریقۂ مرضیّہ ہے۔

واجب پر لفظِ سُنّت کے اطلاق کی مثال

اِسی طرح سُنّت کا اطلاق واجب پر بایں معنٰی بھی کیا جاتا ہے کہ اِس کا وجوب سُنّت سے ثابت ہے' قرآن سے ثابت نہیں۔ جیسا کہ امام محمدؒ نے اپنی کتاب جامعِ صغیر میں نمازِ عید کو سُنّت لکھا ہے[2] اور صاحبِ نافع الکبیر نے اِس کے تحت تشریحًا تحریر فرمایا وانما سمّاہٗ سنۃ لانہٗ ثبت وجوبُھا بالسنّۃ[3] یعنی اور نمازِ عید کو (امام محمدؒ نے) جامعِ صغیر میں سُنّت کہا ہے (حالانکہ نمازِ عید واجب ہے' تو اِس کا جواب یہ دیا) کہ اِس کا وجوب سُنّت سے ثابت ہے' قرآن سے نہیں۔ لہٰذا ماوجب بالسنّۃ پر سنّت کا اطلاق جائز ہوگا۔ پس ثابت ہوا کہ داڑھی (لحیہ) پر باوجود واجب ہونے کے سُنّت کا اطلاق جائز ہے۔

اِسی طرح علمائے کرام نے بہ صراحت لکھا ہے کہ لحیۂ یک مُشت (مٹھی بھر داڑھی)

---

[1] ردّالمحتار' للعلّامة الشامیؒ' باب العیدین' ج1' ص611 [2] الجامع الصغیر للامام محمّد' باب فی العیدین والصّلوٰة بعرفات [3] النافع الکبیر للعلّامة ابی الحسنات عبدالحیٔ اللکنوی المتوفّٰی 1404ھ' ص113 مطبوعة ادارة القرآن والعلوم الاسلامیۃ کراچی 1990ء

واجب ہے اور واجب کا ترک مکروہِ تحریمی اور حرام کہلاتا ہے۔ گویا جو لوگ تصریحاتِ فقہاء کے مطابق قُبضہ بھر داڑھی نہیں رکھتے' یقیناً وہ حرام کے مرتکب ہیں یا پھر کم از کم ایک شرعی ناجائز فعل کے مرتکب ہیں' مگر یہاں جو ناجائز کا لفظ ہم استعمال کررہے ہیں وہ حرمت کے معنٰی میں ہے' کیوں کہ مباح کے مقابلے میں حرام آتا ہے۔ جب قُبضہ سے کم لحیہ رکھنا ناجائز یعنی غیر مباح ہوا' جیسا کہ صاحب فتح القدیر علّامہ ابن ہُمامؒ نے تحریر فرمایا' تو پھر لازماً یہ فعل حرام ٹھہرا۔ چنانچہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے اپنی مشہور کتاب مالا بدّ منہ میں یوں تحریر فرمایا: ''مسئلہ: تراشیدنِ ریش پیش از قُبضہ حرام است۔''[1] یعنی داڑھی کا تراشنا اور کاٹنا قُبضہ (ایک مشت کی حد میں پہنچنے) سے پہلے حرام ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ جو لوگ نکاحِ سیّدہ با غیر سیّد کو ناجائز قرار دیتے ہیں' کیا اُن کے نزدیک یہاں لفظِ ناجائز حُرمت کے معنٰی میں ہے؟ اگر ہے تو قرآن و سُنّت یا فقہائے کبار کے اقوال میں سے کوئی ایسا حوالہ پیش کریں' جو قطعیُ الثّبوت اور قطعیُ الدّلالہ ہو' کیوں کہ اثباتِ حرمت کے لیے دلیلِ قطعی کی ضرورت ہوتی ہے اور اگر یہاں لفظ ناجائز بمعنٰی ممنوع ہے تو اِس کی وضاحت کُتبِ فقہ میں روایتِ نادرہ کے مطابق موجود ہے کہ غیر کفو میں ولیِ اقرب کی رضامندی کے بغیر کسی عورت کا از خود نکاح کرلینا ناجائز یعنی منع ہے' گویا یہاں ناجائز بمعنٰی ممنوع استعمال ہوا اور یہ ممنوعیت دفعِ فتنہ وفساد کے لیے ہے' ورنہ زوجین کی رضا' ایجاب و قبول اور شاہدین کی

---

[1] مالابدمنہ از قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ ص 139

موجودگی میں فی نفسہٖ نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ لہٰذا قبضہ سے کم داڑھی رکھنے پر لفظِ ناجائز کے استعمال اور عدمِ رضائے اولیاء کی صورت میں لڑکی کے نکاح پر ناجائز کے لفظ کے استعمال میں زمین و آسمان کا فرق ہے' کیوں کہ ترکِ قبضہ کے لیے لفظ ناجائز کا استعمال تصریحاتِ فقہاء کے مطابق بمعنیٰ حرام ہے' جب کہ عدمِ رضائے ولی کی صورت میں لڑکی کے نکاح کا عدمِ جواز (ناجائز ہونا) محض منع کے لیے ہے' حرام کے معنیٰ میں ہرگز نہیں۔

نکاحِ سیّدہ با غیر سیّد کے مسئلہ میں حضرت گولڑویؒ کا وہ فتویٰ جو ایک مخصوص صورتِ مسئولہ کا جواب تھا' اُسے تو قانونِ شرعی کا درجہ دے کر اور اُس کی من گھڑت تاویل کر کے آج پوری اُمّتِ مسلمہ پر اُسے لاگو کرنے کی کوشش کی جاتی ہے' خصوصًا مریدینِ گولڑہ شریف کو یہ کہا جاتا ہے کہ ہمارے لیے اعلیٰ حضرت گولڑویؒ کا فتویٰ ہی حجت کا درجہ رکھتا ہے' حالانکہ اُس فتویٰ کا مفہوم بھی غلط لیا گیا اور علمی دیانت و اخلاص سے کام لے کر اُس فتویٰ کی صحیح و مناسب تاویل بھی ہو سکتی ہے' لیکن آپ کی وہ شبیہ صورت جس کو مہرِ منیر میں آپ کی کرامتِ حسیّہ[1] میں شمار کیا گیا ہے اور جس کی شبیہ آج بھی مہرِ منیر میں موجود ہے' اُس شبیہ و تصویر میں آپ کے چہرے مبارک پر موجود آپ کی وہ داڑھی جو سُنّتِ نبویہ کے عین مطابق ہے اور جس میں شک اور تاویل کی گنجائش بھی نہیں' کیا وہ بشمولِ بندہ' موجودہ پیرانِ گولڑہ اور مفتیانِ گولڑہ کے لیے حجت نہیں؟

[1] مہرِ منیر باب 11' ص 575' سنِ طباعت 1987ء

Marfat.com

حضرت گولڑویؒ کے چہرۂ انور پر ریشِ مسنونہ کی بہار

نکاحِ سیّدہ کے مسئلہ میں حضرتِ گولڑویؒ کے اِس فتویٰ کو آخری حُجّت کا درجہ دینے والے آپ کے چہرۂ انور پر موجود آپ کی داڑھی کی مقدار کو حُجّت کا درجہ دے کر اپنے چہروں پر نافذ کیوں نہیں کرتے؟ جب کہ دوسرے تمام معاملات میں خانوادۂ مہریّہ کے تمام افراد بشمولِ بندہ حضرت گولڑویؒ کے مسلک' مسلک' مسلک کی رَٹ لگاتے نہیں تھکتے اور ہر معاملہ میں (مقدارِ ریش کو چھوڑ کر) اُن کے طریقۂ حیات کو واجب الاتّباع سمجھتے ہیں۔ نکاحِ سیّدہ کے سلسلہ میں حضرتِ گولڑویؒ کے قلم سے نکلے ہوئے الفاظ بعدمِ جوازہٖ اصلاً تو ہم سب کے لیے حُجّت کا درجہ رکھتے ہیں' لیکن آپ کے چہرۂ انور پر موجود داڑھی کی مقدارِ مسنونہ ہم سب کے لیے حُجّت کا درجہ کیوں نہیں رکھتی؟ یہی تو اہلِ کتاب کا طریقہ تھا' جیسا کہ قرآن شاہدِ ناطق ہے: اَفتؤمنون ببعض الكتاب وتكفرون ببعض' نیز یہ بات بھی قابلِ صد افسوس ہے کہ آج ہمارے اکثر و بیشتر مریدین سُنّتِ مصطفیٰ علیٰ صاحبها التحیة والثنا چھوڑ کر ہماری سُنّت اپنانے کی کوشش کرتے ہیں اور اپنی داڑھیوں کو کسی حالت میں بڑھنے نہیں دیتے' بلکہ اپنے اپنے پیر کی مقدارِ ریش کو حُجّت کا درجہ دیتے ہیں۔ اِس کا گناہ کس کے سر پر ہے' مریدوں' پیروں یا اُن کے پالتو مفتیوں اور مولویوں کے سر؟ لطف کی بات یہ ہے کہ حضرت گولڑویؒ کے عرسِ مبارک کی مجلس اور درگاہِ گولڑہ شریف پر منعقد ہونے والی دیگر مجالس میں آپ کی شان میں پڑھی جانے والی ایک مشہور منقبت کا یہ شعر۔

Marfat.com

محی الدّین' معین الدّین' قطب الدّین' فرید الدّین
روپ ہیں خاص اِنہاں داتوں صدقے واری گھولی میں

میرے ذہن میں آیا تو معًا خیال پیدا ہوا کہ حضرت گولڑویؒ کی شخصیّت میں اپنے دیگر اسلاف و اکابر کے کمالات کا عکس تو بالعموم موجود تھا ہی مگر حضرت پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے ساتھ آپ کا روحانی' شرعی' علمی اور نسبی رابطہ بھی ایک خاص نوعیّت و اہمیّت کا حامل تھا' جس پر متعدد واقعات شاہد عادل ہیں۔ لہٰذا حضرت گولڑویؒ نے اپنے مطالعہ' کشفِ صحیح اور پیرانِ پیرؒ کے ساتھ روحانی رابطہ کی روشنی میں اُن کی صورت دیکھ کر ہی اپنی داڑھی مبارک اُتنی مقدار میں رکھّی ہوگی۔ اِس سلسلہ میں بہ فیضانِ پیرانِ پیرؒ مندرجہ ذیل حوالہ دستیاب ہوا۔ امام موفّق الدّین ابنِ قُدامہ حنبلیؒ قدّس سرّہٗ الشریف فرماتے ہیں: کان شیخنا شیخ الاسلام' محی الدّین ابومحمّد عبدالقادر الجیلیّ نحیف البدن ربع القامت' عریض الصدر' عریض اللحیة وطویلها الخ اخرجه الامام الثقة' الفقیه' امام القراء' سیّدی ابوالحسن نور الدّین علی الشطنوفی قدّس سرّہٗ۔ بهجة الاسرارؒ

ترجمہ: ہمارے شیخ' شیخ الاسلام' محی الدّین ابومحمد' عبدالقادر جیلانی کمزور بدن' موزوں قد' چوڑی چھاتی اور لمبی اور چوڑی داڑھی والے تھے۔

اسی طرح حضرت گولڑویؒ کی منقبت میں پڑھے جانے والے اِس مصرع ع

حق کے ولی' شکلِ نبی' شانِ علی' مہرِ علی

بهجة الاسرار' فی بیان نسبه و صفة رضی الله عنه' ص 90' بحوالہ فتاوٰی رضویہ' ج 22' ص 574

Marfat.com

کی روشنی میں جب ہم حضرت علیؓ المرتضیٰؓ کا حُلیۂ مبارک کتب میں دیکھتے ہیں اور حضرت گولڑویؒ کی شبیہ دیکھتے ہیں، تو اِس مصرع کی صداقت پر یقین کامل ہو جاتا ہے، کیوں کہ حضرت علیؓ المرتضیٰؓ کی لحیہ شریف کے بارے کتب سے ثابت ہے کہ آپ کی داڑھی مبارک آپ کے سینۂ بے کینہ کو بھر دیتی تھی، چنانچہ شیخ محقق شاہ عبدالحق محدثِ دہلویؒ مدارجِ النّبوّت میں فرماتے ہیں: آوردہ اند کہ لحیۂ امیرالمومنین علی پُر می کرد سینۂ اُورا وہم چنیں عمر وعثمان رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ونوشتہ اند کان الشیخ محی الدین رضی اللہ تعالٰی عنہٗ طویل اللّحیۃ وعریضھا[1]۔

ترجمہ: منقول ہے کہ امیر المومنین حضرت علیؓ کی داڑھی اُن کے سینہ کو بھر دیتی تھی۔ اِسی طرح حضرت فاروقِ اعظمؓ اور حضرت عثمانؓ کی مبارک داڑھیاں تھیں اور لکھتے ہیں کہ شیخ محی الدّین سیّدنا عبدالقادر جیلانیؒ لمبی اور چوڑی داڑھی والے تھے۔

خلاصۂ کلام

فقہائے کرام اور اکابرِ اُمت کے قبضہ پر تواتر کی حد تک عمل نے یہ ثابت کر دیا کہ ہر مسلمان کے لیے مُٹھی بھر داڑھی کا رکھنا واجب، جس کا ترک حرام اور جس کا درجہ سُنّتِ مؤکّدہ سے بھی اونچا ہے۔ اِس کے برعکس مروّجہ بیعتِ طریقت واجب تو کجا سُنّتِ مؤکّدہ بھی نہیں، بلکہ سُنَنِ زوائد سے ہے۔ جیسا کہ ہم نے اپنے مقالہ آئینۂ شریعت میں پیری مریدی کی حیثیّت میں نہایت قوی دلائل کے ساتھ ثابت کیا ہے۔ اب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بالخصوص وہ پیر حضرات، جو مختلف خانقاہوں کے حوالوں سے

---

[1] مدارجِ النّبوّت، بابِ اول، بیانِ لحیہ شریف، ج1، ص50، مکتبۂ نوریہ رضویہ سکھر

Marfat.com

تو دکو بیعت لینے کا مجاز سمجھتے ہیں اور زائرین کو اپنے حلقۂ بیعت میں داخل ہونے
سے مشرّف فرماتے ہیں' اگر وہ قبضہ بھر داڑھی رکھنے کی فضیلت سے محرومی کے سبب خود
یک شرعی واجب کے مسلسل تارک ہوں' تو کیا ایسے حضرات از رُوئے شریعت وطریقت
یعت لینے کی اِس سُنّتِ غیر مؤکّدہ پر عمل کرنے کے مجاز اور منصبِ مشیخت کے اہل
و سکتے ہیں' نیز ایسے تارکینِ واجب اشخاص کے دائرۂ مریدی میں آنے والوں پر
باعتبارِ شریعت وطریقت لفظِ مرید کا اطلاق جائز ہے یا نہیں؟ بیّنوا و توجروا۔

ہم نے یہ ساری بحث فقہ میں لفظِ جواز و عدمِ جواز کے مراتب استعمال کے
والوں اور مختلف مثالوں سے سمجھنے کی کوشش کی ہے' ضمناً چند دیگر اُمور کا ذکر بھی
رمیان میں آ گیا۔

من آں چہ شرطِ بلاغ است با تو می گویم
تو خواہ از سخنم پندگیر خواہ ملال

آمدم برسرِ مطلب کہ نکاح میں کفاءت کی شرط رکھی گئی ہے اور وہ چھ باتوں
ں ہوتی ہے' جیسا کہ ماقبل گزر چکا اور اِن میں جو شرطِ نسب ہے' یہ مستحب ہے اور
ئے کرام کی اکثریت اِسی پر ہے پھر مستحب کی تعریف اور حکم بھی آپ نے پڑھا۔
ب آپ خود اندازہ فرمالیں کہ کفاءتِ نسبی پر اِس قدر زور دینے سے کیا حاصل ہوگا؟
ہمارے مخالفین یہ ثابت کریں کہ یہ شرط فرض ہے یا واجب ہے' کیا ہے؟ تا کہ
فرض ہے تو فرض کے اثبات کے لیے جو دلیل ضروری ہوتی ہے' وہی اُن سے مانگی

Marfat.com

جائے اور پھر اُسی دلیل سے حرام بمقابلہ فرض بھی ثابت ہوگا اور اگر یہ شرطِ کفاءتِ نسبی واجب ہے تو واجب کے اثبات کے لیے اُسی درجہ کی دلیل بھی اُن سے طلب کی جائے اور پھر اُس کے مقابلے میں ویسی دلیل سے مکروہِ تحریمی ثابت ہوگا' لیکن اِن شاءاللہ اِن حضرات سے ایسا کبھی نہ ہوسکے گا۔ بقول غالبؔ ع

صبح کرنا شام کا' لانا ہے جوئے شیر کا

تو پھر مان لینا ہی بہتر ہے کہ کفاءتِ نسبی مستحب ہے' جس کے مقابلے میں مکروہِ تنزیہی ہے' جس کو حکمت و شفقت کی بنا پر ملحوظ رکھا گیا ہے۔ بس اب ہم ذیل میں چند ایسے نکاحوں کی مثال پیش کرتے ہیں' جن کا وجود باحوالہ ثابت ہے اور اگر بالفرض بقولِ مخالفین وہ سب غیر کفو میں ہونے کے سبب حرام اور ناجائز ہیں تو پھر اِن نکاحوں کے نتیجے میں پیدا ہونے والی اولاد کے متعلق حکم ہمارے مخالفین سے پُوچھا جائے۔

بسلسلۂ نکاحِ سیدہ با غیر سیّد چند اہم رشتے

پہلا رشتہ: حضور علیہ السّلام کی دو بیٹیاں حضرت رقیہؓ اور اُمِ کلثومؓ حضرت عثمانِ غنیؓ سے بیاہی گئیں' حالانکہ یہ دونوں شہزادیاں بنو ہاشم کے خاندان سے تعلق رکھنے کے سبب ہاشمیہ تھیں' جب کہ حضرت عثمانؓ بنو عبد شمس سے تھے' نہ کہ بنو ہاشم سے۔

دوسرا رشتہ: حضور علیہ السّلام کی دُختر حضرت زینبؓ کی شادی جناب ابوالعاص بن ربیع سے ہوئی' جو کہ بنو عبد شمس سے تھے۔

Marfat.com

تیسرا رشتہ: حضرت علی المرتضٰی کرّم اللہ وجہہٗ کی صاحبزادی حضرت اُمّ کلثومؓ کی شادی حضرت عمرِ فاروقؓ سے ہوئی' حالانکہ حضرت اُمّ کلثوم سیّدہ ہاشمیّہ فاطمیّہ تھیں' جب کہ حضرت عمرؓ ہاشمی بھی نہیں تھے' بلکہ عدوی تھے۔

نوٹ: چوں کہ اِس متذکّرہ بالا رشتہ پر اعتراضاتِ کثیرہ وارد ہوئے ہیں اور معترضین میں کچھ اہلِ سُنّت کہلانے والے مائل بہ تشیّع لوگ بھی ہیں اور کچھ صریحًا اہلِ تشیّع۔ اِس لیے ہم اِس پر کچھ تاریخی و علمی حوالہ جات فریقین کی مسلّمہ کُتب سے پیش کیے دیتے ہیں' تاکہ بات پختہ ہو جائے اور شکوک و شُبہات کا گرد و غبار چھٹ جائے۔ اِس نکاح کا ذکر حدیث اور تاریخ کی کتب میں بصراحت موجود ہے' لہٰذا پہلے محدّثین اور مؤرّخین کے قلم سے چند ایک حوالہ جات نذرِ قارئین کیے جاتے ہیں۔ اِس کے بعد علمائے انساب و تراجم کی تصریحات پیش کی جائیں گی' جن میں اِس رشتہ کو تفصیل اور وضاحت سے ذکر کیا گیا ہے۔

کتبِ حدیث و تاریخ سے اثباتِ نکاح سیّدہ اُمِّ کلثومؓ بہ امیر المؤمنین حضرت عمرِ فاروقؓ

1: کتاب السُّنن: عن جعفر بن محمّد عن ابیہ انّ عمر بن الخطّاب خطب الی علیّ بن ابی طالب ابنتہٗ اُمّ کلثوم فقال علیّ انّما حبست بناتی علی بنی جعفر فقال انکحنیھا فواللّٰہ ما علی الارض رجل ارصد من حسن عشرتھاما ارصدت فقال علیّ قد انکحتھا فجآء عمر الی مجلس المھاجرین بین القبر والمنبر وکان المھاجرون یجلسون ثمّ وعلیّ وعبد الرّحمٰن بن عوف والزّبیرو عثمان و طلحۃ

Marfat.com

وسعد وکان العشی یأتی عمر الامر من الآفاق ویقضی فیه جاءهم و اخبرهم ذلك واستشارهم کلهم فقال رفّونی قالوا بم یا امیر المؤمنین ؟ قال با بنة علیّ بن ابی طالب ثمّ انشأ یحدّثهم انّ رسول الله ﷺ قال کلّ نسب و سبب منقطع یوم القیٰمة الاّ نسبی و سببی کنت صحبته فأحببت ان یکون ھٰذا لی ایضاً[1]۔

ترجمہ: حضرت جعفر صادقؓ اپنے والد حضرت محمد باقرؒ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ بن خطّاب نے حضرت علی المرتضیٰؓ سے اُن کی لڑکی اُمِّ کلثومؓ کا رشتہ طلب کیا۔ حضرت علیؓ نے کہا میں نے اپنی لڑکیاں اپنے بھائی جعفر کے بیٹوں کے لیے روک رکھّی ہیں ۔ اِس کے بعد پھر حضرت عمرؓ نے اِس رشتہ کی خواہش ظاہر کی اور کہا کہ آپ مجھ سے نکاح کر دیں' اللہ کی قسم میں اِس رشتہ کے حسنِ معاشرت کو اِس طرح نگاہ میں رکھوں گا کہ کوئی دوسرا شخص نہ رکھ سکے گا۔ پس حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں نے نکاح کر دیا۔ اِس کے بعد حضرت عمرؓ بن خطّاب مہاجرین حضرات کی مجلس میں (جو مسجدِ نبوی میں ہوا کرتی تھی) تشریف لائے۔ عبدالرحمٰنؓ بن عوف، زبیرؓ، عثمانؓ، طلحہؓ، سعدؓ، علیؓ سب حضرات وہاں بیٹھتے تھے' جب حضرت عمرؓ کے پاس اطرافِ عالم سے کوئی معاملہ آیا کرتا اور اُس کے متعلّق فیصلہ کرنا ہوتا' تو اُس کے لیے اِن حضرات کو اطلاع کرتے اور اِن سب سے مشورہ لیتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا مجھے مبارکباد دیجیے اُنہوں نے کہا کس بات کی؟ عمر بن خطّاب نے کہا: علی بن ابی طالب کی لڑکی اُمِّ کلثوم سے میرا نکاح ہوا ہے۔ پھر اُن کو نبیِّ کریم ﷺ کی حدیث سنائی کہ آپ

[1] کتاب السُنن لسعید بن منصور الخراسانی المکی 'المتوفیٰ 227ھ' قسمِ اوّل باب النظر الی المرأة اذا اراد ان یتزوّجھا' ج3' ص130' من مطبوعات المجلسِ العلمی کراچی

Marfat.com

فرمایا کہ ہر نسب اور سبب قیامت کے روز منقطع ہو جائے گا' مگر میرا نسب اور انتساب نہیں ٹوٹے گا (فائدہ مند ہوگا) حضرت عمرؓ نے کہا میں نبیِّ کریم ﷺ کا مصاحب اور ہم نشین تو رہا ہوں اور میں پسند کرتا ہوں کہ آپ سے تعلّق بھی ہو جائے' تو اب وہ حاصل ہوگیا ہے۔

2: المستدرک: امام حاکم نیشا پوری نے المستدرک میں یہ واقعہ صرف ایک دو کلمات کے فرق سے بیان فرمایا اور یہ واقعہ لکھ کر آگے تحریر فرمایا: هٰذا الحدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ[1]۔

3: کنز العُمّال: علّامہ علی متّقی ہندیؒ نے کنز العُمّال میں اُمِّ کلثوم کے نکاح کا واقعہ اِسی طرح بالتفصیل بیان فرمایا' جس طرح مذکورہ بالا دو کتابوں کے حوالے سے لکھا گیا[2]۔

4: سُنَنِ نسائی: حدیثِ پاک کی مشہور کتاب نسائی شریف صحاحِ ستّہ میں سے ہے۔ اِس میں اِس رشتہ کا حوالہ ملاحظہ کریں: و وضعت جنازۃ امّ کلثوم بنت علیّ امرأۃ عمر بن الخطّاب وابن لھا یقال لہٗ زید و ضعا جمیعًا و الامام یومئذٍ سعید بن العاص وفی النّاس ابن عمر وابوھریرۃ و ابو سعید و ابو قتادہ فوضع الغلام ممّایلی الامام فقال رجل فا نکرت ذلک فنظرت الی ابن عبّاس وابی ھریرۃ و ابی سعید وا بی قتادہ فقالوا ھی السُّنَّۃ[3]۔

ترجمہ: اور اُمِّ کلثوم بنتِ علی جو حضرت عمرؓ کی بیوی تھیں' اُن کے جنازہ کے ساتھ

---

[1] المستدرک للحاکم المتوفّٰی 405ھ' فضائلِ علی' ج 3' ص 142

[2] کنز العُمّال' روایت نمبر 825' ج 7' ص 98' طبع قدیم

[3] سُنَنِ نسائی' ج 1' ص 280

اُن کے بیٹے کا جنازہ بھی رکھا گیا' جن کا نام زید تھا اور اُس دن اِمامت کے فرائض حضرت سعید بن العاصؓ ادا کر رہے تھے اور لوگوں میں ابنِ عمرؓ اور ابو ہریرۃؓ اور ابو سعیدؓ اور ابو قتادہ حاضر تھے' پس لڑکے کا جنازہ امام کے متّصل رکھا گیا (اور سیّدہ اُمِ کلثوم بنتِ علیؓ کا جنازہ اُس کے ساتھ قبلہ کی طرف رکھا گیا) پس ایک مرد نے کہا (میں نے اِس وضع کو اچھا نہ جانا اور) میں نے اِنکار کیا' پس میں نے ابنِ عباس' ابو ہریرہ ابو سعید اور ابو قتادہ کی طرف دیکھا (استفسارًا کہ جنازہ کی یہ صورت کیا جائز ہے؟) تو سب نے کہا ھی السنۃ کہ یہ (جنازہ پڑھنا اور اِس ترتیب سے مذکر و مؤنث کا جنازہ رکھنا) سُنّت ہے۔

5: صحیح بخاری: کی کتاب الجہاد میں حضرت عمرؓ کا حضرت علیؓ کو پیغام نکاح دینے اور حضرت علیؓ کا قبول کر کے اپنی بیٹی حضرت اُمِ کلثوم کا نکاح کر دینے اور اُن سے بیٹا ہونے کا ذکر موجود ہے[1]۔

6: کتاب الاصابہ: میں علامہ ابنِ حجر عسقلانی شافعیؒ نے اِس نکاح کا ذکر کیا ہے[2]۔

7: کتاب الاستیعاب: میں علامہ ابنِ عبدالبر مالکیؒ نے اِس نکاح کا ذکر کیا ہے[3]۔

8: تاریخ طبری: میں مشہور مورّخ علامہ طبریؒ نے لکھا کہ سیّدہ اُمِ کلثوم بنتِ علیؓ کا نکاح حضرت عمرؓ سے ہوا اور حضرت اُمِ کلثومؓ کے بطن سے حضرت عمرؓ کے دو بچے ہوئے۔ حضرت علیؓ نے بیٹے کا نام زید اور بیٹی کا نام رقیہ رکھا[4]۔

9: اُسد الغابہ: میں علامہ ابنِ اثیرؒ نے نکاح سیّدہ اُمِ کلثوم با حضرت عمرؓ کا ذکر کیا ہے[5]۔

---

[1] صحیح بخاری' ج1' ص453' طبع کراچی [2] الاصابہ' ج6' ص297' طبع مصر
[3] الاستیعاب' ج4' ص467' طبع مصر [4] تاریخ طبری' ج3' ص237' طبع کراچی
[5] اُسد الغابۃ فی تمییز الصحابۃ' ص117

Marfat.com

10: کتاب الثقات: میں علّامہ ابنِ حبانؒ نے اِس نکاح اور اِس سے پیدا ہونے والی اولاد کا ذکر کیا[1]۔

11: البدایہ والنّہایہ: میں علّامہ حافظ عماد الدّین ابنِ کثیر نے لکھا کہ حضرت فاروقِ اعظمؓ کی دو بیویاں تھیں، پہلی کا نام اُمِّ کلثومؓ ملیکہ بنتِ جردل خزاعی تھا، جب کہ دوسری بیوی کا نام سیّدہ اُمِّ کلثومؓ صُغریٰ بنتِ علیؓ و فاطمۃ الزّہرا تھا۔ اُن کے بطن سے دو بچے تھے، بیٹے کا نام زید اور بیٹی کا نام رقیہ تھا[2]۔

12: مدارج النّبوّت: میں محقق علی الاطلاق شاہ عبدالحق محدّثِ دہلویؒ نے حضرت عمرؓ کے اِس نکاح کی طلب اور حضرت علیؓ کے قبول کرنے کو لکھا[3]۔

13: تحقیق الحق فی کلمۃ الحق: حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ نے اپنی اِس مشہورِ زمانہ کتاب میں تحقیق کے ساتھ لکھا ''اُمِّ کلثوم را بنکاح آورد امیر المومنین عمرؓ پس پسرے زید نام برائے اُو بزاد[4]''

مذکورہ بالا کُتبِ حدیث و تاریخ کے علاوہ شامی، بدائع الصّنائع اور فقہ و فتاوٰی کی بہت سی دیگر کُتب میں اِس نکاح کا ذکر اور اِس سے استدلال و استنادِ مسئلہ کی تحقیق موجود ہے۔

قارئینِ محترم! یہ تو سُنّی عُلماء و محدّثین و مؤرّخین کی کتب سے اِس نکاح کا اِثبات کیا گیا۔ اب کتبِ انساب سے اِس تاریخی و تحقیقی مسئلہ کے متعلق تسلّی بخش اور سَیر حاصل مواد پیش کیا جاتا ہے۔

---

[1] کتاب الثقات، ص240
[2] البدایۃ و النھایۃ، ج7، ص 139
[3] مدارج النّبوت فارسی، ج2، ص788
[4] تحقیق الحق فی کلمۃ الحق فارسی، ص 152

Marfat.com

کُتبِ انساب سے اثباتِ نکاحِ سیّدہ اُمِ کلثومؓ بہ امیر المؤمنین حضرت عمرِ فاروقؓ

اہلِ علم حضرات جانتے ہیں کہ علمِ انساب، فنِ تاریخ کا ایک مستقل شعبہ ہے اور انساب کی کُتب عُلمائے فن نے الگ تدوین کی ہیں۔ اِن میں خاندانوں کے نسب شجرہ ہائے مختلفہ اور دیگر کوائف ذکر کیے جاتے ہیں۔ مختلف خاندانوں کی باہمی رشتہ داریاں بھی ذکر کی جاتی ہیں، یہ امر بھی تسلیم شدہ ہے کہ علمِ انساب میں تحریر کردہ کُتب مذہبی عقائد یا مذہبی رجحانات کے اثبات یا تردید کے لیے نہیں لکھی جاتیں بلکہ وہ صرف قوموں کے تاریخی وقائع اور احوال کے پیشِ نظر لکھی جاتی ہیں۔ لہٰذا ایک واقعہ یا ایک رشتہ اگر انساب کی متعدد کُتب میں متواتر تحریر میں لایا جاتا ہے تو یہ اِس بات کی غمازی کرتا ہے کہ یہ واقعہ یا رشتہ ایک تاریخی حقیقت ہے، خود ساختہ قصہ یا فرضی افسانہ نہیں۔ اِسی لیے ہم اِس مشہور و مبارک نکاح کا واقعہ عُلمائے انساب کے بیانات کی روشنی میں بغیر کسی تبصرہ وتشریح کے تحریر کرتے ہیں، تاکہ قارئین کے لیے یہ بات کسی شک وشبہ کی گنجائش سے بالاتر ہو جائے کہ اِس رشتہ کا وجود ہے اور اِس سے مستنبط ہونے والے تمام مسائل بھی صحیح اور درست ہیں۔

1: نسبِ قریش: میں حضرت علی بن ابی طالبؓ کی اولاد کے ذکر وشمار کے تحت لکھا ہے کہ

و زینب ابنة علیّ الکبرٰی ولدت لعبد اللّٰه بن جعفر بن ابی طالب

ترجمہ: اور حضرت علیؓ کی لڑکی زینب کُبریٰ کے بطن سے عبداللہ بن جعفر کی اولاد ہوئی۔

Marfat.com

وأُمّ كلثوم الكبرى ولدت لعمر بن الخطّاب وامّهما فاطمة بنت النبی ﷺ

ترجمہ: اور اُمِّ کلثوم کبریٰ کے بطن سے حضرت عمرؓ بن خطّاب کا بچّہ پیدا ہوا۔ اِن ہر دو صاحبزادیوں کی ماں سیّدہ فاطمہ نبیِّ کریم ﷺ کی صاحبزادی تھیں[1]۔

2: کتاب المحبّر: میں یہ رشتہ مندرجہ ذیل عبارات میں منقول ہے۔ اصھار علیّ بن ابی طالب کے تحت نمبر دوم پر مرقوم ہے: و عمر بن الخطّابؓ كانت عندهٗ أُمّ كلثوم بنت علیّ ثمّ خلف عليها عون ثمّ محمّد ثمّ عبد الله بنو جعفر بن ابی طالب[2]۔

خلاصۂ کلام: حضرت علیؓ کے دامادوں کے شمار میں دوسرے نمبر پر عمر بن خطّاب کو شمار کیا ہے اور لکھا ہے کہ اِن کے نکاح میں اُمِّ کلثوم بنتِ علی تھیں۔ حضرت عمرؓ کی شہادت کے بعد پہلے اُن سے عون بن جعفر نے نکاح فرمایا' پھر محمد بن جعفر کے نکاح میں آئیں' اِس کے بعد عبداللہ بن جعفر کے نکاح میں آئیں۔

اِسی طرح حضرت عمر بن خطّابؓ کے اصھار کے تحت تیسرے نمبر پر لکھا ہے: ابراهيم بن نعيم النّحام العدویّ كانت عندهٗ رقيّة بنت عمر و أُمّها أُمّ كلثوم بنتِ علیّ[3]۔

خلاصۂ کلام: حضرت عمرؓ کے دامادوں کا شمار کرتے ہوئے تیسرے نمبر پر ذکر کیا ہے: ابراہیم بن نُعیم کے نکاح میں رقیّہ بنتِ عمر بن خطّاب تھیں اور اِس کی ماں اُمِّ کلثوم بنتِ علی المرتضٰی تھیں۔

3: کتاب المعارف: میں حضرت علی المرتضٰیؓ کی صاحبزادیوں کی تعداد کے تحت

---

[1] نسب قریش' تحت ولد علی بن ابی طالب لابی عبد اللہ المصعب بن عبد اللہ الزبیری' المتوفّٰی 236ھ' ص 14' طبع مصر

[2] کتاب المحبّر لابی جعفر محمّد بن حبیب بن اُمیّة بن عمر والهاشمی البغدادی' المتوفّٰی 245ھ' ص 56

[3] کتاب المحبّر' تحت اصھارِ عمر' ص 101' 54' طبع حیدرآباد دکن

مذکور ہے کہ

☜ واما ام کلثوم الکبریٰ وھی بنت فاطمة فکانت عند عمر بن الخطّاب ولدت لهٗ ولدًا قد ذکرنا ھم۔[1]

ترجمہ: حضرت علیؓ کی لڑکی اُمِّ کلثوم کُبریٰ یہ حضرت فاطمہؓ کی لڑکی تھی۔ عمر بن خطّاب کے نکاح میں تھی۔ عمر بن خطّاب کی اُس سے اولاد بھی ہوئی۔ اِس کو ہم نے ذکر کیا ہے۔

☜ حضرت عمرؓ کی اولاد کے تذکرے میں تحریر ہے: فاطمة وزیدًا و امّھما اُمّ کلثوم بنتِ علیّ بن ابی طالب من فاطمة بنت رسول اللہ ﷺ[2]

ترجمہ: حضرت عمرؓ کی اولاد میں فاطمہ اور زید ہیں۔ اِن دونوں کی ماں حضرت علیؓ کی لڑکی اُمِّ کلثوم ہیں' جو فاطمۃ الزّہرؓا کی صاجزادی تھیں۔

ابنِ قُتیبہ نے حضرت اُمِّ کلثوم کی بیٹی فاطمہ بنتِ عمر کا نام رقیہ بنتِ عمر بھی لکھا ہے کہ اُنہیں رقیہ بنتِ عمر بھی کہا جاتا ہے۔

4: انساب الاشراف: میں احمد بن یحیٰ البلاذری' المتوفّٰی 277/279ھ نے تحریر کیا: وابراھیم بن نعیم النخام بن عبد اللہ العدویّ...... کانت عندہٗ رقیة بنت عمرؓ اُخت حفصة لابیھا و اُمّھا امّ کلثوم بنت علیؓ[3] یعنی ابراہیم بن نُعیم کے نکاح میں حضرت عمرؓ کی لڑکی رقیہ تھیں' جو حضرت اُمّ المؤمنین حفصہ کی بہن تھیں اور اُن کی ماں اُمِّ کلثوم دخترِ علیؓ ہیں۔

---

[1] المعارف لا بن قتیبة الدّینوریؒ 'تحت عنوان بنات علی المرتضیٰؓ' ص92' طبع مصر

[2] المعارف لابن قتیبة الدّینوریؒ 'تحت اولادِ عمر بن الخطّاب' ص80' 79' طبع مصر

[3] انساب الاشراف لاحمد بن یحییٰ البلاذریؒ' المتوفّٰی 277، 279ھ' ج1' ص428' طبع مصر' طبع جدید سنِ طباعت 1959ء

Marfat.com

5: جمہرۃ الانساب: میں حضرت علیؓ کی اولاد کے تحت لکھا ہے: وتزوّج أمّ کلثوم بنتَ علیّ المرتضی و بنتَ بنتِ رسول ﷺ عمربن الخطّاب فولدت لہٗ زیدًا لم یعقب ورقیّۃ ثمّ خلف علیھابعد عمرؓ عون بن جعفر بن ابی طالب الخ

اِس عبارت کا ترجمہ کتاب المحبّر کے تحت پہلے ہو چکا۔

قارئینِ کرام! ابھی ہم نے کُتبِ احادیث وتاریخ اور علمِ انساب کی کُتب کے پختہ حوالوں سے سیّدہ اُمّ کلثوم بنتِ علیؓ وزہرؓا کا نکاح حضرت عمرؓ کے ساتھ ثابت کیا۔ اب ہم اِسی رشتۂ ازدواج کو مسلکِ شیعہ کی معتبر کُتب کے حوالے سے معرضِ تحریر میں لا رہے ہیں' تاکہ اہلِ سُنّت کے علاوہ شیعہ حضرات کو بھی اِس سلسلے میں تسلّی واطمینان حاصل ہو جائے اور اُن کی طرف سے اِس مسئلہ پر اُٹھائے جانے والے آئے دِن کے اعتراضات کا بھی قلع قمع ہو جائے۔

نوٹ: شیعہ حضرات کے نزدیک چار کُتب (جنہیں اُصولِ اربعہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے) تمام کُتب سے زیادہ معتمد ومعتبر اور انتہائی مستند وثِقہ تصوّر کی جاتی ہیں۔

- ''الکافی''از محمّد بن یعقوب الکلینی الرازی' المتوفّٰی329ھ
- ''من لا یحضرہ الفقیہ'' الشّیخ الصدوق ابو جعفر محمّد بن علیّ بن بابویہ القُمّی المتوفّٰی381ھ
- ''الاستبصار'' ازابو جعفر محمّد بن حسن الطوسی ''شیخ الطائفہ'' المتوفّٰی460ھ

"تہذیب الاحکام"

اِن چار کُتبِ اُصولِ اربعہ میں سے سوائے من لا یحضرہ الفقیہ کے باقی ہر سہ کُتبِ اِمامیہ میں اُمِّ کلثومؓ بنتِ علیؓ کے نکاح کا مسئلہ مندرج و مذکور ہے اور لطف یہ ہے کہ أئمۂ معصومین کے باسند اقوال و ارشادات کے ساتھ منقول ہے۔ لہٰذا ہم تفصیل کے ساتھ اگر اِس مسئلہ کو نقل کریں تو ایک الگ ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے' لیکن قدرے اختصار کے ساتھ اِن کُتبِ اُصول کے علاوہ دیگر شیعہ محقّقین وعلماء کے اقوال وحوالہ جات کے ساتھ اِس مسئلہ کو مبرہن کرتے ہیں۔

نکاحِ سیّدہ اُمِ کلثوم بہ امیرالمؤمنین حضرت عمرِ فاروقؓ کا اثبات اہلِ تشیّع کی کُتب سے

1: کتاب الکافی

پہلی روایت: عن هشام بن سالم عن ابی عبد اللّٰه علیه السّلام قال لمّاخطب الیهٖ قال لهٗ امیر المؤمنین انها صبیّة قال فلقی العبّاس فقال لهٗ أ لی بأس ؟ فقال ماذاك ؟ قال خطبت الی ابن اخیك فردّ نی اما و اللّٰه لا عودنّ زمزم ولا ادع لکم مکرّمة الاّ هدمتهاولا قیمنّ علیه شاهدین بانهٗ سرق ولا قطعنّ یمینهٗ فأ تاه العبّاس فأ خبرهٗ وسألهٗ ان یجعل الامر الیهٖ فجعلهٗ الیهٖ۔[1]

ترجمہ: حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن خطّاب نے حضرت علیؓ کی طرف اُن کی لڑکی کا خِطبہ کیا (رشتہ طلب کیا) تو امیرالمؤمنین (حضرت علیؓ) نے کہا یہ ابھی چھوٹی بچّی ہے' پھر عمر بن خطّاب' عبّاس بن عبدالمطّلب

[1] فروعِ کافی' کتاب النکاح' باب تزویج ام کلثوم' ج 2' ص 141' طبع نول کشور لکھنؤ

Marfat.com

کو ملے، اُن کو کہا، کیا مجھ میں کوئی عیب ہے؟ اُنہوں نے کہا کہ کیا بات ہے؟ تو عمر بن خطاب نے کہا کہ میں نے تیرے بھتیجے سے اُس کی لڑکی کا رشتہ طلب کیا ہے۔ اُس نے میری بات کو رد کر دیا ہے۔ خبردار! بطورِ قسم کہتا ہوں کہ ماءِ زمزم کا عہدہ تم سے لے لوں گا۔ تمہاری ہر عزّت واحترام کو گرا دوں گا اور چوری پر دو گواہ قائم کر کے اُن کے ہاتھ کٹوا دوں گا۔ پھر عباس حضرت علیؓ کے پاس آئے اور اُن کو تمام ماجرا بیان کیا اور حضرت علیؓ سے کہا کہ اِس عزیزہ کے نکاح کی اجازت کا معاملہ آپ میرے سپرد کر دیں۔ پس حضرت علیؓ نے یہ کام حضرت عباس کے حوالے کر دیا (تاکہ وہ یہ کام سرانجام دیں)

توجہ طلب تبصرہ

پہلے خیال تھا کہ شیعہ کتب سے اِس نکاح کے اِثبات میں تمام روایات ترجمہ اور تبصرے کے بغیر لکھ دی جائیں، کیوں کہ ہماری یہ کتاب اِس موضوع و مسئلہ پر دفعِ مطاعن واعتراضات کے لیے نہیں لکھی جا رہی، لیکن پھر خیال آیا کہ ہماری اِس کتاب کے قارئین میں سے شاید کسی کا ذہن یہ شیعہ روایات پڑھ کر بھٹک نہ جائے اور حضرت عمرؓ کے متعلق ناجائز شکوک وشُبہات کا شکار نہ ہو جائے۔ اِس لیے ہم ایسی تمام روایات کی توجیہہ وتنقید کیے دیتے ہیں۔

قارئینِ کرام! اِس رشتہ کے اثبات پر مندرجہ بالا روایت اور مزید آنے والی روایاتِ کثیرہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شیعہ علماء ومجتہدین نکاحِ اُمِّ کلثوم کے واقعہ کو تسلیم

Marfat.com

تو کرتے ہیں، لیکن ساتھ ساتھ اِس واقعہ کو جبر و اِکراہ اور قہر و اِضطرار کا رنگ دے کر بیان کرتے ہیں گویا کہ

- حضرت علیؓ شیرِ خدا اِس رشتہ کے دینے میں مجبور و مقہور تھے۔
- حضرت حیدرِ کرّار کرّم اللہ وجہہٗ سے یہ رشتہ چھین لیا گیا۔
- قتل کی دھمکیاں، چوری کے الزام کا ڈر اور ماءِ زمزم کا منصب چھیننے کا خوف دلا کر حضرت مولا علیؓ کی بیٹی کے ساتھ زبردستی نکاح کیا گیا۔
- حضرت علیؓ نے بادلِ نخواستہ، بہ عالم مجبوری و بے بسی اِس رشتہ کے لیے حضرت عباسؓ کو اختیار دیا اور یوں اُنہوں نے حضرت عمرؓ کو یہ رشتہ دے دیا۔
- علّامہ باقر مجلسی کی روایت و تحریر کے مطابق یہ رشتہ تقیہ کی بنیاد پر قائم کیا گیا۔ جس طرح کہ رسولِ کریم ﷺ نے عثمانِ غنیؓ کو اپنی دو بیٹیوں کا رشتہ تقیہ کی بِنا پر دیا تھا۔

اِن تمام اخذ شدہ نتائج کے جواب میں عرض ہے کہ شیعہ حضرات نے تو یہ روایات اِس قصد اور پروگرام کے تحت وضع کیں کہ کسی طریقے سے حضرت عمرؓ کو ظالم، جابر اور غاصب ثابت کیا جائے، لیکن اِس کے ساتھ ساتھ المیہ یہ ہوا کہ اِن روایات سے جو نقشہ سامنے آیا، وہ حضرت علیؓ کے شایانِ شان بھی نہیں۔ اِس وجہ سے کہ

- یہ صورت شجاعتِ حیدری کے خلاف ہے کہ ایسا شجاع و دلیر شخص یوں کسی کو رشتہ دے دے۔
- یہ چیز عزّتِ نفس کو مجروح کرنے والی ہے۔

- یہ طریقہ خاندانی وقار کو تہس نہس کر دینے والا ہے۔
- یہ روش غیرتِ ایمانی اور نسبی شرافت کے لیے چیلنج کی حیثیت رکھتی ہے۔
- یہ حالت قبیلۂ بنو ہاشم کی خاندانی روایات اور موروثی اقدار کے خلاف ہے۔

فاعتبروا یا اُولی الابصار

قارئینِ کرام! آپ نے دیکھا کہ شیعہ احباب نے حضرت عمرؓ کی شہرت و عزّت کو نقصان پہنچانے کے لیے جس طریقے سے یہ روایات وضع کیں اُس سے وہ اِس مقصد مذموم میں کامیاب ہوئے ہیں یا نہیں ہوئے یہ تو الگ بات ہے' لیکن اِتنا ضرور ہوا ہے کہ اُن کی حضرت علیؓ کے ساتھ جس عقیدت و نیاز مندی کو شہرۂ آفاق سمجھا جاتا ہے' اُس کی حقیقت بھی کھل کر سامنے آگئی کہ یہ لوگ بُغضِ عمرؓ میں حضرت علیؓ کی عزّت پر بھی ہاتھ صاف کر سکتے ہیں اور اُن کے لیے یہ بات کوئی مشکل بھی نہیں۔ العیاذ باللہ۔ بقول بندہ۔

ایک ہیں اُن کو اپنے بیگانے
جو ملا اُس پہ ہاتھ صاف کیا

بہر حال یہ پہلو اپنی جگہ قابلِ صد افسوس ہے' لیکن مندرجہ بالا روایت اور آنے والی روایاتِ بلاتبصرہ میں سے کم از کم اِس بات کی بلاخوفِ تردید وضاحت ہوگئی کہ یہ رشتہ ہوا اور حضرت علیؓ کی نورِ نظر' سیّدہ فاطمہ زہرؓا کی لختِ جگر' سیّدہ اُمِّ کلثومؓ حضرت عمرؓ کے گھر رہیں اور اُن کی اولاد بھی ہوئی۔ اب آپ اِس مسئلہ پر مزید حوالہ جات

ملاحظہ فرمائیں۔

دوسری روایت: حمّاد عن زراره عن ابی عبد الله علیه السّلام فی تزویج اُمّ کلثوم فقال انّ ذٰلك[1]۔

تیسری روایت: عن عبدالله بن سنان و معاویة بن عمّار عن ابی عبد الله علیه السّلام قال سألتهٗ عن المرأة المتوفّٰی عنها زوجها تعتدّ فی بیتها؟ أو حیث شآءت؟ قال بل حیث شآءت، انّ علیّا صلوٰت الله علیه لمّا توفّی عمر اتٰی اُمّ کلثوم فانطلق بها الی بیته[2]۔

ترجمہ: راوی کہتا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق سے دریافت کیا کہ شادی شدہ عورت کا خاوند فوت ہو جائے تو وہ عورت عدّت کے ایام کہاں گزارے؟ فوت شدہ خاوند کے گھر یا جہاں چاہے؟ تو امام علیہ السّلام نے جواب دیا کہ جہاں چاہے عدّت گزار سکتی ہے۔ (متوفّٰی خاوند کے گھر مقیم رہنا ضروری نہیں ہے) اِس لیے کہ عمر بن خطّاب جب فوت ہو گئے' تو حضرت علیّ المرتضیٰؓ اپنی دختر اُمِّ کلثومؓ کے پاس تشریف لائے اور اُن کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ اپنے گھر لے گئے۔

چوتھی روایت: عن سلیمان بن خالد قال سألت ابا عبد الله علیه السّلام عن امرأة توفّی عنها زوجها این تعتدّ؟ فی بیت زوجها أوحیث شآءت؟ قال بل حیث شآءت ثمّ قال انّ علیّا صلوة الله علیه لمّا مات عمر اتٰی اُمّ کلثوم فاخذ بیدها فانطلق بها الی بیته[3]۔ ترجمہ: وہی ترجمہ جو تیسری روایت کا ہے

---

[1] فروعِ کافی' کتاب النکاح' باب تزویج اُمِّ کلثوم' ج 2' ص 141' طبع نول کشور لکھنؤ

[2] فروعِ کافی' باب المتوفّٰی عنها زوجها' ج 2' ص 311' طبع نول کشور لکھنؤ

[3] فروعِ کافی' باب المتوفّٰی عنها زوجها المدخول بها این تعتدّ و ما یجب علیها' ج 2' ص 311' نول کشور لکھنؤ

Marfat.com

2: کتاب الاستبصار

پہلی روایت: عن ابی عبداللہ علیہ السّلام قال سألتہٗ عن المرأۃ المتوفّی عنہا زوجہا تعتدّ فی بیتہا أو حیث شآء ت ؟ قال بل حیث شآء ت انّ علیًا علیہ السّلام لمّا توفّی عمر اتی امّ کلثوم فانطلق بہا الی بیتہٖ۔[1]

دوسری روایت: عن سلیمان بن خالد قال سألت اباعبد اللہ علیہ السلام عن امرأۃ توفّی عنہا زوجہا این تعتدّ فی بیتِ زوجہا أو حیث شآء ت ؟ قال بل حیث شآءت ثمّ قال انّ علیًا علیہ السّلام لمّا مات عمرؓ اتی اُمّ کلثوم فاخذ بیدہا فانطلق بہاالی بیتہٖ۔[2]

ترجمہ: استبصار کی ہر دو روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ امام جعفر صادقؒ سے اُن کے شاگردوں (عبداللہ بن سنان، معاویہ بن عمّار، سلیمان بن خالد) نے دریافت کیا کہ جس شادی شدہ عورت کا خاوند فوت ہو جائے تو وہ بیوہ عدّت کے ایّام کہاں گزارے؟ متوفّی خاوند کے گھر میں یا کسی اور جگہ اقامت رکھے؟ تو امام صاحب نے جواب میں فرمایا کہ جہاں چاہے عدّت گزار سکتی ہے، اِس لیے کہ جس وقت عمرؓ بن خطّاب فوت ہو گئے، تو حضرت علی المرتضیٰؓ اپنی لڑکی اُمِّ کلثوم کے پاس تشریف لائے اور اُن کا ہاتھ پکڑ کر اُسے اپنے گھر لے گئے۔

3: تہذیب الاحکام

پہلی روایت: عن ابی عبد اللہ علیہ السّلام قال سألتہٗ عن المرأۃ المتوفّی

---

[1] الاستبصار، ابواب العدّۃ، الجزء الثالث، ص 185، مطبع جعفریہ نخاس جدید لکھنو۔ طبع قدیم

[2] الاستبصار، ابواب العدّۃ، الجزء الثالث، ص 186، مطبع جعفریہ نخاس جدید لکھنو۔ طبع قدیم

Marfat.com

... زوجها تعتد فی بیتها الی آخرہ۔

دوسری روایت: سألت اباعبداللّٰہ علیه السّلام عن امرأة توفی عنها زوجها این ... الی آخرہ[1]۔

... ہر دو روایتوں کا مفہوم واضح اور الفاظ مکرّر ہیں۔

تیسری روایت: عن جعفر عن ابیه قال ماتت اُمّ کلثوم بنت علیؑ وابنها زید ... عمر بن الخطّاب فی ساعة واحدة لایدری ایهما هلك قبل فلم یورث ... منهما من الآخر و صلی علیهما جمیعاً[2]۔

ترجمہ: امام جعفر صادق نے امام محمد باقر سے نقل کیا ہے کہ علی المرتضیٰؑ کی دختر اُمِّ کلثومؓ اور اُن کے لڑکے زید بن عمر بن خطّاب' ایک ہی وقت میں فوت ہوئے اور ... پتہ نہ چل سکا کہ اُن میں سے کون پہلے فوت ہوا؟ تو اِس صورت میں ایک کو دوسرے ... وارث نہ بنایا جا سکا اور اُن دونوں پر نمازِ جنازہ بیک وقت ایک ہی ادا کی گئی۔

مسلکِ شیعہ کے اُصولِ اربعہ کی اِن تین کُتب کی روایات وعبارات سے مندرجہ ذیل ... ور ثابت ہوتے ہیں۔

- سیّدہ اُمِّ کلثوم بنتِ علیؓ حضرت عمرؓ کے نکاح میں تھیں۔
- حضرت علیؓ نے حضرت عباسؓ کی وساطت سے یہ نکاح کر دیا تھا۔
- سیّدہ اُمِّ کلثومؓ سے حضرت عمرِ فاروقؓ کی اولاد بھی ہوئی۔
- جب حضرت عمرؓ کا انتقال ہوا تو حضرت علیؓ اپنی دُختر نیک اختر سیّدہ اُمِّ کلثومؓ

---

[1] تہذیب الاحکام' کتاب الطّلاق' باب عدۃ النساء' ص 238' طبع ایرانی قدیم' سنِ طباعت 1316ھ

[2] تہذیب الاحکام' کتاب المیراث' جلد آخری' ص 380 طبع قدیم ایرانی

Marfat.com

کوعدّت گزارنے کے لیے اپنے گھر لے آئے۔

جس دن حضرت اُمِّ کلثوم کا انتقال ہوا اُسی دن اُن کے بیٹے زید بن عمر فاروق بھی فوت ہوئے اور ماں بیٹے کا جنازہ اکٹھے اُٹھا اور اکٹھے ہی نمازِ جنازہ ادا کی گئی۔

نتیجۂ نقلِ عبارات

یہ ہے کہ شیعہ کے اُصولِ اربعہ کی اِن ہرسہ کتب سے یہ مسئلہ ثابت کر دیا گیا ہے۔اب کچھ دیگر شیعہ عُلماء و محقّقین کے قلم سے حوالہ جات ملاحظہ ہوں' تاکہ اہلِ تشیّع اور مائل بہ تشیّع احباب کی تسلّی ہو جائے کہ یہ نکاح تاریخ کی کتنی بڑی ناقابلِ تردید حقیقت ہے۔چوتھی صدی ہجری کے مشہور عالم ومجتہد سیّد مرتضٰی علم الھدٰی المتوفیٰ 406ھ کی تصنیفات سے اِس مسئلہ پر حوالہ جات نقل کیے جاتے ہیں۔شیعہ عُلماء کے نزدیک سیّد مرتضٰی علم الھدٰی متقدّمین اور متاخّرین عُلماء کے درمیان حدِّ فاصل کی حیثیت رکھتے ہیں۔

متقدّمین اور متاخّرین کی تحدید

اہلِ سُنّت و جماعت کے نزدیک متقدّمین اور متاخّرین کی حد بندی کے سلسلے میں بھی ایک حوالہ ملاحظہ کرلیں' تاکہ تبرّعًا قارئین کے کام آسکے۔علّامہ ذہبیؒ نے تیسری صدی کے اختتام کو متقدّمین اور متاخّرین کے درمیان حدِّ فاصل قرار دیا ہے۔

علامہ شامیؒ شفاء العلیل میں لکھتے ہیں: فائدة: قال الذّهبیّ: الحدّ الفاصل بین العلماء

Marfat.com

المتقدّمين والمتأخرين رأس القرن الثّالث وهو الثلاثمائة فالمتقدّمون من قبله والمتأخرون من بعده[1]۔

اب سیّد مرتضٰی علم الہدٰی شیعہ عالم و مجتہد کے حوالے ملاحظہ فرمائیں۔

4: کتاب الشّافی

(جو عبدالجبّار کی کتاب المغنی کے جواب میں تصنیف کی گئی تھی) میں سیّد مرتضٰی علم الہدٰی لکھتے ہیں: فامّا تزويجهٔ بنته' فلم يكن ذالك عن اختيار و الخلاف فيه مشهور فانّ الرّواية وردت بانّ عمر بن الخطّاب خطبها الٰى اميرالمؤ منينؑ فدافعه وماطله' فاستدعٰى عمر العبّاس فقال ما لى باس ؟ فقال ما حملك على هٰذا الكلام فقال خطبت الٰى ابنِ اخيك فمنعنى......فقال العبّاس ردّ امرها الىّ ففعل فزوّجه العبّاس اِيّاها[2]......الخ

خلاصہ مفہوم یہ ہے کہ عمرؓ بن خطّاب نے حضرت علیؓ سے اُن کی لڑکی کا رشتہ طلب کیا۔ حضرت علیؓ نے ٹال دیا اور ڈھیل کی' تو حضرت عمرؓ بن خطّاب نے حضرت عبّاسؓ بن عبدالمطّلب سے کہا کہ مجھ میں کیا عیب ہے؟ اُنہوں نے کہا' کیا بات ہے؟ عمر نے کہا میں نے تمہارے بھتیجے سے اُس کی بیٹی کا رشتہ طلب کیا ہے۔ اُس نے مجھے منع کر دیا ہے...... آخرکار عبّاس نے علیؓ بن ابی طالب سے کہا کہ آپ اِس لڑکی کے نکاح کا اختیار مجھے سپرد کر دیں۔ حضرت علیؓ نے اُن کو یہ اختیار دے دیا۔ یوں حضرت عبّاسؓ نے عمر بن خطّاب سے یہ رشتہ کر دیا۔

---

1. رسائل ابنِ عابدین' ج 1' ص 121
2. کتاب الشافی' مع تلخیص الشافی' ص 112' مطبوعہ طبع قدیم ایرانی سن طباعت 1301ھ

5: کتاب تنزیہ الانبیاء

میں اِنہی سیّد مرتضٰی علم الہدٰی نے نکاحِ اُمِّ کلثوم بنتِ علیؓ کے معاملہ کو درج ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے :فامّا انکاحه' علیه السّلام فقد ذکرنا فی کتاب الشافی الجواب عن هٰذا الباب مشروحًا و بیّنا انهٗ علیه السّلام ما اجاب عمر الیٰ انکاح بنتهٖ علیها السّلام الاّ بعد توعّد وّ تهدّ د و مراجعة وّ منازعة ۔الخ[1]

ترجمہ: پس حضرت علی کا عمر کو اپنی لڑکی کا نکاح کر دینا' اِس مسئلہ کا جواب ہم نے کتاب الشافی میں پُوری تفصیل سے تحریر کر دیا ہے اور ہم نے وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے کہ حضرت علیؓ المرتضٰی نے اپنی لڑکی کا رشتہ عمر بن خطّاب کے ڈرانے' دھمکانے اور بار بار مراجعت اور منازعت کے بعد کیا تھا۔

6: شرحِ حدیدی

شارحِ نهج البلاغة ابن ابی الحدید معتزلی شیعی المتوفّٰی 656ھ نے اپنی شرحِ حدیدی میں نعم الطِیب المسك خفیف محمله عطر ریحه متن کے تحت ایک واقعہ نقل کیا ہے' اِس میں حضرت علیؓ کی صاحبزادی کا حضرت عمرؓ کے نکاح میں ہونا آفتابِ نیم روز سے زیادہ ظاہر وواضح ہے۔

عربی عبارت: وجه عمر الیٰ ملك الرّوم بریداً فاشترت اُمّ کلثوم امرأة عمر طیبًا بدنانیر و جعلته' فی قارورتین واهدتهما الیٰ امرأ ة ملك الرّوم فرجع البرید

[1] تنزیہ الانبیاء للسیّد الشّریف المرتضٰی علم الهدٰی' ص 138 تا 141' طبع ایران

Marfat.com

الیھا ومعہٗ ملاء القارورتین جواھر فدخل علیھا عمر وقد صبّت الجواھر فیحجر ھا فقال من این لکِ ھٰذا......قال بینی بینک ابوک فقال علیّ علیہ السّلام لک منہٗ بقیمۃ دینارک والباقی للمسلمین جملۃ لانّ برید المسلمین حملہٗ۔[1]

ترجمہ: عمر بن خطّاب ایک دفعہ روم کے بادشاہ کی طرف ایلچی روانہ کرنے لگے تو اُن کی بیوی اُمِّ کلثوم نے چند دینار کی خوشبو خرید کر دو شیشیوں میں ڈالی اور بادشاہِ روم کی بیوی کی طرف (پیغام رساں کے ہاتھ) تحفۃً ارسال کر دیں' جب وہ ایلچی واپس آیا تو اُس خوشبو کے عوض دونوں شیشیاں جواہر سے بھری ہوئی لا کر حضرت عمرؓ کے گھر پہنچا دیں۔ جب عمر بن خطّاب گھر داخل ہوئے' تو اُن کی زوجہ (اُمِّ کلثوم) اُن جواہر کو گود میں لیے بیٹھی تھی۔ عمر نے کہا یہ جواہر کہاں سے حاصل کیے ہیں؟ اُمِّ کلثوم نے تمام قصّہ بیان کر دیا۔ عمر بن خطّاب نے جواہر اپنے قبضے میں لے لیے اور فرمایا کہ یہ تو تمام مسلمانوں کا حق ہے۔ اُمِّ کلثوم نے کہا کہ وہ کس طرح؟ یہ تو میرے ہدیہ کے عوض آئے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ میرے اور تیرے درمیان تیرا باپ (حضرت علیؓ) جو فیصلہ کر دے' وہ معتبر ہوگا۔ پھر حضرت علی نے (تمام واقعہ سُن کر) یہ فیصلہ دیا کہ اے اُمِّ کلثوم! اِس تحفہ کی خریداری میں جس قدر تیرے دینار و درہم خرچ ہوئے ہیں' تو اِن جواہر سے اُتنی مقدار تو لے سکتی ہے' تمام جواہر نہیں۔ باقی جواہر تمام مسلمانوں (یعنی بیت المال) کے لیے ہیں' اِس لیے کہ عامۃ المسلمین کا ایلچی اِن کو اُٹھا کر لایا ہے۔

---

[1] حدیدی' شرحِ نہج البلاغہ' ج 4' ص 576'575' طبع بیروت' سنِ طباعت 1375ھ/1956ء

Marfat.com

اِس واقعہ سے اخذ شدہ فوائد مندرجہ ذیل ہیں۔

- حضرت اُمّ کلثومؓ بنتِ علیؓ کا حضرت عمرؓ کے نکاح میں ہونا ثابت ہے۔
- حضرت علیؓ اِس رشتہ داری پر راضی تھے، ناراض نہیں تھے۔
- حضرت علیؓ اپنی لختِ جگر سیّدہ اُمّ کلثوم کے گھر تشریف لایا کرتے تھے۔
- حضرت عمرؓ کے خانگی معاملات وواقعات میں حضرت علیؓ شامل رہتے تھے۔

لہٰذا اِس واقعہ سے اِن دونوں بزرگ شخصیات کے باہمی تعلّقات وحُسنِ معاشرت پر روشنی پڑتی ہے۔

7: شرائع الاسلام

شیعہ احباب کے مشہور ومعروف محقّق الحلّی، المتوفّٰی 676ھ نے فقہِ جعفری کے لیے ایک متن شرائع الاسلام کے نام سے مدوّن کیا تھا۔ اِس متن کی کتاب النّکاح' لواحق العبد میں لکھّا ہے: ویجوز نکاح الحرّۃ العبد والعربیّۃ العجمیّ والھا شمیّۃ غیرالھاشمیّ۔

ترجمہ: آزاد عورت کا غلام مرد کے ساتھ اور عربیّہ کا عجمی مرد کے ساتھ اور ہاشمیّہ کا غیر ہاشمی مرد کے ساتھ نکاح جائز وصحیح ہے۔

شیعہ احباب کے شیخ زین الدّین احمد العاملی المعروف الشّہید الثّانی نے 964ھ میں مذکورہ متن شرائع الاسلام کی مسالك الافهام کے نام سے نہایت معتبر شرح لکھّی۔ اِس شرح میں محوّلہ بالا عبارت کے تحت اُمِّ کلثوم بنتِ علیؓ کے نکاح کا مسئلہ صراحۃً

درج کیا گیا ہے۔ یہ فقہِ جعفری کا متفقہ و مجمع علیہا مسئلہ ہے' کوئی اختلافی مسئلہ نہیں۔ ہم اپنے قارئین کی تسکینِ طبعِ تحقیقی کے لیے اِس مقام کی عربی عبارت و ترجمہ پیش کر رہے ہیں' تاکہ متن و شرح دونوں کا مطالعہ و ملاحظہ کر کے ایک تو ہمارے قارئین اِس تاریخی نکاح کے متعلق فیصلہ کر سکیں' دوسرا ہماری کتاب کے موضوع نکاحِ سیّدہ با غیر سیّد کے حوالے سے بھی شیعہ مسلک کی رائے معلوم کر سکیں۔ اب اِس سطح کے متن و شرح کے بعد کسی نچلے طبقہ کے عُلماء و ذاکرین کی رائے کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے۔

علّامہ محقق الحلّی کے متن شرائع الاسلام کے مذکورہ جزئیہ کی دلیل بیان کرتے ہوئے الشّہید الثّانی تحریر کر رہے ہیں: وزوّج النّبیّ ابنته' عثمان وزوّج ابنته' زینب بابی العاص بن الرّبیع ولیسا من بنی هاشم و کذلك زوّج علیّ ابنته' اُمّ کلثوم من عمر وتزوّج عبد اللّٰه بن عمرو بن عثمان فاطمة بنت الحسین و تزوّج مصعب بن الزّبیر اختها سکینة وکلّهم من غیر بنی هاشم[1]۔

ترجمہ: نبیِّ کریم ﷺ نے اپنی صاحبزادی کا نکاح عثمان بن عفّان سے کر دیا تھا اور اپنی دختر زینب کا نکاح ابو العاص بن ربیع سے کر دیا تھا' حالانکہ یہ دونوں بنی ہاشم نہ تھے۔ اِسی طرح حضرت علیؓ نے اپنی دُختر اُمِّ کلثوم کا نکاح عمر بن خطّاب سے کر دیا تھا اور عبد اللہ بن عمرو بن عثمان کے ساتھ فاطمہ بنتِ حسین کی شادی ہوئی اور مصعب بن زبیر نے اُن (فاطمہ بنتِ حسین) کی بہن سکینہ بنتِ حسین سے شادی کی۔ بنی ہاشم کے یہ سب رشتے غیر بنی ہاشم کے ساتھ ہوئے۔

---

[1] مسالك الافهام شرح شرائع الاسلام' کتاب النّکاح' باب لواحق العبد' ج 1' مطبوعہ ایران' سنِ طباعت 1273ھ

Marfat.com

اِس محوّلہ بالا اقتباس سے مقصود تو نکاحِ اُمِّ کلثوم باعمرِ فاروقؓ کا اثبات ہے' مگر اِس کے علاوہ چار اور رشتے بھی بطورِ حوالۂ فقہ معلوم ہو گئے اور کچھ دیگر اُمور بھی بحمد اللہ تعالیٰ منکشف ہوئے' جن کا ذکر کرنا نہایت مفید اور ذکر نہ کرنا مُخِلِ مزید ہو گا۔

- شارح نے متن کے اِس جزئیہ پر دلائل دیئے کہ ہاشمیہ کا غیر ہاشمی سے نکاح صحیح اور درست ہے۔

- حضرت علیؓ و فاطمہؓ کی بیٹی اُمِّ کلثومؓ اور حضرت امام حسینؓ کی دو بیٹیوں فاطمہ بنتِ حسینؓ اور سکینہ بنتِ حسینؓ کے لیے نسبًا ہاشمیات کے حوالے سے ذکر کیا گیا' الگ سیّدات وغیرہ کی اصطلاح استعمال نہیں کی گئی۔ معلوم ہوا کہ اِن کے لیے نسبًا اصل لفظ بھی ہے' باقی اعزازًا و تکریمًا سیّد' بنوفاطمہ' آلِ رسول اور اہلِ بیت کے الفاظ اُن کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں' جنہیں ہم بھی جائز سمجھتے ہیں۔

- معلوم ہوا کہ سیّدات کو ہاشمیات کے لفظ سے یاد کر کے اُن کے ساتھ غیر ہاشمیوں کا نکاح جائز قرار دیا گیا تو ہمارے عُرف میں گویا سیّدہ کا نکاح غیر سیّد کے ساتھ جائز ثابت ہوا' جو ہماری اِس کتاب کا موضوع اور ہماری اِس ساری علمی و تحقیقی کاوش کا اصل مقصود ہے۔

- جہاں بطورِ قاعدہ و ضابطہ سیّدہ کا نکاح غیر سیّد سے جائز و صحیح ثابت ہو گیا' وہاں بطورِ ثبوتِ نقلی بھی مزید دو رشتے سامنے آ گئے یعنی فاطمہ بنتِ حسینؓ اور سکینہ بنتِ حسینؓ کے رشتے غیر سادات کے ساتھ ہو گئے۔

- اولادِ حضرت علیؓ المرتضیٰ اور اولادِ صحابہ کرام کی باہم رشتہ داریاں بھی ثابت ہوگئیں۔
- حضرت سکینہ بنتِ حسینؓ کی واقعۂ کربلا کے بعد اِسی سفرِ شام میں دمشق کے قید خانہ میں جو وفات اور شہادت مشہور کی گئی ہے' اُس کی افسانوی حیثیت بھی وا[ضح] ہوگئی کہ دراصل وہ مدینہ طیبہ واپس تشریف لائیں' عمرِ بلوغ کو پہنچیں اور اِسی طر[ح] اُن کا حضرت مصعب بن زبیرؓ سے نکاح بھی ہوا۔ اگرچہ یہ دو رشتے اور یہ مس[ئلہ] کُتبِ اہلِ سُنّت سے عیاں ہے' مگر یہاں اِس کا استنباط وتوضیح لُطف سے خالی نہیں ع

مدّعی! لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

8: مجالس المؤمنین ومصائب النّواصب

شیعہ صاحبان کے مشہور ومعروف مجتہد قاضی نور اللہ شوستری شہیدِ ثالث المتوفّٰی 1019ھ نے مسئلۂ نکاحِ اُمّ کلثوم کو اپنی متعدد تصانیف میں درج کیا ہے اِس کی تصریحات ملاحظہ ہوں

1: کتاب مجالس المؤمنین میں تذکرۂ عبّاس بن عبدالمطّلب کے تحت لکھا ہے

چوں عمر بن الخطّاب جہتِ ترویجِ خلافتِ فاسدۂ خود داعیۂ تزویجِ اُمّ کلثوم دخترِ حضرت امیر نمود آں حضرت جہتِ اقامتِ حجج مکرّرا اظہارِ ابا و امتناع نمود' آخر عمر عبّاس رانزدِ خو[د] طلبید و سوگند خوردہ گفت اگر علی رابدامادیِ من راضی نمی سازی آنچہ دردفعِ اُو ممک[ن] باشد خواہم کرد .... چوں مبالغۂ عبّاس درآں باب از حدگذشت حضر[ت]

روئے اِکراہ ساکت شدند تا آنکہ عبّاس از پیشِ خود ارتکابِ تزویجِ اُو نمود[1]"

نوٹ: اِس عبارت کا ترجمہ وخلاصۂ مفہوم گزشتہ صفحات پر الکافی کی عبارات کے ذیل میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے' البتہ الفاظ'' تا آنکہ عبّاس از پیشِ خود ارتکابِ تزویجِ اُو نمود' قابلِ غور ہیں۔ اگر ہم اِن کی فقہی وفنّی تشریح میں جائیں گے' تو بہت طبیعتیں پُر ملال ہوں گی۔ الکنایة ابلغ من الصّریح کافی ہے' کیوں کہ ؎

یاروں کو تجھ سے حالی اب سرگرانیاں ہیں
نیندیں اُچاٹ کرتی تیری کہانیاں ہیں

2: محمد بن جعفر طیّار کے تذکرہ میں تحریر کیا'' محمد بن جعفر طیّار بعد از وفاتِ عمر بن خطّاب بشرفِ مصاہرتِ حضرت امیر المؤمنین مشرّف گشتہ' اُمّ کلثوم را کہ باعدمِ کفاءت از روئے اِکراہ درحبالۂ عمر بود تزویج نمود[2]۔"

ترجمہ: عمر بن خطّاب کی وفات کے بعد محمد بن جعفر طیّار حضرت علیؓ کی مصاہرت کے شرف سے مشرّف ہوئے اور اُس اُمّ کلثوم کے ساتھ اُن کی شادی ہوئی جو پہلے باوجود عدمِ کفاءت کے از روئے جبر و اِکراہ عمر کی زوجیت میں تھی۔

3: پھر اِسی کتاب میں مقداد بن اسود کے تذکرہ میں بالفاظِ ذیل اِس مسئلہ کو بیان کیا ہے:''......اگر نبی دختر بعثمان داد، ولی دخترِ خود بعمر فرستاد[3]۔"

ترجمہ: اگر نبی علیہ السّلام نے اپنی لڑکی عثمان کے ساتھ نکاح کر دی' تو ولی (حضرت علی المرتضیٰؓ) نے اپنی لڑکی عمر کی طرف بھیج دی۔

---

[1] مجالس المؤمنین' تذکرۂ عبّاس بن عبدالمطّلب' ص 76' طبع قدیم ایرانی تختی کلاں
[2] مجالس المؤمنین' تذکرۂ محمّد بن جعفر طیّار' ص 82' طبع قدیم ایرانی
[3] مجالس المؤمنین' تذکرۂ مقداد بن اسود' ص 85' طبع قدیم ایرانی تختی کلاں

Marfat.com

4: قاضی نور اللہ شوستری نے اپنی تصنیف مصائب النواصب میں نکاحِ اُمِّ کلثوم بنتِ علیؓ المرتضیٰؓ پر تفصیل سے بحث کی اور اِس نکاح کو بالاصالۃ تسلیم کرنے کے بعد اِس کی متعدّد توجیہات کی ہیں اور تحریر کیا ہے: ''تزویجِ اُمّ ِ کلثوم باعمر در مقامِ ضرورت و ناچاری از راہِ رخصت است[1]۔''

ترجمہ: عمر کے ساتھ اُمِّ کلثوم کی شادی و نکاح ضرورت و بے چارگی کی صورت میں ہوا، جو رخصت کے ضمن میں آتا ہے۔

9: مرآۃ العقول

گیارہویں صدی ہجری کے مشہور مجتہد ملّا باقر مجلسی نے بھی اُمِّ کلثوم بنتِ علیؓ کے نکاح کے مسئلہ کو اپنی کئی ایک تصانیف میں لکھا ہے، چنانچہ اُصولِ کافی و فروعِ کافی کی شرح مرآۃ العقول میں اِس پر مفصّل بحث کی ہے اور مسئلۂ ھٰذا کے منکرین کے جوابات دیئے۔ آخر بحث میں چل کر اِس نکاح کو تسلیم کرتے ہوئے لکھ ہی دیا: والاصل فی الجواب انّ ذالك وقع علی سبیل التقیة والاضطرار[2]۔

ترجمہ: اِس نکاح کے سلسلے میں اصل جواب یہ ہے کہ یہ نکاح تقیّہ اور مجبوری کی بنا پر واقع ہوا تھا۔

10: تاریخ طرازِ مذہب مظفّری

تیرھویں صدی کے مشہور شیعہ مؤرّخ مرزا عبّاس علی قُلّی خان نے (جو دولتِ ایران

[1] ترجمۂ مصائب النواصب فارسی از آقا مرزا محمد علی مدرس رشتی چہاردہی نجفی، ص 165 تا 170، مختی خورد مطبوعہ تہران، سنِ طباعت 1369ھ

[2] مرآۃ العقول، باب تزویج امِ کلثوم، ج 3، ص 449، 448، طبع قدیم ایرانی

کے بادشاہ قاچار کا وزیراعظم تھا) اپنی تصنیف تاریخ طرازِ مذہب مظفّری میں ایک مستقل باب (حکایتِ تزویجِ اُمِّ کلثوم با عمر بن الخطّاب) مفصّل قائم کیا ہے۔ وہاں لکھتے ہیں کہ "جناب اُمّ کلثوم کبریٰ دخترِ فاطمۃ الزّہراء در سرائے عمر بن الخطّاب بود واز وے فرزند بیاورد چنانچہ مذکور گشت وچوں عمر مقتول شد محمد بن جعفر بن ابی طالب اُورا در حبالۂ نکاح در آورد[1]"

ترجمہ: حضرت فاطمہ زہرؓا کی صاحبزادی اُمِّ کلثوم عمر بن خطّاب کے گھر تھیں' اُن سے ایک فرزند بھی پیدا ہوا' جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے۔ جب عمر کو قتل کر دیا گیا تو محمد بن جعفر بن ابی طالب اُمِّ کلثوم کو نکاح میں لائے۔

11: منتهی الآمال

چودھویں صدی کے مشہور شیعی فاضل و مجتہد شیخ عبّاس قُمّی نے اپنی تصنیف منتهی الآمال (مؤلّفہ در 1350ھ) میں درج کیا کہ "واما کلثوم حکایتِ تزویجِ او با عمر بن الخطّاب در کُتب مسطور است و بعد از و ضجیعِ عون بن جعفر و از پسِ او زوجۂ محمد بن جعفر گشت[2]۔"

ترجمہ: عمر بن خطّاب کے ساتھ اُمِّ کلثوم کا نکاح کتابوں میں لکھا ہے اور اِس کے بعد عون بن جعفر کے نکاح میں آئی اور اُس کے بعد اُس کے بھائی محمد بن جعفر کے نکاح میں آئی۔

نوٹ: کُتبِ اہلِ تشیّع سے اثباتِ نکاحِ اُمِّ کلثومؓ با عمرِ فاروقؓ کی تمام تر تفصیل'

---

[1] تاریخ طرازِ مذہب مظفّری' باب حکایتِ تزویجِ اُمِّ کلثوم با عمر بن الخطّاب' طبع ایران

[2] منتهی الآمال' فصلِ ششم در ذکرِ اولادِ امیر المومنین علیہ السّلام' جلدِ اوّل' ص 186' طبع ایران تختیِ خورد

Marfat.com

کتاب رُحَمَآءُ بینهم' مؤلفہ مولوی محمد نافع مرحوم سے ماخوذ ہے۔

اب مزید رشتوں کی فہرست نذرِ قارئین کی جارہی ہے۔

چوتھا رشتہ: حضرت سیّدہ فاطمہ بنتِ حسین رضی اللہ عنہما کا نکاحِ اوّل حضرت حسنؓ بن حسنؓ بن علیؓ سے ہوا پھر اُن کے بعد اُن کا نکاح حضرت عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفّان سے ہوا۔

فامّا فاطمة فانّها كانت عندالحسن بن الحسن بن على ثمّ خلف عليها عبد الله بن عمرو بن عثمان بن عفان[1]۔

وتزوّج عبد الله بن عمرو بن عثمان فاطمة بنت الحسين[2]۔

ترجمہ: حضرت فاطمہ بنتِ حسین کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عثمان نے شادی کی۔

پانچواں رشتہ: حضرت سکینہ بنتِ حسین کا نکاح مصعب بن زبیر کے ساتھ ہوا' پھر...

وامّا السكينة فتزوّجها مصعب بن الزّبير فهلك عنها فتزوّجها عبدالله بن عثمان بن عبد الله بن حكيم بن حزام[3]۔ الخ

ترجمہ: حضرت سکینہ بنتِ حسین سے حضرت مصعب بن زبیر نے نکاح کیا' پس جب اُن کا وصال ہوا تو پھر آپ سے عبداللہ بن عثمان بن حکیم بن حزام نے شادی کی ......

حضرت سکینہ کے نکاحوں کے حوالے سے کچھ اور اقوال بھی بیان ہوئے' لیکن

---

[1] المعارف از امام ابو محمد عبداللہ بن مسلم ابن قتیبہ' المتوفیٰ 476ھ' ص 94-93' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

[2] مسالک الافہام' شرح شرائع الاسلام' کتاب النکاح' باب لواحق العقد' ج 1' مطبوعہ ایران

[3] المعارف از امام ابن قتیبہ الدینوری' ص 194-193' مطبوعہ کراچی

Marfat.com

بات یہ ہے کہ وہ نکاح بھی غیر ہاشمیوں یا غیر سادات کے ساتھ ہوئے' لہٰذا ہمارا موقف ثابت ہو گیا۔

تزوّجها (فاطمه) ابن عمّها حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب فولدت لهٗ عبدالله (المحض) و ابراهيم و حسنًا و زينب ثمّ مات عنها فخلف عليها عبدالله بن عمرو بن عثمان بن عفّان زوّجها ايّاه ابنها عبدالله بن حسن با مرها فولدت لهٗ القاسم و محمّد و هو الدّيباج سمّی بذلك لجماله ورقيّة بنی عبدالله بن عمرو۔

ترجمہ: حضرت سیّدہ فاطمہ بنتِ حسین کا نکاح اُن کے عم زاد حضرت حسن بن حسن ابن علی بن ابی طالب سے ہوا۔ اُن سے عبد اللہ المحض[1] ابراہیم' حسن اور زینب پیدا ہوئے پھر وہ فوت ہو گئے۔ پس حضرت فاطمہ بنتِ حسین کے حکم سے اُن کے صاحبزادے عبداللہ بن حسن نے اُن کا نکاح عبداللہ بن عمرو بن عثمان سے کر دیا اور اُن سے قاسم اور محمد پیدا ہوئے اور یہ محمد اتنے نرم و نازک اور خوبصورت تھے کہ انہیں دیباج (ریشم) کہا جاتا تھا اور رقیہ اولادِ عبداللہ بن عمرو ہیں[2]۔

[1] جو شیعہ کہتے ہیں کہ امام حسنؓ کے صاحبزادے حسن مثنیٰ واقعۂ کربلا میں شہید ہو گئے، لہٰذا اُن کی نسل ہی نہ چل سکی' تا کہ سادات کی روایت گھڑ کر حضرت داتا علی ہجویریؒ، مصر کے جملہ طباطبائی حسنی سادات اور حضرت پیرانِ پیر شیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ حسنی عبداللہ المحضؓ کی اولاد سے ہیں' اِن سب کو اُن کی نسل سے خارج کر دیا جائے۔ مگر یہ بات مذکورہ کئی کُتب کے حوالے سے ثابت ہے اور پھر براہ راست اکابر شیعہ کی اپنی تصانیف سے ثابت ہے کہ حضرت حسن مثنیٰ کی اولاد چلی اور اُن کے بڑے صاحبزادے حضرت عبداللہ المحضؓ تھے۔ ہم ان شاء اللہ کسی اور مقام پر امام حسن مثنیٰ کی اولاد چلنے اور واقعۂ کربلا میں شمولیت کے بعد اُن کے بچ جانے پر شیعہ کی کتابوں سے حوالے مع عبارات تحریر کریں گے' تا کہ یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچ جائے کہ حضرت پیرانِ پیر عبدالقادر جیلانیؒ' حضرت علی ہجویریؒ اور جملہ طباطبائی ساداتِ مصر بشمولِ شاہِ مراکش امام حسنؓ ہی کی اولاد سے ہیں۔ ۱۲ منہ

[2] طبقاتِ کبریٰ' للامام محمد بن سعد' المتوفیٰ 230ھ' ج 8' ص 473' مطبوعہ بیروت 1388ھ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

شیعہ عُلماء کی کُتب سے مزید حوالہ جات

اِس رشتہ کے لیے اہلِ سُنّت کی کُتب کے علاوہ شیعہ عُلماء کی تصانیف سے بھی حوالے حوالۂ قارئین کیے جا رہے ہیں' جو باعثِ اطمینانِ خاطر اور وجہِ تسلّیِ طبع ثابت ہوں گے۔

- ابو الفرج اصفہانی نے اپنی کتاب مقاتل الطالبین میں محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفّان کے تذکرہ میں لکھا ہے: وامّہٗ فاطمۃ بنت الحسین کان عبد اللہ بن عمرو بن عثمان بن عفّان تزوّجھا بعد وفات الحسن بن الحسن بن علیّ بن ابی طالب[1]۔

ترجمہ: فاطمہ دخترِ حسین' حسن مثنّٰی کی وفات کے بعد حضرت عثمان کے پوتے عبداللہ بن عمرو کے نکاح میں آئیں۔

- ناسخ التّواریخ میں مسطور ہے: وبعد از حسن مثنّٰی فاطمہ بحبالۂ نکاح عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفّان در آمد[2]۔

ترجمہ: حضرت حسن مثنّٰی کے بعد فاطمہ بنتِ حسین حضرت عثمان کے پوتے عبداللہ کے نکاح میں آئیں۔

چھٹا رشتہ: سیّدنا امام حسنؓ کی پوتیوں کے رشتے فاطمی سیّد زادوں کے علاوہ ہوئے

گزشتہ سے پیوستہ: اور کتاب نسبِ قریش لمصعب زبیری' ج 4' ص 114 اور کتاب المحبّر لابی جعفر محمد بن امیۃ بغدادی' ص 404' طبع حیدرآباد دکن اور کتاب الجرح والتعدیل لابی حاتم الرازی' ج 3' القسم الثانی ص 301' طبع حیدرآباد دکن' وفیات الاعیان' ج 2' ص 394 مطبوعہ بیروت۔ [1] مقاتل الطالبین' تذکرۃ محمد دکون' ص 72' طبع ایران اور التنبیہ والاشراف للمسعودی' تحت ذکر خلافتِ عثمان بن عفّان' ص 255 اور شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید' جلد سوم' تحت عبارۃ نکحنا و انکحنا فلا الاکفاء' حواشی عمدۃ الطالب فی انساب آلِ ابی طالب المقصد الثانی' فی عقب حسن المثنّٰی' ص 675' طبع بیروت [2] ناسخ التّواریخ' ج 6' ص 534' طبع قدیم

Marfat.com

جن میں سے ایک رشتہ اُمّ القاسم بنتِ حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب کا ہے' جسے فاضل مصعب زبیری نے اپنی کتاب نسبِ قریش میں' ابنِ حزم نے اپنی مشہورِ زمانہ کتاب جمهرة انسابِ العرب میں اور ابو جعفر بغدادی نے اپنی کتاب المحبّر میں ذکر کیا' ملاحظہ ہو: وكانت امّ القاسم بنت الحسن بن الحسن عند مروان بن ابان بن عثمان بن عفّان فولدت لهٗ محمّد بن مروان ثمّ خلف عليها الحسين بن عبدالله بن عُبيدالله بن العبّاس بن عبد المطلب فتوفّيت عندهٗ وليس لهٗ منهٗ ولدٌ۔

ترجمہ: سیّدنا امام حسنؓ کی پوتی اُمّ القاسم بنتِ حسن بن حسن کا نکاح حضرت عثمانِ غنیؓ کے پوتے مسمّٰی مروان بن ابان بن عثمان بن عفّان کے ساتھ ہوا۔ اُن سے ایک لڑکا محمد پیدا ہوا۔ اِس کے بعد اُمّ القاسم کا نکاح حسین بن عبد اللہ بن عبید اللہ بن عباس بن عبد المطّلب سے ہوا' اُن سے کوئی اولاد نہ ہوئی اور اُمّ القاسم کا انتقال حسین بن عبداللہ کے ہاں ہی ہوا۔

اِسی طرح اِس نکاح کا تذکرہ محوّلہ بالا دو اور کتابوں میں بھی موجود ہے' البتّہ حضرت مروان بن ابان کی وفات کے بعد سیّدہ اُمّ القاسم کے نکاح کے بارے جمهرة انساب العرب میں قدرے مختلف صورت تحریر ہے۔ ملاحظہ ہو: واُمّ القاسم بنت الحسن بن الحسن شقيقة مليكة تزوّجها مروان بن ابان بن عثمان فولدت محمّدا، ثمّ خلف عليها ابن عمّها علىّ بن الحسينؒ۔

ترجمہ: اور سیّدہ اُمّ القاسم بنتِ حسن بن حسن ہیں' یہ سیّدہ ملیکہ کی بہن ہیں اِن کا

کتاب نسب قریش' لمصعب الزبیریؒ' الجزء الثانی' ص 53

جمهرة انساب العرب' للشیخ ابو محمّد علی بن احمد بن سعید بن حزم' المتوفّی 456ھ' ص 42

Marfat.com

نکاح مروان بن ابان بن عثمان سے ہوا اور اُن سے محمد پیدا ہوئے' اِس کے بعد اُن کا نکاح اُن کے عم زاد علیؓ بن حسینؓ سے ہوا۔

ساتواں رشتہ: امام حسنؓ کی پوتی سیّدہ زینب بنتِ حسن بن حسن کا نکاح ولید بن عبدالملک بن مروان سے ہوا' ملاحظہ ہو: وکان للحسن بن الحسن من البنات زینب شقیقة عبدالله و ابراهیم و حسن تزوّجها الولید بن عبدالملك بن مروان[1]۔

ترجمہ: حضرت حسنؓ بن حسنؓ کی متعدّد صاحبزادیاں تھیں' جن میں سے ایک سیّدہ زینب تھیں' یہ عبداللہ' ابراہیم اور حسن کی بہن تھیں۔ اِن کا نکاح ولید بن عبدالملک بن مروان سے ہوا۔

آٹھواں رشتہ: سیّدہ فاطمہ بنتِ حسن بن حسن کا نکاح ایّوب بن مسلمہ بن عبداللہ بن ولید بن مغیرہ سے ہوا' ملاحظہ ہو: و فاطمة بنت الحسن بن الحسن تزوّجها معاویة بن عبدالله بن جعفر بن ابی طالب فولدت لهٗ الحسن و صالحًا و یزید وکانت فاطمة هٰذهٖ لامّ ولد ثمّ خلف علٰی فاطمة هٰذهٖ ایوب بن مسلمة بن عبدالله بن الولید بن مغیرة[2]۔

ترجمہ: اور سیّدہ فاطمہ بنتِ حسن بن حسن' اِن کا نکاح معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب سے ہوا اور اُن سے حسن' صالح اور یزید پیدا ہوئے۔ یہ فاطمہ اُمِّ ولد کی لڑکی تھیں' اِس کے بعد اِن کا نکاح ایّوب بن مسلمہ بن عبداللہ بن ولید بن مغیرہ سے ہوا۔

نواں رشتہ: ملیکہ بنتِ حسن بن حسن کا نکاح جعفر بن مصعب بن زبیر سے ہوا'

---

[1] جمهرة انساب العرب' للشیخ ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم' المتوفّی 456ھ' ص 42

[2] جمهرة انساب العرب' للشیخ ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم' المتوفّی 456ھ' ص 42

Marfat.com

ملاحظہ ہو: وملیکہ بنت الحسن بن الحسن شقیقة جعفر و داؤد تزوّجها جعفر بن المصعب بن الزّبیر فولدت لهٗ ابنتهٗ[1]۔

ترجمہ: اور سیّدہ ملیکہ بنتِ حسن بن حسن ہیں۔ یہ جعفر اور داؤد کی بہن ہیں۔ اُن کا نکاح جعفر بن مصعب بن زبیر سے ہوا۔ اُن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔

دسواں رشتہ: سیّدنا امام حسینؓ کی پوتی' حضرت امام زین العابدینؓ کی صاحبزادی سیّدہ عبرہؓ کا نکاحِ اوّل محمد بن معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب (ہاشمی' لیکن غیر فاطمی' غیر سیّد) سے ہوا۔ پھر دوسرا نکاح بوجہ بیوگی' علی بن حسن بن حسن بن علی رضی اللہ عنہم (ہاشمی' فاطمی سیّد) سے ہوا' پھر اُن کے بعد آپ کا نکاح نوح بن ابراہیم بن محمد بن طلحہ بن عبید اللہ (غیر فاطمی' غیر سیّد) سے ہوا۔ حوالہ ملاحظہ ہو: وھنّ...... وعبرة تزوّجها محمد بن معاویة بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب ثمّ خلف علیها بعدهٗ علیّ بن الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب ثمّ خلف علیها بعدهٗ نوح بن ابراهیم بن محمد بن طلحة بن عبید اللہ[2]......الخ

گیارہواں رشتہ: سیّدہ اُمِ حسنؓ بن علیؓ (زین العابدین) بن حسینؓ بن علیؓ کا نکاح داؤد بن علی بن عبید اللہ بن عبّاس بن عبد المطّلب (غیر فاطمی' غیر سیّد) سے ہوا' حوالہ ملاحظہ ہو:

وامّ الحسن تزوّجها داؤد بن علی بن عبید اللہ بن العبّاس بن عبدالمطّلب فولدت لهٗ موسیٰ[3]۔

---

[1] جمهرة انساب العرب' للشیخ ابو محمّد علی بن احمد بن سعید بن حزم' المتوفّی 456ھ' ص 60-59

[2] جمهرة انساب العرب' للشیخ ابو محمّد علی بن احمد بن سعید بن حزم' المتوفّی 456ھ' ص 52

[3] جمهرة انساب العرب' للشیخ ابو محمّد علی بن احمد بن سعید بن حزم' المتوفّی 456ھ' ص 52

Marfat.com

بارھواں رشتہ: سیّدہ امُ الحسین...... بنتِ علیؓ کا نکاح ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عبّاس (ہاشمی، عبّاسی، غیر فاطمی، غیر سیّد) سے ہوا، ملاحظہ ہو: وامّ الحسین تزوّجھا ابراھیم الامام بن محمّد بن علی بن عبد اللّٰہ بن العبّاس[1]۔

تیرھواں رشتہ: سیّدہ فاطمہ بنتِ محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کا نکاح عبّاس بن موسٰی بن عیسٰی بن موسٰی بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عبّاس بن عبدالمطّلب سے ہوا[2]۔

چودھواں رشتہ: غیر قرشیُ النّسب امام محمدؒ کا نکاح سیّدہ فاطمیہ سے ہوا۔ چنانچہ صاحبِ دُرِّ مختار لکھتے ہیں: وقدظھر علمہٗ بتصانیفہٖ کالجامعین والمبسوط والزّیادات والنّوادر حتّٰی قیل اِنّہٗ صنّف فی العلوم الدّینیّة تسعمائة وتسعة وتسعین کتابا ومن تلامذته الشّافعیّ وتزوّج بامّ الشّافعیّ وفوّض الیہٖ کتبہٗ ومالہٗ فبسببہٖ صار الشّافعیّ فقیھًا[3]۔

ترجمہ: امام محمدؒ کا علم اُن کی تصانیف سے ظاہر ہوا جیسا کہ جامعین (جامعِ صغیر و کبیر) مبسوط، زیادات اور نوادر (ہیں)۔ یہاں تک کہا گیا کہ اُنہوں نے علومِ دینیّہ میں نوسوننانوے (999) کتابیں لکھیں۔ اُن کے شاگردوں میں سے امام شافعیؒ جیسی شخصیّت ہیں۔ آپ نے امامِ شافعیؒ کی والدہ سے نکاح کیا اور اپنی کتابیں اور مال امامِ شافعیؒ کو سونپ دیا، پس اِسی سبب سے امامِ شافعیؒ اتنے بڑے فقیہ بن گئے۔

خلاصۂ کلام: یہ کہ امام ابو حنیفہؒ کے تلمیذِ رشید اور مذہبِ احناف کے سر...

---

[1] جمھرة انساب العرب، ص52 [2] جمھرة انساب العرب، ص60،59

[3] الدّرّ المختار، للعلامة الشیخ علاؤ الدین الحصکفیؒ، ج1، ص8،7، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

Marfat.com

حضرت امام محمدؒ بن حسن شیبانی غیر قرشی النّسب کا نکاح حضرت امام شافعیؒ کی والدہ ماجدہ دخترِ حضرت عبداللہ المحض سے اُن کے بیوہ ہونے کے بعد ہوا۔ آپ نجیب الطّرفین اور قطعی النّسب حسنی سیّدزادی تھیں۔

غیر کفو میں سیّدات کے نکاحوں کی توجیہہ کا تذکرہ اور اُس کا ابطال

ایک اور مدّعیِ علم مفتی و مولوی صاحب نے اِسی سلسلہ میں گوہر افشانی فرماتے ہوئے لکھا ''جو نکاح کسی دینی مصلحت کی بِنا پر غیر کفو میں ہو' وہ اصلِ کفاءت کی نفی نہیں کرتا'' (حسب و نسب' ص 46) مفتی کی یہ توجیہہ قطعاً باطل اور مردود ہے' کیوں کہ جس سے نکاح کرنا حرام ہو' اُس سے نکاح کرنا کسی بھی دَور اور کسی بھی صورت میں جائز و حلال نہیں ہوسکتا' کیا کسی مصلحت کی بِنا پر کافر و مشرک سے نکاح حلال ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ مزید یہ کہ اِن لوگوں کے نزدیک یہ صرف فقہی مسئلہ نہیں ہے' بلکہ اُن کے خود ساختہ عقیدے کا مسئلہ ہے' لکھتے ہیں: ''یہ فتوٰی دینا کہ ایک عجمی مرد کے لئے جائز ہے کہ وہ سیّدزادی سے نکاح کرلے۔ اِس فتوٰی سے فتوٰی دینے والا حضور ﷺ کے نسب اور حضور ﷺ کی اولاد کی بے ادبی کا مرتکب ہوتا ہے۔ حضور ﷺ کے نسب اور حضور ﷺ کی اولاد کی بے ادبی کرنا اور توہین کرنا یہ اُس بے ادبی اور توہین سے زیادہ سنگین جرم ہے' جو شیطان سے سرزد ہوئی تھی۔'' (حسب و نسب' ص 48)

مستند تاریخی شواہد سے ثابت ہے کہ فی الواقع حضرت علیؓ نے اپنی صاحبزادی سیّدہ اُمِ کلثومؓ کا حضرت عمرِ فاروقؓ سے نکاح کیا تھا' جس کی تصدیق حضرت پیر مہر علی شاہ

گولڑویؒ نے بھی فرمائی ہے۔ علاوہ ازیں حضرت سیّدہ فاطمہ بنتِ حسین بن علی بن ابی طالب اور حضرت سکینہؓ بنتِ حسین بن علی بن ابی طالب کا نکاح غیر سیّدوں سے ہوا۔ حضرت حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب کی چار صاحبزادیوں کا اور حضرت علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کی پانچ صاحبزادیوں کا نکاح غیر سیّدوں میں ہوا۔

ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

اے اُمتِ مسلمہ! بتایئے کہ بقولِ مصنّفِ حسب ونسب معاذ اللہ اِن مذکورہ با صحیح النّسب سادات اور محترم سیّد زادیوں نے کیا شیطان سے بڑا کفر کیا ہے؟ غو کیجئے کہ آیا اِن محترم سیّدزادیوں کے ایسے مقدّس نکاحوں کو جائز کہنا بے ادبی ہے ناجائز اور حرام کہنا؟ اور پھر اُن کے بطنِ اطہر سے پیدا ہونے والی مقدّس اولا کو معاذ اللہ ولدالزّنا ٹھہرانا اور اِس سارے عمل کو شیطان کے کفر سے بڑا کفر قرار د کیا ناقابلِ درگزر گستاخی اور ایک قابلِ مؤاخذہ جرم نہیں ہے؟ ع

ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا

کیا ایسی تحریروں سے حضور علیہ السلام کو اذیت نہیں پہنچی ہوگی؟ جس میں آپ ستودہ صفات ذرّیت اور قدسی نہاد عترت کو ایک فعلِ حرام کا مرتکب قرار دیا گیا ا اِن تمام پاکیزہ نکاحوں کو نہ صرف ناجائز و حرام کہا' بلکہ شیطان کے کفر سے بڑا ک بھی قرار دیا۔ میں بہ ایں تردامنی اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ ایسے عاقبت نااندیش مفتیوں کو مرنے سے پہلے توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ وماذالك علی اللہ بعزیز۔

Marfat.com

اِسی طرح ایک اور مفتیِ ملّت کی گل فشانی ملاحظہ فرمایئے: ''ابتداء میں چوں کہ اولیاء کے اعتراض کو مؤثر کرنے ہی سے غیر کفو کا نکاح منسوخ ہوتا تھا اور حضرت مائی صاحبہؒ کے واقعہ پر کسی کو یہ فرصت ہی نہ تھی' لہٰذا جو کچھ ہوا' ہوگیا۔ مگر اب صورتِ شرعی یہ ہے کہ غیر کفو میں نکاح منعقد ہی نہیں ہوتا[1]۔''

مفتی مرحوم کی مندرجہ بالا عبارت کا نتیجہ یہ نکلا کہ اب شریعت بدل گئی ہے' حضرت سیّدہ فاطمہ بنتِ حسینؓ اور حضرت سیّدہ سکینہؓ بنتِ حسینؓ نے اپنے زمانے میں جس شریعت پر عمل کیا تھا' وہ اب نافذ نہیں رہی۔ ماشاء اللہ مفتی مرحوم نے فقاہت کا حق ادا کر دیا' افسوس یہ ہے کہ اُن کی یہ دلیل' اُن کے شیخ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کی نظر سے نہیں گزری یا پھر اُنہوں نے اِسے لائقِ اعتنا ہی نہیں سمجھا' ورنہ آپ بھی مفتیِ مذکور کے اِس نقطۂ نظر کو اپنے فتوٰی کی زینت بناتے۔ کاش اِن لوگوں کو علم ہوتا کہ آج بھی شریعت کا وہی مفہوم حُجّت ہے جس کو چودہ سو سال پہلے سیّدہ فاطمہؓ اور سکینہؓ نے سمجھ کر اُس پر عمل کیا تھا' نیز مفتی عبدالحی چشتی مرحوم نے اِسی اپنی کتاب میں مزید یہ بھی بطورِ فتوٰی تحریر فرمایا کہ ''رسول اللہ ﷺ نے یکے بعد دیگرے اپنی دو صاحبزادیوں کا نکاح حضرت عثمانؓ سے اِس لئے کیا تھا کہ اِس سلسلہ میں آپ پر وحی نازل ہوئی تھی۔''

کسی بھی مومنہ کا غیر کفو میں جوازِ نکاح کا وحیِ الٰہی سے ثبوت

میں اِس کے دو جواب پیش کر رہا ہوں۔ اگر اِس حدیث کی صحّت ثابت بھی ہو جائے تو اِس سے دو چیزیں ثابت ہوتی ہیں۔ اوّل یہ کہ کسی بھی مؤمنہ خاتون کا

---

[1] تحقیق الحق الظّریف الجیّد فی عدم نکاح الشریفۃ السیّدۃ بغیر الشریف السیّد' مصنّفہ مفتی عبدالحی چشتی بہاولپوری

نکاح غیر کفو میں کر دینے کا جواز وحیِ الٰہیہ سے ثابت ہوگیا۔ دوم یہ کہ ولیِ اقرب کی رضامندی سے غیر کفو میں نکاح نہ صرف جائز' بلکہ نافذ ولازم ہو جاتا ہے' کیوں کہ حضرت عثمانؓ کے نکاح میں آنے والی دو صاحبزادیوں کے ولیِ اقرب خود حضور ﷺ تھے' اِس لئے آپ نے اپنی اور اپنی صاحبزادیوں کی رضامندی کی صورت میں ایک غیر سیّد قوم کے فرد یعنی حضرت عثمانؓ سے اُن کا نکاح کر دیا اور یہی میرا موقف ہے۔

مفتی عبدالحی مرحوم بہاولپوری کے درجات اللہ تعالیٰ بلند فرمائے کہ آپ نے ... حدیث لکھ کر ہمیں ائمۂ اربعہ کے باہمی اختلافات اور ظاہر الرّوایہ ونوادر کے خلاصوں کو بہ طورِ سند پیش کرنے سے بے نیاز کر دیا' کیوں کہ امام ابو حنیفہ' امام ابو یوسف' امام محمد' امام زفر' امام حسن بن زیاد' امام مالک' امام شافعی' امام احمد بن حنبل اور دیگر تمام فُقہائے اُمّت رضوان اللہ علیہم اجمعین علم و فضل میں نقطۂ عروج پر ... اور اُن کے متّبعین کے لئے اُن کے اقوال حُجّت سہی' مگر اُن کا مسائلِ شرعیّہ میں ذاتی ایسا عمل جس کی پُشت پر قرآن و سُنّت کی کوئی دلیل نہ ہو' بے کار اور ناقابلِ قبول ہے۔ ظاہر ہے کہ اُنہوں نے اپنی اپنی فقہ قرآن و سُنّت سے دلائل لے کر مرتّب کی تھی اور ظاہر الرّوایہ اور نوادر اور اِن کے علاوہ دیگر کئی اصطلاحاتِ فقہ بھی وضع کی تھیں۔ یہ سارے ائمۂ فقہ قرآن و سُنّت کی روشنی میں مسئلہ کا حل نکالنے والے تھے' اِن میں سے کوئی بھی شارع علیہ السّلام کے رُتبہ کا حامل نہیں تھا' نہ ہو سکتا تھا۔ لہٰذا قرآن و سُنّت کے حتمی دلائل سے ہٹ کر محض کسی کی ذاتی رائے نہ حُجّت ہے اور نہ قابلِ عمل ہے۔

Marfat.com

مفتی عبدالحی مرحوم کی اِس پیش کردہ حدیث نے ہمیں بہ سلسلۂ نکاحِ سیّدہ با غیر سیّد تمام ائمۂ فقہ کے اقوال سے بے نیاز کر دیا' کیوں کہ اِن میں سے کسی کا قول شارع علیہ السّلام کے ذاتی عمل سے مستند تر اور قابلِ تقلید نہیں ہو سکتا۔ خلاصۂ بحث یہ نکلا کہ مفتی عبدالحی مرحوم کی اِس پیش کردہ حدیث نے ثابت کر دیا کہ ولیِّ اقرب جب اپنی بیٹی' اپنی مرضی سے غیر کفو میں نکاح کر دے تو وہ نکاح شرعًا نافذ و لازم ہو جاتا ہے' جیسا کہ حضور علیہ السّلام کے عمل سے ثابت ہوا اور اتفاق کی بات ہے کہ فقہائے احناف کی ظاہر الرّوایہ اور نوادر کا ماحصل بھی کُتبِ احناف میں یہی تحریر ہے۔

غیر کفو میں نکاح کے بارے میں شارع علیہ السّلام کا عمل

خلاصۂ کلام یہ کہ برضائے ولیِّ اقرب لڑکی کا نکاح غیر کفو میں نہ صرف جائز بلکہ نافذ و لازم ہو جاتا ہے' جیسا کہ حضور علیہ السّلام کی رضا مندی سے آپ کی دو صاحبزادیوں کا نکاح حضرت عثمان بن عفّان سے ہوا تھا' جو کہ نہ ہاشمی تھے اور نہ سیّد تھے' نیز اِس حدیث کے مطابق غیر کفو میں لڑکیوں کے نکاح کر دینے کو وحیِ الٰہیہ کی تائید بھی حاصل ہے۔ بحمد اللہ یہ بات تو اپنے منطقی نتیجہ تک پہنچ ہی گئی۔ بقولِ شاعر۔

للّٰہِ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر می خواست
آخر آمد ز پسِ پردۂ تقدیر پدید

ایک اور سوال کا جواب

مفتیانِ گولڑہ کے رسالچوں میں مندرج ہے کہ آج کی سیّدہ کے غیر سیّد سے

Marfat.com

نکاح کرنے میں دنیا بھر کے سادات کی رضا مندی لازمی ہے' ورنہ نکاح نہیں ہوگا۔ چوں کہ عہدِ رسالت کے قریب تر کے سادات کی تعداد محدود تھی' اِسی لیے رضا مند ہو سکتے تھے اور ہو گئے۔ مگر اب ساری دُنیا کے سادات کی رضا مندی ضروری ہے' ورنہ نکاح نہیں ہوگا۔

جواباً عرض ہے کہ جن حضرات نے یہ اٹکل پچّو قسم کا نکتہ اُٹھایا ہے' اُن پر لازم ہے کہ وہ اِسے حضور علیہ السّلام کے قول وفعل سے ثابت کریں یا صاحبِ مذہب اُئمۂ فقہ کے کسی مستند قول سے ثابت کریں۔ دوم یہ کہ پھر دُنیا بھر کے سادات کا سیّد کے غیر سیّد سے نکاح پر ہی اجماع کیوں کر موقوف ہے' طلاق کی صورت کے لیے بھی تو شریعت سے کوئی قاعدہ نکالیے' جس میں سادات اور غیر سادات اقوام کی تفریق یا ترجیح ثابت ہو۔ احکامِ طلاق میں تو ساداتِ بنو فاطمہ اُمّت کے دیگر افراد کے ساتھ برابر کے شریک ہیں' لیکن نکاح ہی ایک ایسا عمل ہے کہ سادات اور غیر سادات میں اِس کا حکم مختلف ہے۔ ہمیں یہ بھی تسلیم ہوگا' مگر اِسے کسی آیتِ کریمہ یا حدیث شریف کی قطعی الثّبوت اور قطعی الدّلالہ دلیل سے ثابت کر کے دکھایئے۔ اُمّت کو خواہ مخواہ اِس مسئلہ میں نہ اُلجھایئے اور سادات کی بیٹیوں کی زندگیاں برباد نہ کیجئے اور اُن کو اپنی مرضی سے اپنے فیصلے کرنے کا حق دیجئے اور اُن کو اُن کے کیے پر ملامت نہ کیجئے۔

Marfat.com

ایک اور اہم نکتہ کی طرف دعوتِ توجّہ

اِس ساری بحث کا خلاصہ یہ نکلا کہ حضور علیہ السّلام کے دورِ مقدّس اور اُس سے متّصل ادوار میں جن سیّدات کے غیر سادات سے نکاح ہوئے' اُن کی فہرست معتبر کُتبِ تاریخ میں موجود ہے' اگر کوئی شخص محض عناد' ضد اور جہالت کے سبب اُن کی ثقاہت کا انکار کرے گا تو پھر اُس پر لازم ہوگا کہ وہ اُن کُتب کے نام کو کسی اور مسئلہ میں بہ طورِ حُجّت پیش نہ کرے اور نہ اُن کُتب کے دیگر مندرجات کو تسلیم کرے اور نہ بطورِ حُجّت پیش کرے تو اگر عہدِ رسالت اور اُس سے متّصل ادوار میں سیّداتِ مسلّمہ کے غیر سادات سے نکاحوں کو وہ پیش کردہ معتبر تاریخی حوالوں سے تسلیم کرتا ہے تو بعد میں ہونے والے نکاحوں کو بہ طورِ سند کیوں نہیں مانتا' جن میں بڑے بڑے اولیاء اللہ اور عُلماء و سادات کے نام شامل ہیں۔ ہم نے عہدِ رسالت سے آج تک ہونے والے ایسے نکاحوں کی ایک طویل فہرست اِس کتاب میں مع حوالہ جات درج کردی ہے' تاکہ ملّتِ مسلمہ پر واضح ہو جائے کہ جن نکاحوں کو آج کے یہ بعض انتہا پسند مفتی قطعًا حرام کہنے کی رٹ لگائے ہوئے ہیں اور جو مدّعیانِ سیادت اِسے اپنی توہین سمجھتے ہیں' اُن کے اکابر جو بہر طور اُن سے ہر معاملہ میں برتر اور قابلِ تعظیم و تقلید ہیں' نے اپنی لڑکیوں کے غیر اکفاء میں نکاح کیوں کئے تھے؟ کیا معاذ اللہ وہ سب شیطانی عمل کے مرتکب تھے' وہ عالم اور فقیہ نہ تھے؟ آج کے اِن نام نہاد ناقل مفتیوں کا تفقّہ فی الدّین کیا اُن سے زیادہ بلند ہے؟ اب اِن سب مفتیوں پر لازم ہے کہ وہ اُن

Marfat.com

اکابر پر بھی کوئی فتوٰی داغنے کی جسارت کریں۔ میں نے تو صرف اِتنا جرم کیا کہ اپنے دادا حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کے منشائے فتوٰی کو فقہِ حنفی اور قرآن وسُنّت کی روشنی میں واضح کرنے کی کوشش کی۔ جس پر میرے بعض کرم فرماؤں اور اُن کے زیر اثر کچھ تملّق شعار مفتیوں نے اُن کے مزاج کا لحاظ رکھتے ہوئے احکامِ شرعیّہ کو پسِ پُشت ڈال کر اور فُقہائے احناف کے اقوالِ مختارہ کو بالائے طاق رکھ کر چند ایسے رسالے تحریر کر دیئے کہ جن میں فضائلِ اہلِ بیت کے سوا کچھ نہ تھا اور خدا شاہد ہے کہ اگر قرآن وسُنّت کی ایک بھی دلیل اِن کے کسی بھی رسالچے میں پائی جاتی تو ہم اُسے شرعی حکم سمجھ کر نظرانداز کرنے کی کبھی جسارت نہیں کر سکتے تھے۔ پیر مہر علی شاہ گولڑوی کے اُس فتوٰی کی میں نے سب سے پہلے جب اپنی کتاب نام ونسب میں وضاحت کی، تو گولڑہ شریف کی درگاہ میں اُس کے خلاف مفتی وخطیب نے اور بہت کچھ کہنے کے ساتھ یہ بھی کہا تھا کہ سیّدہ کا ہاشمی اور قریشی اور اعوان اور دوسری کوئی عربی النّسل تو کفو نہیں، لہٰذا اِن میں ہونے والا نکاح زنا ہوگا، کیوں کہ نکاح ہو ہی نہیں سکتا۔ اِس کی ویڈیو اور آڈیو موجود ہے اور کچھ دوسرے کرم فرماؤں نے بھی یہ بات پھیلائی کہ راقم الحروف نے اپنے دادا پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کے فتوٰی کو رد کیا اور لکھا کہ معاذ اللہ اُن کا یہ فتوٰی خلافِ شریعت ہے، تا کہ حضرت پیر صاحبؒ کے عقیدت مندوں کے دلوں میں میری طرف سے نفرت پیدا ہو، مگر بحمد اللہ ایسا نہ ہوسکا۔ چند کاسہ لیس اور مفاد پرست لوگوں کے سوا آج بھی ہر عقیدت مند میرے ساتھ محبّت کرتا ہے۔

Marfat.com

چوں کہ مجھ پر حضرت گولڑویؒ کی گستاخی کا الزام لگایا گیا ہے' اب میں اِس کیس کو پاکستان کی عدالتِ عالیہ میں پیش کروں گا اور ضرورت پڑنے پر ایسے تمام مفتیوں اور اُن کے پُشت پناہوں کو بھی عدالتِ عالیہ میں طلب کر کے عدالت سے فیصلہ لُوں گا کہ کون حق پر اور کون باطل پر ہے؟ جو حق پر ہے' اُس کی کتاب مارکیٹ میں فروخت ہو اور جو باطل پر ہیں اُن کی کتب کی اشاعت وفروخت پر قانوناً اور حکماً پابندی لگائی جائے۔ کیوں کہ اب یہ مسئلہ اُمّت میں فتنہ وفساد بپا کرنے کا سبب بن رہا ہے' لہٰذا اس پر عدالتِ عالیہ جانبین کے دلائل سن کر کوئی حتمی فیصلہ دے' پھر پتہ چلے گا کہ پیر مہر علی شاہؒ کی عزّت وناموس کا محافظ کون ہے؟ میں یا کوئی اور۔ بھلا میں حضرت پیر مہر علی شاہؒ کے فتوٰی کو رد کرنے والا کون ہوں؟ میں تو تشریح کرنے والا ہوں۔ وہ بھی اپنی رائے سے نہیں' بلکہ کتاب وسُنّت اور پھر اکابر فقہائے احناف کے دلائل کی روشنی میں۔

اگر میرے خاندان کے کچھ افراد کو میری اِس تشریح پر اعتراض ہے تو اب عدالت سے یہ فیصلہ کراؤں گا کہ کس کی تشریح کتاب وسُنّت کے مطابق ہے؟ عدالت میں مفتیانِ گولڑہ سے بحث کرنے کے لئے میری طرف سے علماء پیش ہوں گے۔ میں ضرور اُن مفتیوں کے ساتھ دو دو ہاتھ کرنے کے لئے پیش ہوتا' مگر کیا کیا جائے میرے اہلِ خانوادہ کفاءت (برابری) کے بہت قائل ہیں' اِس لئے میں اگر عدالت میں بحث کے لیے پیش ہوں گا تو صرف اُسی صورت میں کہ میرے اہلِ خانوادہ ہی سے کوئی معتبر ومستند فرد میرے ساتھ براہِ راست بحث کے لئے تیار ہوگا' تو اِن شاءاللہ

Marfat.com

میں تیار ہوں، لیکن اگر اِن میں سے کسی نے اِس علمی وفقہی بحث میں شرکت کی پوزیشن میں خود کو نہ سمجھا، تو میں بھی اپنے غیر کفو کے اِن مفتیوں سے بحث کرنا اپنی توہین سمجھتا ہوں، کیوں کہ اگر میرے افرادِ خانوادہ کے نزدیک غیر کفو میں برائے انعقادِ نکاح، کفاءت بالنّسب شرطِ اوّلیں ہے، تو میرے نزدیک بھی غیر کفو والوں سے برائے بحث ومناظرہ، کفاءت فی الحسب شرطِ اوّل ہے۔

لہٰذا اپنے افرادِ خانوادہ سے میری گزارش ہے کہ وہ اپنے اِن پروردہ مفتیوں کے ساتھ فقہی مسائل پر بحث کرنے کی مشق کریں یا پھر اُن سے براہِ راست درس لینے کی زحمت فرمائیں، کیوں کہ یہ دور آج کا دور ہے، آج سے 12 سال پہلے والا آپ کی مَن مانی کا دور نہیں۔ بقولِ راقم الحروف۔

جو مُجھ کو دیتے رہے دھمکیاں جلانے کی
منائیں خیر وہ آج اپنے آشیانے کی

یہ اشعار کا موقع تو نہیں، مگر عہدِ ماضی کے چند مناظر کو سامنے رکھ کر اِنہیں پڑھ لیجیے۔

نہ پُوچھ مجھ سے بُرے وقت کے نشیب وفراز
مری نگاہ میں ہیں کروٹیں زمانے کی
مرا کہا جو نہیں مانتے، نہ مانو تم
سبق پڑھائیں گی خود ٹھوکریں زمانے کی

خدا بچائے سرِ بزم آج واعظ سے
اِسے ہے مفت میں عادت زباں چلانے کی
چمن کی سوچ یہاں تک بھی آ گئی تھی نصیرؔ
کہ شاخ ہی نہ رہے میرے آشیانے کی

....

بہرحال وہ بھی وہ ' تو میں بھی میں
ہوگا آج تماشا کچھ

(نصیرؔ)

قارئینِ کرام ! ہمارے اکثر مفتیان و مدعیانِ علم اپنے مطالعاتی فُقدان کے باعث قریش کو اولادِ فاطمہؓ کا کفو نہیں مانتے ' بلکہ بعض متشددین تو بنو ہاشم کو بھی بنو فاطمہ کا کفو قرار نہیں دیتے ' حالانکہ کُتبِ فقہ میں اولادِ فاطمہ کے لیے لفظِ سیّد یا بنو فاطمہ کا استعمال کم ہوا ہے ' بلکہ اُن کے لیے ہاشمی ' ہاشمیّہ یا علوی ' علویّہ کے الفاظ لے اور لکھے جاتے ہیں۔ فُقہاء کے نزدیک سیّد ' ہاشمی اور قریشی یہ ایک دوسرے کے کفو ں ' کیوں کہ ہر سیّد ہاشمی اور قریشی بھی ہے۔ اگرچہ ہر قریشی ہاشمی اور ہر ہاشمی سیّد یں ہے ' لیکن ہاشمیوں میں سے اولادِ فاطمہ زہراؓ کو سیّد و سیّدات تعظیمًا تو کہا جاتا ہے ' مگر اِس لفظ سے اُن کے لیے الگ تھلگ کفو ثابت نہیں ہو جاتی۔ اِس لیے تقریبًا تمام ہاء نے اِن کو ہاشمی اور علوی وغیرہ ہی کہا ہے اور تمام قریش بشمولِ بنو ہاشم و بنو فاطمہ

Marfat.com

اگر اپنا رشتہ ایک دوسرے کے کفو ہیں۔ تو اب بنو ہاشم یا ساداتِ حسنی و حسینی اپنی لڑکیاں اگر خانوادۂ قریش کے کسی فرد کو دیں تو وہ نکاح غیر کفو میں نہیں' بلکہ کفو میں متصوّر ہوگا۔ اِسی پر احادیثِ نبویہؐ' کُتبِ فقہ اور انساب و تاریخ کے معتبر و معتمد حوالوں سے متعدد رشتے ثابت کر دیئے گئے ہیں۔

پندرھواں رشتہ: یہاں ہم اِس دعوٰی کی دلیل کے طور پر حضرت پیرانِ پیر قطب الاقطاب' حضرت سیّد عبدالقادر گیلانیؒ کا عمل بہ طورِ سند پیش کرتے ہیں' جو ہم سب سے زیادہ عالم' غیرت مند' فقیہ' مفتی و مجتہد اور خدا رسیدہ تھے۔ اُن کے حالات و سیرت پر لکھی ہوئی ایک نہایت ہی مستند کتاب' جو علّامہ تادفی حنبلیؒ کی شہرۂ آفاق تصنیف ہے اور قلائدالجواہر کے نام سے کتب خانوں اور لائبریریوں میں موجود ہے' کے اندر حضرت شیخ عبدالرحمٰن طفسونجیؒ اسدی قریشی کے حالات میں لکھا ہے:

ولمّا حضرته الوفاة قال لهٗ ولدهٗ أوصنی! فقال : أوصیك بحفظ حرمة الشیخ عبد القادر والوقوف عند أمرہٖ ولزوم خدمتہٖ فلمّا توفّی جاء ابنهٗ عندالشیخ عبد القادر فاکرمهٗ والبسهٗ خرقة وزوّجهٗ ابنتهٗ[1]۔

ترجمہ: جب حضرت شیخ عبدالرحمٰن طفسونجیؒ اسدی قرشی کی وفات کا وقت قریب آیا تو اُن کے صاحبزادے نے اُن سے کہا کہ مجھے کوئی وصیت فرمائیں۔ اُنہوں نے فرمایا: میں تمہیں حضرت شیخ عبدالقادرؒ کی تعمیلِ حکم' اُن کی حُرمت و عزّت لازم سمجھنے اور

[1] قلائد الجواهر' عربی' ص 103' مطبوعہ میمنیہ مصر' سن طباعت 1317ھ

Marfat.com

اُن کی خدمت پر کمر بستہ رہنے کی وصیّت کرتا ہوں' چنانچہ جب حضرت عبدالرحمٰنؒ وفات پا گئے' تو اُن کے صاحبزادے حضرت شیخ عبدالقادرؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے اُن کی عزّت کی ۔ اپنا خرقۂ خلافت عطا فرمانے کے ساتھ اپنی صاحبزادی کا نکاح اُن سے کر دیا۔

حضرت عبدالرحمٰن طفسونجیؒ کے اسدی یعنی قریشی النّسب ہونے کا ذکر اِسی کتاب کے ص 102 پر ملاحظہ کیا سکتا ہے۔

اِسی طرح حضرت غوثِ پاکؒ کے حالات و سوانح کا مُستند اور محقّق تذکرہ بہجة الاسرار مؤلّفہ حضرت علّامہ امام ابوالحسن الشطنوفی الشافعی بھی اس رشتے کے ثبوت میں پیش کیا جاسکتا ہے۔ اُس کے ص 540 اور 541 پر اِس رشتہ کا ثبوت ملاحظہ فرمائیں' روایت لکھتے ہیں:

''ہمارے شیخ عبدالرحمٰن طفسونجیؒ پر جب وقتِ نزع آیا تو آپ کے بیٹے نے آپ سے کہا کہ مجھے کچھ وصیّت کیجئے ۔ اُنہوں نے فرمایا: میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی قدّس سرّہ النّورانی کی عزّت کرنا' آپ کے حکم کو بجالانا' آپ کی خدمت کو لازم سمجھنا۔'' جب شیخ عبدالرحمٰن نے انتقال کیا تو آپ کے بیٹے حضرت سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدّس سرّہ النّورانی کی خدمت میں بغداد گئے' چنانچہ آپ نے اِن کی بہت عزّت کی اور اِن کو اپنا خرقہ پہنایا اور اپنی صاحبزادی کا اِن سے نکاح کر دیا۔

Marfat.com

اِسی طرح شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی کے اَسدی قریشی ہونے کے لیے اِسی کتاب کا ص 539 ملاحظہ کیجئے' لکھتے ہیں: آپ قبیلۂ اسد سے تھے' جہاں تک میں جانتا ہوں' آپ کا نام حبیب تھا' لیکن آپ کو باطن میں کہا گیا مرحبا عبدالرحمٰن! تب سے آپ کا نام عبدالرحمٰن پڑ گیا' آپ طفسونج میں رہتے تھے' جو عراق میں ایک شہر ہے[1]۔

مقامِ غور ہے کہ اگر قریش' ساداتِ حسنیہ وحسینیہ کے کفو نہ ہوتے تو پیرانِ پیر جیسی جامع الکمالات شخصیت اپنی صاحبزادی ایک قریشی کے عقد میں کیوں دیتے؟ کیا اُنہیں حسنی و حسینی سادات کے الگ تھلگ کفو ہونے اور دیگر مسلمان کے بشمولِ بنو ہاشم وقریش سادات کا کفو نہ ہونے کا علم نہیں تھا؟ کیا مسئلۂ کفو پر اُن کے پاس اِن مفتیان سے بھی کم ذخیرۂ دلائل تھا؟ اگر کوئی اِس رشتہ سے انکار کرنا چاہے تو مندرجہ بالا حوالہ جات کے علاوہ ایک اور حوالہ بھی ملاحظہ ہو' جو پیرانِ گولڑہ کا تصدیق شدہ حوالہ ہے۔ میری مراد ہے کتاب احقاق الحق و الایضاح فی شرطیة الکفو للنکاح مؤلّفہ نیازمندِ بارگاہِ مہریہ غوثیہ گولڑہ شریف' ابنِ شیخ القرآن مفتی محمد عبدالشکور ہزاروی وزیرآباد' مقامِ اشاعت گولڑہ شریف ضلع اسلام آباد' تاریخ اشاعت یکم صفرالمظفر 1414ھ مطبوعہ بٹی پرنٹنگ پریس ملتان' اندرونِ ص 1 پر کتب خانۂ لنگرِ غوثیہ گولڑہ شریف' اسلام آباد کی مہرِ تصدیق وتصویب بھی ثبت ہے۔ اِس کتاب محوّلہ و مذکورہ بالا کے ص 59 پر ایک سوال ازخود درج کر کے اُس کا جواب دیا گیا ہے۔ ملاحظہ کیجئے اور لطف اُٹھایئے۔

---

[1] بہجۃ الاسرار (اردو) مترجم محمد شریف عارف نوری قادری' ص 539 تا 541' مطبوعہ لاہور

Marfat.com

"سوال نمبر 9: کچھ مشائخ جن میں سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ بھی موجود ہیں' نے اپنی بیٹیوں کا نکاح غیرکفو میں کیا ہے تو ثابت ہوا کہ نکاح فی غیر الکفوء مع اجازۃ الولی جائز ہے۔

جواب: وہ زمانہ چوں کہ خیر القرون کا تھا مطابقِ خیر القرون قرنی کے یہ افعال اُس پر محمول ہوں گے' آج چوں کہ فسادِ زمانہ ہے' لہٰذا غیرکفو میں نکاح اگر بہ اجازتِ ولی بھی ہو تو باطل ہوگا[1]" الخ

اِستخراجِ فوائد از حوالۂ بالا

- کچھ مشائخ نے اپنی بیٹیوں کے نکاح غیرکفو میں کیے ہیں۔
- سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی بیٹی کا نکاح غیرکفو میں کردیا تھا۔
- مشائخ کا زمانہ خیر القرون کا تھا مطابقِ خیر القرونِ قرنی۔
- آج چوں کہ فسادِ زمانہ ہے' لہٰذا غیرکفو میں نکاح با اجازتِ ولی بھی ہو تو باطل ہوگا۔

اِن مندرجہ بالا مستخرجہ فوائد میں سے دوسرے فائدے سے ہمارا استدلال تھا اور اُس کو بطورِ حوالہ ثابت کرنا مقصود تھا۔ باقی فوائد یا مسئلۂ کفو کو ہم اِس کتاب میں تفصیلاً بیان کرچکے ہیں' مثلاً

- قریش کا ساداتِ بنو فاطمہ کا کفو ہونا۔
- غیرکفو میں نکاح کا باجازتِ ولی منعقد و لازم ہونا۔

---

[1] اِحقاق الحق والایضاح فی شرطیۃ الکفو للنکاح' مولفہ مفتی عبدالشکور ہزاروی' ص 59-60

Marfat.com

ناطقہ سربگریباں ہے' اِسے کیا کہیے

مندرجہ بالا نکاح خود حضرت پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے اپنے اختیار و اجازت اور اپنی بیٹی کی رضا کے ساتھ قریشی اسدی سے کر دیا تھا جو ائمہ اربعہ کے نزدیک لازم و منعقد ہو گیا۔ خود حضرت پیرانِ پیرؒ جو کہ مذہباً حنبلی اور امام احمد بن حنبلؒ کے مقلّد تھے' اُن کے مذہب میں بھی یہ نکاح صحیح و لازم ہو گیا' جیسا کہ مذہبِ حنبلی کی معتبر کتاب مُغنی ابنِ قُدامہ سے ظاہر ہے' ملاحظہ فرمایئے :اختلف الرّوایة عن احمد فی اشتراطِ الکفاءة لصحّة النّکاح فروی عنهٗ انّها شرط لهٗ یعنی صحّتِ نکاح کے لیے کفو شرط ہے' اِس کے متعلّق امام احمدؒ سے روایات مختلف ہیں۔ پہلی روایت یہ ہے کہ صحّتِ نکاح کے لیے کفو ہونا شرط ہے۔ اِس روایت کے مطابق غیر کفو میں نکاح صحیح نہیں والرّوایة الثّانیة عن احمد انّها لیست شرط فی النّکاح وھٰذا قول اکثر اھلِ العلم[1]۔

یعنی کفو کے متعلّق امام احمدؒ سے دوسری روایت یہ ہے کہ نکاح میں کفو شرط نہیں ہے اور یہ دوسری روایت ہی اکثر اہلِ علم کا قول ہے کہ ہر مسلمان مرد کا نکاح ہر مسلمان عورت سے ہو سکتا ہے (ماسوا اُن محرّمات کے جن کو قرآن و حدیث میں بیان کر دیا گیا ہے مثلاً ماں' بیٹی' بہن' پھوپھی وغیرہن) خواہ مرد کسی دوسرے خاندان سے ہو اور عورت سیّدہ ہو' اولادِ حضرت فاطمہ زہرؓا سے ہو۔

امام احمد بن حنبلؒ سے مروی ہر دو روایات اور حضرت غوثِ اعظمؒ کے اپنی بیٹی کے ایک اسدی قریشی شخص سے نکاح کرنے کو ایک طرف رکھیے اور نیاز مندِ بارگاہِ غوثیہ

---

[1] مُغنی ابنِ قُدامہ' ج 7' ص 26' مطبوعہ دارالفکر بیروت

Marfat.com

مفتی صاحب قبلہ کے فتویٰ کو دوسری طرف رکھیئے اور پھر بھیانک نتائج خود ملاحظہ کر لیجئے۔

1: پہلی روایت کے مطابق جب نکاح میں کفو شرط ہے اور اشتراطِ کفو کا یہی معنٰی ہے جو مفتیانِ گولڑہ مراد لیتے ہیں تو پھر حضرت پیرانِ پیرؒ نے اپنے مذہبِ حنبلی کی خلاف ورزی کی اور یوں بھی یہ نکاح صحیح نہ ہوا' غلط نکاح کر دینے پر حضرت پیرانِ پیرؒ نے معاذ اللہ جرمِ شرعی کا ارتکاب کیا اور وہ نکاح بھی ناجائز اور باطل تھا۔ اب اِس کے بعد میرے پاس وہ الفاظ نہیں کہ جن سے ایسی صورتِ حال سے پیدا ہونے والے بھیانک نتائج کی مزید تفصیل بیان کرسکوں۔ فافهم و تدبّر

انوکھی عقیدت' نرالی محبّت

ہمارے اکثر خطباء جوشِ بیان میں آکر ایک طرف تو اظہارِ عقیدت کے طور پر بہت کچھ کہہ جاتے ہیں' مگر دوسری طرف اپنے ہی بعض اقوال سے اپنے اُسی ممدوح کی انتہائی توہین بھی کر گزرتے ہیں۔ مثلاً دورانِ اعلان یہ کہنا کہ کوئی ہاشمی اور قریشی بھی سیّدہ فاطمیّہ کا کفو نہیں' جبکہ حضرت پیرانِ پیرؒ نے اپنی صاحبزادی کا نکاح حضرت عبدالرحمٰن طفسونجیؒ کے قریشیُ النّسب صاحبزادے کے ساتھ خود کیا تھا' نیز اعلان میں یہ کہنا کہ غیر کفو میں سیّدہ کا نکاح برضائے ولیِّ اقرب بھی سرے سے منعقد ہی نہیں ہوتا' جبکہ اپنی اِسی صاحبزادی کے ولیِّ اقرب بھی خود حضرت پیرانِ پیرؒ ہی تھے' مگر اِس اعلان شریف کے مطابق حضرت پیرانِ پیرؒ کی رضامندی کے باوجود آپ کی صاحبزادی کا اُس قریشیُ النّسب صاحبزادے کے ساتھ نکاح منعقد ہی نہیں ہوا۔

Marfat.com

تو اب میں مزید کیا کہہ سکتا ہوں؟ نتیجۂ اعلان آپ کے سامنے ہے۔ لہٰذا اب بقولِ بندہ

حقیقت دیکھ لیں خود جوڑ کر تصویر کے ٹکڑے
یہ میرے دل کے ٹکڑے ہیں، یہ اُن کے تیر کے ٹکڑے

مطالعاتی فقدان اور پھر سوچے سمجھے بغیر شریعت میں دخل اندازی کرتے ہو
ایسے اعلانات کے نتائج بھی ایسے ہی بھیانک ہوا کرتے ہیں۔

قارئینِ باتمکین! اب فرمایئے کہ ایسے غیر شرعی اور خلافِ فقہِ حنفی اعلان اور ایسے کتابچوں کا جواب دینا مجھ پر ضروری تھا یا نہیں؟ لہٰذا ایسے خطباء کا برسرِ منبر عقیدت کی رو میں بہہ کر یہ کہہ دینا کہ میں ادنیٰ غلامِ غوثِ پاک ہوں، میرا سارا مال و متاع اور عزّت و ناموس لنگرِ غوثیہ کا صدقہ ہے، میں لنگرِ غوثیہ کا ادنیٰ خادم ہوں، اُٹھتے بیٹھتے یا غوثِ اعظم دستگیر المدد کے نعرے، صبح و شام یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للّٰہ کا ورد، گیارہویں شریف کے عُرس اور ختم شریف کو واجباتِ شرعیہ کی طرح منعقد کرنے کرانے کی تلقین، حضرت غوثِ پاک کے چاہنے والوں کی خدمات حاصل کرنا اور پھر ایسے بھیانک نتائج کے حامل اعلانات کرنا؟ یاللعجب ع

آدمی کو کچھ نہ کچھ تو شرم آنی چاہیے

یہی حال درگاہِ مہریہ گولڑہ شریف کے اندر مفتیانِ گولڑہ کے فروخت ہونے والے تمام رسالچوں کا ہے۔ مجھے لنگرِ غوثیہ کی طرف سے اُن کی اشاعت و فروخت پر کوئی اعتراض نہیں، لیکن اُن رسالچوں میں بھیانک نتائج برآمد کرنے والے اُ

Marfat.com

غیر فقہی مواد پر اعتراض ضرور ہے' جس کی زد میں حضرت غوثِ پاک کی صاحبزادی کی طرح دیگر لاکھوں عظیم المرتبت سیّدات آتی ہیں۔ چنانچہ میری یہ تصنیف مفتیانِ گولڑہ کے رسالچوں میں موجود ایسے مواد اور اعلانِ گولڑہ کے بعض غیر فقہی و شرعی جملوں اور مطالب کا جواب ہے۔ یہاں لکھتے لکھتے مجھے حضرت فاضلِ بریلویؒ کا درجِ ذیل شعر اچانک یاد آ گیا۔ اِس شعر کے خطاب میں کھلے دشمنوں کے ساتھ شاید ایسے در پردہ دشمن بھی شامل ہوں۔

ابنِ زہرؓا سے ترے دل میں ہیں یہ زہر بھرے
بل بے او منکرِ بے باک یہ زُہرا تیرا

مغنی ابنِ قدامہ' تلمیذِ پیرانِ پیر کے نزدیک نکاح میں کفو شرط نہیں

2: دوسری روایت مُغنی ابنِ قُدامہ کے مطابق (وہ ابنِ قُدامہ جو حضرت پیرانِ پیرؒ کے شاگرد ہے) نکاح میں کفو شرط نہیں' تو بنتِ پیرانِ پیرؒ کا نکاح منعقد و لازم ہو گیا۔ جب مُفتیانِ گولڑہ کا یہ موقف و نظریۂ کفو کہ اولادِ فاطمہ زہرؓا کا غیر سیّد مرد' خواہ قریشی ہاشمی ہو کفو نہیں اور اُن کے درمیان نکاح ناجائز ہے اگرچہ ولیِ اقرب بھی راضی ہو' جس طرح امام ابو حنیفہؒ' امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کے نظریات کے خلاف ہے' اُسی طرح امام احمد بن حنبلؒ اور حضرت پیرانِ پیرؒ کے عملی اقدام اور موقف کے صریحًا خلاف ہے۔

قارئینِ کرام! حضرت پیرانِ پیرؒ کا اپنی دخترِ نیک اختر کا نکاح ایک قریشی اسدی سے کر دینا' اِس سلسلے میں ہماری ایک اہم اور حتمی دلیل ہے اور رسالۂ احقاق الحق والایضاح

اِس دلیل کا ایک اہم ترین حوالہ ہے۔ ابھی تو اِس رسالۂ احقاق الحق والایضا
کے مؤلّف قبلہ مفتی ہزاروی وزیر آبادی صاحب سے دیگر بہت سے سوال قرض رہ گ
ہیں کہ خیرالقرون کن زمانوں کو کہا جاتا ہے' فسادِ زمانہ کا مفہوم کیا ہے' ولیِ اقرب
رضامندی کے بعد فسادِ زمانہ کس معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے اور کسی عورت کے ولیِ اقر
کی رضامندی کے بعد دوسرے اولیاء کا کیا حق باقی رہتا ہے؟ یہ حق تو ولیِ اقرب
ہے اور اُسی کی رضا ضروری ہے' جیسا کہ علّامہ سرخسیؒ نے لکھا ہے: واذا تزوّجت المر
غیر کفؤ فرضی بہٖ احد الاولیاء۔ جاز ذالك ولا یکون لمن ھو مثلہٗ فی الولایۃ أوا
منہٗ ان ینقصہٗ الّا ان یکون اقرب منہٗ فحینئذ المطالبۃ بالتفریق[1]۔

ترجمہ: اور جب کوئی عورت غیر کفو میں نکاح کرے اور اُس کے اولیاء میں
ایک شخص بھی اِس نکاح پر راضی ہو جائے تو یہ نکاح جائز ہے اور جو شخص اِس ولی کے بر
ہو یا بعید ہو' اُس کو کوئی اعتراض کا حق نہیں' ہاں اگر کوئی دوسرا ولی' اجازت د
والے سے زیادہ قریب ہو تو وہ نکاح کی تفریق کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

ایک فیصلہ طلب مرحلہ

اگرچہ اکابر علماء و محدّثین کے نزدیک خیر القرون کا آخری دور تبعِ تابعین پ
ہو جاتا ہے' لیکن چلئے ہم مفتی عبدالشکور ہزاروی صاحب کے ارشاد کے مطابق پیرانِ
حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا دور بھی اِس میں شامل کر لیتے ہیں اور اِس طرح اکابر ع
اور محدّثین کی تبعِ تابعین تک اِس حد بندی کو توڑ دیتے ہیں' تا کہ نکاحِ سیّدہ با غیر

[1] المبسوط' ج 5' ص 26' مطبوعہ دار المعرفہ بیروت' سن طباعت 1398ھ

Marfat.com

کے جواز کو خیر القرون سے وابستہ کر کے مشروط ومحدود کر لیں۔ مگر مفتی ہزاروی صاحب اور اُن کے دیگر جملہ ہمنوا حضرت مولانا فخرِ جہاں دہلویؒ کے والدِ ماجد حضرت نظام الدّین اورنگ آبادیؒ' استاذ الکُل' مفتیِ ہند حضرت مولانا لطف اللہ علیگڑھیؒ' حضرت مولانا احمد حسن محدّثِ کانپوریؒ' حضرت مولانا طیّب سورتیؒ' بحر العلوم حضرت مولانا وصی احمد سورتیؒ' خاتم المحدّثین حضرت شاہ عبدالعزیز اور شاہ اسحاق محدّثِ دہلوی کے تلمیذِ رشید اور سلسلۂ نقشبندیہ کے عظیم شیخ حضرت مولانا شاہ فضل الرّحمٰن گنج مرادآبادیؒ اور خاندانِ ولی اللّٰہی کے دور کو بھی کیا خیر القرون میں شامل کریں گے؟ اگر شامل کرتے ہیں تو اِس پر کوئی ٹھوس دلیل اور اگر نہیں کرتے تو پھر اِن جلیل القدر اور عظیم المرتبت نفوسِ قدسیہ کے متعلق آپ کا تازہ فتوٰی کیا ہوگا؟ کیونکہ محوّلہ بالا یہ تمام اکابرِ اُمّت نسبًا غیر فاطمی سیّد تھے' جبکہ اِن میں سے بعض کی مائیں سیدانیاں اور بعض کی بیویاں سیدانیاں تھیں (اِن تمام رشتوں کی تفصیل مع اسماء اِس کتاب میں پیش کردہ فہرست میں دیکھی جاسکتی ہے) اگر اِن مذکورہ بالا ہستیوں کے نکاح باعتبارِ شرع وفقہ حرام نہ سہی' ناجائز ہی تھے تو آپ کے نزدیک مقامِ تقوٰی وطہارت اور علم وفضل کے نقطۂ عروج پر پہنچی ہوئی یہ سب عظیم شخصیات کیا ایک شرعی وفقہی ناجائز فعل کی مرتکب رہیں' جب کہ یہ طبقۂ متقین اُپنے لیے ترکِ اَولٰی تک کو گوارا کرنے کے حق میں نہیں تھا۔

ناقابلِ تردید حوالہ

اِسی ''مسئلۂ ولیِ اقرب کے لیے حقِ تزویج واعتراض'' پر ایک اور حوالہ بھی

Marfat.com

نذرِ قارئین ہے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ نے اپنی مشہور کتاب اعلاء کلمۃ اللہ میں ایک مقام پر فرمایا ''تزویجِ بنات وغیرہ آنست کہ ایں شخص ولی یا مالکِ امرِ زن باشد اُورا با کسے نکاح کردہ دہد و اگر ایں شخص ولیِ آں زن نیست و نہ مالکِ امرِ اُوست' بلکہ آں زن از اقاربِ اُوست مثل بنتِ البنت کہ پدرش زندہ باشد' یا بنتِ العم یا بنتِ الخال کہ اولیائے دِگر دارد و جبر و ولایتِ ایں شخص برآں زن و اولیائے آں زن نمی رسد' پس نسبتِ تزویجِ آن زن بایں شخص خطائے ظاہر است' ولھٰذا قال قائل العرب شعر

بنونا بنو ابنأنا و بناتنا　　　بنو ھنّ ابناء الرّجال الاباعدؔ[1]

ترجمہ: تزویج اور نکاح کر دینا اِس کو کہتے ہیں کہ یہ شخص ولی یا عورت کے اُمور کا مالک ہو اور کسی شخص کے ساتھ اُس عورت کا نکاح کر دے اور اگر یہ شخص اُس عورت کا ولی نہیں' بلکہ صرف قرابت دار ہے مثلاً بیٹی کی بیٹی جس کا والد زندہ ہو یا چچا کی لڑکی یا ماموں کی لڑکی' جس کے ولی اور آدمی ہیں اور شخصِ مذکور کو اُس عورت پر اور اُن اولیاء پر کسی قسم کے جبر کا حق نہیں' پس ایسے شخص کی طرف نکاح کر دینے کی نسبت کر دینا بالکل غلط ہے۔ اِس لیے کسی عرب شاعر کا قول ہے'' ہمارے بیٹوں کے بیٹے ہمارے بیٹے ہیں اور ہماری بیٹیوں کی اولاد دوسرے مردوں کی اولاد ہے۔'' لہٰذا حضرت گولڑویؒ کی محوّلہ بالا عبارت سے یہ بات طے ہوگئی کہ بسلسلۂ نکاح صرف ولیِ اقرب کی رضامندی کافی ہے' نہ کہ لڑکی کے دوسرے تمام اولیاء کی۔

---

[1] اعلاء کلمۃ اللہ فی بیان وما اھل بہ لغیر اللہ' از حضرتِ اعلیٰ گولڑویؒ' ص 165' مقامِ اشاعت گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی' تاریخِ اشاعت جنوری 1985ء

Marfat.com

سیّدزادیوں کے ساتھ خاندانِ ولیّ اللّٰہی کے چار اہم ترین رشتے

قارئینِ کرام! سرزمینِ ہندوستان کے علمی و روحانی تاجور' حُجّت فی الحدیث' درجۂ اجتہاد پر فائز شخصیت حضرت شاہ ولیّ اللہ محدّثِ دہلویؒ کے نام سے کون واقف نہیں۔اُن کے اور اُن کی اولاد کے ناموں کے ساتھ لفظِ شاہ کا سابقہ دیکھ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ شاید وہ ساداتِ بنو فاطمہ سے ہوں' لیکن تجسّس و تحقیق سے معلوم ہوا کہ وہ سیّد فاطمی نہیں ہیں' بلکہ فاروقی النّسب یعنی حضرت عمرِ فاروقؓ کی اولاد سے ہیں' لیکن اُن کی علمی بزرگی اور منصبی برتری کے باعث احتراماً اُنہیں شاہ کہا جاتا ہے' جو ہندی عرف میں بزرگوں یا بڑے آدمی اور انگریزی میں Sir (سر) کے طور پر استعمال ہوتا ہے' نتیجتاً یہ بات سامنے آئی کہ شاہ ولیِ اللہ محدث دہلویؒ ہاشمی' فاطمی اور سیّد نہیں تھے' بلکہ قریشی فاروقی تھے۔اُردو دائرۂ معارفِ اسلامیہ جو زیرِ اہتمام دانش گاہِ پنجاب لاہور شائع شدہ ایک انسائیکلو پیڈیا ہے' جسے اہلِ علم و تحقیق سند مانتے اور حُجّت کے طور پر پیش کرتے ہیں' میں لکھا ہے کہ''(شاہ ولی اللہ دہلویؒ) ولیّ اللہ' ابو الفیاض قطب الدین احمد بن ابو الفیض شاہ عبد الرحیم بن شاہ وجیہ الدین بن معظم الدین الدہلوی' نسب والد کی طرف سے 29 واسطوں سے حضرت عمرِ فاروقؓ تک پہنچتا ہے[1]۔''

جب کہ شاہ ولیِ اللہ محدّثِ دہلوی کی والدہ ماجدہ سیّدہ فاطمیہ تھیں۔کتابِ مذکور میں لکھا ہے۔'' والدہ کی طرف سے (شاہ ولیّ اللہ کا نسب) حضرت موسیٰ کاظمؒ سے ملتا ہے''[2]

---

[1] اردو دائرۂ معارفِ اسلامیہ' ج 23' ص 39' طبع اوّل 1410ھ/1989ء

[2] انفاس العارفین' ص 154' التفہیمات الالٰہیۃ' ص 154

Marfat.com

اِس طرح اُن (شاہ ولیّ اللہ دہلویؒ) کی اپنی دو شادیاں ہوئیں اور دونوں سادات خاندان میں ہوئیں۔ کتابِ مذکور کے حوالے سے لکھا ہے۔ "شاہ صاحب کی پہلی شادی اُن کے ماموں شاہ عبید اللہ کی صاحبزادی سے اور دوسری شادی 1157ھ میں مولوی سیّد حامد سونی پتی کی صاحبزادی سے ہوئی۔ دوسری اہلیہ کے بطن سے چار صاحبزادے پیدا ہوئے۔ شاہ عبدالعزیزؒ، شاہ رفیع الدّینؒ، شاہ عبدالقادرؒ اور شاہ عبدالغنیؒ" (مختصر حالات شاہ ولیّ اللہ صاحب ملحقہ تاویل الاحادیث[1])

قارئینِ کرام! شاہ ولیّ اللہ دہلویؒ جن کی والدہ اور دو بیویاں سیّدات فاطمیات تھیں (اِس طرح یہ تین رشتے ثابت ہوئے) کیا اُن کے والد اور خود اُن کے محوّلہ بالا نکاحوں کو بوجہِ غیر کفو میں ہونے کے ناجائز، باطل اور صحبتِ ...... اور اولاد کو اولادِ ...... کہنے کی جرأت اور جسارت کی جائے گی؟ اور کیا مفتیانِ گولڑہ اور دوسرے بعض غُلو پسند مدّعیانِ سیادت اپنے اِن تابڑتوڑ حملوں کا رُخ اُس شخصیت کی طرف کریں گے؟ جن کے متعلق حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کے خیالات وجذبات مندرجہ ذیل ہیں۔

"ملفوظ نمبر ۱۴۴: مشائخ کا ذکرِ خیر ہو رہا تھا فرمایا "شاہ ولیّ اللہ صاحب دہلویؒ کے کمالات بے حد ہیں اور علم ظاہر و باطن میں اپنی مثال آپ تھے۔" پھر قدرے تبسّم کر کے فرمایا: "حضرت شیخِ اکبرؒ اور شاہ ولیّ اللہؒ کے مکشوفات اور علّامہ فخر الدین رازیؒ کے معلومات کی وُسعت کی کوئی حد نہیں ہے۔ علومِ ظاہری میں فخر الدین رازیؒ کمال کو پہنچے ہوئے ہیں[2]۔"

---

[1] اردو دائرۂ معارفِ اسلامیہ' ج 23' ص 41

[2] ملفوظاتِ مہریہ' ص 105' مطبوعہ گولڑہ شریف' سنِ اشاعت رمضان المبارک 1428ھ مطابق ستمبر 2007ء

Marfat.com

اِسی طرح کیا مفتیانِ گولڑہ اور اُن کے ہم مسلک بہ سلسلۂ نکاح ھٰذا اپنے ایسے تمام کتابچوں میں موجود انتہائی بازاری اور رکیک لب و لہجے کا رُخ ایک ایسی جلیل القدر ہستی کی طرف موڑنے کی ناپاک جسارت کر سکتے ہیں، جس کا نامِ نامی شاہ عبد العزیز محدّثِ دہلویؒ ہے جنہیں بقلمِ خود حضرت گولڑویؒ نے خاتم المحدثین[1] تحریر فرمایا۔ اِس کے باوجود کہ غیر سیّد ہوتے ہوئے اِن کے نکاح میں ایک سیّدہ فاطمیہ خاتون تھیں۔ جس کا تذکرہ ہم ابھی کچھ پہلے صفحات میں خاندانِ ولی اللّٰہی کے سیّدات سے ہونے والے رشتوں کے ضمن میں مع حوالۂ کتاب کر چکے ہیں۔ فافہم

دو اور اہم رشتے

میرے جدِّ اعلیٰ حضرت پیر مہر علی شاہؒ کے اُستاذِ محترم، اُستاذُ الکُل حضرت مولنا مفتی لُطف اللہ علیگڑھیؒ کا نسب والد کی طرف سے مشہور صحابیِ رسول، امین الامت حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ سے جا ملتا ہے۔ مفتی صاحبؒ کے والد اسد اللہ صاحب وکالت کرتے تھے اور مفتی صاحبؒ کی والدہ ماجدہ سیّدہ، فاطمیہ حسینیہ تھیں۔ لکھا ہے "والدہ سیّد غلام علی حسینی النسب ساکنِ جلیسر کی دُخترِ نیک اختر تھیں[2]۔"

اِسی طرح اُستاذُ الکُل حضرت مفتی صاحب کی اپنی شادی بھی آپ کے ننھال میں ہوئی، گویا آپ کی اہلیہ محترمہ بھی سیّدہ فاطمیہ تھیں۔ لکھا ہے "بعض فارسی کی کتابیں مثلاً بہارِ دانش اپنے خسر سیّد رونق علی سے بھی پڑھیں[3]۔" (اِس طرح یہ

---

[1] اعلاء کلمۃ اللہ فی بیان وما اھل بہ لغیر اللہ' بطور سند ص 6 اور 19 علاوہ ازیں بہ مقاماتِ متعدد ہ و صفحاتِ مختلفہ' مطبوعہ گولڑہ شریف' تاریخ اشاعت ربیع الثانی 1405ھ/ جنوری 1985ء

[2] اُستاذُ العلماء' مصنفہ مولنا حبیب الرحمٰن شیروانی' ص 2' مطبوعہ شیروانی پریس علی گڑھ انڈیا

[3] اُستاذُ العلماء' ص 3

[4] اُستاذُ العلماء' ص 5' نیز بہ سلسلۂ حالاتِ مولنا لُطف اللہ' اس کتاب کا ذکر ملاحظہ ہو: مہرِ منیر' بابِ دوم' ص 75' طبعِ سوم' بابت طباعت 1976ء' مطبوعہ لاہور

Marfat.com

اکیس رشتے ہو گئے)

ستم بالائے ستم

ہم نے حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کے اُستاذ حضرت مولنا مفتی لُطف اللہ علی گڑھی کے نسب کے متعلق یہاں بحوالہ لکھ دیا ہے کہ اُن کے والد حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کی اولاد سے تھے' جو فاطمی سیّد نہیں' بلکہ قرشی' فہری تھے[1] اور لُطف اللہ صاحب کی والدہ ماجدہ سیّدہ ہیں' مُفتیانِ گولڑہ کے فتاوٰی اور اعلانِ گولڑہ کے مطابق یہ نکاح غیر کفو میں ہوا اور بالخصوص کسی سیّدہ کا نکاح غیر کفو میں برضائے ولی بھی بقول اِن حضرات کے سرے سے باطل اور کالعدم ہے تو پھر مُفتیان گولڑہ بتائیں کہ حضرت پیر مہر علی شاہؒ کے اُستادِ محترم حضرت مفتی لُطف اللہ استاذ الکّل صاحب کی اِن کے فتاوٰی اور اعلان کے مطابق نسبی حیثیت کیا متعیّن ہوئی؟ جب کہ اُن کے ہاتھ کی تحریر کردہ وہ سند جو اُنھوں نے اپنے شاگرد پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کو عطا فرمائی تھی' آج بھی آپ کی سوانحِ حیات مہرِ منیر کی زینت ہے۔ اگر حضرت گولڑویؒ کے فتوٰی اور ملفوظ کا وہی مفہوم درست ہے' جو مفتیانِ گولڑہ اور پیرانِ گولڑہ نے آج تک سمجھا ہوا ہے اور آپ کے فتوٰی اور ملفوظ کی جو تشریح میں نے کی ہے' وہ سراسر باطل ہے' تو پھر عام قارئین بالعموم اور مریدینِ گولڑہ شریف بالخصوص اللہ کو حاضر و ناظر جان کر فیصلہ کریں کہ حق پر کون ہے؟ کیوں کہ میری تشریح کے مطابق تو مفتی لُطف اللہ صاحب علی گڑھی کی والدہ ماجدہ کا نکاح اگرچہ سیّدہ تھیں اور اُن کے خاوند غیر سیّد تھے'

---

[1] معجم الصحابہ' ج 11' ص 3861

Marfat.com

دُرست تھا اور اُن کا نسب ہر طرح سے پاک صاف اور ہر قسم کے شک و شُبہ سے بالا تھا اور مفتی صاحب قبلہ اپنے والد کے صحیح النّسب بیٹے تھے۔

اب قارئین اور متوسّلینِ درگاہِ گولڑہ شریف پر واجب ہے کہ وہ موجودہ پیرانِ گولڑہ اور بالخصوص اعلان کنندہ جناب مفتی عبدالشکور صاحب ہزاروی سے پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کے استادِ محترم مفتی لُطف اللہ صاحب علی گڑھی کی نسبی حیثیّت متعیّن کرنے کے متعلق فتوی طلب کریں۔ اِس کے ساتھ یہ بھی سوال کریں کہ کیا پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ عمر بھر ایسے اُستاد کی شاگردی پر فخر فرماتے رہے، جس کی نسبی حالت یہ ہے۔

نوٹ: یہاں تک اکیس اہم رشتے ثابت ہو گئے ہیں۔

بائیسواں رشتہ: حضرت مولٰنا فخر الدین فخرِ جہاں دہلویؒ سلسلۂ عالیہ چشتیہ نظامیّہ کے مشہور بزرگ اور ذات و صفات کے اعتبار سے یگانۂ روزگار شخصیت کے مالک ہیں۔ آپ حضرت شاہ کلیم اللہ جہاں آبادیؒ کے مرید اور حضرت شاہ نظام الدّین اورنگ آبادیؒ کے صاحبزادے اور خلیفہ ہیں۔ اشاعتِ اسلام کے سلسلہ میں پنجاب میں آپ کے عظیم مرید و خلیفہ حضرت قبلۂ عالم نور محمد مہارویؒ ہیں، جو حضرت شاہ سلیمان تونسویؒ اور حضرت حافظ جمال اللہ ملتانیؒ ایسے اکابر مشائخ کے شیخ ہیں۔ شاہ سلیمان تونسویؒ کے خلفاء میں حضرت شمس الدّین سیالویؒ، حضرت مولٰنا محمد علی مکھڈویؒ اور حضرت مولٰنا سیّد محمد علی خیر آبادیؒ (انڈیا) ایسے اکابر داخل ہیں اور حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ بھی حضرت شمس الدّین سیالویؒ کے خلیفہ ہیں۔

Marfat.com

اِس تفصیل کا مقصد یہ تھا تاکہ قارئین کو پتہ چلے کہ حضرت مولانا فخرِ جہاں دہلویؒ کی شخصیت کس مرتبہ بلند کی حامل ہے کہ جس کے خلفاء در خلفاء اپنے اپنے دور کے عظیم مشائخ ہو گزرے ہیں۔ اب ذرا مفتیانِ گولڑہ اور اُن کے سرپرستوں کی تحقیق اور موقف کو نظر میں رکھتے ہوئے حضرت فخرِ جہاں دہلویؒ کے پدری و مادری سلسلۂ نسب اور اِس نکاح کی نوعیت کو بھی ملاحظہ فرمائیں۔ مفتی غلام سرور لاہوری اپنی مشہور کتاب خزینۃ الاصفیاء میں مولانا فخرِ جہاں دہلویؒ کے نسب پر لکھتے ہیں:

''ونسبِ آبائے کرامِ وے از جانبِ پدرِ عالی قدر بہ شیخ شہاب الدین سہروردی و از جانبِ مادر بہ سیّد السادات بندہ نواز گیسوؒ درازی رسد[1]۔''

ترجمہ: فخرِ جہاںؒ کا والدِ ماجد کی طرف سے نسب حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ اور والدہ ماجدہ کی طرف سے حضرت بندہ نواز گیسو درازؒ (گلبرگہ شریف انڈیا) سے جا ملتا ہے۔

شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کے نسب کے بارے میں لکھتے ہیں: ''بہ دوازدہ پشت نسبتِ آبائے وے بیارِ غارِ پیغمبر حضرت صدیقِ اکبر منتہی می گردد[2]۔''

ترجمہ: بارہ پشت اُوپر حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کا سلسلۂ نسب حضور علیہ السّلام کے یارِ غار حضرت صدیقِ اکبرؓ سے جا ملتا ہے۔

محوّلہ بالا حوالے سے طے ہو گیا کہ مولانا فخرِ جہاںؒ کے والدِ ماجد نسبًا صدّیقی تھے اور ستم یہ ہے کہ مفتیانِ گولڑہ واعلانِ گولڑہ کے مطابق صدّیقی، قریشی، ہاشمی، اعوان،

---

[1] خزینۃ الاصفیاء، فارسی، ص 481 مطبوعہ لاہور، سنِ طباعت 1283ھ

[2] خزینۃ الاصفیاء، فارسی، ص 683 مطبوعہ لاہور، سنِ طباعت 1283ھ

Marfat.com

ی کہ کوئی بھی عربی النّسل قوم ساداتِ فاطمیّہ کا کفو نہیں بن سکتی اور سیّدہ کا نکاح
ر سیّد اقوام سے جن میں صدّیقی وغیرہم سب شامل ہیں' نا جائز اور کالعدم ہے'
ا ہے سیّدہ کا ولیِ اقرب بھی راضی ہو اور ایسی صُحبت'صُحبتِ زنا ہوگی اور سیّدہ کے بطن
سے پیدا ہونے والی یہ اولاد ولد الزّنا قرار پائے گی۔ اب ذرا گولڑے والے پیروں
ور اُن کے مفتیِ مُعلِن عبدالشکور ہزاروی صاحب سے کوئی پُوچھے کہ پھر آپ کے
ا ردرجہ اوپر یہ شیخ آپ ہی کے فرمان و اعلان اور فتاویٰ جات کے مطابق نسبی
ور پر کیا ٹھہرے اور کیا آپ کے پیرانِ عظام کی گدّی اور بیعت ایسے انسان کی
ریدی میں چل رہی ہے، جس کی والدہ سیّدہ اور باپ غیر سیّد تھا اور ایسا نکاح
پ کے نزدیک ناجائز اور کالعدم ہوتا ہے؟ کالعدم کا معنٰی نہ ہونے کے برابر'
نی ہوتا ہی نہیں' تو پھر بتایئے کہ حضرت نظام الدّین اورنگ آبادی غیر سیّد اور
پ کی زوجۂ محترمہ جو حضرت گیسو درازؒ کی دُخترِ نیک اختر ہونے کے سبب ایک
یح النّسب سیّدہ' متقیّہ' طاہرہ' عارفہ' پاک باز اور عفت مآب خاتون تھیں' کے مابین
ونے والا یہ نکاح آپ کے نزدیک منعقد ہوا یا نہیں؟ اگر ہو گیا تو گویا آپ نے
ارے موقف اور تحقیق کو تسلیم کر لیا اور یہ بھی سمجھ لیا کہ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ
کے فتوٰی کا منشا وہی تھا' جس کی تشریح میں نے اپنی کتاب نام و نسب اور پھر کتابِ ھٰذا
ں کر دی ہے اور اگر اب بھی آپ اپنی ضد پر قائم ہیں کہ محوّلہ بالا نکاح بھی باطل ہے
ر اِس طرح آپ کے نزدیک اِن غیر سیّد نظام الدّین اورنگ آبادیؒ کا ایک سیّدہ فاطمیّہ

سے ہونے والا وہ نکاح ' اگر آج بھی اعلانِ گولڑہ اور پھر مفتیانِ گولڑہ کے اُن سارے کتابچوں کی زد میں بدستور آتا ہے ' جو آج بھی درگاہِ گولڑہ شریف میں سرِ عام فروخت ہو رہے ہیں تو پھر چشتیاں شریف سے لے کر سیال شریف ' گولڑہ شریف اور دیگر اُن تمام صوفیائے کرام کے سلسلۂ پیری مریدی کا کیا بنے گا ؟ جو حضرت مولانا فخرِ جہاں دہلویؒ کے خلفاء کی صف میں آتے ہیں اور آج تک کروڑوں سے بھی کہیں زیادہ خلقِ خدا اُن کے مقدس ہاتھوں پر بیعت کر چکی ہے ' ایسی صورت میں مذکورہ بالا اور اُن ایسے تمام مشائخ اور اُن کی پیری مریدی کی بہ اعتبارِ شریعت کوئی حقیقت رہ جاتی ہے ' نہ بلحاظِ طریقت ' کیوں کہ جن جن مشائخ کا نسب آپ کے اعلان اور فتووں کی زد میں آتا جائے گا ' وہ عندالشرع باطل ہوتا جائے گا ۔ تو کیا معاذ اللہ یہ سمجھا جائے کہ مولانا فخرِ پاکؒ کے تحت آنے والی جملہ خانقاہوں کے اکابر مشائخ پیری مریدی کا یہ سارا ڈھونگ رچا کر خلقِ خدا کو اتنا طویل عرصہ محض لوٹنے اور اُسے بیوقوف بنائے رکھنے میں گزارتے رہے ؟ تو پھر اِن سب کو عنداللہ کیا اجر و ثواب ملا ہوگا ' نیز پھر اُنہوں نے دین و ملت کی کیا خدمت کی ہوگی ؟ (بیّنوا و توجروا)

حضرت مولانا وصی احمدؒ محدّثِ سُورتیؒ کا رشتہ: آپ نسباً علوی یعنی اعوان تھے ۔ حضرت گولڑویؒ اور محدّثِ سورتیؒ نے 1295ھ میں شیخ الحدیث مولانا احمد علی سہارنپوریؒ سے دورۂ حدیث کی تکمیل کی ' لہٰذا یہ دونوں استاد بھائی تھے ۔ انجمن نعمانیہ لاہور کے سالانہ جلسہ منعقدہ 1331ھ مطابق 1912ء میں جب حضرت گولڑویؒ نے فضیلتِ علم

Marfat.com

اور دیگر مضامینِ تصوّف پر خطاب فرمایا' تو اُس محفل میں حضرت محدّثِ سورتیؒ بھی تشریف فرما تھے۔ آپ کے خطاب کے بعد اُنھوں نے فرمایا کہ حضرت گولڑویؒ کے اس فاضلانہ خطاب کے بعد اِس موضوع پر مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں رہی' نیز فرمایا کہ سبحان اللہ! حضرت نے اِس مختصر وقت میں ابتدائی خطبہ میں تصوّف وحقیقت کے وہ باریک اَسرار ورموز بیان فرمائے' جو خواص اور عُلماء کے فہم سے بالاتر ہیں اور آخر میں فقہ وشریعت کے وہ عام فہم مسائل بیان کیے' جو عوام کے بھی ذہن نشین ہو گئے ہیں۔ بلا ریب یہ علومِ وہبیہ کی شان ہے' جو کاملین اولیائے کرام کو بارگاہِ ایزدی سے عطا ہوئے ہیں[1]۔

محدّثِ سورتیؒ کا علمی مقام بہت بلند تھا' چنانچہ حضرت مولانا احمد رضا خان فاضلِ بریلویؒ ہمیشہ آپ کو مجلس میں آگے بٹھایا کرتے' اُن کا انتہائی ادب واحترام کیا کرتے اور اُنھیں الاسد یعنی اہلِ سُنّت وجماعت کا شیر فرمایا کرتے تھے۔ محدّثِ سورتیؒ عمر میں حضرت گولڑویؒ اور حضرت فاضلِ بریلویؒ سے بڑے تھے۔ 1296ھ مطابق 1878ء میں حضرت مولانا لطف اللہ علیگڑھیؒ نے آپ کا نکاح[2] حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادیؒ کے ایک مرید سیّد عنایت حسین شاہ کی صاحبزادی ...ف النساء سے پڑھایا[3] حالانکہ محدّثِ سورتیؒ نسبًا ساداتِ بنو فاطمہ سے نہیں تھے' ...علوی (اعوان) تھے۔

حضرت مولانا احمد حسن محدّثِ کانپوریؒ کا رشتہ: آپ نسبًا صدیقی تھے۔ یہ وہی ہستی

---

1. ملفوظاتِ مہریہ' ص 145
2. ...انی روایت بحوالہ خواجہ رضی حیدر' نبیرۂ حضرت محدّث سورتیؒ
3. ...کرۂ محدّثِ سورتیؒ' مولفہ خواجہ رضی حیدر' محدّث سورتیؒ کے پڑپوتے' حال مقیم کراچی' ص 72' مطبوعہ سورتی اکیڈمی کراچی

ہیں جن کا تذکرہ مہرِ منیر میں تفصیلاً مذکور ہے ۔ حضرت گولڑویؒ موضع انگہ ضلع سرگودھا میں سلطان محمود انگویؒ کے درس میں زیرِ تعلیم رہنے کے بعد اِنہی محدّث احمد حسن کانپوریؒ کی خدمت میں زانوئے تلمذ تہہ کرنے کی خاطر کانپور حاضر ہوئے تھے۔ غالباً یہ 1890ء کا زمانہ تھا' چوں کہ حضرت کانپوریؒ حج کے لیے جا رہے تھے اِس لیے اُنہوں نے معذرت کر لی۔

حضرت بابو جیؒ سے بندہ نے خود سُنا کہ بہت عرصہ بعد جب حضرت کانپوریؒ حضرت بابا فرید الدّین مسعود گنج شکرؒ کے عرس میں پاکپتن شریف حاضر ہوئے تو حضرت کانپوریؒ حضرت گولڑویؒ کے قدموں میں جھک گئے۔ ہجوم کے سبب حضرت گولڑویؒ اُنہیں نہ پہچان سکے' تو ساتھ کھڑے ہوئے مولٰنا غلام محمد گھوٹویؒ نے آپ کی خدمت میں جلدی سے عرض کی کہ حضرت! یہ مولٰنا احمد حسن کانپوریؒ ہیں۔ اِس پر حضرت گولڑویؒ چونکے اور جھک کر حضرت کانپوریؒ کو اُٹھا کر گلے سے لگایا[1]۔ بابو جیؒ فرماتے تھے کہ اُس وقت میں بھی وہیں تھا۔ مولٰنا کانپوریؒ روتے جا رہے تھے۔ سفید گھنی داڑھی اور نورانی چہرہ پایا تھا کہ ویسا چہرہ میں نے زندگی میں دوبارہ نہ دیکھا۔ آپ کی ریش مبارک پر قطراتِ اشک یوں ٹپک رہے تھے' جیسے موتی برس رہے ہوں۔

حضرت کانپوریؒ نے وہاں حضرت گولڑویؒ سے کہا کہ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ آپ علم و فقر کی اِس بلندی پر فائز ہونے والے ہیں' تو جب آپ میرے پاس کانپور پڑھنے کے لیے آئے تھے تو میں سفرِ حج ملتوی کر دیتا' مگر آپ کو کم از کم ایک سبق ہی پڑھا دیتا۔

[1] تفصیل مزید کے لیے ملاحظہ ہو: مہرِ منیر' باب دوم' ص 72' طبع سوم' سنِ طباعت 1976ء

Marfat.com

اِس لیے نہیں کہ آپ کے اساتذہ میں شمار ہوتا' بلکہ اِس لیے کہ آپ کی دعاؤں میں شمولیت سے مشرف ہو جاتا' جو میری بخشش کا سبب بنتا۔ اِس پر حضرت گولڑویؒ نے جواباً عرض کیا کہ حضرت! چوں کہ میں آپ سے تعلیم حاصل کرنے کی نیت سے کانپور حاضر ہوا تھا' اِسی لیے میں خود کو آج بھی آپ کا شاگرد اور آپ کو اپنا استادِ معظم ہی سمجھتا ہوں۔

یہاں تک تو حضرت کانپوریؒ کی علمی وجاہت' تقوٰی اور حضرت گولڑویؒ سے آپ کے باہمی تعلّق کا تذکرہ ہوا۔ اب ذرا حضرت کانپوریؒ کی ازدواجی نسبت کی طرف آیئے۔ جیسا کہ مذکور ہوا کہ آپ نسبًا صدّیقی تھے۔ فاطمی سیّد نہ تھے' مگر آپ کی زوجہ اُنیس النّساء نسبًا سیّدہ تھیں' جو اُنہی میر سیّد عنایت حسین شاہؒ کی دوسری صاحبزادی تھیں' جن کی ایک صاحبزادی مولنا وصی احمد محدّثِ سورتیؒ کے حبالۂ عقد میں تھیں[1]۔ حضرت کانپوریؒ کا نکاح بھی مولنا لُطف اللہ علیگڑھیؒ نے پڑھایا۔ (بحوالۂ خواجہ رضی حیدر)

مولنا محمد طیّب سورتیؒ کا رشتہ: آپ حضرت مولنا وصی احمد محدّثِ سورتیؒ کے والدِ ماجد ہیں۔ آپ نسبًا علوی (اعوان) تھے۔ آپ کے گھر سیّد محمد میاں سورتیؒ کی صاحبزادی تھیں' جو کہ نسبًا فاطمی سیّدہ تھیں[2]۔

حضرت شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادیؒ کا رشتہ: آپ سلسلۂ نقشبندیہ کے مشہور شیخ' عالمِ دین اور بزرگ ہستی ہیں' آپ بھی نسبًا صدّیقی اور غیر فاطمی (غیر سیّد) تھے۔ مگر آپ کی زوجۂ محترمہ سیّدہ فاطمیہ تھیں[3]۔

---

[1] تذکرۂ محدّثِ سورتیؒ، ص 299 [2] بحوالۂ خاندانی روایت خواجہ رضی حیدر' نبیرۂ حضرت محدّثِ سورتیؒ

[3] آپ کے والد شاہ اہل اللہ حضرت مولنا عبدالرحمٰن لکھنوی (صاحبِ کلمۃ الحق) کے مرید تھے' آپ کی نہ صرف زوجہ سیّدہ فاطمیہ تھیں بلکہ آپ کی والدہ ماجدہ بھی گیلانی سیّدہ تھیں۔ بحوالۂ خاندانی روایت خواجہ رضی حیدر' نبیرۂ محدّثِ سورتیؒ و مؤلفِ تذکرۂ محدّثِ سورتیؒ، [illegible] کراچی، رابطہ نمبر 0333-3640643

قابلِ غور امر: یہ ہے کہ اُستاذ الکُل مولٰنا لُطف اللہ علیگڑھیؒ المتوفّٰی 1434ھ جن کا تذکرہ ابھی تھوڑی دیر پہلے گزرا' وہ خود بھی غیر سیّد تھے اور اُن کے والدِ ماجد بھی یقیناً غیر سیّد تھے' لیکن نہ صرف اُن کی زوجۂ محترمہ سیّدہ فاطمیہ تھیں' بلکہ اُن کی والدہ ماجدہ بھی سیّدہ فاطمیہ تھیں۔

مزید برآں یہ کہ مولٰنا احمد حسن کانپوریؒ ایسے فاضلِ علومِ دینیّہ کا نکاح بھی استاذ الکُل مولٰنا لُطف اللہ علیگڑھیؒ نے ایک سیّدہ فاطمیہ کے ساتھ پڑھایا تھا' حالانکہ مولٰنا احمد حسن کانپوریؒ نسباً صدیقی تھے' فاطمی سیّد قطعًا نہ تھے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر بقولِ مفتیان و اعلانِ گولڑہ حضرت گولڑویؒ کے مذکورہ متنازعہ فتوٰی کا منشا یہی ہے کہ کسی سیّدہ کا اِس کی اور اِس کے ولیِّ اقرب کی رضامندی کے باوجود بھی نکاح کسی غیر سیّد سے (چاہے وہ غیر سیّد ہاشمی' صدیقی' عبّاسی' علوی' فاروقی یا کوئی قریشی بھی ہو) بوجہِ غیر کفو ہونے کے ناجائز ہے' تو پھر حضرت گولڑویؒ استاذ الکُل حضرت مولٰنا لُطف اللہ علیگڑھیؒ سے تعلیم حاصل کرنے علیگڑھ گئے ہی کیوں تھے؟ جب کہ آپ اوائل عُمر سے صاحبِ کشفِ و کرامت اور مادر زاد ولی تھے' جیسا کہ مہرِ منیر میں درج ہے اور بحمد اللہ ہم بھی بزرگانِ دین کے کشف و کرامات کے بڑی حد تک قائل ہیں' بلکہ ایسے منزل آشنا مسافر تو ہمارے نزدیک اِس شعر کے مصداقِ اتم ہوتے ہیں۔

نظر والے نہیں کرتے ہیں تکلیفِ جہاں گردی
اُٹھا کر ایک ذرّہ' نبضِ دنیا دیکھ لیتے ہیں

Marfat.com

مؤلفِ مہرِ منیر لکھتے ہیں ''ایک مرتبہ جب آپ مولوی غلام محی الدین صاحبؒ کے زیرِ تعلیم تھے تو اُنہوں نے زیرِ سبق کتاب قطرالندیٰ کے ایک ایسے حصّہ کی عبارت یاد کرنے کی ہدایت کی جو کرم خوردہ ہونے کی وجہ سے پڑھی نہیں جا سکتی تھی' جب آپ نے عُذر کیا کہ جو مضمون کتاب میں موجود ہی نہیں اُسے کیسے یاد کیا جا سکتا ہے' تو مولوی صاحب نے غالبًا آپ کے مادرزاد ولی ہونے کی شہرت کی تصدیق کی غرض سے کہا کہ میں نہیں جانتا۔ اگر کل یہ عبارت یاد نہ ہوئی تو سزا ملے گی۔

حضرت فرماتے تھے کہ میں آبادی سے باہر ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر مطالعہ وغیرہ کیا کرتا تھا' میں نے وہاں بیٹھ کر کتاب کے کرم خوردہ حصّہ کو سمجھنے کی بہت کوشش کی' مگر کچھ پتہ نہ چلا۔ آخر سر اُٹھا کر کہا' یا اللہ! تجھے تو معلوم ہے کہ یہ عبارت کیا ہے؟ اگر تو مجھے بتا دے تو میں اُستاد کی سزا سے بچ جاؤں گا' یہ کہنا تھا کہ اچانک درخت کے پتّوں میں ایک سبزی مائل عبارت نمودار ہوئی' جسے میں نے حفظ کر لیا تو وہ غائب ہو گئی۔ میں نے اگلے دن وہ عبارت اُستاد صاحب کو سُنا دی۔ اُنہوں نے کچھ شُبہ کا اظہار کیا تو میں نے کچھ اِفشا کیے بغیر کہا کہ مجھے اِس کے صحیح ہونے پر اِس قدر یقین ہے کہ اگر اِس کتاب کا مصنّف بھی قبر سے نکل کر آ جائے اور کہے کہ یہ غلط ہے تو میں نہ مانوں گا۔ چنانچہ اُستاد صاحب اُس کی صحت معلوم کرنے کے لیے اُسی روز راولپنڈی گئے اور ایک مکمل نسخہ سے میری بتلائی ہوئی عبارت کو صحیح پا کر واپس آ کر بصد حیرانی اُس کی صحت کا اعتراف کیا[1]۔''

---

[1] مہرِ منیر باب دوم' ص 66' 65' طبع سوم' سنِ طباعت 1976ء مطبوعہ لاہور

Marfat.com

ایک اور اہم اور لاینحل سوال

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب آپ کے بچپن کا زمانہ تھا اور آپ ابھی گولڑہ شریف میں زیرِ تعلیم تھے اور ابتدائی کتابیں پڑھ رہے تھے' اُس وقت غیب سے آپ کو کتاب کی مٹی ہوئی عبارت کا حال معلوم کرا دیا گیا' مگر جب جوانی کے عالم میں علومِ دینیہ کی تکمیل کرنے کی غرض سے مولنا احمد حسن کانپوریؒ اور مولنا لطف اللہ علیگڑھیؒ کی خدمت میں حاضری کے لیے رَختِ سفر باندھا' تو اُس وقت آپ کو بذریعۂ کشف یہ کیوں بتایا گیا کہ جن دو آدمیوں کے پاس تم پڑھنے کے لیے جا رہے ہو' وہ دونوں غیر سیّد ہیں مگر اُنہوں نے اِس کے باوجود سیّد زادیوں سے نکاح کر رکھے ہیں۔ حتیٰ کہ مولنا لطف اللہ کی والدہ بھی سیّدہ ہیں' جب کہ اُن کے والد غیر سیّد ہیں۔ کل تمہیں یہ فتوٰی دینا ہے کہ غیر سیّد کا سیّدہ سے نکاح نا جائز ہے اور ایسا کرنے والوں کے لئے تم نے اپنے فتاوٰی اور ملفوظ میں ایسے سخت الفاظ کہنا ہیں کہ جن کی زد میں سب سے پہلے تمہارے ہی استاد آئیں گے۔ لہٰذا اہلِ بیت کے ایسے مقام نا آشنا اور مرتکبینِ توہین اساتذہ کے مدرسوں میں پڑھنے کے لیے مت جاؤ۔

مہرِ منیر کی محوّلہ بالا مصدقہ روایت سے یہ امر روزِ روشن کی طرح مُبرہن ہو گیا کہ حضرت پیر سیّد مہر علی شاہ گولڑویؒ کے حصولِ علم کی خاطر کانپور اور علی گڑھ جانے پر آپ کو کسی قسم کی ممانعت کا کوئی اشارۂ غیبی نہ ملنا' آپ کا وہاں پُوری دل جمعی سے جانا اور پھر تحصیلِ علم کرنا اِس بات پر دلائلِ شرعیّہ کے علاوہ ایک قوی روحانی دلیل

Marfat.com

بھی ہے کہ آپ کے اساتذۂ کرام نے غیر سیّد ہو کر سیّداتِ فاطمیّہ سے جو نکاح برضائے اولیائے اقارب کیے تھے' وہ شرعاً ناجائز یا ممنوع ہرگز نہ تھے اور نہ اِن حضرات نے ایسا کر کے کسی شرعی و فقہی ناجائز فعل و عمل کا ارتکاب کیا تھا۔

اِسی طرح آپ کا بہ سلسلۂ حصولِ تعلیم موضع بھوئی' درس میں جانا بھی گویا کہ آپ کے خاص ذوق اور قدرت کی طرف سے آپ کی رہنمائی کے تحت تھا۔ چنانچہ مہر منیر' ص 66 پر ملاحظہ کیجئے۔ مؤلفِ مہرِ منیر لکھتے ہیں: ''لہٰذا گولڑہ شریف میں نحو پڑھ کر اُسی کم سِنی کی حالت میں موضع بُھوئی علاقہ حسن ابدال جا کر فاضل اجل جناب مولانا محمد شفیعؒ قریشی کے درس میں داخل ہو گئے۔ اِس عمر میں بھی طبیعت کا رنگ یہ تھا کہ فرماتے ہیں' اُس نواح میں تین مشہور درس جاری تھے۔ جب میں اُن میں سے کسی ایک درس کو پسند کرنے کے خیال سے اُدھر جا رہا تھا' تو راستہ میں ایک ٹیلہ کے پاس سے تینوں طرف راستے پُھوٹتے تھے۔ میں نے اُس ٹیلہ پر چڑھ کر دیکھا تو ہر سہ جوانب عورتوں نے کپڑے دھو کر دُھوپ میں ڈالے ہوئے تھے۔ دو جانب کے کپڑوں کے رنگ مختلف تھے' مگر بُھوئی کی سمت والے کپڑے تمام کے تمام سفید تھے' جس سے میں نے یہ تأثر لیا کہ اِدھر اُجلا پن اور نورانیت زیادہ ہے' چُنانچہ بُھوئی کے درس میں آپ نے دو اڑھائی سال میں رسائلِ منطق قطبی تک اور نحو اور اُصول کے درمیانہ اسباق کی تعلیم حاصل کی۔''[1]

---

[1] مہر منیر' ص 66' مقام اشاعت گولڑہ شریف' ضلع اسلام آباد' تاریخ اشاعت دسمبر 2006ء

طبعِ سلیم فضل است ارثِ پدر نہ باشد

بچپن میں جس شخصیت کے مزاج کی لطافت اور قدرت کی طرف سے اُس رہنمائی کا یہ عالم ہو کہ قدرت اُسے اُسی مدرسہ کی طرف لے جائے' جہاں نورانیت زیا ہو' یعنی علمی نورانیت اور ہدایت کی نورانیت' تو کیا وجہ ہے کہ اُسے جوانی میں انتہائی تع اور تکمیلِ درسیات کے لیے اُن اساتذہ کے پاس قدرت لے گئی' جو غیر سیّد ہوتے ہو سیّداتِ فاطمیہ سے شادیاں رچائے ہوئے تھے اور خود بھی غیر سیّد باپ اور سیّ ماں کی اولاد ہوتے ہوئے مفتیانِ گولڑہ کے فتووں کی زد میں آنے تھے۔ لہٰذا یہ س خرافات وہذیانات اُن پاکیزہ ہستیوں کی طرف اُس وقت منسوب ہوں گے' جب حضرت گولڑویؒ کے فتویٰ کا وہ مفہوم لیا جائے جو ہمارے مخالفین مفتیان گولڑہ رہے ہیں' ورنہ اُن نفوسِ قدسیہ کا نسب اور اُن کے نکاح بالکل شرعاً' حلال اور پاکیز تھے' کیوں کہ وہ غیر سیّد اور غیر ہاشمی ہوتے ہوئے بھی یا تو قریشی یا پھر علوی تھے اور یوں فقہِ حنفی کے مطابق وہ سیّدات کے کفو[1] تھے' یا پھر عالمِ باعمل ہونے کے سبب سیّدات کے کفو تھے' گویا اُن کے نسب کی کمی کو اُن کے وصفِ علم نے پورا کر کے اُنہیں سادات وسیّدات کا کفو بنا دیا تھا۔ جیسا کہ مذہبِ احناف کا مختار فتویٰ ہے جس پر پاک وہند کے بریلوی و دیوبندی (حنفی) دونوں مکاتب فکر متفق ہیں' جیسا کہ فتاویٰ رضویہ اور فتاویٰ دارالعلوم دیوبند کے حوالے گواہ ہیں' جنہیں ہم نے اِسی کتاب

---

[1] کفو ہونے کا مطلب یہ ہوا کہ ایسے نکاح میں ولیِ اقرب کی رضامندی شرط نہیں بخلاف غیر کفو کے کہ اس میں روایتِ نادرہ کے مطابق رضائے ولیِ اقرب صحتِ نکاح کے لیے شرط ہے' عدمِ رضا کی صورت میں ہونے والا ایسا نکاح سرے سے منعقد ہی نہ ہو جب کہ ظاہر الروایہ کے مطابق نکاح منعقد تو ہو جائے گا مگر لازم نہ ہوگا جس کی بنا پر لڑکی کے ولیِ اقرب کو عندالقاضی دعویٰ فسخ کا حق حاصل ہوگا۔ فالعلم ۱۲ منہ

Marfat.com

...کے آخر میں درج کر دیا ہے۔

نیز حضرت گولڑویؒ جس معتدل مزاج کے مالک اور معتدل مسلک پر کاربند تھے' ...س سے یہ بات کوسوں دُور ہے کہ آپ حنفی ہوتے ہوئے اپنے ہی مذہب کے خلاف ...ؤی دیں اور اُس فتوٰی میں اپنے ہی مذہبِ حنفی کے پیش رووں کو گستاخ' ازلی بد بخت اور ...لِ زنا کا مرتکب لکھیں۔ حاشا وکلّا آپ ایسا کبھی نہیں کر سکتے۔ آپ کا تو مولٰنا لطف اللہ ...یگڑھیؒ کے پاس جانا ہی آپ کے معتدل مسلک کی دلیل ہے' جیسا کہ مہرِ منیر میں تحریر ہے۔

''بہر حال ہندوستان کے مدارسِ علمیّہ میں سے علی گڑھ کا انتخاب حضرت قبلۂ عالمؒ ...کے مسلکِ اعتدال کا مظہر ہے' حضرت مولٰنا لطفؒ اللہ عُلمائے ربانیّین کا نمونہ اور ...ہد و تقوٰی اور خدا پرستی کا مجسمہ تھے۔''

غیر سیّد ہو کر مولٰنا لطف اللہ علیگڑھی کا فاطمیّہ سیّدہ سے نکاح کرنا اور اپنے دو نامور ...ا گردوں مولٰنا احمد حسن کانپوریؒ اور مولٰنا محدّث وصی احمد سورتیؒ کا نکاح اُن کے ...ر فاطمی سیّد ہونے کے باوجود فاطمیّہ سیّدات سے خود پڑھانا' اگر یہ سب کچھ ...ریعتِ مطہّرہ کے کسی حکم کی خلاف ورزی کے زمرے میں آتا تو قدرت' حضرت گولڑویؒ ...و تحصیل علومِ دینیّہ کے لیے کم از کم اِن کے پاس نہ جانے دیتی۔

قارئینِ باتمکین! ایک ادنیٰ سی بصیرت کا مالک بھی یہ بات اچھی طرح سمجھ سکتا ہے ...ہ حضرت گولڑویؒ بھلا ایسا فتوٰی کیوں کر دے سکتے تھے' جس کی زد میں اُمّتِ مسلمہ کی ...یسی جلیل القدر ہستیاں بھی آتی ہوں' جن کے علم و تقوٰی اور فضل و کمال کا ایک زمانہ

مہر منیر ص 74' مقام اشاعت گولڑہ شریف' ضلع اسلام آباد' تاریخ اشاعت دسمبر 2006ء

Marfat.com

معترف رہا ہو۔ کیا آپ اپنے نابغۂ روزگار استاذانِ گرامی اور دیگر اکابرِ اُمّت کو اپنے فتوٰی اور ملفوظ میں شامل ایسے سخت الفاظ کا مستحق قرار دے سکتے تھے' ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ لہٰذا یہ امر روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ مفتیانِ گولڑہ نے آپ کے فتوٰی کو سمجھنے اور اِس کی وضاحت کرنے میں سخت ٹھوکر کھائی ہے' جس کے مضر اثرات اور مہلک نتائج ایک عرصہ تک دیندار طبقہ کو پریشان کیے رکھیں گے۔

حضرت گولڑویؒ کے فتوی کے تناظر میں بندہ کے نزدیک متذکّرہ بالا نکاح ہر چند غیر سادات کے سیّداتِ فاطمیہ کے ساتھ ہوئے' مگر چوں کہ اولیائے اقارب کی رضا مندی سے ہوئے تھے' اِس لیے ظاہر الرّوایہ اور نوادر ہر دو روایات کے مطابق صحیح' نافذ اور لازم ٹھہرے۔ زوجین کے مابین عملِ زوجیّت حلال اور پیدا ہونے والی تمام اولاد حلالی ٹھہری اور یہی امام ابوحنیفہؒ' امام ابویوسفؒ' امام محمدؒ اور دیگر جملہ فُقہائے اسلام کا تحقیقی اور متّفق علیہ فیصلہ ہے' مگر حضرت گولڑویؒ کے فتوٰی سے مفتیانِ گولڑہ نے جو خطرناک مفہوم اخذ کیا ہے' اُس کے مطابق وہ ایسے نکاح کو سرے سے ناجائز قرار دینے پر تُلے ہوئے ہیں' خواہ اِس میں ولیِّ اقرب کی رضا مندی بھی شامل ہو۔ یہ اندازِ فکر تصریحاتِ فُقہائے احناف کے سراسر خلاف ہے۔

ستم بالائے ستم یہ کہ وہ اپنے اِس خود ساختہ نقطۂ نظر کے ثبوت میں حضرت گولڑویؒ کا فتوٰی پیش کرتے ہیں۔ اِنہیں اِتنی بھی سمجھ نہیں کہ اُن کے اِس غلط استدلال سے کہاں کہاں زد پڑتی ہے اور اِس حوالے سے خود حضرت گولڑویؒ کی ثقاہتِ علمی کس قدر

Marfat.com

متاثر ہوتی ہے' میں اُن سے پُوچھتا ہوں کہ اگر حضرت گولڑویؒ کے فتوٰی کا منشا وہی ہے جو آپ لوگ سمجھتے' لکھتے اور بیان کرتے ہیں تو حضرت مولنا لطف اللہ علیگڑھیؒ، مولنا محمد طیبؒ سورتی' مولنا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادیؒ' مولنا احمد حسن کانپوریؒ اور مولنا وصی احمدؒ محدثِ سورتیؒ کے محوّلہ بالا نکاحوں کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے' جو تمام کے تمام غیر سیّد تھے' مگر اُن کے نکاح سیّداتِ فاطمیّہ سے ہوئے تھے۔ اب آپ کو اِن مذکورہ تمام نکاحوں کے جائز یا ناجائز اور حلال یا حرام ہونے کے متعلق اپنا حتمی فیصلہ شائع کرنا ہوگا اور اِن تمام مذکورہ نُفوسِ قدسیّہ کے نسب کو حلال یا حرام کے کھاتے میں ڈالنا ہوگا اور اِس کے ساتھ آپ نے یہ فیصلہ بھی کرنا ہوگا کہ حضرت گولڑوی کے اِس فتوٰی سے جو نتیجہ آپ سب نے اخذ کیا اور آج تک جس کا پرچار بھی کرتے رہے کہ فاطمی سیّد نہ ہوکر جو لوگ فاطمی سیّدات سے نکاح کرتے ہیں' وہ فتوٰیٔ مہریّہ کی عبارت "پس درصورتِ مسطورہ صُحبت' صُحبتِ زنا خواہد بود" (یعنی ایسی صورت میں زوجین کی صحبت' صُحبتِ زنا ہوگی) اور ملفوظاتِ مہریّہ' ملفوظ 181' ص 134 پر موجود "ایسے گستاخ و بے ادب اور ازلی بد بخت" کے الفاظ کی زد میں آتے ہیں' تو اِس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ آپ لوگ اِن الفاظ کا اطلاق حضرت گولڑویؒ کے اساتذہ اور دیگر اکابر اُمّت پر بھی کرنے کے قائل ہیں' کیوں کہ اِن سب نے بھی نسبًا غیر فاطمی سیّد ہوکر سیّداتِ فاطمیّہ سے نکاح کرنے کی گستاخی کی تھی' اگر واقعتًا آپ کے نزدیک یہ سب حضرات بھی حضرت گولڑویؒ کے ملفوظ میں موجود

Marfat.com

بددعائیہ کلمات اور آپ کی عبارتِ فتوٰی میں وارد الفاظ کے مستحق ٹھہرتے ہیں' تو یہ حوصلہ آپ کو مبارک ہو' اِس لیے کہ حضرت گولڑویؒ کے اِس فتوٰی سے کم از کم ایسے بھیانک نتائج اخذ کرنے کا ہم حوصلہ نہیں رکھتے' جن سے تمام اکابر فُقہائے اُمّت کے حتمی فیصلوں اور خود حضرت گولڑویؒ کے منشائے فتوٰی کی صریح مخالفت ثابت ہو رہی ہو اور جن کی براہِ راست زد میں حضرت گولڑویؒ ہی کے اپنے استادانِ گرامی' استاد بھائی اور دیگر اکابرِ اُمّت بھی آ رہے ہوں۔ اب آپ کے لیے دو ہی راستے ہیں یا تو آپ تسلیم کر لیں کہ حضرت گولڑویؒ کے فتوٰی کو سمجھنے میں آپ نے شدید ٹھوکر کھائی ہے اور مذکورہ تمام نکاح شرعًا حلال اور جائز ہیں اور اگر یہ تسلیم نہیں کرتے تو پھر کم از کم حضرت گولڑویؒ کے استاد بھائی حضرت وصی احمد محدّثِ سورتیؒ کا تذکرہ مہرِ منیر اور ملفوظاتِ مہریہ سے نکال دیں۔ اِسی طرح حضرت احمد حسن کانپوریؒ کا ذکرِ خیر بھی مہرِ منیر سے خارج کر دیں۔ بطورِ خاص استاذ الکُل حضرت مولانا لطف اللہ علیگڑھیؒ کے ہاتھ کی لکھی وہ تمام سندات' جو اُنھوں نے اپنے ہونہار شاگرد حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کو عطا فرمائی تھیں' جن کے اصل مسوّدات حضرت گولڑویؒ کے تبرّکات میں آج بھی موجود ہیں' حتّٰی کہ ایک سند کا عکس آج بھی حضرت کی سوانحِ حیات مہرِ منیر کی زینت بنا ہوا ہے۔ اِن سب کو اصل سمیت تلف کر دیں۔

ایک طرف تو آپ اِن صاحبانِ فضل و کمال سے حضرت گولڑویؒ کی نسبتِ تلمّذ کو باعثِ شرف گردانتے ہوئے درگاہِ گولڑہ سے شائع ہونے والی کتابوں میں سجا بنا کر

پیش بھی کرتے ہیں اور دوسری طرف یہ حال ہے کہ آپ کے اپنے اختراعی عقیدہ اور نظریہ کے مطابق یہ لوگ غیر سیّد ہوتے ہوئے سیّدات سے نکاح کرنے کی وجہ سے گستاخانِ اہلِ بیت اور ازلی بدبختوں کے زُمرہ میں بھی آتے ہیں' مگر اِس کے باوجود آپ محض حضرتِ اعلیٰ گولڑویؒ کی علمی حیثیت کو ثقاہت کا درجہ دینے کے لیے اِن شخصیات سے اُن کی نسبتِ تلمّذ کا سرِ مجالس پرچار کرنے اور اُن کی نسبتِ علمی کی بیساکھیوں کا سہارا لینا بھی ضروری سمجھتے ہیں' آخر اِس ساری تضاد بیانی اور تضادِ عملی کا آپ سب کو کیا ثواب ملے گا اور حضرت گولڑویؒ کو کل کیا منہ دکھائیں گے؟ یہ شرم سے ڈوب مرنے کا مقام ہے۔ بقولِ بندہ ۔

قُربِ شاہی کی ہوس میں ایسے فتوے داغ کر
جاؤ گے کس منہ سے تم مہرِ علیؒ کے سامنے

قارئینِ محترم! بندہ کی تحقیق کے مطابق فُقہائے احناف کے نزدیک روایتِ نادرہ کی رُو سے اگر بشمولِ سیّداتِ فاطمیہ کسی بھی خاندان کی لڑکی کا نکاح اُس کے ولیِّ اقرب کی رضا کے بغیر غیر کفو میں ہو جائے تو ایسا نکاح سرے سے (اصلاً) منعقد ہی نہیں ہوتا۔ لہٰذا ایسے زوجین کی صُحبت' صُحبتِ زنا اور پیدا ہونے والی اولاد' نتیجۂ زنا ٹھہرتی ہے' جب کہ ظاہر الرّوایہ کے مطابق ولیِّ اقرب کی رضا کے بغیر غیر کفو میں ہونے والا نکاح منعقد تو ہو جاتا ہے' مگر لازم نہیں ہوتا' چنانچہ اُس لڑکی کا ولیِّ اقرب قاضی کے پاس جا کر ایسے نکاح کو فسخ کرانے کا حق رکھتا ہے' یعنی اُسے حقِّ اعتراض حاصل ہے'

Marfat.com

لیکن آگے قاضی کی مرضی پر منحصر ہے کہ وہ حالات و واقعات کے تناظر میں ایسے نکاح کو برقرار رکھے یا کالعدم قرار دے دے۔

حضرت گولڑویؒ کے فتوٰی کا پسِ منظر

حضرت گولڑویؒ نے جس نکاح کے ناجائز ہونے کا فتوٰی دیا تھا' وہ نکاح چوں کہ سائل کی بیان کردہ صورتِ مسئولہ کے مطابق غیر کفو میں بغیر رضائے ولی ہوا تھا' لہٰذا حضرت گولڑویؒ نے نوادر کی روایت کے تحت فتوٰی صادر فرما کر اُس نکاح کو باطل قرار دیا تھا اور چوں کہ وہ سوال ایک سیّدہ فاطمیہ کے ایسے نکاح کے متعلق تھا' جو ایک عجمی شخص نے مقامی مولوی کی اجازت سے سیّدہ کے اولیاء کی رضا مندی اور اجازت کے بغیر کرلیا تھا' اِسی لیے حضرت گولڑویؒ نے نوادر کی روایت کے مطابق لفظِ ایں چنیں استعمال کر کے اِس مخصوص نکاح کو ناجائز قرار دیا تھا اور اگر اُسی عجمی کے ساتھ یہی نکاح سیّدہ اُس کے ولیِ اقرب کی رضا مندی سے کیا گیا ہوتا تو ظاہر الرّوایہ اور نوادر ہر دو روایات کے مطابق منعقد اور لازم ہوجاتا' جس پر جملہ اکابر فقہائے احناف متّفق ہیں۔ جب کہ ہمارے موجودہ پیران و مفتیانِ گولڑہ کے فہم و ادراک کی سُوئی اب تک اُسی نقطہ پر اٹکی ہوئی ہے کہ حضرت گولڑویؒ نے مطلقاً سیّدہ کا نکاح غیر سیّد سے ناجائز قرار دیا تھا' کیا یہ ایک خاص واقعہ کو عام قاعدہ بنا کر پھر اُسے شریعتِ مصطفیٰ کا حکم بنا دینے کی کھلی جسارت نہیں ہے؟ مگر اِس کے خلاف آواز کون بلند کرے؟ سرِ مجلس ایسے کلماتِ حق کہنے کی توقّع بھلا اُن خوشامدی اور مفاد پرست مُفتیان و خُطباء سے

Marfat.com

کیسے کی جاسکتی ہے، جن میں سے اکثر کے ضمیر ترکِ حق گوئی کے سبب مُردہ ہو چکے ہوں۔ جو معاشی سہولتیں پانے، ہم ایسے پیروں کا قُرب حاصل کرنے، منظورِ نظر بننے اور دیگر فوایدِ دنیوی کے حصول کی خاطر سرِ محفل ہمارے نام کی گردان کے ساتھ ہماری غیر ضروری تعریفات کرنے میں تو زمین و آسمان کے قُلّابے ملاتے اور نہایت چرب زبانی دکھاتے ہوں، جیسے اُن کے اور زائرین کے لیے ہم ایسے ممدوح ہی قاضی الحاجات ہوں۔ مگر افسوس کہ آج صوفیائے کرام کی درگاہوں کے اسٹیجوں اور منبروں پر اِس قماش کے اکثر تملّق شعار خطباء و علماء ہم ایسے پیروں کو ترکِ سنّت پر ہلکی پھلکی شرم تک دلانے میں صاف گونگے.......... اور ہماری تمام دینی و دُنیوی کوتاہیوں اور صریح لغزشوں سے اپنی آنکھیں بند کیے ہوئے بیٹھے نظر آتے ہیں۔ جیسے ع

کوئی دیکھے تو یہ سمجھے کہ چپے بیٹھے ہیں

خامہ اُٹھا تھا کہاں سے تو کہاں تک پہنچا

اِن چند قابلِ افسوس اُمور کے ضمنی تذکرہ کے بعد ہم اپنے موضوع کی طرف آتے ہیں۔ اِس سلسلے میں فقیر عرض کرتا ہے کہ اگر لڑکی سیّدہ نہ بھی ہوتی کسی اور قوم ہی کی کیوں نہ ہوتی، ولیِ اقرب کی رضامندی کے بغیر غیر کفو میں روایتِ نادرہ کے مطابق اس کا نکاح بھی باطل ہی قرار پاتا، البتہ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت گولڑوی نے اپنے فتویٰ میں اہلِ بیتِ کرام اور ساداتِ عظام کی عظمت اور احترام کا اِس تفصیل

Marfat.com

سے ذکر آخر کیوں کیا تھا؟ تو اِس کا جواب یہ ہے کہ نکاحِ مذکورہ چوں کہ ولیِ اقرب کی رضا کے بغیر جبراً غیر کفو میں کیا گیا تھا اور یہ ظلم کسی عام لڑکی یا عام خاندان پر روا نہیں رکھا گیا تھا' بلکہ ایک سیّد زادی اور ساداتِ کرام کے باعظمت خاندان پر یہ ظلم کیا گیا تھا' لہٰذا ساداتِ کرام کی عظمت اور احترام کا حوالہ بھی نکاحِ مذکورہ کو باطل قرار دیتے ہوئے دیگر دلائل کے ساتھ اپنے فتویٰ میں تحریر کر دینا موقع اور محل کے عین مطابق اور ضروری تھا' تا کہ فتوٰیٔ مذکورہ کا غیر منعقد ہونا بدرجۂ اَتم ثابت ہو جائے' نیز یہ بھی حقیقت ہے کہ جس دور میں یہ فتویٰ دیا گیا' اُس دور میں شرعی عدالتیں نہ تھیں' جن کے باعث کسی غریب آدمی کے لیے ایسے معاملات میں شرعی انصاف کا حصول بہت مشکل تھا۔ حضرت گولڑویؒ نے سائل' جو کہ مظلوم تھا' پھر خاندانِ رسالت سے تعلق بھی رکھتا تھا' کی اشک شوئی اور دادرسی کے لیے' نیز ایک فتنہ کو فرو کرنے کی غرض سے فتویٰ دیتے ہوئے ظاہر الرّوایہ پر نوادر کی روایت کو ترجیح دی اور نکاحِ مذکورہ کو ناجائز قرار دیا' ایسے حالات اور ایسے واقعات کے تناظر میں چوں کہ ایسا فتویٰ دینے کا حق ایک انتہائی بالغ نظر قاضی اور مفتیِ مجتہد ہی کو حاصل ہوتا ہے' سو حضرت گولڑویؒ نے بھی فتویٰ دیتے وقت اپنا یہی حق استعمال فرمایا اور سادات کی عزّت وحُرمت کے تحفّظ اور ایک مظلوم سیّد خاندان کے ساتھ اظہارِ ہمدردی کے لیے آپ نے وہ الفاظ بھی استعمال فرمائے کہ یہ ظلم ہوا ہے اور ایک مقام پر ایسے ہی فتویٰ کے لیے آپ نے سادات کی ہتکِ عزّت کرنے والوں کے لیے ازلی بد بخت اور گستاخ کے الفاظ

Marfat.com

بھی استعمال فرمائے۔

لہٰذا اُن الفاظ اور اِس فتوٰی کو استفتاء میں مسئولہ مخصوص صورت تک ہی محدود رکھا جائے' ورنہ پھر یہ سوال پیدا ہوگا کہ حضرت گولڑویؒ نے کیا چودہ سو سال کے دور کو محیط اُن تمام مقتدر شخصیات کے متعلّق بھی یہ الفاظ اِستعمال فرمائے ہیں' جنہوں نے غیر سیّد ہونے کے باوصف سیّداتِ فاطمیّہ کے ساتھ شادیاں کی تھیں' جن میں بڑے بڑے اولیاء' محدّثین' فُقہائے عصر اور صوفیائے سلف شامل ہیں' حتّٰی کہ حضرت گولڑویؒ کے اپنے اساتذہ مولٰنا لطف اللہ علیگڑھیؒ اور مولٰنا احمد حسن کانپوریؒ ایسی شخصیات بھی نظر آتی ہیں' جن سے حضرت گولڑویؒ نے نہ صرف اکتسابِ فیض کیا' بلکہ عمر بھر اُن کے حق میں رطب اللّسان بھی رہے۔ چُنانچہ آپ کے حالات پر لکھی ہوئی کتاب مہرِ منیر میں آج تک اُن کا تذکرہ اور اُن سے عطا شدہ اسناد جلی قلم سے کتاب کی زینت بنی ہوئی ہیں۔ لہٰذا ماننا پڑے گا کہ حضرت گولڑویؒ کے فتوٰی کا مطلب ہرگز وہ نہیں' جو مفتیانِ گولڑہ نے سمجھ رکھا ہے۔

لہٰذا یہ سخت الفاظ جن میں ظلم' ازلی بدبخت' صُحبتِ زنا' اولادِ زنا وغیرہ وغیرہ کے تُند و تیز کلمات شامل ہیں' یہ اُن بزرگوں کے لیے حضرت گولڑویؒ نے قطعًا اِستعمال نہیں کیے' جن کے رشتوں اور اسماء کی تفصیل اِس کتاب میں ہم نے لکھی ہے' بلکہ مفتیانِ گولڑہ اگر اِن سب کے حق میں یہ سخت الفاظ اِستعمال کرنا چاہیں تو یہ اُن کی مرضی اور اُنہیں ایسا کرنے سے روک بھی کون سکتا ہے؟ مگر افسوس اِس کا ہے کہ یہ

لوگ دورنگی چال چلتے ہوئے ایک طرف تو حضرت گولڑویؒ کے اساتذہ کو تحریرًا وتقریرًا عزّت وتکریم کے الفاظ سے یاد کرتے ہیں اور دوسری طرف حضرت گولڑویؒ کے فتوٰی کی غلط تشریحات کر کے آپ کے نوکِ قلم اور زبان سے نکلے ہوئے چند تُندو تیز کلمات کا رُخ حضرت گولڑویؒ کے اساتذۂ کرام اور دیگر اکابرِ اُمّت کی طرف پھر سکنے کی گنجائش بھی پیدا کر چکے ہیں۔ اب اِس دُہری پالیسی اور متضاد طرزِ عمل کو کیا نام دیا جائے؟ بقولِ راقم الحروف۔

اظہار یہ پندار کی دارائی کا ـــ یہ رنگ منافقانہ دانائی کا
خود جھوٹ سے بات بات میں لینا کام ـــ دینا اوروں کو درس سچائی کا

نکاحِ ھٰذا کو حرام کے بجائے ناجائز کہنے والوں کے لیے لمحۂ فکریہ

اگر ایسے نکاح کی حُرمتِ قطعیہ پر کوئی شرعی دلیل نہ ملنے کی صورت میں (جو اِن شاء اللہ قیامت تک ملے گی بھی نہیں) کہا جائے کہ ہم تو ایسے نکاح کے عدمِ جواز کے قائل ہیں، نہ کہ اِس کی حُرمت کے، تو بندہ اُن کو اِس کا جواب دیتے ہوئے کہتا ہے کہ "چلئے آپ اِسے حرامِ قطعی نہیں کہتے، اگرچہ آج تک آپ اور آپ کے زیرِاثر مفتیان ومولویان اور دیگر بعض ملکی وغیر ملکی مدعیانِ سیادت علماء اِسی بات کا ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں تو پھر فرمائیے! اگر آپ کے نزدیک غیر سیّد کا سیّدہ سے نکاح شرعًا ناجائز ہے، تو ہم نے اِس کتاب میں کم وبیش چالیس کے قریب جن رشتوں کا مع حوالہ جات

تذکرہ کیا ہے، وہ آپ کے نزدیک کیا ہیں؟ اگر حرام نہیں ہیں تو کم از کم آپ کے نزدیک شرعًا ناجائز تو ضرور ہیں۔ تو کیا پھر چشتیوں کے شیخ حضرت نظام الدین اورنگ آبادیؒ، شاہ عبدالرحیم محدثِ دہلویؒ، شاہ ولیّ اللہ محدثِ دہلویؒ، شاہ عبدالعزیز محدثِ دہلویؒ، شاہ عبدالقادر محدثِ دہلویؒ، اُستاذ العلماء مولنا لطف اللہ علیگڑھیؒ، مولنا احمد حسن محدثِ کانپوریؒ اور مولنا وصی احمد محدثِ سورتیؒ ایسی اور اِن سے بھی بڑی بڑی شخصیات (جن کے رشتوں کا تذکرہ اِسی کتاب میں ہوا) غیر سیّد ہوتے ہوئے سیّدات سے نکاح کر کے معاذ اللہ شرعًا ایک فعلِ ناجائز کا ارتکاب کرتی رہیں، وہ شخصیات جو باعتبارِ علم وتقوٰی شریعت کے کسی ترکِ اولیٰ سے بھی اجتناب میں حتّی المقدور کوشاں رہیں۔ آج ہم اور ہمارے مخالفین بھی اُن ہستیوں کو اللہ کے ولی مانتے ہیں، بلکہ اُن کی وِلایت ایک زمانے کے نزدیک تسلیم شدہ ہے اور ولی کی تعریف کُتبِ کلام اور عقائد میں دیکھئے: عند اھلِ التصوّف والسّلوك ھُوَ العارفُ بِاللّٰهِ تعالیٰ وصفاتہٖ بحسب مایمکن المواظب علی الطّاعات، المجتنبُ عنِ المعاصی، المعرضُ عن الانہماك فی اللذّات وَالشّھوات علی ما ذکر المحقّق التفتازانی فی شرح العقائد[1]۔

ترجمہ: اہلِ تصوّف وسلوک کے نزدیک (ولی) وہ ہے جو اللہ تعالیٰ اور اُس کی صفات کی حسبِ مقدور معرفت رکھنے والا، طاعات پر ہمیشگی اختیار کرنے والا، گناہوں سے اجتناب کرنے والا، لذّتوں اور شہوتوں میں منہمک ہونے سے منہ پھیرنے والا ہو۔

اِسی چیز کو حضرت گولڑویؒ نے بھی بیان فرمایا ہے، فرماتے ہیں ''بیعت کرنے کے

---

[1] کشاف اصطلاحات الفنون، مؤلفہ الشیخ القاضی محمد اعلیٰ تھانوی، المتوفی 1191ھ، ج 2، ص 1528

Marfat.com

قابل وہ شخص ہوتا ہے کہ ضروری علم دینی کے علاوہ اوصافِ ذیل بھی رکھتا ہو۔ متقی کبائر سے مُجتنِب' صغائر پر غیر مُصر' زاہد' عابد' اشغال واذکار پر مداومت کرنے والا' آمر بالمعروف' ناہی عن المنکر' ذُوفہم' مستقل رائے' شیخ کی صُحبت سے فیض یافتہ[1]"

نکاحِ سیّدہ با غیر سیّد کے معاملے میں ساداتِ مدینہ شریف کا تعامل

ایک خاص رشتہ : حضرت سیّد احمد بن محضار العطّاس مدنیؒ' مدینۂ عالیہ کے ممتاز حسینی ساداتِ کرام میں سے تھے۔ اپنی زندگی میں حرمِ نبوی کی مجلسِ انتظامیہ کے نائب صدر رہے۔ آپ کے والدِ بزرگوار ترکوں کے وقت میں حرم النّبی علیٰ صاحبہا السلام کے نوادرات کے خازنِ اعلیٰ تھے۔ ترکوں کے چلے جانے کے بعد آپ کچھ عرصہ حالاتِ زمانہ کی ناسازگاری کی وجہ سے ملک سے باہر رہے اور ہندوستان میں بھی کچھ عرصہ قیام فرمایا۔ حضرت پیر مہر علی شاہؒ کے زمانۂ اِستغراق میں گولڑہ آئے اور جب آپ کے وصال کی اطلاع خواب میں حضرت رسولِ کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس کے ذریعے ملی تو گولڑہ آکر حضرت بابوجیؒ سے تعزیت کی' بعد ازاں عقیدت ومحبت کی وجہ سے حضرت بابوجیؒ کے ساتھ بہت گہرا تعلّق رہا۔ بڑے مدنی صاحبؒ کے صاحبزادے سہل صاحب ایک مرتبہ گولڑہ تشریف لائے' باہمی رشتوں کے قرب کے باوجود خانوادۂ مہریہ کی باہمی کشیدگی دیکھ کر مجھے صلح کر لینے پر مجبور کرنے لگے۔ میں نے کہا کہ میرا اِن سے ذاتی کوئی جھگڑا نہیں ہے اور اگر ہے بھی تو وہ دنیا کا ہے جس سے میں نمٹ لوں گا۔ سرِدست اِن سے میرا اختلاف اِس وجہ سے ہے کہ یہ ا

---

[1] فتاویٰ مہریہ' ص 50

Marfat.com

رعی جائز کو مطلقاً ناجائز امر کہنے کے ساتھ اِس کی تشہیر بھی کر رہے ہیں۔ کہا وہ کیسے؟ میں
نے کہا کہ یہ حضرات سیّدہ کے غیر سیّد سے نکاح کو ولیِ اقرب کی رضا مندی کے
وجود بھی ناجائز اور شرعًا قطعی ممنوع کہتے ہیں اور عملِ زوجیّت کو زنا اور اولاد
کو نتیجۂ زنا قرار دیتے ہیں۔ یہ سنتے ہی سہل صاحب تڑپ اُٹھے اور استغفر اللہ استغفر اللہ
کہنے لگے اور بولے: پھر میری اُس بیٹی کا کیا بنے گا' جو میں نے انڈیا کے ایک نیک
ور صالح' مگر غیر سیّد شخص کے عقد میں دے دی ہے۔ اُس کے بطن سے پیدا ہونے والے
رے نواسوں اور نواسیوں کے نسب کی کیا حیثیّت متعیّن ہو گی؟ میں نے عرض کی کہ
ضرت! یہ اُن سے جا کر پوچھئے جن کا یہ عقیدہ اور تحقیق ہے۔ اِس پر سہل صاحب
رمانے لگے کہ آئندہ میں تمہیں اِس بارے میں کچھ نہیں کہوں گا۔ میں نے کہا پھر
پ مجھے ساداتِ مدینہ کے بسلسلۂ ازدواج تعامل سے آگاہ کیجئے۔ اِس پر اُنہوں نے
رج ذیل تحریر عربی میں لکھوا کر مدینہ شریف میں میری حاضری کے دوران مجھے دی'
نذرِ قارئین ہے۔

رے نام سیّد سہل بن احمد العطّاس مدنی کی تحریر

بِسمِ اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم

حضرت الفاضل الأخ العزیز السیّد/نصیر الدّین ابن سیّد معین الدّین جیلانی

حفظه اللّٰه وأمد ظلهٗ

السّلام علیکم ورحمة و برکاتهٗ وبعد

ں کہ موصوف عرصۂ دراز سے نابینا ہو چکے ہیں۔

لقد سألتنى رأى من زواج السيّدة بغير السيّد واستحلفتنى بالله أن أقول رأى الصّريح الحقّ فى هٰذا الموضوع وأنك تسألنى بذٰلك أمام الله يوم القيامة ولهٰذا أقول أن رأى هو جواز ذٰلك معتمدًا على ما جاء ت به التّعاليم الاسلاميّة وماجاء على لسان سيّد البشر نبيّنا ورسول الله سيّدنا محمّد ﷺ الّذى قال فى هٰذا الشأن"من جاء كم من ترضون دينهٗ وخلقهٗ فزوّجوه"

أى أنّ الحديث الشّريف يحثنا على زواج بناتنا على صاحب الدّين والخلق دون النّظر الى مقوّمات أخرٰى وقد جاء فى الحديث النّبوىّ الشّريف عن رسول ﷺ أنهٗ قال:"تنكح المرأة لأربع: لمالها ولحسبها ولجمالها ولدينها فاظفر بذات الدّين تربت يداك" متّفق عليه ۔

ومن هٰذا الحديث الشّريف نستنتج أنّ الشّريعة الاسلاميّة السّمحة وقول الرّسول العظيم ﷺ على التركيز على الدّين والتّديّن فى الزّواج وتفضيل المرأة ذات الدّين والتّديّن على أى مقوّمات أ خرى للمرأة۔

ومن الحديثين السّابقين نجد أنّ الرسول ﷺ فضل الدّين والتّديّن على جميع المقوّمات الأخرى۔

كما أفيدك أنّ اكتمال عقد النّكاح يعتمد على أركان وشروط فالأركان هى حسب تعاليم الشّرع هى الزّوجان الخاليان من الموانع والايجاب والقبول والشروط وهى تعيّن الزّوجان ورضاهما والولىّ والشّهود وبهٰذه الأ ركان

الشّروط يكتمل عقد النّكاح الشّرعىّ فى الدّين الاسلامىّ الحنيف والله أعلم

أخى العزيز بعد هٰذا التّوضيح يكون قد أدليت برأى فى موضوع زواج السيّدة بالسيّد و زواج السيّدة بغير السيّد۔

أخى العزيز وقد ذكر علىٰ ما أعتقد وما أطلعت عليه وما وصل الىّ من علم أنّ بعض المذاهب الأربع تذكر أنّ عامل التّكافؤ الا جتماعىّ بين الزوجين ضرورى لنجاح واستمراريّة النّكاح والله أعلم۔

أخى الحبيب أنك تعلم انّ نسبى والحمدلله موصول بالحسين بن علىؓ بن السيّدة فاطمة الزّهراء رضى الله عنها ابنة رسول الله ﷺ زوجة علىّ بن أبى طالب رضى الله عنهٗ وقد وهب الله لى ستّا من البنا ت أنكحت خمسة منهنّ أربعة منهنّ تزوّجن من أبناء عمومتى من السّادة والخامسة منهنّ زوجتها شخصًا صاحب دين وخلق من غير السادة رضيت بهٖ زوجًا لابنتى لأ نّهٗ صاحب دين وخلق وذلك حسب التّعاليم الاسلاميّة و ما جاء ت به الأ حاديث النّبويّة الشّريفة وقد أعلم أن كثير من أسرالسادة الكريمة وأولياء الأمورفى مجتمعنا قدزوّجوا بناتهم علىٰ أشخاص من غير السادة۔

ختامًا اخى العزيز دعنى ودعك من شريحة بسيطة جدًا جدًا من المجتمع الاسلامىّ تمسّك بعادات وتقاليد فى مجتمعها ليس لها تأثير سوى فى مجتمعها وأطلب منك لما عرفتهٗ فيك من علم أن تتوجّه فى ارشاد شباب المسلمين بالتمسّك

Marfat.com

بعامود الدين الاساسي وهي الصّلاة وقد طلبت منك هٰذا الطلب لماعرفتهٗ فيك ولماوصل الى مسامعي من مجهودات والدك وجدّك ووالد جدّك من اقامة والحث على الشّعائر الدّينيّة الّتي جاء بها ديننا الحنيف۔

والسّلام عليكم ورحمة الله وبركاتهٗ

أخوك المخلص

ترجمۂ تحریر

بسم اللّٰہ الرَّحمٰن الرَّحیم

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان نہایت رحم کرنے والا

حضرت فاضل پیارے بھائی سیّد نصیر الدین بن سیّد معین الدین جیلانی

اللہ اُس کی حفاظت فرمائے اور اُس کا سایہ (باقی رہنا اور فیض دینا) دراز کرے۔

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ اور اِس تسمیہ' دُعا اور سلام کے بعد

تحقیق آپ نے مجھ سے سوال کیا تھا' غیر سیّد کے ساتھ سیّدہ کی شادی (نکاح) کے متعلّق اور مجھے اللہ کی قسم دی تھی کہ میں اِس بارے میں اپنی واضح رائے بیان کروں اور یہ کہ آپ (صریح رائے نہ دینے کی صورت میں) قیامت کے دن اللہ کے سامنے مجھ سے پوچھیں گے (میرے خلاف نالش کریں گے) تو اِسی لیے میں (برملا) کہتا ہوں کہ اِس بارے میں میری رائے یہی ہے کہ ایسا نکاح جائز ہے۔ تعلیماتِ اسلامیہ جو اِس بارے میں آئیں اور جو کچھ سیّد البشر ہمارے نبی رسول اللہ ﷺ نے اِس سلسلے

میں اپنی زبان (حق ترجمان) سے بیان فرمایا' پر اعتماد و بھروسہ کرتے ہوئے (میں نے اپنی رائے صریح کہہ دی ہے) آپ ﷺ نے فرمایا ''تمہارے پاس وہ شخص (رشتہ طلب کرنے کے لیے) آئے کہ جس کے دین اور خُلق تمہیں پسند آئیں' تو اُس سے (اپنی بیٹی کی) شادی کر دو' یعنی حدیث شریف ہمیں اِس کی رغبت دلاتی ہے کہ ہم اپنی بیٹیاں دیندار اور صاحبِ خُلق (تقوای) لوگوں کو دیں' قطعِ نظر دُوسرے اقدار و معیار سے۔

اور تحقیق رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث پاک آئی کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عورت کا نکاح چار چیزوں کی بنیادوں پر کیا جاتا ہے' اُس کے مال کی بنیاد پر' اُس کے منصب و عزّت کے سبب' اُس کے حُسن و جمال کے باعث یا اُس کی دینداری کی وجہ سے' پس تو دیندار کو اختیار کر تیرے ہاتھ خاک آلودہ ہوں۔ (متّفق علیہ) اِس حدیث شریف سے ہم یہی نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ بے شک شریعتِ مبارکہ اسلامیہ اور رسولِ عظیم ﷺ کے فرمودات شادی کے سلسلے میں دین اور تقوٰی کو مرکزی حیثیت دیتے ہیں اور دین و تقوای کو باقی تمام معیاروں پر فضیلت دیتے ہیں' عورت کے لیے اور گزشتہ دونوں حدیثوں سے ہم یہی نتیجہ حاصل کر سکتے ہیں کہ بے شک رسولِ اکرم ﷺ نے دین اور تدیّن (تقوای و طہارت) کو دُوسری تمام صفات (اقدار) پر فضیلت دی ہے۔

جیسا کہ میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ بے شک عقدِ نکاح کی تکمیل' ارکان اور شروط پر مبنی ہے۔ پس یہ ارکان شرعی تعلیمات کے مطابق یہ ہیں کہ (زوجین) مرد اور

Marfat.com

عورت کا موانعِ نکاح (رکاوٹوں) سے خالی ہونا اور ایجاب وقبول اور شروطِ عقدِ نکاح یہ ہیں کہ مرد اور عورت کا تعیّن' اُن دونوں کی رضا مندی اور ولی کا ہونا اور گواہوں کا ہونا' پس اِن ارکان اور شروط کے ساتھ دینِ حنیف اسلام میں شرعی عقدِ نکاح کی تکمیل ہو جاتی ہے اور اللہ زیادہ جاننے والا ہے۔

معزّز بھائی! اِس وضاحت کے بعد میں آپ کو سیّدہ کے سیّد مرد کے ساتھ اور سیّدہ کے غیر سیّد مرد کے ساتھ نکاح کے بارے میں اپنی رائے سے مطلع کرتا ہوں۔

معزّز بھائی! جو کچھ میرا اعتقاد ہے اور جو کچھ میں جانتا ہوں' وہ واضح ہے کہ مذاہبِ اربعہ کے بعض لوگوں کے متعلّق یہی ذکر کیا جاتا ہے' کہ تکافؤ اجتماعی (کفو پر عمل کرنا' زوجین کے درمیان نکاح کی کامیابی' آسانی اور مضبوطی کے لئے ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ زیادہ جانتا ہے۔

پیارے بھائی! آپ جانتے ہیں کہ الحمدللہ میرا نسب حضرت حسین بن علی وسیّدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہم تک موصول ہے' وہ سیّدہ فاطمہؓ جو رسول اللہ ﷺ کی دُختر اور حضرت علیؓ کی زوجۂ محترمہ ہیں اور مجھے اللہ نے چھ بیٹیوں سے نوازا' جن میں سے پانچ کی میں نے شادیاں کر دی ہیں۔ اُن میں سے چار بیٹیوں کی تو میرے عم زادگان اور ابنِ عم زادگان سادات کے ساتھ شادیاں ہوئی ہیں' جب کہ پانچویں بیٹی کو میں نے ایسے شخص سے بیاہ دیا ہے' جو سیّد تو نہیں' لیکن دین اور اخلاق کے لحاظ سے بہتر انسان ہے اور اُس سے اپنی بیٹی کی شادی کو میں نے پسند کیا ہے' کیوں کہ وہ شخص

Marfat.com

صاحبِ دین و خلق ہے اور یہ بات تعلیماتِ اسلامیہ اور احادیثِ نبویہ شریفہ کی رُو سے ثابت ہے اور میں تحقیق کے ساتھ جانتا ہوں کہ بہت سے سادات خاندان والوں نے بحیثیتِ اولیائے اُمور ہونے کے ہمارے معاشرے (مدینہ طیّبہ اور عرب شریف کے ماحول) میں اپنی بیٹیوں کے نکاح غیر سادات میں کر دیئے ہیں۔

اے معزّز بھائی! آخر میں آپ مجھے اور اپنے آپ کو اسلام کی اجتماعی اور بالکل واضح تشریح کے حوالے کیجئے۔ آپ اِسلام کی اجتماعیت کی تقلید اور اُس کی من حیث المجموع عادات و شعائر کے ساتھ تمسک کی کوشش کریں' کیوں کہ اِسلام کی تاثیر اُس کی اجتماعیت کے بغیر کچھ نہیں۔ میں نے چوں کہ آپ میں علمی لیاقت محسوس کی ہے' اِسی لیے میں آپ کی توجہ اُمتِ مسلمہ کے نوجوانوں کی رہنمائی و ہدایت کی طرف مبذول کراتا ہوں کہ آپ اُنہیں دین کے اہم ستون کے ساتھ وابستہ ہونے کی تلقین کریں اور وہ اہم ستونِ اسلامی' نماز ہے اور میں نے آپ سے یہ مطالبہ اِس لئے کیا ہے کہ میں نے آپ میں یہ صلاحیت و استعداد جان اور پہچان لی ہے اور مجھ تک آپ کے والدِ گرامی' جدِّ امجد اور جدِّ اعلیٰ (پردادا جان حضرت پیر مہر علی شاہؒ) کی اُن مساعیِ جمیلہ کا علم پہنچا ہے' جو اُنہوں نے اقامتِ دینِ متین اور شعائرِ دینیّہ کی طرف لوگوں کو راغب کرنے کے لئے کیں' جن کو لے کر یہ دینِ حنیف ہمارے پاس آیا ہے۔

اور آپ سب پر سلامتی اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں۔

آپ کا مخلص بھائی

....

Marfat.com

بابِ پنجم

مُفتیانِ گولڑہ کے فتوے

اور

اُن کے بھیانک نتائج

Marfat.com

اعلیٰ حضرت گولڑویؒ کے فتوٰی کی غلط تعبیرات وتشریحات

جن لوگوں کو بالخصوص فقہِ حنفی سے قدرے مَس ہے' وہ بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ نکاحِ سیّدہ با غیر سیّد سے متعلق جو فتوٰی حضرت پیر مہر علی شاہؒ نے دیا ہے وہ فقہِ حنفی کے عین مطابق ہے۔ مگر آپ کے بعد جن لوگوں نے اِس مسئلہ میں اپنے ذاتی نقطۂ نظر کو سہارا دینے کے لئے حضرت پیر صاحبؒ کے فتوٰی کی غلط سلط تشریحات کر کے جو گُل کھلائے ہیں' وہ اہلِ علم پر مخفی نہیں ہیں۔ مثلاً سوال یہ کیا گیا تھا کہ ایک سیّدہ جس کا نکاح غیر کفو میں اُس کے قریبی یا بعیدی اولیاء کی رضامندی کے بغیر کر دیا گیا' کیا ایسا نکاح منعقد ہو گیا؟ آپؒ نے جواب دیا کہ اِس طرح کا نکاح جو غیر کفو میں ہو اور اولیاء کی رضامندی کے خلاف کیا جائے' وہ فقہِ حنفی کے مطابق منعقد نہیں ہوتا ایسے نکاح کے منعقد نہ ہونے پر فقہ کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ آپؒ کا یہ جواب فقہِ حنفی کے عین مطابق تھا' جس پر حنفیُ المذہب عالم یا مفتی کوئی اعتراض وارد نہیں کر سکتا۔ مگر بعض دوست نُما دشمنوں نے آپ کی مذکورہ عبارت سے یہ مفہوم باور کرانے کی سَعْیِ لاحاصل کی کہ اولیاء کی رضامندی کے ہوتے ہوئے بھی یہ نکاح منعقد نہیں ہوتا' حالانکہ حضرت پیر صاحبؒ کی عبارت سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی' یہ آپ کی ذات پر کُھلا بہتان ہے۔ ہم کب کہتے ہیں کہ عجمی اقوام سادات کی کفو ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ مطلقاً کفو نہیں ہیں۔ مگر کوئی بڑے سے بڑا مفتی فقہِ حنفی سے یہ ثابت کر کے

دکھادے کہ اولیاء کی رضا کے باوجود بھی کسی بھی مومنہ خاتون کا نکاح سرے
منعقد ہی نہیں ہوتا' تو میں اپنا موقف سرِ عام بدل کر رجوع کرلوں گا' ستم یہ ہے کہ ا
مفتیوں کے رسائل (جن سے درگاہِ گولڑہ شریف کے بک سٹال بھرے پڑے ہیں
سے ثابت ہوتا ہے کہ صرف اور صرف سادات کا ایسا گھرانہ ہے کہ جن کی خوا
کا نکاح غیر کفو میں منعقد ہی نہیں ہوتا' حالانکہ فُقہائے اسلام نے شریعت کے مسا
کو کسی مخصوص خاندان کے لئے بطورِ خاص وضع نہیں کیا تھا' بلکہ اگر سیّدہ کا نکاح غیر
میں رضائے اولیاء کے بغیر منعقد نہیں ہوتا' تو کسی دوسرے خاندان کی کسی خاتون
نکاح بھی اولیاء کی رضامندی کے بغیر کسی غیر کفو مرد سے منعقد نہیں ہوتا' کیوں
مسائلِ فقہ عام ہیں' جو تمام اُمّتِ مسلمہ کو شامل ہیں اور اگر سیّدہ کے لیے کوئی الگ
حکم (پرسنل لاء) شریعت میں وضع کیا گیا ہے تو پھر کسی بھی مفتی یا عالم پر ضرور
ہے کہ وہ اُس کا ایسا ثبوت احناف کی معتبر کتب سے پیش کرے' جس کی روایت کو
خود صاحبِ مذہب امام ابوحنیفہؒ یا پھر صاحبینؒ کی تائید حاصل ہو تو ہم تسلیم کرنے
ذرا دیر نہ کریں گے۔

مفتیانِ گولڑہ شریف کے فتووں کے بھیانک نتائج

جیسا کہ ہم نے ابھی ذکر کیا ہے کہ اگر مُفتیانِ گولڑہ کے اِس فیصلہ کو آنکھیں
کرکے تسلیم کرلیا جائے کہ رضائے اولیاء کے باوجود بھی سیّدہ کا نکاح غیر سیّد
منعقد نہیں ہوتا' تو غور فرمایئے کہ آج سے لے کر چودہ سو سال تک کے اِس طویل عر

ں' جن لاکھوں سیّدات کے نکاح غیر سیّد مردوں سے ہوئے ہیں' جن کے ثبوت سے
ریخ بھری پڑی ہے' تو وہ سب کے سب نکاح صحیح نہ ہوئے اور نتیجتاً اِتنی مخلوق' جن
ں لاکھوں صُلحاء' عُلماء' فُقہاء اور اولیاء شامل ہیں' معاذ اللہ ایک فعلِ قبیح کے مرتکب
ہے اور اور نتیجتاً اُن کی اولاد بھی اُسی کھاتے میں گئی۔ علاوہ ازیں وہ سیّد زادیاں'
ایسے تمام غیر سادات افراد کے حبالۂ عقد میں آئیں' عمر بھر اُن کے ازدواجی تعلقات
اذ اللہ ناجائز رہے اور اُن کی اولادیں بھی اِسی عمل کا نتیجہ تھیں۔ خدارا انصاف کیجیے
یا حضرت گولڑویؒ جیسی عظیم علمی و روحانی ہستی کے فتوٰی کا ایسا مفہوم یا مقصد ہو سکتا
ہے کہ جس سے چودہ گزشتہ سو سال میں ہونے والے کروڑوں نکاح کالعدم ہوتے ہوں'
لِ زوجیت زنا اور پیدا ہونے والی اولاد نتیجۂ زنا قرار پاتی ہو؟ ایسا ہرگز نہیں'
گز نہیں۔ بلکہ یہ سارا کیا دھرا بعد کے ایسے تمام نام نہاد مفتیانِ مفترین کا ہے'
ہوں نے کتاب و سُنّت اور ائمۂ اربعہ کی فقہ کے تمام اُصولوں کو بالائے طاق رکھتے
ئے دولت مند' بااثر پیروں اور سادات کا قرب حاصل کرنے اور دُنیوی منفعت
ے حصول کی خاطر اللہ کے ایک حلال کو حرام ثابت کرنے کی جھک ماری۔ شاعر نے
یسے ہی فتوٰی فروش مفتیوں' خطیبوں اور نام نہاد علماء کے لئے کہا تھا۔ ؎

مفتیِ شہر بھی انساں ہیں بہک سکتے ہیں
نقد پائیں تو یہ موقف سے کھسک سکتے ہیں

یہ سب اپنی حد تک فتوٰی دیتے اور حسبِ عادت فقہی عبارات کے مفاہیم و مطالب

Marfat.com

توڑ مروڑ کر اپنا نامۂ اعمال سیاہ کرتے' تو ہم شاید اِسے چند جُہلاء کی حماقتوں کا عنوان دے کر گزر جاتے' مگر اِن کم نصیبوں نے حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ ایسی عظیم علمی شخصیت کو اپنے اِن مزعوماتِ باطلہ کو منوانے کے لئے بہ طورِ ثبوت پیش کیا اور ہر جگہ اُن کی ذات کو نشانہ بنوانے کی کوشش کی' تاکہ عُلماء اور فُقہائے عصر کے سامنے اُن کا علمی مرتبہ گھٹے اور لوگ اُن کے خلاف زبان کھولتے ہوئے کہنے لگیں کہ یہ کیسے عالم دین اور شیخ وقت تھے' جو خود کو حنفیُ المذہب تو لکھتے ہیں مگر فتوٰی فقہِ حنفی کے کھلا مخالف دے رہے ہیں اور یہ ثابت کر رہے ہیں کہ سیّدات کے لیے فقہِ حنفی میں کوئی الگ تھلگ قانون ہے' جس کا عامۃ المسلمین سے کوئی تعلق نہیں۔ اِس لیے مجھ پر واجب تھا کہ میں اپنے اِس جلیل القدر اور فقید المثال بیہقیِ زماں دادا پر باندھے جانے والے اِس عظیم بہتان کا ازالہ کروں اور عُلمائے اسلام کو بتاؤں کہ میرے جدِّ امجد کا فتوٰی فقہِ حنفی کے عین مطابق ہے' جس کی رُو سے بہ صورتِ رضائے اولیا کسی بھی خاتون کا بشمولِ سیّدہ و غیر سیّدہ نکاح جائز و نافذ و لازم ہے۔

چوں کہ فتاوٰی مہریہ میں شائع ہونے والا یہ فتوٰی ایسے استفتاء کے جواب میں تھا کہ سیّدہ کے اولیاء میں کوئی اِس نکاح پر راضی نہ تھا' اِس لیے حضرت پیر صاحبؒ نے فقہِ حنفی کے مطابق فتوٰی دیتے ہوئے تحریر فرمایا کہ ایسا نکاح' جس میں اولیائے قریب و بعید راضی نہ ہوں' منعقد نہیں ہوتا اور اِس کی علّت فسادِ زمان ہے۔ لہٰذا مذہبِ حنفیہ میں ہر دو روایات پر عمل کرنا جائز ہے۔ ایک مفتیِ مجتہد حالات واقعات کے مطابق

Marfat.com

دفعِ فسادِ زمانہ کے پیشِ نظر ظاہر الرّوایہ کو چھوڑ کر نوادر پر بھی فتویٰ صادر کر سکتا ہے' جیسا کہ فتویٰ مذکورہ میں حضرت گولڑویؒ نے کیا' کیوں کہ الحمد للہ آپ صرف ایک رسمی مفتی نہیں' بلکہ مفتیِ مجتہد تھے اور بلا شبہ یہ منصب آپ کے شایانِ شان تھا۔

نتیجہ بحث

ظاہر الرّوایہ اور نوادر کے اختلاف سے مخالفین کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا' کیوں کہ یہ حضرات اِس بات کے قائل ہیں کہ غیر کفو میں سادات لڑکیوں کا نکاح ناجائز ہے' خواہ لڑکی اور اُس کا ولی راضی بھی ہو اور یہ بات نوادر سے بھی ثابت نہیں ہوتی' کیوں کہ ظاہر الرّوایہ کا مفاد یہ ہے کہ نکاح ولی کی رضا کے بغیر ہو تو جاتا ہے' مگر لازم نہیں ہوتا۔ ولی چاہے تو اُسے فسخ کرا سکتا ہے اور حسن بن زیادؒ کی روایت کا حاصل یہ ہے کہ ولی کی رضا کے بغیر نکاح نافذ و منعقد ہی نہیں ہوتا اور اُسے قاضی کے پاس فسخ کرانے کی ضرورت ہی نہیں' کیوں کہ ایسا نکاح (رضائے ولی کے بغیر) خود بخود باطل ہو جائے گا' جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اگر ولی راضی ہو تو حسن بن زیادؒ (یعنی نوادر) کی روایت کے مطابق بھی وہ نکاح صحیح اور لازم ہوگا۔ (انتہٰی)

آپ نے غور کیا کہ مفتیانِ گولڑہ اور چند دیگر حنفی المذہب کہلانے والے علماء نے ائمہ احناف کے فیصلوں کا کس قدر حلیہ بگاڑ کر غلط سلط تاویلات کر کے اصل بات چھپا دیا اور یوں یہ سب وتکتمون الحق وانتم تعلمون کی آیۂ مبارکہ کا مصداق بنے۔

Marfat.com

دعوتِ قبولِ حق و رُجوع الی الحق

راقم الحروف ایسے تمام نام نہاد مفتیوں کو چیلنج کرتا ہے کہ وہ حنفیُ المذہب ہو
کے ناتے فقہِ حنفی سے کسی امامِ مجتہد کا کوئی ایسا قول نکال کر سامنے لائیں، چا
وہ ظاہر الرّوایہ سے ہو یا نوادر سے کہ ولی کی رضامندی کے باوجود بھی سیّدہ یا غیر سیّ
کا نکاح غیر کفو میں منعقد ہی نہیں ہوتا۔ تو بندہ سرِ عام اپنے موقف سے رجو
کر لینے پر تیار ہے۔ اِن شاء اللہ ایسی صورت میں مسلمانوں کے ایک جمِّ غفیر، علماء ا
مفتیانِ عظام کے جمگھٹ میں اپنے سابقہ موقف سے رجوع کرنے میں ذرا تأ
نہیں کرے گا، مگر یہ بات ثابت نہ کر سکنے کی صورت میں اِن سب پر بھی لازم ہوگا
وہ علماء و مفتیانِ اُمت اور دیگر مسلمانوں کی موجودگی میں سرِ عام رُجوع کریں ا
اللہ سے توبہ کریں کہ وہ آج تک محض دُنیوی لالچ اور جلبِ منفعت کی خاطر ناحق ا
کے حلال کردہ نکاح کو حرام کہتے آئے ہیں۔ بندہ اِس سلسلے میں اِن سب حضرات
اِس دلیل کا شدّت سے انتظار کرے گا، جب کہ بندہ نے اِس کتاب میں ا
موقف کے اثبات میں فقہِ حنفی کی کُتب سے صریح جزئیات پیش کر دیئے ہیں
مزید برآں یہ کہ اگر اِن مفتیان کے نزدیک نکاحِ سیّدہ با غیر سیّد حرامِ قطعی ہے تو
اِس پر کوئی قطعیُ الثبوت اور قطعیُ الدّلالہ دلیل پیش کریں۔ قرآنِ مجید یا خبرِ متواتر
سیّدہ کے غیر کفو میں نکاح کی حُرمت پر کوئی نصِّ صریح لائیں، تو چشمِ ما روشن دلِ ما ش
و بدونہ خرط القتاد۔ یاد رہے کہ بغیر کسی شرعی دلیل کے کسی چیز کو حرامِ قط

قرار دینا خود شریعت بنانے کے مترادف ہے اور اللہ کے حلال کو حرام کرنا ہے۔ یہ ایسا ہی ہے، جیسے مشرکین نے سائبہ، بحیرہ اور وصیلہ وغیرہ حلال جانوروں کو از خود حرام کر لیا تھا اور اِس کی مذمت میں آیات نازل ہوئیں۔ اللہ حق کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ بقولِ جگرؔ مرادآبادی۔

اللہ اگر توفیق نہ دے انسان کے بس کا کام نہیں
فیضانِ محبّت عام تو ہے عرفانِ محبّت عام نہیں

سادات برادری سے میری ایک مخلصانہ التماس

آپ سب جانتے ہیں کہ ہم سب کی عزّت محض اِس لئے نہیں کی جاتی کہ ہم سیّدہ فاطمہ زہرؓا کے نسب سے تعلّق رکھتے ہیں، اگر ہم آج ہندو، سکھ، عیسائی، یہودی یا مرزائی مذہب اختیار کر لیں تو ہمارا یہ سارا نسبی شرف دھرے کا دھرارہ جائے گا اور حکومتِ پاکستان اور جملہ اہلِ اسلام ہمیں مشرکوں اور کافروں میں شمار کریں گے۔ معلوم ہوا کہ نسب سے زیادہ اہم چیز ایمان باللہ والرّسول ہے۔ قرآنِ مجید کے احکام اور احادیث پر ایمان رکھنا لوازمِ ایمان سے ہے۔ لہٰذا جو سادات یہ کہتے ہیں کہ سیّدہ کا نکاح غیر سیّد سے مطلقًا حرام ہے، یعنی ہو ہی نہیں سکتا۔ میں اُن سے یہ کہتا ہوں کہ آپ سب عام مسلمانوں کی لڑکیوں سے نکاح کرنا تو جائز سمجھتے ہیں اور کرتے بھی ہیں اور عام مسلمانوں سے اپنی لڑکیوں کا نکاح کرنا حرام و ناجائز کہتے ہیں، اِس طرح تو آپ نے بے چارے عام مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ کے حکم میں

Marfat.com

کر دیا ہے' یعنی جس طرح یہود و نصاریٰ کی عورتوں سے اسلام میں نکاح کرنا تو جائز ہے' لیکن یہود و نصاریٰ کو مسلمان لڑکیاں نکاح میں دینا حرام و ناجائز ہے۔ اِسی طرح آپ لوگ بھی عام مسلمانوں کی لڑکیوں سے نکاح کرنا جائز اور عام مسلمانوں سے اپنی لڑکیوں کے نکاح کو ناجائز کہتے ہیں۔ اِس طرح آپ نے بغیر کسی شرعی دلیل کے رسول اللہ ﷺ کی اُمت کی عظیم اکثریت اور تمام غیر سادات مسلمانوں کو یہودیوں اور عیسائیوں کے حکم میں کر ڈالا۔ اللہ سے ڈریئے اور اپنی طرف سے کوئی نئی شریعت بنانے کی کوشش نہ کیجئے اور یوں بے چارے غیر سادات مسلمانوں کو کفار و مشرکین کی صف میں کھڑا نہ کیجئے۔ خدارا اپنے نانا جان کی اِس اُمت کو' جس میں غیر سادات مگر بڑے متقی' علماء' مشائخ' زُہّاد اور نجانے کس کس مقام کے لوگ شامل ہیں' مشرکوں اور کافروں کے حکم میں نہ رکھیے۔ اپنی بیٹیوں کا رشتہ بے شک اُنہیں نہ دیجئے' مگر دینے کو حرام تو نہ کہیے۔ اِس سلسلے میں میری ذاتی رائے یہ ہے کہ آپ لوگ بھی غیر سادات کی لڑکیوں سے بسلسلۂ نکاح گریز کریں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کے اِس غیر اسلامی عمل سے تنگ آ کر کسی غیر سیّد قوم کا فرد آپ کو اپنی لڑکی نکاح میں دینے سے صاف انکار کر دے' کیوں کہ سب لوگ یکساں نہیں ہوتے' کچھ لوگوں میں غیرت و حمیت کا مادہ بھی ہوتا ہے۔ آپ اور آپ کے نسب کا احترام صرف اِسی ایک صورت میں برقرار رہ سکتا ہے کہ اپنے جدِّ امجد سیّد الساجدین حضرت امام زین العابدینؓ کی سُنّت مساوات پر عمل فرمائیں' خود کو عامۃ المسلمین کے ساتھ شرعی احکام میں

Marfat.com

برابر تصوّر کریں' تو اِس طرح آپ کی نسبی عزّت غیر سادات اقوام میں بلند تر ہو جائے گی۔کوئی غیر سیّد آپ سے رشتہ لینے آئے تو یہ کہتے ہوئے معذرت کرلیں کہ جس طرح تم سب اپنے اپنے خاندانوں میں رشتہ دینے کو ترجیح دیتے ہو' ہم بھی اپنے افرادِ خاندان یا اپنے ہم قوم افراد میں رشتہ دینے کو ترجیح دیتے ہیں۔لہٰذا ہم معذرت خواہ ہیں۔

فضیلتِ نسبی پر حضرت عبداللہ المحض رضی اللہ عنہ کا مُسکِت جواب

جس طرح امام حسن کے پوتے عبداللہ المحض رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا تھا کہ آپ خود کو کیوں غیر فاطمی خاندانوں سے افضل سمجھتے ہیں' حالانکہ شریعت کے جملہ احکام کے اطلاق میں آپ ہمارے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔اِس پر آپ نے جواب دیا تھا کہ ہم نے تو کبھی اپنے مُنہ سے یہ نہیں کہا کہ ہم غیر فاطمی خاندانوں سے افضل و برتر ہیں اور دوسرے سب ہم سے کم تر ہیں' تم یہ بتاؤ کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہیں اختیار دیتا تو تم کس خاندان میں پیدا ہونے کو ترجیح دیتے ؟ اُس نے کہا کہ خاندانِ رسالت کو' فرمایا: تو پھر تم اِس خاندان کو خود ہی بافضیلت سمجھ کر اِس میں پیدا ہونے کو اختیار کرتے تو اِس خاندان کو خود تم نے افضل سمجھا' یا ہم نے اپنے منہ سے اِسے افضل و برتر کہا۔اِس پر وہ شرمندہ ہو گیا[1]۔ آپ نے دیکھا کہ اپنے مُنہ میاں مٹھو بننے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔کمال یہ ہے کہ دوسرے آپ کی فضیلت کو خود تسلیم کریں اور یہ صورت اُسی وقت پیدا ہو سکتی ہے' جب آپ غیر سیّد افرادِ اُمّت کو أفنجعل المسلمین کالمجرمین مالکم کیف تحکمون کے سلوک سے بچائیں۔اللہ کریم اِن اُمور کو

---

[1] مخازن النسب' از میر عبدالرحمٰن بن سیف الدین (اِس کا قلمی نسخہ راقم الحروف کے پاس ہے)

سمجھنے اور اِن پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حقوقِ عزّت سب کے لیے برابر ہیں

امام ابو یوسفؒ اور امامِ محمدؒ (یعنی صاحبین) کے نزدیک کفاءت دونوں جان
سے معتبر ہے' یعنی لڑکی اور لڑکا ہم کفو ہوں تو نکاح منعقد ہوتا ہے' مگر امام ابو حنی
کے نزدیک کفاءت کا اعتبار صرف لڑکی کی طرف سے ہے کہ اُس کے اولیاء ا
اُس کے نکاح کو اپنے لیے عار سمجھیں تو فسخ کرا سکتے ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک
گویا ننگ و عار عدمِ نکاح کی علّت ٹھہرا' تو اِس طرح اگر سیّد خاندان کا کوئی فرد اولیا
کی رضا مندی کے بغیر کسی ادنٰی خاندان کی لڑکی سے نکاح کرلے' حالانکہ وہ لڑکی
ایک اُونچے خاندان میں بیاہی گئی ہے' مگر چوں کہ اسفل خاندان والوں کی اِس میں
بے عزّتی ہوئی ہے کہ لڑکی کے ولی کی رضا کے بغیر سیّد صاحب نے نکاح کرلیا ہے
تو ایسا نکاح بھی اُسی طرح منعقد نہیں ہوگا' جس طرح ایک سیّدہ کے اولیاء کی
رضا مندی کے بغیر کوئی غیر سیّد ایک سیّدہ سے نکاح پڑھوالے۔ گویا شریعتِ مطہر
میں حقوقِ عزّت سب کو برابر دیئے گئے ہیں۔ یہ نہیں کہ یہ حکم صرف سادات
کے خاندان ہی سے مخصوص ہے اور باقی مسلمانوں کے لیے نہیں ہے۔ مفتیانِ کولڑ
نے اپنی تمام تحریرات میں ہر جگہ سادات کی ہتکِ عزّت کے ساتھ اِس حکم کو مخصوص
کرنے کی کوشش کی ہے' جو کہ تمام جلیل القدر فقہائے اُمّت کے آفاقی منشائے اجتہا
کے سراسر خلاف ہے۔

Marfat.com

علاوہ ازیں یہ بھی ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ نکاحِ سیّدہ کا مسئلہ جہاں دوسری تمام مسلمان عورتوں کے ساتھ قوانینِ شرعیہ کے مساویانہ اطلاق کے ضمن میں شمار ہوتا ہے' وہاں اِس کا حقوقِ نسواں سے بھی براہِ راست تعلّق بنتا ہے کیوں کہ قوانینِ شرعیہ میں دخل اندازی کے عمل سے برآمد ہونے والے خطرناک نتائج سے جہاں ایک طرف شرعی حلال کو حرام قرار دینے کا گناہ لازم آتا ہے' وہاں ایک عورت کی حیثیّت سے سیّدہ خاتون کا ایک ایسا حق تلف ہوتا ہے جو اُسے اللہ اور رسول نے عطا کر رکھا ہے۔

آج دُنیا بھر میں بالعموم اور پاکستان میں بالخصوص جو ادارے اور تنظیمیں عورتوں کے تحفظِ حقوق کے لیے اور اُن پر جبر وستم کے خلاف آواز اُٹھا رہی ہیں' اُنہیں بشمولِ سیّدات اُن تمام مجبور ومقہور بہو بیٹیوں کو اُن کے حقوق دِلانے کے سلسلے میں فراموش نہیں کرنا چاہیے' جو آئے دن معاشرے کے بعض غیر شرعی رسم ورواج کی بھینٹ چڑھ رہی ہیں اور یوں ایک طرف جہاں عورت کی تذلیل ہو رہی ہے وہاں دوسری طرف تعلیماتِ اسلامیہ کی بدنامی بھی ہو رہی ہے۔ کچھ بھی کہا جائے' مگر حقیقت یہ ہے کہ دُنیوی طبقاتی تقسیم کے باوجود تمام عورتیں بنیادی حقوق کے اعتبار سے شرعاً' اخلاقاً' اور عقلاً برابر ہیں۔

حضرتِ اعلیٰ گولڑویؒ کا گستاخ اور دشمن کون ہے؟

میرے متعلق تو میرے قریبی کرم فرما اور مفتیانِ گولڑہ ایک عرصے سے مخلوقِ خدا

Marfat.com

کو یہ باور کرانے کی کوشش میں مصروف و مبتلا ہیں کہ نصیر الدین، اپنے پردادا حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کا گستاخ ہوگیا، یہ اُن کے علمی مقام کی نفی کرتا اور اُن کے مسلک و مذہب کی تردید کرتا ہے، حالانکہ بفضلہٖ تعالیٰ میں اِس الزامِ غلط سے بَری ہوں۔ میں حضرت گولڑویؒ ایسی نابغۂ عصر اور فاضلِ روزگار ہستی کے علمی مقام کو فقط تسلیم ہی نہیں کرتا، بلکہ اُس کے دفاع و تحفظ میں بھی شب و روز حسبِ مقدور مصروفِ عمل ہوں۔ اِسی لیے میں نے نکاحِ سیّدہ باغیر سیّد کے موضوع پر آج سے تقریباً بیس سال قبل قلم اُٹھایا تھا اور ایک بار پھر اُسی مسئلہ و موضوع کی تشریح و تفہیمِ مزید کے لیے بساط بھر کوشش کر رہا ہوں۔ کیوں کہ میرے پردادا حضرت گولڑویؒ ایک محقق فقیہ اور حنفی المذہب مفتیِ مجتہد تھے، اُنھوں نے عمر بھر حنفی مذہب پر عمل کیا، حنفی ہونے پر فخر کیا اور حنفی مذہب کے مطابق فتوے تحریر فرمائے۔ جب کہ ہمارے مفتیانِ گولڑہ اور کچھ دیگر کرم فرما آپ کے ایک صحیح محقّق، مصوّب اور فقہِ حنفی کے مطابق لکھے ہوئے فتوٰی کی غلط تشریح و توجیہہ کر کے اور اُس سے نہایت ہی غلط استنباط کر کے اربابِ علم اور اصحابِ بصیرت کی نظروں میں حضرت گولڑویؒ کو امامِ اعظم ابوحنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ، امام محمد بن حسن شیبانیؒ اور دیگر ائمہ و فقہائے احناف کا مقابل و مخالف ثابت کرنے کی مذموم کوشش کر رہے ہیں اور یوں حضرتِ گولڑویؒ کو اُن مقتدر ہستیوں کے بالعموم اور امامِ اعظم ابوحنیفہؒ کے بالخصوص مقابل کھڑا کر رہے ہیں۔ جس امامِ اعظمؒ کے بارے میں امام شافعیؒ جیسا مجتہد و فقیہ کہے کہ ''فقہ میں پوری انسانیت امام ابوحنیفہؒ کا کُنبہ

Marfat.com

ہے'' اب اِن دوست نما دُشمنوں کا حضرت گولڑویؒ کو امام ابو حنیفہؒ کے مقابلے میں کھڑا کرنا' اُسی طرح ایک برملا گستاخی ہے' جس طرح کسی شاگرد کو اُس کے اُستاد کے مقابلے میں کھڑا کر دیا جائے۔ یہی تو حفظِ مراتب ہے جو شریعت و طریقت میں نسخۂ اکسیر کا درجہ رکھتا ہے۔ ع

گر فرقِ مراتب نہ کنی زندیقی

مثلاً حضرت گولڑویؒ کے مشہور فتوٰی کے مطابق اگر کوئی لڑکی کسی غیر کفو میں اپنا نکاح اپنے اولیائے اقارب (قریبی ورثاء) کی رضا و اجازت کے بغیر خود بخود کرے' تو ایسا نکاح نہ منعقد ہوتا ہے اور نہ ہی لازم' یعنی اصلاً جائز ہی نہیں' جب کہ امام حسن بن زیادؒ کی ایک روایتِ نادرہ (جو امام ابو حنیفہؒ کی طرف منسوب ہے) کے مطابق ہی یہ فتوٰی صادر کیا گیا ہے اور علمائے احناف کے نزدیک بھی مختار للفتوٰی یہی روایت ہے۔ البتہ ظاہر الرّوایہ کے مطابق ایسا نکاح منعقد تو ہے' مگر لازم نہیں' یعنی لڑکی کے اولیاء قاضی کے پاس جا کر اِس نکاح کو فسخ کرنے کا مطالبہ بھی کر سکتے ہیں۔ یہ دونوں روایتیں حنفی مذہب کی ہیں' ایک مجتہد مفتی حالات و واقعات کی نزاکت کے پیشِ نظر جس روایت پر فتوٰی صادر کرے' دُرست ہے۔ حضرت گولڑویؒ نے صورتِ مسئولہ اور جغرافیائی حالات و واقعات کو ملحوظِ نظر رکھ کر روایتِ نادرہ پر فتوٰی دیا' جو بالکل دُرست اور صحیح ہے' لیکن اِن دوست نما دشمنوں نے آپ کے فتوٰی کا یہ غلط مطلب اخذ کیا' اُسے شائع کیا اور پُوری اُمتِ مسلمہ کو اُس پر کاربند

Marfat.com

کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ کسی لڑکی کا غیر کفو میں نکاح بالکل جائز ہی نہیں، بلکہ حرام اور زنا ہے، چاہے وہ نکاح لڑکی کے ولیِ اقرب کی اجازت و رضا سے ہو اور وہ اپنی لڑکی کا نکاح خود خوشی سے کردے، تو اِس طرح اِن مہربانوں نے حضرت گولڑویؒ کو امام ابوحنیفہؒ کے مقابلے میں کھڑا کرکے، اُنہیں اپنے اُئمہ و اسلاف سے ٹکرا دیا۔ جس سے علمی دُنیا میں حضرت گولڑویؒ کے متعلق غلط فہمیوں اور شکوک وشُبہات کے خدشات پیدا ہو گئے، جنہیں رفع کرنے کے لیے اِس عاجز نے یہ قلمی کاوش کی۔ اب انصاف آپ لوگوں پر ہے کہ حضرت گولڑویؒ کا گستاخ اور دُشمن میں ہوں، جس نے اُن کے نام اور کام پر پڑنے والی شکوک و اعتراضات کی گرد و غُبار کو صاف کیا اور اُنہیں امامِ اعظمؒ کا مقلّد اور مذہبِ حنفی کا ایک سچّا پیرو ثابت کیا یا وہ لوگ اُن کے دُشمن و گستاخ ہیں، جنہوں نے حضرت گولڑوی کی مذہبی حیثیت ہی مشکوک کر کے رکھ دی اور اُنہیں مذہبِ حنفی کا مقلّد ہوتے، کہلاتے ہوئے بھی اُسی مذہب کا مخالف ثابت کر دیا۔

ایک حدیث شریف کے تناظر میں مفتیانِ گولڑہ کا حضرت گولڑویؒ سے حُسنِ سلوک

قارئینِ کرام! یقیناً حضرت گولڑویؒ کے مخالف، دُشمن، گستاخ اور اُن کی روح کو اذیت دینے والے یہی لوگ ہیں، جنہوں نے اُن کے فتوٰی کا غلط مطلب اخذ کیا، اُس کی غلط توجیہہ کی اور حضرت گولڑویؒ کی طرف ایسی بات منسوب کی، جو نہ اُنہوں نے لکھی، نہ سوچی اور نہ عمر بھر اُس پر راضی ہوئے۔ یہی توجیۃُ القولِ بما لا یرضٰی بہِ القائل،

یہی گستاخی اور یہی کسی کو اذیّت دینا ہے۔جیسا کہ ایک حدیث شریف میں ایسی ہی حقیقت آشکار کی گئی ہے۔حدیث شریف یہ ہے:

عن ابی ھریرۃ قال قال رسولُ اللہ ﷺ قال اللّٰہ تعالیٰ کذّبنی ابنُ اٰدمَ ولم یکن لہٗ ذٰلِکَ وَشتمنی ولم یکن لہٗ ذٰلک فامّا تکذیبہٗ ایّا یَ فقولہٗ لن یعیدنی کما بدأنی ولیس اوّلُ الخلقِ باھون علیّ من اِعادتہٖ وامّا شتمہٗ ایّایَ فقولہٗ اتّخذ اللّٰہ ولدًا وانا الاحدُ الصّمدُ الّذی لم اَلِد وَلَم اُولد وَلَم یکن لی کفوًا احد وفی روایۃ ابنِ عبّاس واما شتمہٗ ایّای فقولہٗ لی ولد وسبحانی ان اتّخذ صاحبۃً أو ولدًا رواہ البخاریؒ۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے' اُنہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ابنِ آدم (انسان) نے مجھے جھٹلایا اور اُسے یہ مناسب نہ تھا اور اُس نے مجھے گالی دی' حالانکہ اُسے یہ مناسب نہ تھا۔پس اُس کا مجھے جھٹلانا تو اُس کا یہ کہنا ہے کہ اللہ مجھے دوبارہ زندہ کر کے نہیں اُٹھائے گا' جس طرح اُس نے مجھے ابتداءً پیدا کیا' حالانکہ پہلی بار پیدا کرنا میری ذات کے لیے بہ نسبت دوبارہ اُٹھانے کے زیادہ آسان نہیں (یعنی پہلی بار کسی چیز کو پیدا کرنا میرے لیے مشکل نہیں' تو دوبارہ لوٹانا کیوں کر مشکل ہوسکتا ہے؟) اور لیکن اُس کا مجھے گالی دینا اُس کا یہ کہنا ہے کہ اللہ نے بیٹا بنا لیا' حالانکہ میں یکتا اور ایسا بے نیاز ہوں کہ نہ میں نے کسی کو جَنا اور نہ میں خود جَنا گیا ہوں اور نہ کوئی میرا ہمسر ہے اور حضرت ابنِ عباسؓ کی روایت میں ہے اور بہر حال اُس (انسان) کا مجھے گالی دینا'

مشکوۃ المصابیح' کتاب الایمان' ج 1' ص 14' مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور

اُس کا میرے لیے بیٹا ثابت کرنا ہے' حالانکہ میں پاک تر ہوں اِس بات سے کہ میں بیوی بناؤں یا بیٹا بناؤں۔

نقلِ حدیث کا نتیجہ یہ نکلا کہ جس طرح عیسائیوں کا اللہ تعالیٰ کی طرف مُنزّہ عن الشّرکا ہونے کے باوجود اُبوّت کی نسبت کرنا اور عیسٰی علیہ السّلام کو اُس کا بیٹا قرار دینا اُسے گالی دینا ہے۔ بالکل اِسی طرح حضرت گولڑویؒ کی ذاتِ گرامی کی طرف مفتیانِ گولڑہ کے فتویٰ ھٰذا سے اپنے اخذ کردہ نتائج کا منسوب کرنا آپ کو گالی دینا ہے کیوں کہ حضرت گولڑویؒ کا ذہن مبارک اِن سب مفتیوں کے اخذ کردہ غیر فقہی اور غیر شرعی نقطۂ نظر سے پاک تھا۔

لہٰذا اپنے جدِّ امجد کا گستاخ میں نہیں' بلکہ آپ کے گستاخ اور دوست نُما دُشمن وہ تملّق شعار مفتیان اور نام نہاد علماء و خطباء ہیں' جنہوں نے بعض سادات کی ناپسندیِ طبع کا رُخ دیکھ کر ایک شرعی مسئلہ کا رُخ ہی بدل دیا اور پھر اُسے شریعت کا فیصلہ قرار دے دیا' ایسا کرنا عُلمائے دین کی شان کے سراسر خلاف ہے اور پھر ستم بالائے ستم یہ کہ اپنے اخذ کردہ نتائج کو حضرت گولڑویؒ کا فیصلہ ٹھہرا کر آپ کو اکابر فقہائے احناف کا فریقِ مخالف بنا دیا۔ یعنی ایک طرف صاحبِ مذہب امام ابوحنیفہ اور صاحبینؒ کے وہ دلائل جن پر تیرہ سو سال سے اُمتِ مسلمہ عمل کر رہی ہے اور جن کے فیصلوں اور دلائل کے سامنے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور حضرت معین الدینؒ چشتی ایسے اکابر اپنا سرِ تسلیم خم کیے ہوئے ہیں اور دوسری طرف اِن تملّق شعار مفتیوں نے

Marfat.com

حضرت گولڑویؒ کے فتویٰ کا یہ معنٰی لے کر کہ غیر کفو میں ولیِّ اقرب کی رضا کے باوجود بھی سیّدہ کا نکاح منعقد نہیں ہوتا' گویا حضرت پیر صاحبؒ کو براہِ راست امام ابو حنیفہؒ' صاحبینؒ اور دیگر اکابر فقہائے اُمّت کے مقابلے میں لا کھڑا کیا۔ اب چُوں کہ حضرت پیر صاحبؒ خود کو حنفی المذہب کہلاتے تھے اور امام صاحبؒ و صاحبینؒ کو حُجّت بھی سمجھتے تھے اور خود کو اِن کا خوشہ چین بھی گردانتے تھے' جیسا کہ آپ کی بعض تحریرات سے واضح ہے' تو قارئینِ کرام! انصاف کیجئے کہ آپ کے بعد والے اِن مفتیوں اور مولویوں نے حضرت گولڑویؒ کو امامِ اعظمؒ اور صاحبینؒ کے مقابلے میں لا کر آپ کی اور آپ کی خدماتِ علمیّہ کی کتنی بڑی توہین کی ہے۔ کیا حضرت گولڑویؒ کل قیامت کے دن اِن سب کو معاف کر دیں گے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ حضرت گولڑویؒ تو اپنے آپ کو مذہبِ حنفی کی تقلید پر اِس قدر پختگی سے کاربند سمجھتے تھے کہ میں نے کچھ بزرگ علماء سے سنا کہ جب فتنۂ قادیانیت کے استیصال کے لیے حضرت گولڑویؒ میدانِ عمل میں آئے اور آپ کی علمی شخصیّت کے چرچے ہر طرف ہونے لگے اور مختلف مکاتبِ فکر کے علمائے کرام نے آپ کی تحقیقات پر اعتماد و عقیدت کا اظہار کیا تو ایک غیر مقلّد مشہور مناظر و عالمِ دین نے حضرت گولڑویؒ سے کہا کہ حضرت! آپ کا تو علمی مقام ایسا ہے کہ آپ خود مرتبۂ اجتہاد پر فائز ہیں' پھر آپ کو امام ابو حنیفہؒ کی تقلید کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ حضرت گولڑویؒ نے جواباً فرمایا: میں تو اِس قابل نہیں ہوں' بس یہ آپ کی قدر افزائی ہے' لیکن یہ بات بھی سُن رکھیں کہ آپ کے بقول اگر میں واقعتاً ایسے علمی مقام کا حامل

Marfat.com

ہوں' تو جب مجھ ایسے شخص کو بھی امام صاحبؒ کی تقلید کے بغیر چارہ نہیں اور میں بھی اپنے لیے اُن کی تقلید ضروری سمجھتا ہوں' تو پھر آپ خود اندازہ فرمالیں کہ عوام الناس کے لیے اُن کی تقلید کتنی ضروری ہے اور امام اعظمؒ کا علمی اور اجتہادی مرتبہ کتنا بلند ہوگا؟

امامِ اعظمؒ سے حضرت گولڑویؒ کا اظہارِ عقیدت

اِسی طرح حضرت گولڑویؒ نے اپنی تالیف تصفیہ مابین سُنّی و شیعہ کے آخر میں امام ابوحنیفہؒ کی علمی شان بیان کرتے ہوئے مندرجہ ذیل اقتباس میں اُن سے اپنی عقیدت کا اظہار کس خوبصورت پیرائے میں کیا ہے۔

''امام ابوحنیفہؒ کی علمی شان: امام ابوحنیفہ کوفیؒ سے فقہ و حدیث لینے والوں کے نام بالتفصیل اگر یہاں پر لکھے جائیں' تو ایک کتاب بن جائے جو مُمل اور مُخل ہوگی۔ لہٰذا ہم صرف اُن شہروں کے نام لکھ دیتے ہیں' جن کے اہلیان نے حدیث وفقہ امام صاحبؒ سے لی ہے:

اہلِ مکہ' اہلِ مدینہ' اہلِ بصرہ' اہلِ واسط' اہلِ موصل' اہل الجزیرہ' اہل الرّافقہ' اہلِ نصیبین' اہلِ دمشق اہل الرّملہ' اہلِ مصر' اہل الیمن' اہلِ یمامہ' اہل البحرین' اہلِ بغداد' اہل الاہواز' اہلِ کرمان اہلِ اصبہان' اہلِ حلوان' اہلِ استرآباد' اہلِ ہمدان' اہلِ نہاوند' اہل الرّے' اہلِ قومس والدّامغان اہلِ طبرستان' اہلِ جرجان' اہلِ نیشارپور' اہلِ سرخس' اہلِ مسا' اہلِ مرو' اہلِ بخارا' اہلِ سمرقند اہلِ کیش' اہلِ صنعان' اہل ترمذ' اہلِ بلخ' اہلِ ہرات' اہلِ قہستان' اہلِ بجستان' اہل الرّوم' اہلِ خوارزم

Marfat.com

علاوہ اِن کے ایسے لوگ بھی ہیں' جن کا نامِ نامی کتابوں میں درج ہے اور شہرنا معلوم ہے' ائمۂ اربعہ کے بعد محدّثین وفقہاء وعوام' گزشتہ اور موجودہ زمانہ میں ۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو روئے زمین پر جتنے حنفی' مالکی' شوافع' حنبلی تھے اور ہیں' باستثناء اُن قلیل افراد کے جو بزعمِ خویش اپنے تیئں مستغنی از فقہ سمجھتے ہیں اور عندالحاجت واقعات کے پیش آنے پر کُتبِ فقہ کی پناہ لیتے ہیں ۔علمِ تصوّف کے حقائق و معارف ایسا ہی قال وحال سب کے لیے منتھٰی الیہ آپ ہی ہیں[1]۔"

قارئینِ کرام! حضرت گولڑویؒ عمر بھر جس ہستی کے مذہب سے وابستہ رہے اور جن کی تقلید کا زرّیں قلادہ زیبِ گردن کیے رکھا' اِن عاقبت نا اندیش مفتیان و مولویان نے محض پیرانِ عظام کی شاہانہ طبیعت کو خوش رکھنے کے لیے حضرت گولڑویؒ کو اُسی امام کے بالمقابل لا کھڑا کیا اور یوں حضرت گولڑویؒ کے مذکورہ فتوٰی کو احناف کے درمیان بھی باعثِ نزاع بنا دیا۔

اعترافِ حقیقت

یہ حقیقت بھی اپنے مقام پر تسلیم شدہ ہے کہ اِس متنازعہ فتوٰی کی اُلجھی ہوئی گُتھی کو آج تک نہ سلجھانے کے ذمّہ دار خود ہم لوگ بھی ہیں' کیوں کہ ہم نے دینی علوم کی تحصیل میں اتنا وقت صرف نہیں کیا اور نہ اِن علوم کو اتنا وقت دیا' جتنا ہمارے بزرگوں نے دیا تھا' جس کا نتیجہ آج ہمارے سامنے ہے۔ ہماری زندگی کے اکثر لمحات

[1] تصفیہ مابین سُنّی وشیعہ' ص 89' طبع سوم' سن طباعت 2005ء

Marfat.com

حکومتی و سیاسی رابطوں کی نذر ہو جاتے ہیں۔ پراپرٹی، بینک بیلنس، آمدنی، خرچہ، مال کی تقسیم، پائی پائی کا حساب، چپّے چپّے[1] کی پیائش اور دیگر دُنیوی اُمور ہماری طبعی دلچسپیوں کا مرکز ہیں۔ نہ ہمیں دینی علوم کی تحصیل کا شوق رہا، نہ ہمارے دلوں میں اِن علوم کو حاصل کرنے والوں کی کوئی قدر و منزلت رہی، ہمارا نصب العین صرف دولتِ دنیا کا حصول رہ گیا، اگر رات دن کسی چیز کی ہمیں فکر ہے، تو یہی کہ مز دولت کیسے ہاتھ لگے، ہمارے دلوں میں قریب ترین خونی رشتوں سے بھی بڑھ کر اگ آج کسی چیز کی عزّت ہے تو وہ صرف روپے پیسے کی، گویا رشتوں اور قرابتو کی جگہ مال و زر کی محبّت نے لے لی، حالانکہ بروایتِ حضرت ابو ہریرہؓ حضور علیہ السّلا نے دنیا کی محبّت میں یوں کھو جانے والوں کے لیے یہ الفاظ فرمائے: قال لعن عبدالدینار وعبدالدّ راھم[2] (رواہ الترمذی) یعنی روپے پیسے کا غلام لعنتی ہے ایثار و مؤاخات کے جذبات کالعدم ہو گئے، بڑے چھوٹے کی تمیز جاتی رہی، چارو طرف سے ہمیں حرصِ دنیا نے بری طرح گھیر لیا، دُنیوی اُمور میں ایک دوسرے سے بڑھنے کے جنون نے ہماری راتوں کی نیندیں تک حرام کر دیں اور یوں ہم تکاثر فی الامو کے الفاظِ قرآنی کا مصداق بن کر رہ گئے، عُلماء و صُلحاء اور غریب انسانوں کو تر دینے کے بجائے ہم نے حکومتِ وقت کے اعلیٰ مناصب پر براجمان طبقہ، وڈیرو جاگیرداروں اور امیر لوگوں سے تعلّقات اُستوار کرنے کو ترجیح دی اور اپنے اِس گھٹیا

---

[1] چپّے چپّے کے لفظ پر مجھے اپنی ایک رباعی یاد آ گئی جو میں نے اپنے آپ کو مخاطب کر کے کہی تھی، مگر اس کے اطلاق میں تو ہر انس آتا ہے۔ لہٰذا اسے بغور پڑھیں۔۔

یہ وُسعتِ ماہ و طین دو گز ہی رہی   کُل کر بھی چپّے مکین دو گز ہی رہی

اتنی بڑی جاگیر نے کیا تجھ کو دیا   حصّے میں ترے زمین دو گز ہی رہی

[2] مشکوٰۃ شریف، کتاب الرّقاق، الفصل الثانی، ص 246، مطبوعۃ دار الکتب العلمیہ بیروت

Marfat.com

کو اپنے لیے باعثِ فخر و مباہات سمجھا۔ جب کہ ہمارے درویش منش، فقرِ محمدی کے وارث، غیور اسلافِ ذی وقار ہمیشہ اِن مذکورہ صفاتِ قبیحہ سے طبعًا، قولًا اور عملًا متنفر رہے اور فُقراء و غُرباء اور خَلقِ خدا میں سے غریب اور محتاج طبقہ کے ساتھ اپنی مقدس زندگیاں گزار گئے اور یہ طبقۂ اخیار حضرت پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ السامی کی اُن وصایا پر ہمیشہ سختی سے کاربند رہا، جو آپ نے وفات سے کچھ قبل اپنے تمام بیٹوں کو طلب فرما کر ارشاد فرمائی تھیں۔ ہم یہاں اُن کو قارئین کی فیض یابی کے لیے مع ترجمہ نقل کر رہے ہیں۔

پیرانِ پیر کی اپنے بیٹوں کو قبل از وفات وصایا

اُوصیکَ بِتقوی اللّٰہِ وطاعَتِہٖ ولزوم ظاهر الشرع وسلامة الصّدرِ وسخاء النفس وبشاشة الوجه وبذل النّدی وکف الاذٰی وحمل الاذٰی والفقر وحفظ حرمات المشائخ والعشرة مع الاخوان والنّصیحة للاصاغر والاکابر وترک الخصومة والارفاق وملازمة الایثار و مجانبة الادخار وترک صحبة من لیس من طبقتهم والمعاونة فی امر الدّین والدّنیا اُوصیک ان تصحب الاغنیاء بالتعزّز والفقراء بالتذلّل[1]۔

ترجمہ: میں تمھیں خوفِ خدا، اُس کی اطاعت، ظاہر شرع کی پابندی، صفائیِ قلب، سخاوتِ نفس، کُشادہ روئی (خندہ پیشانی، خوش اخلاقی) فضل و کرم، ایذا رسانی کے ترک، اذیت کی برداشت، تحملِ فقر (بھوک)، آدابِ مشائخ کی حفاظت، بھائیوں سے

[1] کتاب مظہرِ لاریب ترجمہ شرح فتوح الغیب، مترجمین: علامہ محمد منشا تابش قصوری مدظلہ، علامہ محمد یٰسین قادری شطاری مدظلہ 510، طبع اوّل سنِ طباعت فروری 2002ء۔ ناشر: نوریہ رضویہ پبلی کیشنز 11۔ گنج بخش روڈ لاہور

Marfat.com

حُسنِ سلوک، چھوٹوں اور بڑوں کی خیر خواہی، ترکِ خصومت، اختیارِ نرمی، ایثار پر کار بند رہنے، ذخیرہ اندوزی سے اجتناب، صالحین کے علاوہ سے ترکِ ہم نشینی، دین و د... کے اُمور میں باہمی تعاون کی وصیّت کرتا ہوں۔ میں تمہیں یہ بھی وصیّت کرتا ہوں کہ دولت مندوں کے ساتھ خودداری اور وقار و استغناء سے پیش آؤ، جب کہ فُقراء وغُربا کے ساتھ تواضع اختیار کرو (انتھٰی)۔

دنیا کے دامِ محبّت میں شب و روز ہمارے اسیر رہنے کا بظاہر یہ خوش آئند نتیجہ تو ضرور نکلا کہ دنیا اور معاملاتِ دنیا کے ادراک میں بڑے سے بڑا اُخّرانٹ دنیادار بھی آج ہمارا مقابلہ نہیں کرسکتا، مگر افسوس کہ دین کے بارے میں ہماری معلومات نہ ہونے کے برابر ہیں۔

کام کرنے کا یہی ہے ہمیں کرنا ہے یہی

اگر ہم نے دنیا کی طرف کی ہوئی رغبت کے برابر یا اُس سے بھی بہت کم کوشش دینِ مصطفٰی کو پڑھ لینے کے لیے صَرف کی ہوتی تو آج کسی مُلّا اور مفتی کی مدد کے بغیر ہم حضرتِ گولڑویؒ کے اِس فتوٰی کا منشاء فقہِ حنفی کی روشنی میں براہِ راست خود سمجھ گئے ہوتے، مگر ہم نے ہمیشہ مولویوں اور مفتیوں کی علمی خدمات حاصل کرنے ہی پر اکتفا کیا اور یوں خطبہ دینے، اِمامت کرنے، فتوٰی لکھنے، سرِ منبر تبلیغِ دین کے عمل، درس و تدریس کی روایت اور تصنیف و تالیف ایسی اکابر اسلاف کی سنّتوں کو اپنے شایانِ شان نہ سمجھتے ہوئے ازراہِ تحقیر اِسے مُلّا ازم کے کھاتے میں ڈال دیا کہ ہم

تو مشائخ زادے ہیں' ہمارے شایانِ شان تو صرف مجلس آرا ہونا اور صرف اپنی پیری مریدی پر توجّہ رکھنا ہے۔ ہم اپنی شان کے خلاف ایسے اُمور کیوں سرانجام دیں' جب کہ ہمارے اسلافِ کبار اور بزرگانِ ذی وقار محوّلہ بالا سارے کام حسبِ ضرورت ہر دور میں خود کرتے آئے' جن کے ثبوت سے تاریخ کے اوراق بھرے پڑے ہیں' بلکہ اِن میں سے اکثر اُمور حضور سیّدِ عالم ﷺ عمر بھر خود بھی سرانجام فرماتے رہے۔ صُوفیاء میں سے اگر کوئی صوفی اِن اُمور میں سے کسی ایک اَمر پر غلبۂ حال یا کسی اور عُذر کے سبب عمل نہ کر سکا ہو' تو اُس کا عمل نہ کرنا ہمارے لیے حُجّت کا وہ درجہ نہیں رکھتا' جس طرح سیّد عالم ﷺ کا اِن میں سے کسی ایک بات پر عمل فرمانا حُجّت کا درجہ رکھتا ہے۔ نتیجتاً آج ہمارے اسلاف کے وہ تمام مقدّس عہدے اُن علمائے خیر اور مُفتیانِ حق پرست کے پاس چلے گئے' جنہیں ہم نے اپنے شایانِ شان نہیں سمجھا اور یوں ہماری بے توجّہی کے سبب اُنہیں حاصل ہو گئے۔ اب ہم ہر طرح اہلِ علم کے محتاج ہو کر رہ گئے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم ایسے پیر صاحبان مُفتیوں' مولویوں اور خطیبوں کی آؤ بھگت زیادہ کرتے ہیں' کیوں کہ یہی لوگ مریدین کے ہجوم میں ہمارے نام کو چمکانے کا واحد ذریعہ بنتے ہیں۔

درگاہوں سے وابستہ عُلماء و خُطباء کی حالتِ زار

رہا درگاہوں سے وابستہ عُلماء و مُفتیان و خُطباء کا معاملہ' تو اِس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ اِن میں سے اکثر حضرات نے اپنی قدر و منزلت بُری طرح کھو دی ہے۔

Marfat.com

مُنہ سے کہیں نہ کہیں، مگر ہم سب جانتے ہیں کہ یہ ہم پیر لوگوں کا مزاج دیکھ کر مجالس میں بولنے والا طبقہ ہے، جو ہم ایسے پیروں کو عوام الناس میں بہ طورِ خاصانِ حق متعارف کرانے میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ دُنیوی اُمور میں ہمارے تعاون کے بغیر یہ طبقہ نہیں چل سکتا، مصیبت پڑنے پر اِس طبقہ کے مرجع و معاد ہم لوگ ہی ہوتے ہیں۔ مختلف مدارس میں درس و تدریس، دینی مجالس میں خطابات و تقاریر اور دارالافتاء میں فتاوٰی جات کی کمائی سے اپنے اہل و عیال کا پیٹ پالنے والا یہ طبقہ روحانی طور پر انتہائی انحطاط کا شکار ہو چکا ہے۔ اب درگاہوں کے پیر اِس کی ضرورت بن چکے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری نظر میں بھی ایسے عُلماء کے علم کی کوئی قدر و منزلت رہی اور نہ خود اُن کی، ہم جانتے ہیں کہ اِنہیں بہرصورت ہمارے وضع کردہ نظریات یا نقطہ ہائے نظر کا ساتھ دینا ہی ہوتا ہے۔ ہم اپنے دل میں اِن کی اوقات خوب جان چکے ہیں۔ سو اُوپر اُوپر ہی سے اِن کی آؤ بھگت کر کے اور کچھ تحفے تحائف دے کر اِنہیں خوش کیے رکھتے ہیں، تاکہ یہ کم بخت کہیں ہمارے ہی خلاف نہ ہو جائیں اور سرِ مجلس کی جانے والی تعریفات و توصیفات کا بنا بنایا سارا کھیل کہیں بگڑ نہ جائے۔ ہم لوگ بدقسمتی سے اپنی تعریفات سُننے کے بُری طرح عادی ہو چکے ہیں۔ اپنے خلاف کوئی ہلکا سا جملہ یا کسی خطیب کی طرف سے دورانِ خطاب اپنے خلاف اشارۃً بھی کوئی لفظ برداشت کرنے کا ہم میں حوصلہ نہیں رہا۔

لہٰذا اے علمائے اُمّتِ مسلمہ! اگر واقعی آپ لوگ باضمیر عالمِ دین ہیں تو اپنے مشائخ

Marfat.com

کے مُنہ پر ذرا کلمۂ حق کہہ کر دیکھیں کہ کیا وہ اب بھی آپ کے ساتھ پہلے ہی والا برتاؤ کرتے ہیں یا نہیں؟ بات کُھل کر سامنے آ جائے گی۔ معذرت کے ساتھ عرض ہے کہ اگر آپ میں سے کچھ لوگ ذہنی طور پر نہایت پست اور گھٹیا واقع ہوئے ہیں' تو کوئی بات نہیں' ایسا ہوتا آیا ہے' مگر ایسے افراد سے گزارش یہ ہے کہ بیشک وہ ذہنی طور پر گھٹیا رہیں اور کھل کر ہم ایسے پیروں کی خلوت و جلوت میں جا و بے جا تعریفات کے پُل باندھ کر ہم سے اور ہمارے عقیدت مندوں سے دُنیوی مفادات حاصل کرنے میں کوشاں رہیں' لیکن خدارا قرآن و سُنّت اور علومِ اسلامیہ کی یوں بے قدری و بے وقعتی کا سبب تو نہ بنیں۔ کیوں کہ آپ میں سے بعض لوگ ذہنی طور پر گھٹیا تو ضرور ہو سکتے ہیں' مگر اُن بعض کے ذہن میں علومِ اسلامیہ کی جو دولت موجود ہے' وہ تو کسی طرح گھٹیا نہیں کہی جا سکتی۔

عُلمائے کرام کی خدمت میں ایک مخلصانہ مشورہ

لہٰذا عُلماء و خُطباء و مفتیانِ والا تبار کو فقیر کا ناقص مشورہ یہی ہے کہ اگر آپ کچھ جانتے ہیں تو اُسے بزورِ علم منوائیں اور اگر کچھ نہیں جانتے تو خواہ مخواہ کی اِس ٹیں ٹیں سے باز آ جائیں۔ قرآن و سُنّت اور شرعی مسائل میں بے جا تاویلات پیش کر کے اپنے کم مطالعہ پیرانِ عظام کے ذہن میں اُبھرنے والے کسی کمزور نقطۂ نظر کو محض اُن کی خوشنودی کے لئے شریعت کے مطابق قرار نہ دیں۔ دنیا کی یہ فانی زندگی تو ایک نہ ایک دن ختم ہو جائے گی اور پھر آپ سب کو اللہ ربُّ العزّت اور

Marfat.com

کملی والے آقا ﷺ کے سامنے حاضر ہو کر دنیا میں اپنے اِس سارے کیے دھرے کا مکمل حساب دینا ہوگا۔ اُس وقت آپ کو کپڑوں کے جوڑے' مٹھائیوں کے ڈبے اور بند لفافے دینے والے ہم ایسے پیر آپ کے کچھ بھی کام نہ آسکیں گے۔ خدارا ہمارے غلط جھانسوں میں نہ آئیں۔ ہم صرف گرجتے ہیں' مگر برستے بہت کم ہیں' دکھاتے سب کچھ دینے کی طرح ہیں لیکن دیتے کچھ نہ دینے کی طرح' سنتے پُوری توجہ سے ہیں مگر کرتے کراتے کچھ بھی نہیں' آپ کی طرف دیکھ کر مسکراتے ضرور ہیں' مگر وہ بھی بہت گہرے اور دُوررَس مقاصد کے پیشِ نظر' کبھی کبھی آپ سے تھوڑا بہت مالی تعاون بھی کر دیتے ہیں' تاکہ آپ کو اِس کی لت پڑی رہے۔آپ کے ساتھ ہم نہایت حُسنِ اخلاق کے ساتھ پیش آتے ہیں' مگر محض آپ کے قلم اور آپ کی زبان کے شر سے بچنے کے لیے۔ جب آپ سرِ مجلس ہماری بے جا تعریف کرتے ہیں تو ہم اپنے دل میں کہہ رہے ہوتے ہیں' شاباش! ہمارے پڑھائے ہوئے طوطے! بولے جا' تو بہت اچھی بولیاں بولتا ہے۔ اللہ تجھے جزائے خیر دے' اِس دعا کے علاوہ ہمارے پاس تجھے دینے کو رکھا ہی کیا ہے۔

لہٰذا اے مفتیو! مولویو! خطیبو! ہم ایسے پیروں کا آپ سے تو یہ برتاؤ اور آپ ہیں کہ ہمارے لیے شریعتِ مصطفیٰ تک کو داؤ پر لگائے بیٹھے ہیں۔ خدارا جاگیے' اپنی آخرت کی فکر کیجیے' اپنے اپنے ایمان بچایئے' اپنے علم اور اپنے آپ کو یوں بے توقیر نہ ہونے دیجئے۔ جہاں تک بندہ کی ذات کا تعلّق ہے تو مجھے آپ کی

Marfat.com

تعریف و توصیف کی مطلقاً احتیاج نہیں' بلکہ آپ کا مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا ہی میرے لیے کافی ہے۔ ویسے میں تو سرِ مجلس اپنے خلاف سخت سے سخت جملے سننے کا پرانا عادی بھی ہوں۔ چوں کہ میں خود بھی اِس میدان کا آدمی ہوں' لہٰذا میرے لیے یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں' جس سے مجھے کسی قسم کا خوف ہو' مگر شرط یہ ہے کہ مجھ پر تنقید کرنے کے بعد اُسی مجلس میں مجھے بھی جواب دینے کا موقع دیا جائے اور اُسی مجلس میں میرے جواب بھی سُنے جائیں' لُطف تو پھر آئے۔ بقولِ بندہ ۔

حضرت زاہد بھی ساقی سے ملا لیتے جو آنکھ
ڈگمگاتا زُہد' توبہ نذرِ ساغر دیکھتے
دور سے کیا ہو سکے گا ان کو اندازہ نصیرؔ
میرا عالم وہ مرے نزدیک آکر دیکھتے

لہٰذا ایسے خطباء پر واضح ہو کہ اگر اُن کے نزدیک مجھ میں کچھ نقائص ہیں تو میرے ہم رشتہ دوسرے افراد کو تمام نقائص و معائب سے بالاتر کیوں کر سمجھا جائے۔ کیا وہ سب فرشتے ہیں؟ انصاف کا تقاضا تو یہی ہے کہ اگر تنقید کرنا ہے تو پھر اجتماعی تنقید کی جائے' جس میں بندہ کے ساتھ دوسرے ہم رشتہ بھی شریک ہوں۔ اگر اُن پر تنقید کا مواد خطبائے کرام کے پاس موجود نہ ہو تو بندہ یہ خدمت سرانجام دینے کے لیے تیار ہے اور سارے مواد کی فراہمی کی ذمہ داری اپنے سر لیتا ہے۔ نشان دہی بندہ کرے گا' بولیے آپ۔ پھر دیکھئے کہ آپ کو مجالس میں یوں کرسی پر بٹھا کر بولنے کی

Marfat.com

اجازت کون دیتا ہے اور آپ کے ایسے نشتروں بھرے خطاب سننے کا ہم میں سے حوصلہ کون رکھتا ہے؟ معلوم ہوا کہ درگاہوں میں آپ کی یہ ساری آؤ بھگت اور آپ ہی سے مخصوص اِس حقِ خطابت کا مرکزی مقصد صرف ہمارا اپنے لیے تعریفی کلمات سُننا ہوتا ہے۔ بزرگوں کے تذکرے کی آڑ میں یہ سارا کھیل کمال ہوشیاری سے کھیلا جاتا ہے' تاکہ حاضرینِ مجلس کے دلوں میں ہماری عقیدت راسخ ہو جانے کے ساتھ رُو بہ ترقّی بھی رہے۔ اگرچہ مجالسِ اعراس کے انعقاد سے ہمارے ذی وقار اسلاف کا واحد مقصد قرآن و سُنّت اور اکابر علماء و اولیاء کی تعلیمات کو عام کرنا اور صاحبِ مزار کی علمی' دینی اور ملّی خدمات کو خراجِ عقیدت پیش کرنا مقصود ہوتا تھا' مگر افسوس کہ اب معاملہ اِس کے بالکل برعکس ہو گیا ہے' چنانچہ اب ایسی روحانی مجالس کا اہتمام محض اپنی تعریف و توصیف بیان کرانے کی غرض سے کیا جاتا ہے۔ ہماری خودغرضی کا عالم یہ ہو چکا ہے کہ ہمیں اپنے بزرگوں کے علم و فضل اور اُن کے دیگر کمالات کے تذکرے سُننا اِس لیے بھی مرغوب ہوتے ہیں کہ سامعین پر اُن کے نہایت مثبت اثرات مرتّب ہوتے ہیں' جن کا ریٹرن اضافہ عقیدت' نذر و فتوح اور دیگر دنیوی فوائد کی صورت میں ہمیں کو ملتا ہے۔ مگر جب اِنہی کمالات و فضائل کی نسبت کسی دیگر صاحبِ کمال کی طرف ہو جائے تو ہم اُس میں چنداں دلچسپی نہیں لیتے' بلکہ کئی طرح کی خامیاں بھی نکال لیتے ہیں' کیوں کہ اِس کا ریٹرن ہمیں نہیں مل رہا ہوتا۔ گویا بزرگوں اور اہلِ کمال کی تعریف و توصیف پسند کرنے اور سُننے میں بھی ہمارے

Marfat.com

ذاتی لالچ کا دخل ہوتا ہے اور یوں ہم اِس کارِ خیر تک میں مخلص نہیں ہوتے۔ ع

فریاد از درازیِ خوابِ گرانِ ما

سو اے مفتیو! مولویو اور خطیبو! یہ ہے آپ کی ساری آوَ بھگت اور آپ کو درگاہوں میں منصبِ خطابت پر فائز کرنے کا مختصر خاکہ اور فلسفہ۔ اب آیئے دوبارہ اپنے موضوع کی طرف آتے ہیں۔

کفاءت کا اعتبار درجۂ استحباب کے سوا کچھ نہیں

جیسا کہ کفاءت کے سلسلے میں ہم اپنے مقام پر ائمۂ اربعہ کے مواقف لکھ چکے ہیں۔ یہاں بطورِ خاص ایک اہم بات کی طرف اپنے قارئینِ کرام کی توجّہ مبذول کرانا چاہتے ہیں کہ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ مسئلہ کفاءت نکاح کے لیے فرض یا واجب کا درجہ رکھتا ہے' ایسی کوئی بات نہیں۔ جن احادیث میں کفاءت کا مسئلہ ملتا ہے' وہ صرف معاشرتی نظام میں جنگ و فساد کے بجائے امن و مصالحت کی فضا قائم رکھنے کے لیے مذکور ہوا۔ جہاں یہ اندیشہ نہ ہو' وہاں نکاح کے لیے مومن اور مومنہ کا ایمان ہی کفاءت کے لیے کافی ہے' جیسا کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے خود ایسے نکاح اپنے حکم سے کروائے' جہاں نسبی قرابت نہ تھی۔ یہی وجہ ہے کہ امامِ مالکؒ کفاءت کے سرے سے قائل ہی نہیں۔ اُن کے نزدیک زوجین کے درمیان نکاح کے لیے کفاءتِ ایمانی کافی ہے۔ اگر ہر حالت میں کفاءتِ نسبی کا اعتبار فرض یا واجب کا درجہ رکھتا تو امام مالکؒ جیسے عظیم فقیہ سے یہ توقع کیسے ممکن تھی کہ وہ فرض یا واجب

Marfat.com

کو ترک فرماتے ہوئے صرف کفاءتِ ایمانی کو نکاح کے منعقد ہو جانے کے لیے کافی سمجھتے۔ہم اِس کے باوجود اپنے امام حضرت ابو حنیفہؒ کے اعتبارِ کفاءت کے نہ صرف قائل ہیں' بلکہ اِس پر زور دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ کفاءت کا اعتبار ضروری ہے۔مگر اِس کے ساتھ یہ بھی واضح کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ رضائے اولیاء کی صورت میں غیر کفو میں نکاح جائز اور نافذ و لازم ہو جاتا ہے' چاہے وہ سیّدہ کا ہو یا غیر سیّدہ کا' کیونکہ حقِ کفاءت اور حقِ اعتراض یہ دونوں لڑکی کے اولیاء کا حق ہے جیسا کہ کُتبِ فقہِ حنفی سے ثابت ہے۔کفاءت کے سلسلے میں ایک نکتہ ہمیشہ ذہن میں رکھنا چاہیے کہ کُتبِ فقہ میں جہاں بھی یہ جملہ آئے کہ فلاں خاندان فلاں خاندان کا کفو ہے یا نہیں ہے' تو اِس کے معنٰی یہ ہوتے ہیں کہ وہ خاندان جو آپس میں کفو قرار دیئے گئے ہیں' اگر اُن میں سے کسی لڑکی اور لڑکے کا نکاح آپس میں ہو جائے یعنی وہ بغیر رضائے اولیاء کے خود کریں' تو اولیاء کو ایسا نکاح فسخ کرانے کا کوئی حق نہیں یعنی وہ نکاح منعقد بھی ہو گیا اور لازم بھی' کیوں کہ یہ نکاح کفو میں ہے اور اگر کوئی لڑکی اپنے کفو والے خاندان کے علاوہ کسی ایسے خاندان کے لڑکے سے ولیِ اقرب کی رضا کے بغیر نکاح کرتی ہے جو خاندان لڑکی کے خاندان کا کفو نہیں سمجھا جاتا' تو لڑکی کا ولی قاضی کے پاس جا کر یہ نکاح تڑوانے کا حق رکھتا ہے۔چاہے لڑکی سیّدہ ہاشمیّہ ہو یا کسی بھی دوسرے خاندان کی ہو۔فقہ کا علم کم ہونے کے سبب جب لوگ یہ سنتے ہیں کہ فلاں خاندان فلاں خاندان کا کفو نہیں تو اِس سے یہ غلط فہمی

اُن کے ذہن میں پیدا ہو جاتی ہے کہ چوں کہ یہ دونوں خاندان آپس میں ہم کفو نہیں تو شرعاً اِن میں نکاح ہو ہی نہیں سکتا' چاہے لڑکی کا ولیِ اقرب اور لڑکی راضی بھی ہو۔ یہ بات قطعاً اور صریحاً غلط اور بے بنیاد ہے۔ گویا تمام اَئمّہ کا اِس پر اتفاق ہے کہ نکاح کے لیے لڑکی اور لڑکے کا با ایمان ہونا پہلی شرط ہے اور اِس کے بعد اُن دونوں کی باہمی رضا مندی اور محض جنگ وفساد سے بچنے کے لیے ولیِ اقرب کی رضا ضروری ہے' تاکہ کل کوئی مسئلہ کھڑا نہ ہو جائے۔ اِس بیان کردہ اُصول کو ہمیشہ ذہن میں رکھیے اور ایسے تمام مفتیوں کی غلط تاویلات اور شکوک وشُبہات میں ڈالنے والی ہر منطق اور ذاتی نظریات کو ردّی کی ٹوکری میں ڈالتے جایئے۔ شریعت نے کسی بھی مسئلے کو مبہم نہیں رکھا' بلکہ یہاں قَدتَّبَیَّنَ الرُّشدُ من الغیّ کا معاملہ ہے۔ خواہ مخواہ اپنے ذہن کو اِن کاسہ لیس مفتیوں کی کمزور فقاہت کی بھینٹ نہ چڑھایئے۔ بقولِ راقم الحروف

ہیں جاہ کے بُت ، یہ مذہبی جاہ نُما　　　اب رہ گئے خود نُما' نہ اللہ نُما
ہاتھوں میں اُٹھائے رکھ شریعت کا چراغ　　　گمراہ بھی کر دیتے ہیں یہ راہ نُما

سلسلۂ نکاحِ سیّدہ باغیر سیّد' تین اہم فتوے

قارئینِ کرام! ہم نے اِس کتاب میں بحمد اللہِ تعالیٰ کتاب وسُنّت' اَئمّۂ مجتہدین اور فقہائے اِسلام کے ناقابلِ تردید دلائل و براہین کے ساتھ سَیر حاصل گفتگو کر لی اور نکاحِ سیّدہ باغیر سیّد کے تمام پہلوؤں کو دلائل کی روشنی میں اُجاگر کر دیا۔ اب آخر میں تین عدد فتاویٰ کو شاملِ کتاب کر کے اِتمامِ حُجّت کر رہے ہیں۔ جن سے ہمارے

Marfat.com

موقف کی مزید وضاحت وتوثیق ہوگی۔

پہلا فتوٰی (حضرت مولانا احمد رضا خان فاضلِ بریلویؒ کی تحقیق)

مسئلہ نمبر 440: مرسلہ حاجی مُوسٰی عربی 3 ذیقعدہ 1323ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اِس بارے میں کہ ساداتِ کرام بیبیوں سے غیر قوم غیر سیّد مثل شیخ، مُغل، پٹھان وغیرہ کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: سیّد ہر قوم سے نکاح کر سکتے ہیں اور سیدانی کا نکاح قریش کے ہر قبیلہ سے ہوسکتا ہے' خواہ علوی ہو یا عبّاسی یا جعفری یا صدّیقی یا فاروقی یا عثمانی یا اُموی۔ رہے غیر قریش جیسے انصاری' یا مُغل یا پٹھان اِن میں جو عالمِ دین معظّمِ مسلمین ہو' اُس سے مطلقاً نکاح ہوسکتا ہے' ورنہ اگر سیدانی نابالغہ ہے اور اُس غیر قریش کے ساتھ اُس کا نکاح کرنے والا ولی باپ یا دادا نہیں تو نکاح باطل ہوگا' اگرچہ چچا یا سگا بھائی کرے اور اگر باپ دادا اپنی کسی لڑکی کا نکاح ایسے ہی پہلے کر چکے ہیں تو اب اُن کے کیے بھی نہ ہوسکے گا اور اگر بالغہ ہے اور اُس کا کوئی ولی نہیں تو وہ اپنی خوشی سے اُس غیر قریشی سے اپنا نکاح کر سکتی ہے اور اگر اُس کا کوئی ولی یعنی باپ' دادا' پردادا اُن کی اولاد ونسل سے کوئی مرد موجود ہے اور اُس نے پیش از نکاح اُس شخص کو غیر قرشی جان کر صراحۃً اُس نکاح کی اجازت دے دی' جب بھی جائز ہوگا' ورنہ بالغہ کا کیا ہوا بھی باطلِ محض ہوگا' اِن تمام مسائل کی تفصیل دُرِّ مختار و ردّ المحتار وغیرہ ہما

Marfat.com

کتبِ معتمدۂ مذہب اور فقیر کے فتاوٰی میں متعدّد جگہ ہے۔واللہ سبحانہٗ وتعالٰی اعلم

(ملاحظہ ہو فتاوٰی رضویہ امام احمد رضا بریلوی قدس سرّہٗ ج 11 ص716 ناشر رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ اندرونِ لوہاری دروازہ لاہور پاکستان)

دوسرا فتوٰی (از فتاوٰی دارالعلوم دیوبند)

سوال نمبر **1198**: سیّدزادی کے ساتھ غیر سیّد کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: دُرِّمختار میں ہے:ویُفتٰی فی غیرِ الکفو بعدمِ جوازِہٖ اصلاً الخ

اگر سیّدزادی بالغہ اپنا نکاح اپنی رضاء واجازت سے غیر کفو میں کرے، بدونِ اجازت اپنے ولی کے تو یہ جائز نہیں ہے اور اِس پر فتوٰی ہے اور اگر ولی کی اجازت سے کرے تو وہ نکاح صحیح ہے۔کذافی الشامی جلد 2 (یہ واضح رہے کہ غیر سیّد سے مراد اگر شیخ، صدّیقی، فاروقی، عثمانی ہے تو یہ نکاح دُرست ہے، کیوں کہ یہ سیّد کے ہم کفو ہیں۔ہاں عجمی النّسل ہو تو جائز نہ ہوگا۔ظفیر)

(ملاحظہ ہو فتاوٰی دارالعلوم دیوبند ج8 ص205 مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان پاکستان)

تیسرا فتوٰی (محرّرہ قاضی غلام گیلانی موضع شمس آباد ضلع کیمبل پور)

(مصدّقہ مفتیان وعلمائے کثیرہ)

سوال: سیّدزادی بالغہ صحیح نسب والی کا نکاح کسی دوسرے شخص سے، جو کہ اوس کا کفو نہیں حسب ونسب میں اوس کے برابر نہیں، بلا رضائے ولی کے درست ہے یا نہیں؟

بیّنوا وتوجروا

الجواب: ظاہرِ روایت میں تو نکاح دُرست ہے، مگر اوس کے ولی کو اوس کے توڑ وادینے کا اختیار ہے اور نوادر کی روایت میں اوّل ہی سے نکاح باطل ہے اور اِسی پر فتوٰی ہے دونوں روایتوں کو صاحبِ ہدایہ نے بیان کیا ہے: قال فی شرح الوقایہ وروی الحسن عن ابی حنیفۃؒ عدم جوازہٖ أی عدم جواز النّکاح من غیر کفوء وعلیہ فتوٰی قاضی خان قال فی الـجـلـپـی قولہٗ وفی روایۃ الحسن عن ابی حنیفۃؒ لا ینعقد أی یجوز النّکاح ان کـان کـفـؤاوالّا لا یجوز اصلًا وھو المختار للفتوٰی لفساد الزّمان قال شمس الأئمۃ السّـرخسـی وروایۃ الـحسـن اقـرب الـی الاحتیـاط اقول انسد علیھا باب التّزویج من غیرہ کفوء الخ دُرِّ مختار کی طحطاوی میں ہے (قولہٗ وھو المختار للفتوٰی)لانّہٗ لیس کُـلّ قـاضٍ یـعـدلُ ولا کـل ولـی یـحـسـن المرافعۃ والجثو بین یدی القاضی مذلّۃ فسـدالبـاب بـالـقـول بـعـدم الانعقـاد اصلًا بحر اور ایسا ہی شامی و فتح القدیر وحموی و سعید یات و دُررِ غرر و عالمگیری و بنایہ و واقـعات المفتین' فتـاوٰی برھنہ' فتاوٰی کاملیہ لسـان الحکام' فتاوٰی غیاثیہ' فتـاوٰی خلاصـۃ ابو الـمکارم' جامع الرّموز' عنایہ فتاوٰی مہدیہ' شرحِ الیاس وغیرہا میں مذکور ہے من شـاء الاطّـلاع فـلیلاحظھا اور ظاہرِ روایت بہ سبب چند اُمور کے بہت جگہوں میں ترک ہو جاتی ہے۔

کما لا یخفٰی علی العالم الماھر علّامہ شامی نے نشر العرف میں چالیس قدر مقام ایسے بیان کئے ہیں، جن میں ظاہرِ روایت متروک ہے اور آخر میں فرمایا: فھٰذا کُلّہٗ وامثـالـہٗ دلائـل واضـحۃ عـلـی انّ الـمفتی لیس لہ الجمود علی المنقول فی کتب

Marfat.com

ظاہرِ الرّوایة من غیر مراعاۃ الزّمان واھلہٖ والاّ یضیع حقوقًا کثیرۃ ویکون ضررہٗ اعظم من نفعہٖ الخ

یہ جواب اگر صحیح ہو' تو دستخط فرما دیجیے اور اگر غلط ہو' تو غلطی کی وجہ بیان فرمائیے۔

قاضی غلام گیلانی موضع شمس آباد ضلع کیمبل پور

(ملاحظہ ہو: رسالۂ حقّ الایضاح فی شرطیّة الکفو للنّکاح مطبوعہ 1334ھ' ص57)

نوٹ: قارئینِ کرام! محوّلہ بالا تیسرے فتوے کی تصدیقات حاصل کرنے کے لئے محررِ فتویٰ مفتی قاضی غلام گیلانی شمس آبادی نے اُس وقت کے ہندوستان بھر کے چیدہ چیدہ عُلمائے کرام ومفتیانِ عظام کی طرف اپنا فتویٰ ارسال کیا' جیسا کہ محوّلہ بالا فتویٰ کے آخری الفاظ سے اندازہ ہو رہا ہے' تو بیسیوں عُلماء ومُفتیان نے اِس کی تصدیق کی' سب سے پہلے علمائے دیوبند کے سرخیل اور دارالعلوم دیوبند کے مفتی مولانا عزیز الرحمٰن صاحب دیوبندی نے جوابًا تصدیق مندرجہ ذیل الفاظ میں فرمائی "الجواب صحیح سیّدہ بالغہ نے اگر غیر کفو میں اپنا نکاح بلا رضائے ولی کیا ہے' تو بے شک موافق روایتِ مفتٰی بہا کے نکاح اوس کا صحیح نہیں ہے اور اگر برضائے ولی کیا ہے یا اوس کا ولی نہیں ہے یا کفوء میں نکاح کیا ہے تو صحیح ہے کما فی الشّامی واما اِذا لم یکن لھا ولی فھو صحیح نافذ مطلقًا اتّفاقًا کما یأتی الخ عزیز الرحمٰن مفتی مدرسۂ دیوبند۔

اِس کے بعد دیگر اہم ترین شخصیات نے اِس جواب اور فتویٰ کی تصدیق کی' جن میں سے چند حضرات کے اسمائے گرامی یہ ہیں اور عکسِ رسالہ وفتویٰ مع اسامی ومواہیر

Marfat.com

بھی ہم نے اپنی کتاب کے آئندہ صفحات میں دے دیا ہے۔ ملاحظہ کرلیں۔

اسمائے گرامی مصدّقینِ فتویٰ مذکورہ بالا

1: مولانا مولوی فضل حق صاحب مدرّس اوّل رام پور ریاست (انڈیا)

2: مولانا لطف اللہ صاحب (علیگڑھی)

3: مولوی عبدالعلی صاحب

4: حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی بریلی شریف

5: مولانا حامد رضا خان صاحب بریلوی بریلی شریف

6: مولانا امجد علی صاحب حکیم و مہتمم مطبع اہلِ سنّت و جماعت بریلی شریف

7: مولانا مصطفیٰ رضا خان صاحب بریلی شریف

8: مولانا سیّد محمد ابراہیم صاحب دہلی

9: مولانا مولوی جناب مستطاب حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑہ

10: مولوی غازی صاحب گولڑہ

نتیجۂ نقلِ فتاوٰی

قارئینِ کرام! اِن محوّلہ بالا تین فتووں سے نکلنے والا نتیجہ بدیہی ہے۔ اگر سیّد اپنے غیر کفو یعنی غیر قریشی و غیر عالمِ دین سے اپنا نکاح بغیر رضائے اولیاء کے کرتی ہے، تو وہ ظاہر روایت کے مطابق منعقد ہو جاتا ہے، مگر لازم نہیں ہوتا، جب کہ روایتِ نوادر کے مطابق ایسا نکاح منعقد ہی نہیں ہوتا اور اگر کوئی سیّدہ اپنے کفو یعنی

Marfat.com

سیّد فاطمی، قریشی ہاشمی، قریشی صدیقی، فاروقی، عباسی، عثمانی، اموی یا کسی غیر قریشی عجمی مغل، پٹھان، ارائیں عالمِ دین کے ساتھ بہ رضائے اولیاء یا بغیر رضائے اولیاء کے اپنا نکاح کرتی ہے تو وہ بالکل منعقد، صحیح اور لازم ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

رسالۂ حق الایضاح فی شرطیّۃ الکفو للنّکاح کا عکس

مسوّدہ

Marfat.com

فتوی کا عکس

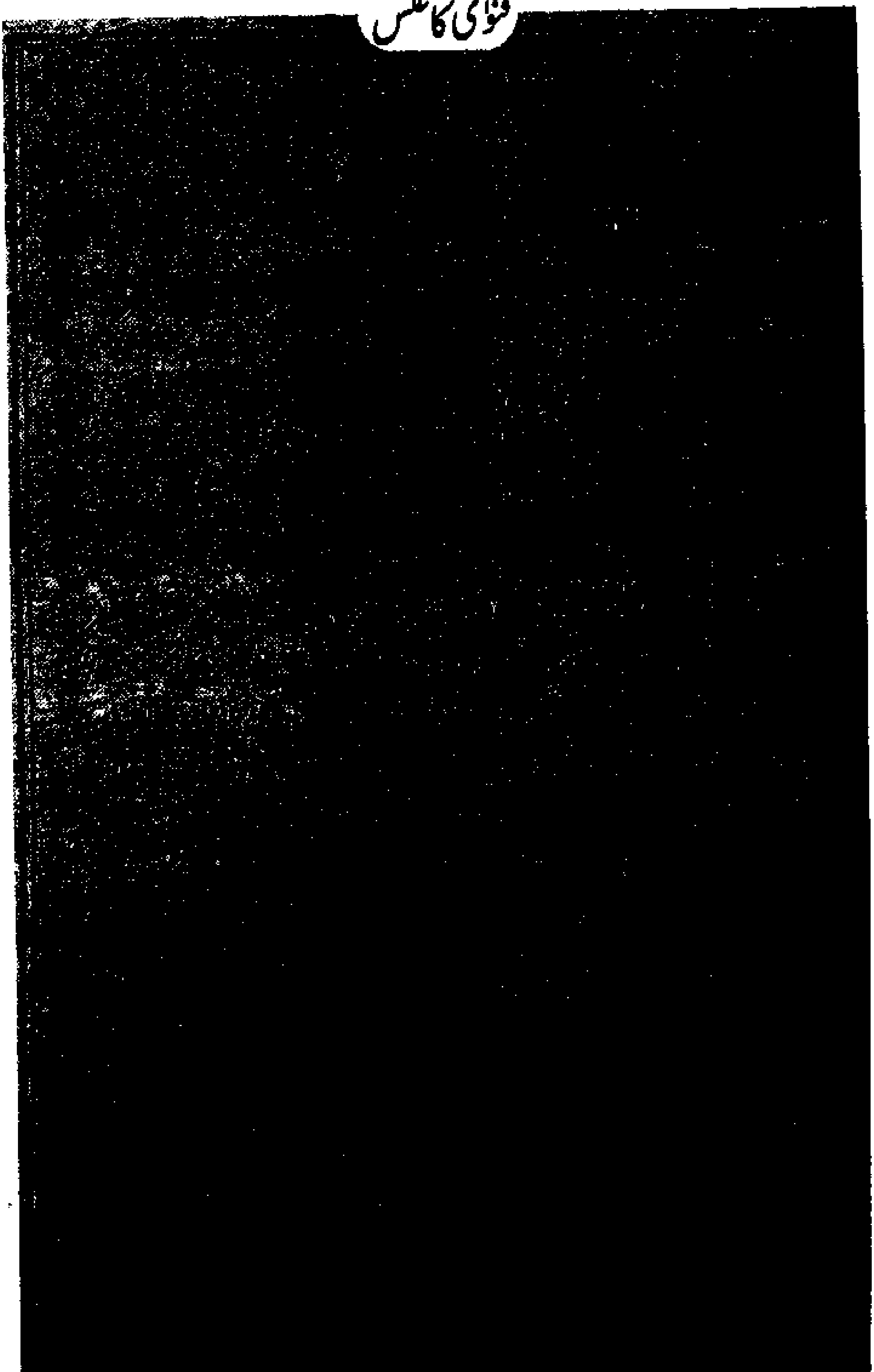

Marfat.com

مواہیرِ علماء کے ابتدائی صفحے کا عکس

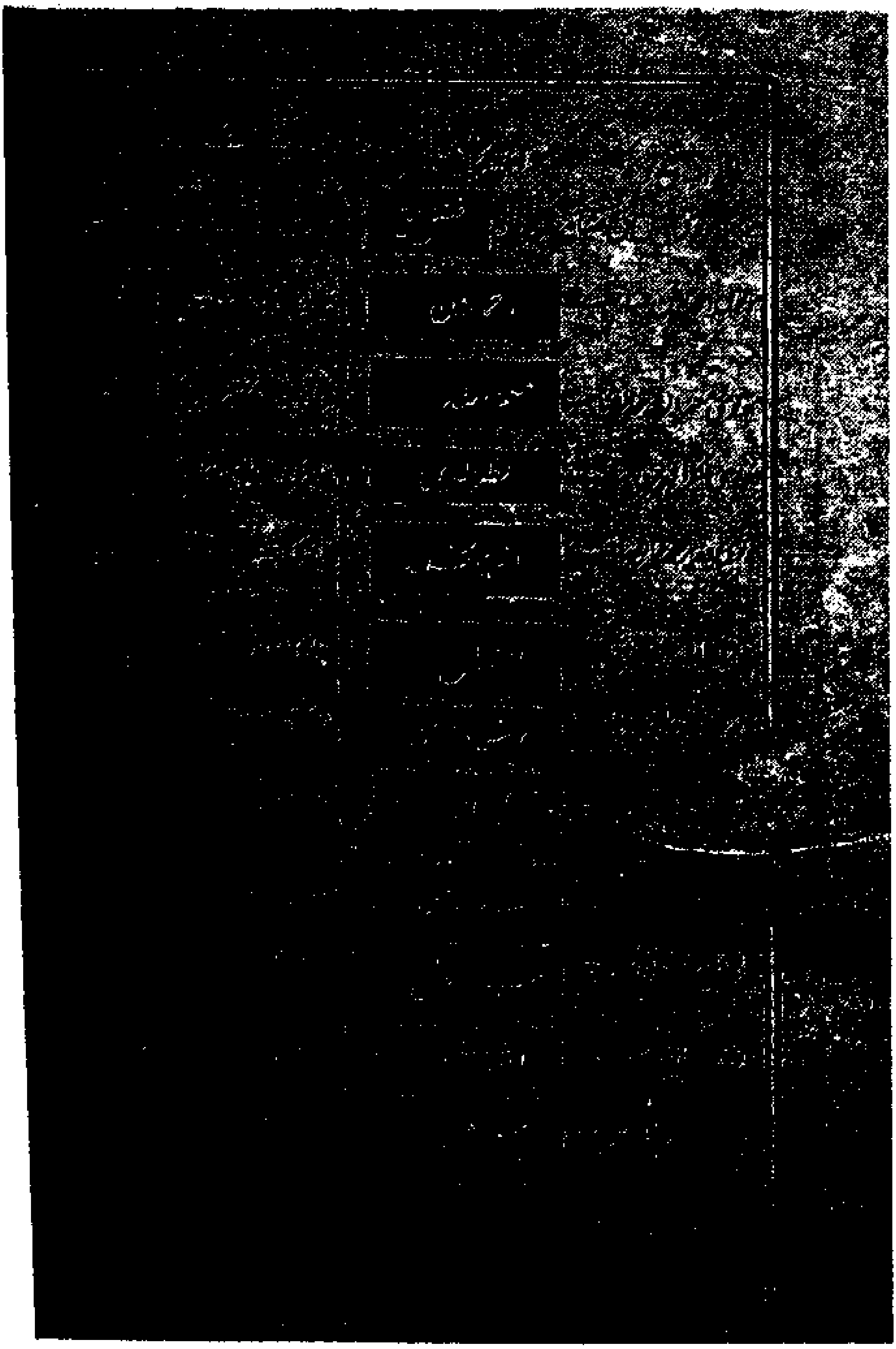

Marfat.com

مواہیر علماء کے اختتامی صفحے کا عکس

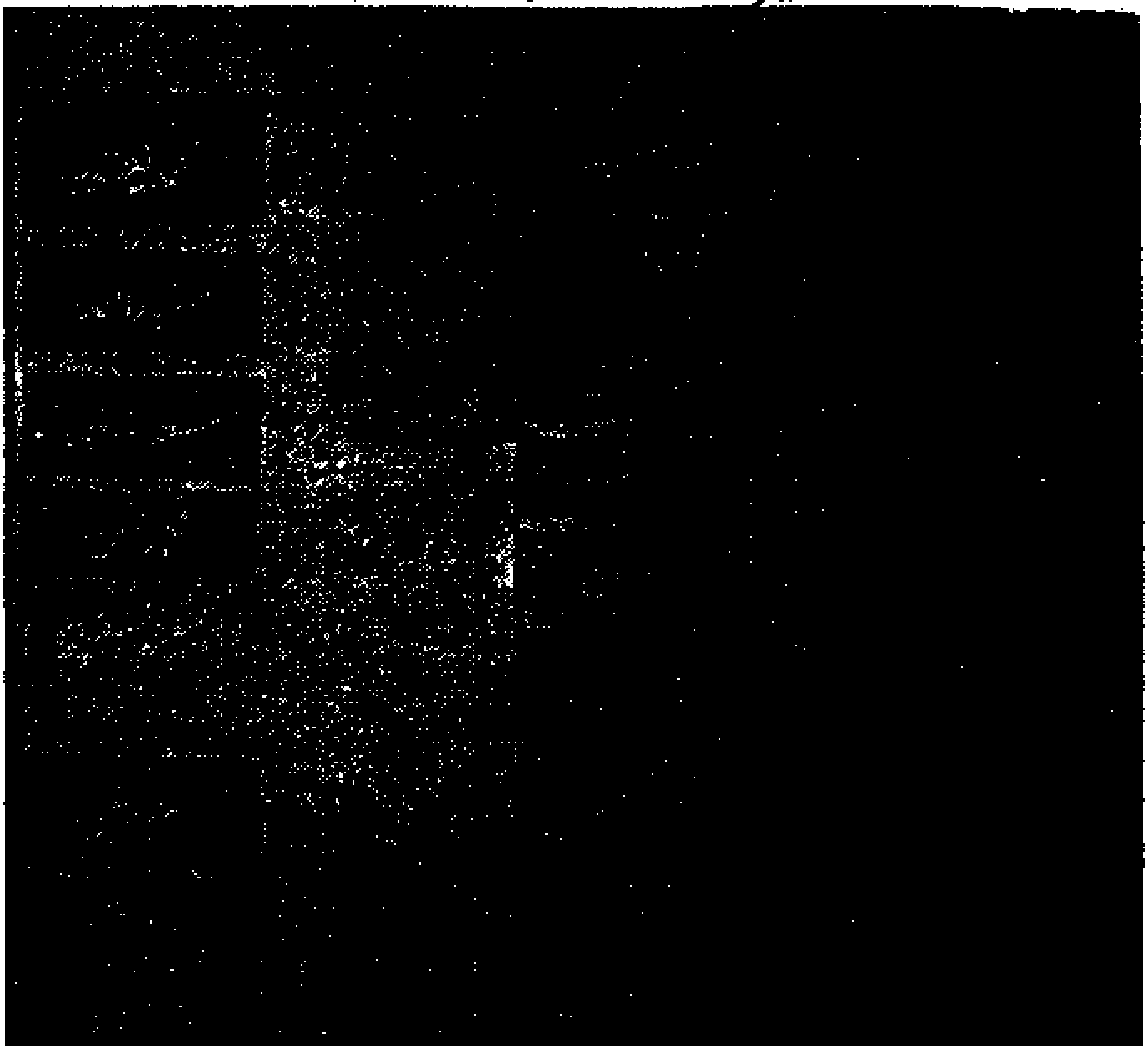

قارئینِ کرام! بندہ نے اپنی اِس کتاب میں کچھ نام نہاد مفتیان کی سرکوبی کرتے ہوئے اُنہیں بار بار متنبہ کیا' تاکہ وہ اِس ذمہ دارانہ اور حساس منصب کی نزاکتوں اور ذمہ داریوں کا احساس و ادراک کریں۔ اِسی مقصد کے پیشِ نظر آخر میں امامِ اعظم ابوحنیفہؒ کی چند وصایا بھی پیش کی جا رہی ہیں۔

امام ابویوسفؒ کے لیے امام ابوحنیفہؒ کے وصایا

سرخیلِ مفتیانِ اُمت حضرت امام ابوحنیفہؒ نے بہ سلسلۂ آدابِ فتوٰی اپنے شاگرد اور بغداد کے چیف جسٹس حضرت امام ابویوسفؒ کو جو وصایا فرمائی تھیں' اُن کا تفصیلی ذکر کُتبِ تاریخ میں موجود ہے۔ بندہ نے اُن وصایا سے استفادہ کرتے ہوئے کچھ آداب و قواعد کو آدابِ فتوٰی نویسی کے نام سے شائع کیا ہے۔ علّامہ شامیؒ نے رسم المفتی میں بھی اصولِ فتوٰی نویسی پر تفصیلی بحث فرمائی ہے۔ امام صاحبؒ کی اُن وصایا سے چند اُمور یہاں بھی نقل کیے جاتے ہیں' تاکہ قارئین پر واضح ہو سکے کہ فتوٰی دینا کتنا مشکل کام ہے اور ایک مفتی کے لئے کن کن اُمور کو سامنے رکھ کر فتوٰی لکھنا چاہیے' ورنہ نہیں۔

وصایا سے اقتباس

1: بادشاہ کے پاس بہت کم آمد و رفت رکھنا' اُس سے ہر وقت اِسی طرح پُرخطر رہنا' جیسے انسان آگ سے احتیاط کرتا ہے۔ امام صاحبؒ کے اپنے الفاظ میں: ولا تظهر من نفسك التقرب الی السلطان وان اقربك فانه یرفع الیك الحوائج فان قمت

Marfat.com

اھانك وان لم تقم اعابك (انتھٰی) معلوم ہوا کہ مفتی کا کسی وڈیرے' جاگیردار اور بااثر انسان سے دُور رہنا ضروری ہے' ورنہ وہ کسی نہ کسی لالچ میں پھنسا کر کوئی غیر شرعی فتوٰی لکھوا سکتا ہے۔

2: واذا رأیت من سلطانك ما لا یوافق العلم فاذکر ذالك مع طاعتك ایّاہُ یعنی بادشاہ یا کسی وڈیرے سے اگر کوئی نامناسب حرکت سرزد ہو' تو صاف کہہ دینا کہ گو میں عہدۂ قضا کے لحاظ سے آپ کا مطیع ہوں' تاہم آپ کو آپ کی غلطی پر مطلع کرنا میرا فرض ہے' مزید عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر وہ پھر بھی نہ مانے تو تنہائی میں سمجھانا کہ آپ کا یہ فعل قرآنِ مجید اور احادیثِ نبویّہ کے خلاف ہے۔ اگر سمجھ لے تو خیر' ورنہ خدا سے دعا کرنا کہ اُس کے شر سے تم کو محفوظ رکھے اور خبردار! اپنا گھر کبھی بادشاہ کے گھر کے قریب نہ بنانا۔

3: معمولی رُتبہ کے لوگ مناظرہ کرنا چاہیں تو احتراز کرنا۔

4: کوئی شخص مسئلہ پوچھے تو صرف سوال کا جواب دینا اپنی طرف سے کچھ مت بڑھانا۔

5: نماز میں جب تک لوگ تمہیں خود امام نہ بنائیں' امام نہ بننا۔ وغیرہ۔

یہاں مختصرًا چند باتوں کا ذکر کیا گیا' ورنہ منصب افتاء کے لئے ضروری اُمور کی فہرست بہت طویل ہے' جن کو رسم المفتی اور دیگر بڑی کتابوں میں تفصیلًا دیکھا جاسکتا ہے۔

Marfat.com

آخری معروضِ مصنّف بحضورِ اُمّتِ مُسلمہ

قارئینِ گرامی قدر! بندہ نے جن حالات اور محرّکات کے تناظر میں یہ کتاب تصنیف کی' وہ امور اِس کتاب کے مطالعہ کے بعد آپ پر واضح ہو چکے ہوں گے۔ میرے جدِّ امجد حضرت پیر سیّد مہر علی شاہ قدّس سرّہٗ کو اُن کی خداداد صلاحیتوں اور شرفِ علم و فضل کے علاوہ دو مزید شرف بھی حاصل ہیں۔ ایک اولادِ رسول اور دوسرا آلِ رسول ہونے کا۔ اولادِ رسول ہونا تو اُن کا عمومی شرف ہے جب کہ آلِ رسول کا صحیح مصداق ہونا اُن کا خصوصی شرف ہے۔ بندہ بھی اِسی خاندان کا ایک حقیر سا فرد ہے اور معاشرہَ انسانی میں اِس خاندانِ ذی وقار کی عزّت و احترام کا علم بھی رکھتا ہے اور احساس بھی' لہٰذا سادات برادری میرے متعلّق یہ بدگمانی نہ کرے کہ میں نے ایک شرعی مسئلہ کی تشریح و توضیح کرتے ہوئے معاذ اللہ اپنی برادری کی توہین کی ہے۔ میں نے اپنی اِس تصنیف میں شرعی احکام کے اُمّتِ مسلمہ پر مساویانہ اطلاقات اور فضیلتِ نسب پر شریعتِ مطہّرہ کی بالادستی کا تذکرہ کیا ہے اور پھر یہ سب کچھ میں نے محض اپنی طرف سے تحریر نہیں کیا' بلکہ اِس کے ثبوت میں قرآن و سُنّت' تعاملِ اہلِ بیتؓ وصحابہؓ' فقہائے اربعہ کے پیش کردہ دلائل اور ناقابلِ تردید تاریخی شواہد کا ایک وافر علمی ذخیرہ بھی مع حوالہ جات پیش کیا ہے' تاکہ شرعی احکام کے ابلاغ میں نیم خواندہ خطباء اور مختلف دُنیوی مصالح اور فوائد کا شکار ہونے والے خود غرض عُلماء و مُفتیان نے آج تک جن حقائق پر پردہ ڈالے رکھا ہے' اُن کو محض اللہ کی رضا اور خوشنودیِ مصطفیٰ

کی خاطر بے نقاب کرسکوں، نیز اپنے جدِّ امجد، مجدّدِ دین و ملّت حضرت گولڑویؒ کی شخصیت پر وارد ہونے والے اُن تمام علمی الزامات کو بھی دُور کرسکوں، جن سے اُن کا دامن پاک تھا۔ گویا میرا اِس ساری جنگ لڑنے کا مقصد تو صرف اِتنا تھا کہ اعلیٰ خاندانوں سے منسوب جو لوگ محض اپنے نسبی گھمنڈ کے سبب دوسری عجمی و عربی اقوام میں اپنی بیٹیوں کا رشتہ دینا شرعاً حرام اور ناجائز سمجھتے ہیں کہ یہ رشتہ ہو ہی نہیں سکتا اور جن خوشامدی مفتیوں اور خطیبوں نے سیّدات کے رشتوں کو محض ساداتِ فاطمیّہ تک محدود رکھنے کے فتوے جاری کیے کہ اِن کے علاوہ وہ شرعاً کسی غیر قوم کے فرد کے نکاح میں آ ہی نہیں سکتیں اور اگر کسی سیّد نے اپنی کسی بیٹی کا رشتہ غیر کفو میں دیا تو اُس نے ایک فعلِ حرام کا ارتکاب کیا، ایسا نکاح منعقد نہ ہونے کے سبب وہ صُحبت، صُحبتِ زنا اور اُس سے ہونے والی اولاد معاذ اللہ حرام کی ہوگی۔ میں نے محض اِس غیر شرعی نظریّہ کے خلاف آواز اُٹھائی اور اِس اندازِ فکر کے خلاف عَلَمِ بغاوت بلند کیا کہ ایسا نقطۂ نظر شریعتِ مصطفیٰ کے احکام کی سراسر خلاف ورزی ہے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ایک اعلیٰ سے اعلیٰ خاندان کی لڑکی اپنے ولیِّ اقرب کی رضامندی کے ساتھ ادنیٰ سے ادنیٰ خاندان کے کسی مسلمان فرد کے نکاح میں شرعاً آسکتی ہے اور ایسا نکاح از روئے شریعت حلال، جائز اور نافذ و لازم ہے، ایسے نکاح کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی اولاد شرعاً اولادِ حلال کہلائے گی اور یہ سب کچھ شریعت کے عین مطابق ہوگا۔

یہ بات عام مسلمانوں کو بالعموم اور صحیح النّسب ساداتِ فاطمیّہ کو بالخصوص ہمیشہ

Marfat.com

ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ ہم سب کی عزّت و منزلت کا واحد سبب ہمارا کلمہ گو ہونا' قرآن و سُنّت کے احکام پر ایمان لانا اور اُنہیں اپنی زندگیوں کے لیے دستور العمل تسلیم کرنا ہے۔ ایمان باللہ والرّسول کے بغیر اگر محض نسبی فضیلت یا حوالہ کام آسکتا تو ابولہب اور ابوجہل کا نام اِس ضمن میں سرِ فہرست ہوتا' مگر اہلِ علم جانتے ہیں کہ ابولہب کی مذمّت میں پوری سورۂ لہب اُتری اور ابوجہل کے لیے حضور علیہ السّلام نے اِس اُمّت کا فرعون کے الفاظ استعمال فرمائے۔ معلوم ہوا کہ ایمان باللہ والرّسول کے بغیر نسبی شرف کچھ معنیٰ نہیں رکھتا' لہٰذا ہم سب کو جو کہ خاندانِ رسالت مآب سے تعلّق رکھتے ہیں' اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرنا چاہیے کہ اُس نے ہمیں اپنے رسولِ ختمی مرتبت ﷺ کے خانوادے سے نسبت کا نسبی شرف عطا فرمانے کے ساتھ شرک جیسے بھاری گناہ سے بچالیا اور رسول کی ذات اور اُس کی شریعت پر ایمان لانے والوں میں سے پیدا فرمایا۔ شریعتِ مطہّرہ کے احکام بشمولِ ساداتِ کرام تمام افرادِ اُمّت کے لیے یکساں ہیں۔ اِس حوالے سے ساداتِ کرام نہ تو کوئی الگ مخلوق ہیں اور نہ اُن کے لیے شریعت میں کوئی جُداگانہ احکام ہیں۔ نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ اور دیگر احکام کی طرح نکاح و طلاق کے احکام میں بھی ساداتِ کرام دوسرے تمام افرادِ اُمت کے ساتھ مساویانہ طور پر شریک ہیں' لہٰذا غیر کفو میں اُن کا اپنی کسی لڑکی کے رشتہ دینے کو شرعًا حرام یا ناجائز سمجھنا بالکل بے سند اور غلط اندازِ فکر کا نتیجہ ہے۔ ہاں اگر سادات میں سے کوئی شخص اپنی قوم یا خاندان کے علاوہ کسی دوسری قوم کے فرد

Marfat.com

ورشتہ نہیں دینا چاہتا تو نہ دے۔ یہ اُس کی مرضی ہے' جس پر شرعاً کوئی قدغن نہیں'
ر رشتہ دینے کو شرعاً حرام یا ناجائز نہ سمجھے اور جو سادات اپنے خاندان میں رشتہ نہ
ونے یا کسی اور وجہ سے غیر کفو میں رشتہ دے دیں یا دینا چاہیں' تو دیگر سادات اُن کو
ں پر ملامت اور لعن طعن نہ کریں کہ اُنہوں نے کوئی غیر شرعی کام کر دیا ہے۔

بندہ اپنی اِس تصنیف میں ہر قسم کی توضیحات کے باوجود سادات برادری کو یہی
شورہ دیتا ہے کہ آپ سب سے پہلے رشتہ کے سلسلے میں اپنے ہی خاندان کو ترجیح دیں۔
ر اگر اپنے خاندان میں کوئی رشتہ نہیں ملتا تو عربی خاندانوں میں سے کسی ایک کو منتخب کریں'
ثلاً قریشی' ہاشمی' صدیقی' عباسی' فاروقی' علوی (اعوان) وغیرہم' کیونکہ یہ سب
ہ اعتبارِ شرع وفقہ ساداتِ فاطمیہ کے کفو ہیں۔ اگر اِن خاندانوں میں بھی کوئی مناسب
رشتہ میسر نہ آسکے' تو پھر اَب عجمی اقوام آپ کے سامنے ہیں' جیسے راجپوت' ارائیں'
گکھڑ' گجر' شیخ' پٹھان' مُغل' چغتائی' چوہان' جنجوعہ اور بھٹی وغیرہم۔ ان تمام خاندانوں
یں نکاح شرعاً حلال وجائز ہے' بشرطیکہ لڑکی کا ولیِ اقرب اور وہ لڑکی خود اِسے اپنے لیے
ار نہ سمجھیں۔ فقہ میں یہ سب اقوام غیر عربی ہونے کے سبب ساداتِ فاطمیہ کی کفو نہیں'
یکن اگر کسی سیّدہ کا ولیِ اقرب اُس کی رضا کے ساتھ غیر کفو میں اِس کا نکاح کر دے
و شرعاً وہ نکاح نافذ' صحیح اور لازم ہو جائے گا۔ تاہم سادات کو بندہ کا مشورہ یہی ہے
کہ بغیر کسی خاص عُذر کے عربی اقوام ہی میں لڑکیوں کے رشتہ دینے کو ترجیح دیں،
رہیں وہ اقوام جن کا مختلف پیشوں سے تعلّق ہے' تو اگرچہ بہ اعتبارِ احکامِ شریعت وہ بھی کلمہ گو

Marfat.com

اور مسلمان ہیں اور اُن سے بھی نکاح جائز و حلال ہے، لیکن بالخصوص ساداتِ فاطمیہ اور دیگر عربی اقوام عباسی، ہاشمی، علوی، قریشی وغیرہم کو اپنے مرتبے سے بغیر کسی عذرِ خاص کے اتنا بھی نیچے نہیں گرنا چاہیے۔ اِدھر عام مسلمانوں کو بھی ساداتِ کرام کے سیّدہ فاطمہ زہرا اور پھر حضور علیہ السلام کی ذاتِ عالیہ سے نسبی تعلق کا بہرحال لحاظ رکھنا چاہیے اور فقیر کی اِس تصنیف کو جواز بنا کر خواہ مخواہ ساداتِ کرام سے رشتے لینے کے درپے نہیں ہونا چاہیے۔ ساداتِ کرام سے بھی گزارش ہے کہ وہ بھی خود کو دوسرے مسلمانوں کی طرح اُمّتِ مصطفیٰ میں شامل اور احکامِ شرعیہ کے اطلاقات میں دیگر افرادِ اُمّت کے ساتھ برابر سمجھیں۔ چونکہ بعض مفتیوں نے اپنی کتابوں میں ضرورت سے زیادہ سادات کی وکالت اور اُنہیں کوئی الگ مخلوق ثابت کرنے کی کوشش کی، جب کہ ہمارے بعض کم تعلیم رکھنے والے شاہ صاحبان کی عادتیں اور دماغ ایسی ہی بے جا تعریفوں کے سبب بگڑ جاتے ہیں، چنانچہ وہ قرآن و سُنّت کے دلائل کو بھی رد کر دیتے ہیں اور خود کو احکامِ شریعت کے اطلاق اور گرفت سے بالاتر سمجھنے لگتے ہیں۔ مُفتیوں نے اپنی تحریروں اور تقریروں میں فضائلِ اہلِ بیت کا تذکرہ کیا اور آدابِ اہلِ بیت پر زور دیا، مگر جو افرادِ اہلِ بیت اِن فضائل کے حامل اور ان آداب کے لائق تھے، اُن کا تو زمانہ ہی گزر گیا، اب تو ہم ایسے محض نسب پر گھمنڈ کرنے والے، علومِ شریعت سے بے بہرہ اور اسلامی مؤاخات اور مساوات کے شعور و احساس سے یکسر محروم سادات رہ گئے ہیں۔

میرے سیّد بھائیو! آؤ ہم سب سیادت کا اصلی مفہوم سمجھنے کے لیے اپنے بزرگوں

Marfat.com

علی المرتضیٰؓ، حسنؓ و حسینؓ، حسن مثنیٰؒ، زین العابدینؒ، عبداللہ المحضؒ، نفسِ ذکیہؒ، امام محمد باقرؒ، امام جعفر صادقؒ، علی ہجویریؒ، شیخ سیّد عبدالقادر جیلانیؒ، خواجہ معین الدّین اجمیریؒ اور دیگر اکابر سادات کے حالاتِ زندگی کا مطالعہ کریں' اُن کے کردار' اخلاق' اندازِ فکر اور انسانی معاشرے میں اُن کے مساویانہ طرزِ عمل کی روایات کو پڑھیں۔ پھر مجھے اور آپ کو لفظِ سیّد کے حقیقی معنیٰ کی سمجھ آسکے گی۔ آج میں اور آپ لفظِ سیّد کے جس مفہوم کو اپنے دماغوں میں گھسیڑے ہوئے ہیں' اُس کا ہمارے اکابر اہلِ بیت کی مبارک زندگیوں سے دُور کا واسطہ بھی نہیں۔ ہم تو گھمنڈی دنیا کے لوگ ہو کر رہ گئے۔ ہمارے سروں پر نسبی کِبر کا بھوت یوں بُری طرح سوار ہو گیا کہ ہم دوسری مخلوقِ خدا کو اپنے مقابلے میں ایک کمتر اور ذلیل مخلوق سمجھنے لگے' حالانکہ یہ طرزِ فکر قرآن و سُنّت کی تعلیمات کے سراسر منافی ہے۔ میں کِبرِ نسبی میں مبتلا ایسے سادات کو اللہ کا خوف دلانا چاہتا ہوں' یقین جانیے میں اپنی غریب سادات برادری کا ایک ادنیٰ خادم ہوں' مگر اِس شرط پر کہ وہ ہر معاملہ میں خود کو احکامِ شریعتِ مصطفیٰ کے دائرۂ اطلاق میں دیگر افرادِ اُمّت کے ساتھ برابر کا شریک سمجھے' کیونکہ امام زین العابدینؒ، امام محمد باقرؒ، امام جعفر صادق اور دیگر تمام ایسے اکابر ساداتِ فاطمیہ اپنی سیادتِ قطعی کے باوجود عُمر بھر اپنے نانا جان کی شریعت کے سامنے خمیدہ سر رہے اور شریعت کے کسی حکم سے خود کو کبھی مستثنیٰ نہ سمجھا۔

آج چودہ سو سال بعد ہم ایسے مدّعیانِ سیادت بھلا خود کو کسی شرعی حکم سے مستثنیٰ بالاتر سمجھنے میں کس طرح حق بجانب ہو سکتے ہیں' جب کہ ہماری سیادت اُن حضرات کی

سیادت کی طرح درجۂ قطعیت کی حامل بھی نہیں' لہٰذا مجھے اور آپ سب کو ایسے خوشامدی اور مفاد پرست مفتیوں اور خطیبوں کی تحریروں اور تقریروں کے دامِ فریب میں نہیں آنا چاہیے اور اپنے ذی مرتبہ اکابر سادات کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے خود کو اُن کی ذات و صفات کا حقیقی وارث و جانشین ثابت کرنا چاہیے۔ ہم اپنی سیادت و برتری کا اپنے منہ سے اظہار نہ کریں بلکہ ہمارا احد من الناس بن کر رہنا خود بولے کہ ہم کون ہیں؟ بقولِ اکبر الہ آبادی ؎

نگاہیں کاملوں پر پڑ ہی جاتی ہیں زمانے کی
کہیں چھپتا ہے اکبر پھول پتّوں میں نہاں ہو کر

میرے جدِّ امجد حضرت گولڑوی نے اپنے فرزند حضرت بابو جیؒ کو احد من الناس (عام لوگوں کی طرح) بن کر رہنے کی تلقین فرمائی تھی۔ جو حقیقتاً امام زین العابدینؒ ایسے اکابر سادات کی عالم گیر تعلیمات کا نچوڑ ہے۔

اہلِ تحقیق کے نزدیک ولقد کرّمنا بنی ادم کی نصِ قرآنی کے مطابق بہ اعتبارِ تخلیق کسی بھی طبقے سے تعلّق رکھنے والا انسان فطرتاً نیچ یا گھٹیا نہیں ہوتا' بلکہ اُس کا ماحول اور رہن سہن اُس کی عادات و خصائل کے حوالے سے اُسے گھٹیا بنا دیتا ہے۔ عادات و خصائل کے اِس گھٹیا پن کا تعلّق محض نچلے انسانی طبقات ہی سے مخصوص نہیں بلکہ بعض اوقات بڑے بڑے عالی خاندانوں میں پیدا ہونے والے انسان بھی علم کی کمی اور گردوپیش کی اخلاقی گراوٹ میں پلنے بڑھنے کے سبب بہ اعتبارِ عادات و خصائل

Marfat.com

انتہائی گھٹیا ہوتے ہیں' جیسا کہ ایک عربی شاعر نے کہا۔

وما ینفع الاصل من هاشم　　　اذا کانت النفسُ من باهله

ترجمہ: اگر کوئی انسان عادات و خصائل کے اعتبار سے باھلہ قوم کا فرد معلوم ہوتا ہوتو ایسے شخص کو بنو ہاشم کے اعلیٰ خاندان میں پیدا ہو جانا کچھ فائدہ نہیں دیتا۔

گویا انسان کی اصل پہچان اُس کی عادات و خصائل اور کردار ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث شریف میں حضور علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے: اِذا خطب الیکم من ترضون دینهٗ و خلقهٗ فزوّ جوهٗ الّا تفعلوا تکن فتنة فی الارض و فساد عریض[1]۔

ترجمہ: جب تم کو ایسا شخص نکاح کا پیغام دے' جس کا دین اور خُلق تم کو پسند ہوتو اُس سے نکاح کر دو' اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو زمین میں بہت بڑا فتنہ و فساد ہوگا۔

نیز قرآنِ کریم میں بھی ارشادِ باری تعالیٰ ہے: انّ اکرمکم عند اللّٰه اتقاکم[2]۔ یعنی تم میں سے اللہ کے نزدیک وہی زیادہ صاحبِ تکریم ہے جو زیادہ صاحبِ تقویٰ ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت امامِ مالکؒ نکاح میں صرف کفاءت ایمانی کے قائل تھے اور اِس کے علاوہ دیگر اُمور میں کفاءت کو ضروری نہیں سمجھتے تھے۔ جن فقہائے کرام نے نکاح کے لیے کفاءتِ ایمانی کے علاوہ بھی کچھ شرائطِ کفاءتِ بیان فرمائی ہیں' اُن کے نزدیک بھی یہ امر صرف مستحب کے درجے میں ہے' تا کہ اللہ تعالیٰ نے جن جن فضیلت اقوام کو جن جن فضائل و تخصیصات سے تاریخی طور پر عزّت دے رکھی ہے' اُن کا بھرم بھی قائم رہے اور یوں شرعی حلّت و جواز کو بہانہ بنا کر کم پیشہ و کم تر

---

[1] جامع ترمذی' ص 175' مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارتِ کتب کراچی

[2] سورۂ حجرات' پارہ 26

Marfat.com

ماحول کا ہر فرد خواہ ہر اعلیٰ خاندان والوں سے رشتے مانگنے کی جسارت بھی نہ کرنے لگے۔

خارجی ذہن اور دریدہ دہن ملّاؤں کو وارننگ

مجھے یہاں نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بعض مقامات سے مجھے ایسی اطلاعات بھی موصول ہوئی ہیں کہ نکاحِ سیّدہ با غیر سیّد کے شرعی جواز کی آڑ میں کچھ خارجی ذہن کے متعصّب و متشدّد ملّاں خانوادۂ اہلِ بیت کے بارے میں اپنے باطنی خُبث و بُغض کا یہاں تک بھی اظہار کرتے ہوئے سنے گئے کہ سیّدات کا نکاح کسی بھی مسلمان نائی، موچی، مُصلّی سے بھی جائز ہے۔ ع

تمہیں کہو کہ یہ اندازِ گفتگو کیا ہے

جہاں تک شریعت میں ایک ادنیٰ و اعلیٰ خاندان کے درمیان علّتِ ایمان کے سبب جواز و انعقادِ نکاح کا تعلّق ہے، وہ تو اپنی جگہ دُرست ہے، جس کا کتابِ ھٰذا میں بدلائلِ شرعیّہ و فقہیّہ ہم نے تفصیلاً تذکرہ کر دیا ہے۔ مگر صرف سیّداتِ فاطمیّہ کے جوازِ نکاح کو وہ بھی از رُوئے تحقیر و تذلیل موچیوں مصلّیوں کی حد تک گھسیٹ کر لے آنا کہاں کی انسانیّت اور کیسی خدمتِ دین ہے؟ کیا نفسِ مسئلہ کو بیان کرنے کا مہذّب طریقہ یہی ہے؟ کیا یہ خاندانِ رسالت مآب کی عزّت و حُرمت کے ساتھ اُسی طرح کا سلوک نہیں ہے، جس طرح کہ زعمِ توحید میں مبتلا ہو کر ایک مدّعیِ توحید نے اللہ تعالیٰ کی توحید کا حق ایسے نازیبا و جارحانہ الفاظ میں ادا کرنے کی کوشش کی، جن کا بدیہی مفہوم

Marfat.com

بھی نکلتا ہے کہ ہر چھوٹی بڑی مخلوق (چاہے عام انسان مؤمن ہوں یا اولیاء و انبیاء) اللہ تعالیٰ کے سامنے چوہڑے چمار سے بھی کم تر اور ذلیل ہے۔

آخر جو دریدہ دہن، گستاخ، کمینہ فطرت اور دنیٔ النّسب ملّاں سیّداتِ فاطمیّہ کے لیے ایسے نازیبا کلمات اسٹیجوں پر آ کر نظریۂ مساواتِ اسلامیّہ کو اجاگر کرنے کے بہانے عوام کے سامنے بیان کرنا دینی فریضہ سمجھتے ہیں، کیا وجہ ہے کہ وہ اپنی کسی بھانجی، بھتیجی یا بہو بیٹی کا رشتہ کسی موچی، مُصلّی یا کسی مسلمان چوہڑے چمار کو نہ دیتے ہیں اور نہ اِس کے جواز کا کسی اسٹیج پر اعلان کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

اِسی طرح عربی اقوام مثلاً فاروقی، صدّیقی، عبّاسی اور اعوان اگر صرف سیّدہ فاطمیّہ کے کسی کمتر قوم سے جوازِ نکاح کا قول ازرہِ تحقیر کریں تو پھر اُن پر بھی واضح ہو کہ یہ جوازِ شرعی صرف نکاحِ سیّدہ فاطمیّہ ہی سے مخصوص نہیں، بلکہ اِسی قاعدۂ مذکورہ کے تحت اُن کی اپنی بہو بیٹیاں بھی کسی کم سے کم تر مسلمان قوم کے کسی بھی فرد کے نکاح میں بطریقِ اولیٰ آسکتی ہیں، کیوں کہ مذکورہ بالا عربی اقوام علم الانساب کے مطابق شرفِ نسب میں دُوسری عربی و عجمی اقوام سے برتر و بلند ہونے کے باوجود ساداتِ بنو فاطمہ سے درجہ و رُتبہ میں کم اور پست ہیں۔ لہٰذا وہ لوگ ایسے الفاظ سیّدہ فاطمیّہ کے علاوہ اپنی بہو بیٹوں کے لیے بھی برملا استعمال کرنے کا شرف و ثواب حاصل کیا کریں۔ آج کے ایسے بازاری، زبان دراز اور گستاخ خُطباء اور پراگندہ ذہن ملاؤں کو سیّدہ فاطمۃ الزّہرا سلام اللہ علیہا و علیٰ ابیہا

Marfat.com

کی اولاد کے لیے ایسی گھٹیا زبان اور ایسے چھچھورے الفاظ بولنے میں کم از کم فخرِ کونین آسودۂ گنبدِ خضرٰی ہستی ہی کا منہ رکھتے ہوئے کچھ نہ کچھ شرم سے کام لینا چاہیے۔ بقولِ بندہ۔

اللہ اہلِ بیتِ پیمبر کے ساتھ ہے　　اسلام کا وقار اِسی گھر کے ساتھ ہے
آلِ نبیؐ کو ذاتِ نبیؐ سے جُدا نہ جان　　ہر موج کا وجود سمندر کے ساتھ ہے
وہ اِک مکاں کہ جس کا مکیں بابِ علم تھا　　اپنا تو رابطہ ہی اُسی گھر کے ساتھ ہے
دشمن کی گفتگو میں کہاں خیر کی جھلک　　جو بات ہے شریر کی اِک شر کے ساتھ ہے
بھیجوں یزیدیت پہ نہ کیوں لعنت اے نصیرؔ　　یہ دشمنی ہے اور مرے گھر کے ساتھ ہے

میں نے اپنی اِس تصنیف میں جہاں کبرِ نسبی میں مبتلا بعض گھمنڈی اور ضدّی ساداتِ فاطمیّہ کو دائرۂ شریعت میں رہنے اور اُنہیں اپنے آپ کو اُمّتِ مصطفٰی میں شامل سمجھنے کی تلقین کی ہے وہاں دیگر افرادِ اُمت کو بھی ساداتِ کرام کی خصوصی نسبت اور حضور علیہ السّلام کے ساتھ اُن کے شرفِ قرابت کا پاس رکھنے کی تاکید بھی کرتا ہوں۔ لہٰذا اگر کوئی بے باک اور بے ادب ذہن مُلّاں اِس ضمن میں ساداتِ کرام کی عزّت و ناموس کی نفی کرنے اور اُن کے خاندان کی بہو بیٹیاں ہر کہ و مہ کے عقدِ نکاح میں دینے کا اعلان کرے گا تو پھر میں بھی اِسی خاندان کا ایک فرد ہونے کے ناتے اُس کے گریبان میں ہاتھ ڈال کر بالفاظِ میر انیسؔ یہ بھی پوچھ سکتا ہوں۔

Marfat.com

سمجھا ہے کیا امامِ عراق و حجاز کو
گُدّی سے کھینچ لوں گا زبانِ دراز کو

خلاصہَ کلام یہ ہے کہ قوانینِ شریعت تمام مسلمان اقوام کے مرد و زن کے لیے بشمولِ سادات و سیّدات برابر ہیں، جنہیں ہم نے کتابِ ھٰذا میں بلا افراط و تفریط تفصیلی دلائل کے ساتھ بیان کر دیا۔ لیکن جو نسبی رفعت و عظمت اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولِ مکرم ﷺ اور اُن کی صاحبزادی سیّدہ فاطمۃ الزّہرا علیہا السّلام کے مقدّس خون کے حوالے سے سادات و سیّداتِ فاطمیّہ کو عطا کر رکھی ہے، وہ بشمولِ صدّیقی و فاروقی عثمانی و عبّاسی و اعوان و دیگر اقوامِ عالمِ اسلام کسی بھی قوم کے حصّے میں نہ آ سکی، لہٰذا سیّدہ فاطمیّہ سے نکاح ہو سکنے کے جوازِ شرعی کے باوجود تمام مسلمانِ اقوامِ عالم پر اُن کا ہر طرح سے لحاظ کرنا اور اُن سے ترجیحی سلوک روا کرنا از روئے روایت و درایت ضروری ہے۔ میں نے پُوری علمی دیانت سے مسئلہ نکاحِ سیّدہ کی شرعی وضاحت کر دی ہے۔ اگر دورِ حاضر کے کچھ کور چشم مُلّاں میری اِس تصنیف کے مندرجات کو ایک شرعی مسئلہ کی تحقیق و توضیح کے تناظر میں دیکھیں اور افراط و تفریط سے ہٹ کر سادات کرام کا جائز احترام ملحوظ رکھیں تو اُنہیں اِس کتاب میں حقائق و دلائل کی واضح نشانیاں ملیں گی، لیکن اگر وہ اِس مسئلہ کی آڑ میں ساداتِ کرام کے نسبی شرف کی نفی اور اُن کی بے عزّتی کرنے کی سعیِ مذموم کریں تو پھر بفضلہٖ تعالیٰ ایسے سَر پھروں کے علاج کے لیے بھی فقیر کے پاس کافی و شافی علاج موجود ہے۔ پھر جو زبان وہ

Marfat.com

سمجھیں گے اُسی زبان میں اُن سے بات کی جائے گی' کیوں کہ جس دروازے سے ہمیں شریعت ملی ہے اُس گھر سے نسبی انتساب رکھنے والوں کے حقوقِ عزّت وادب کوملحوظ رکھنا بھی شریعتِ مصطفیٰ کے تقاضوں کے عین مطابق ہے۔گویا فقیر ہر معاملے میں خیُر الامور اوساطھا[1] کی حدیث مبارکہ پر عمل پیرا ہونے کا قائل ہے اور افراط وتفریط کوکسی بھی حوالے سے صائب قرار نہیں دیتا' لہٰذا جملہ برادرانِ اسلام کو اعتدال کا راستہ اپنانے کا مشورہ دیتا ہے' کیونکہ اعتدال کا راستہ ہی دراصل مقبولانِ خدا کا راستہ ہے اور یہی وہ صراطِ مستقیم ہے جس پر چلنے کا ہمیں مکلف بنایا گیا ہے۔

ذاتی ہے نصیرؔ! صرف رب کی عزّت — دولت کی نہ خون اور نسب کی عزّت
ہو پیر کہ مولوی ہو یا کوئی ہو — وابستہ شریعت سے ہے سب کی عزّت

تمّت بالخیر

[1] المقاصد الحسنة' مولفة العلامة الشيخ عبدالرحمٰن السخاوی' ص245

اشاریہ

اسبابِ تالیف

- ☆ ماخذ و مراجع
- ☆ کتابیات
- ☆ آیاتِ مبارکہ
- ☆ احادیثِ طیبہ
- ☆ اعلام (شخصیات)
- ☆ اماکن
- ☆ اشعار و مصرع جات

Marfat.com

مآخذ و مراجع

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	مطبوعہ
1	قرآنِ مجید		
2	کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن	امام احمد رضا خان بریلویؒ متوفّٰی 1340ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
3	فتاوٰی مہریہ	مترتب مولٰنا فیض احمد فیض (مرحوم)	مطبوعہ لاہور/مقامِ اشاعت گولڑہ شریف اسلام آباد
4	فتاوٰی رضویہ	امام احمد رضا خان بریلوی متوفّٰی 1340ھ	رضا فاؤنڈیشن لاہور
5	احیاء علوم الدین	حجۃ الاسلام امام محمد بن محمد غزالی متوفّٰی 505ھ	دار المعرفۃ بیروت

کتابیات (از متن)

نمبر شمار	نام کتاب		صفحہ نمبر
1	فتاوٰی مہریہ		ذ، و
2	فتاوٰی رضویہ		ب
3	قرآنِ مجید		الف، ج، ش، ض، ظ
4	مبسوط		ت
5	نام و نسب		ت، ز، س

آیاتِ مبارکہ		
نمبر شمار		صفحہ نمبر
1	قل لا اسئلکم علیه اجرًا اِلاّ المودّة فی القُربٰی	د
2	لا یحبّ اللّٰه الجهر بالسّوءِ من القولِ الا من ظلم وکان اللّٰه سمیعًا علیمًا	ط
3	فی قلوبهِم مرضٌ	ظ
4	فان تنازعتم فی شی فردّوه الی اللّٰهِ والرّسول	ظ
5	ما یفتح اللّٰه للنّاس من رحمة فلا ممسك لها وما یمسك فلا مرسل لهٗ من بعدهٖ	ك

احادیثِ طیّبہ		
نمبر شمار		صفحہ نمبر
1	لا یومن اَحَدُکُم حتّٰی اکون احبّ الیهٖ من والدهٖ و ولدهٖ والنّاس اجمعین	د
2	التّکبُّر مع المتکبّرِ صدقة	ض

Marfat.com

نمبر شمار	اعلام (از متن)	صفحہ نمبر
1	اللہ تعالیٰ	ذ، ز، ش، ض، ط، ظ، ع، غ، ف، ق، ک، ل، ن، و
2	اکبر الٰہ آبادی (شاعر)	ش
3	احمد رضا خان (امام فاضلِ بریلوی)	ب، س
4	ابو حنیفہ (امامِ اعظم، نعمان بن ثابت)	ت
5	پیرانِ پیر (شیخ عبدالقادر جیلانی، غوثِ جلی)	م
6	عبدالحق (مولوی)	د
7	عبدالشکور ہزاروی (مفتی)	ش
8	عبدالقادر بیدل (مرزا، ابوالمعانی)	ط
9	محمد (صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، حضور، رسول، مصطفیٰ)	ذ، ظ، ع، غ، ف، ق
10	مہر علی شاہ (سیّد، پیر حضرت گولڑوی)	ت، د، ذ، ر، ز، س، ش، ص، ل، م، و، ی
11	محمد بن حسن شیبانی (سیّد الائمۃ، محرر المذہب)	ت
12	محمد بن احمد سرخسی (امام، شمس الائمۃ)	ت
13	محمد خان	د، ذ
14	معاویہ بن سفیان (صحابیٔ امیر)	ط
15	محمد بن محمد بن غزالی (حجۃ الاسلام)	غ
16	نصیر الدین نصیرؔ (سیّد، مصنفِ کتاب)	س، ص، ع، ی

Marfat.com

نمبر شمار	مقام	صفحہ نمبر
	اماکن	
1	اسلام آباد	ذ
2	بیروت	ع
3	پاکستان	ز،ن،ی
4	گولڑہ شریف	ذ،ز،ص،ک،ل،ن،و
5	لاہور	ب،ت،د
6	لبنان	ع
7	ملھوٹ	ذ

نمبر شمار	شاعر کا نام	مصرعِ اوّل	مصرعِ مفرد	صنفِ سخن	صفحہ نمبر
		اشعار			
1	اکبر الٰہ آبادی	برسوں فلاسفہ کی چُناں و چُنیں رہی		فرد	ش
2	نصیر الدین نصیرؔ	تم نے دریا ہی کو دیکھا ہے اُٹھاتے طوفاں		فرد	ض
3		اب بچاتے ہی پھریں اپنے گریبانوں کو		فرد	ع
4		جو گردن بچ نکلتی ہے تو پاؤں کاٹ لیتے ہیں		فرد	ف
5		توقّع سے ترے لُطف و کرم کو بیشتر دیکھا		فرد	ك
6		ہم اُن کے نور کی ادنیٰ سی اِک تجلّی ہیں		فرد	م
7		آخر آخر اب ہوائیں ہی کریں گی فیصلہ		فرد	ی
8	مرزا بیدؔل	از مکافاتِ عمل ایمن نباید زیستن		فرد	ط
9	نامعلوم	کل العداوۃ قد ترجی إماتتھا		فرد	ط
10	نامعلوم	شادیم کہ ہستیم میانِ دو کریم	رع		م

Marfat.com

اشاریہ

طَرِیْقُ الْفَلاحِ فِی مَسْئَلَۃِ الْکُفُوِ لِلنِّکَاح

☆ مآخذ و مراجع

☆ کتابیات

☆ آیاتِ مبارکہ

☆ احادیثِ طیبّہ

☆ اعلام (شخصیّات)

☆ اماکن

☆ اشعار و مصرع جات

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف/مؤلف/محشی/مترجم	مطبوعہ/ناشر
		مآخذ ومراجع	
1	القرآن		
2	کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن	امام احمد رضا خاں بریلویؒ، متوفیٰ 1340ھ	ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور
3	تفسیر ضیاء القران	جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری	ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور
4	تفسیر احکام القرآن	علامہ ابوبکر احمد بن علی الرازی جصاص حنفی، متوفیٰ 370ھ	سہیل اکیڈمی لاہور
5	تفسیر جلالین	علامہ جلال الدین سیوطی، متوفیٰ 911ھ	قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی
6	الجامع لاحکام القرآن	علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی، متوفیٰ 668ھ	انتشارات ناصر خسرو ایران
7	تفسیر روح البیان	علامہ محمد اسماعیل حقی حنفی، متوفیٰ 1137ھ	مصر
8	تفسیر روح المعانی	علامہ ابوالفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی حنفی، متوفیٰ 1270ھ	دار الفکر بیروت
9	صحیح بخاری	امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، متوفیٰ 256ھ	نور محمد اصح المطابع کراچی
10	مشکوۃ المصابیح	شیخ ولی الدین محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی، متوفیٰ 741ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت/ مکتبہ رحمانیہ لاہور
11	جامع ترمذی/سنن ترمذی	امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، متوفیٰ 279ھ	نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
12	سنن نسائی	امام احمد بن شعیب نسائی، متوفیٰ 303ھ	قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی
13	عمدۃ القاری	علامہ بدر الدین ابومحمد محمود بن احمد عینی، متوفیٰ 855ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت/ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر
14	مرقاۃ المفاتیح	ملا علی بن سلطان محمد القاری، متوفیٰ 1014ھ	اصح المطابع دہلی
15	شعب الایمان	حافظ ابوبکر احمد بن حسین بیہقی، متوفیٰ 458ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت

Marfat.com

16	المستدرک	امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری' متوفی 405ھ	دارالباز للنشر والتوزیع مکہ مکرمہ بیروت
17	کنزالعمال	علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری' متوفی 975ھ	طبع قدیم ایران دارالکتب العلمیہ بیروت
18	المسند	امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت' متوفی 150ھ	ملتان/کراچی
19	المسند	امام احمد بن محمد بن حنبل' متوفی 241ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
20	المصنف	امام عبدالرزاق بن ہمام بن نافع صنعانی' متوفی 211ھ	مجلس علمی بیروت
21	شرح صحیح مسلم (اردو)	شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی	فرید بک سٹال 38 اردو بازار لاہور
22	الجامع الصغیر	امام محمد بن حسن شیبانی' متوفی 189ھ	ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی
23	النافع الکبیر	علامہ ابوالحسنات عبدالحی لکھنوی' متوفی 1404ھ	ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی
24	الہدایہ	علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی' متوفی 295ھ	شرکت علمیہ بیرون بوہر گیٹ ملتان
25	فتح القدیر	امام علامہ کمال الدین بن ہمام' متوفی 861ھ	مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ
26	عنایہ	امام اکمل الدین محمد بن محمود بابرتی' متوفی 786ھ	مکتبہ امدادیہ ملتان
27	عین الہدایہ اردو	جسٹس سید امیر علی	مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر
28	کتاب الآثار (اصل)	امام محمد بن حسن شیبانی' متوفی 189ھ	ادارۃ القرآن کراچی
29	المبسوط	شمس الائمہ علامہ ابوبکر محمد بن احمد بن ابی سہل سرخسی' متوفی 483ھ	دارالمعرفۃ بیروت
30	تنویر الابصار	علامہ شمس الدین محمد بن عبداللہ بن احمد تمرتاشی' متوفی 1004ھ	دارالمعرفۃ بیروت
31	الکفایہ ملحق بفتح القدیر علی الہدایہ	علامہ جلال الدین خوارزمی کرلانی	مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
32	الدر المختار	علامہ علاؤالدین محمد بن علی بن محمد حصکفی' متوفی 1088ھ	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی/ مطبع مجتبائی دہلی

Marfat.com

33	ردّالمحتار	علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی، متوفی 1252ھ	دار احیاء التراث العربی بیروت مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
34	حاشیہ کشف الاستار علی الدرالمختار	شیخ فاضل نظام الدین	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
35	الفقہ الاسلامی وادلتہ	الدکتور وھبہ الزحیلی	دارالفکر بیروت
36	بحرالرائق	علامہ زین الدین ابن نجیم، متوفی 970ھ	مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ/ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
37	منحۃ الخالق	علامہ شیخ سید محمد امین ابن عابدین شامی، متوفی 1252ھ	مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
38	شرح الوقایہ	صدرالشریعہ عبیداللہ بن مسعود بن تاج الشریعہ	مکتبہ امدادیہ ملتان
39	عمدۃ الرعایہ	مولانا ابوالحسنات عبدالحی لکھنوی، متوفی 1304ھ	مکتبہ امدادیہ ملتان
40	الفتاوٰی الہندیہ (فتاوٰی عالمگیریہ)	علامہ نظام الدین حنفی، متوفی 1161ھ وجماعۃ من علماء الہند	مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
41	فتاوٰی قاضی خان	علامہ قاضی حسن بن منصور اوزجندی، متوفی 295ھ	مکتبہ حقانیہ
42	بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع	امام علاؤالدین ابوبکر بن مسعود کاسانی، متوفی 587ھ	مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
43	فتاوٰی رضویہ	امام احمد رضا خان فاضل بریلوی، متوفی 1340ھ	رضا فاؤنڈیشن لاہور
44	مالابدّمنہ	قاضی ثناءاللہ پانی پتی	شرکتِ علمیہ بیرون بوہر گیٹ ملتان
45	قواعد الفقہ	مفتی سید عمیم الاحسان مجددی	الصدف پبلشرز ظفر مارکیٹ ناظم آباد کراچی
46	نورالانوار شرح المنار	شیخ احمد ملا جیون، متوفی 1130ھ	مکتبہ شرکتِ علمیہ ملتان
47	شرح عقود رسم المفتی	علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی، متوفی 1252ھ	قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی
48	التعلیق الممجد علی موطا امام محمد	الامام الہمام ابوالحسنات محمد عبدالحی لکھنوی	قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی
49	المقاصد الحسنۃ	ابوالخیر شمس الدین علامہ شیخ عبدالرحمٰن سخاوی، متوفی 902ھ	مطبوعہ بیروت

Marfat.com

50	کتاب الامّ	امام محمد بن ادریس الشافعی متوفیٰ 204ھ	دار المعرفۃ بیروت
51	کتاب الخصال	شیخ الصدوق محمد بن علی ابنِ بابویہ القمی، متوفیٰ 381ھ	طبع قدیم ایران
52	الانساب	امام ابوسعد عبدالکریم بن محمد بن منصور تمیمی سمعانی	دار الجنان بیروت لبنان
53	تہذیب التہذیب	حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر العسقلانی، متوفیٰ 852ھ	عبدالتواب اکیڈمی ملتان دائرۃ المعارف بیروت
54	شرح المہذّب	علامہ یحییٰ بن شرف نووی، متوفیٰ 676ھ	دار الفکر بیروت
55	کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب	حافظ ابوعمرو یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر، متوفیٰ 463ھ	مصر
56	کتاب الاصابہ	امام الحافظ احمد بن علی بن حجر العسقلانی، متوفیٰ 852ھ	مصر
57	أسد الغابۃ فی تمییز الصحابہ	علامہ عزالدین ابوالحسن علی بن محمد الجزری المعروف بابن الاثیر، متوفیٰ 630	دار الفکر بیروت
58	تاریخ الامم والملوک (تاریخ طبری)	علامہ ابوجعفر محمد بن جریر طبری، متوفیٰ 310ھ	نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی
59	کتاب الثقات	حافظ محمد ابنِ حبان تمیمی، متوفیٰ 354ھ	دار الفکر بیروت
60	البدایہ والنہایہ	حافظ عماد الدین ابوالفدا ابنِ کثیر، متوفیٰ 774ھ	دار الفکر بیروت
61	المعارف	ابومحمد عبداللہ بن مسلم المعروف بابن قتیبہ، متوفیٰ 276ھ	نور محمد اصح المطابع کراچی
62	مسالک الافہام	شیخ زین الدین احمد عاملی المعروف بشہید الثانی	ایران
63	الطبقات الکبریٰ	امام محمد بن سعد، متوفیٰ 230ھ	دار صادر بیروت
64	نسبِ قریش	ابوعبداللہ المصعب بن عبداللہ بن مصعب الزبیری، متوفیٰ 236ھ	مصر
65	ناسخ التواریخ	مرزا محمد تقی لسان الملک مورخ شہیر، متوفیٰ 1497	انتشارات کتابفروشی اسلامیہ طبع قدیم ایران
66	جمہرۃ انساب العرب	شیخ علی بن احمد سعید بن حزم، متوفیٰ 456ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت

Marfat.com

67	كتاب المحبر	ابو جعفر محمد بن حبيب بن امیہ بغدادی، متوفی 245ھ	حیدرآباد دکن بھارت
68	كتاب الجرح والتعديل	حافظ عبد الرحمٰن بن ابی حاتم رازی، متوفی 327ھ	حیدرآباد دکن بھارت
69	وفيات الاعيان	علامہ ابنِ خلکان	دار صادر بیروت
70	مقاتل الطالبين	ابو الفرج اصفہانی صاحب الاغانی، متوفی 354ھ	ایران
71	المفردات	علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی، متوفی 402ھ	دار القلم دمشق
72	لسان العرب	علامہ جمال الدین محمد بن مکرم ابنِ منظور افریقی، متوفی 711ھ	دار صادر بیروت
73	كشاف اصطلاحات الفنون	شیخ قاضی محمد اعلیٰ تھانوی، متوفی 1191ھ	سہیل اکیڈمی لاہور
74	مہرِ منیر	مولانا فیض احمد فیض مرحوم	پاکستان انٹرنیشنل پرنٹرز لاہور (مقامِ اشاعت گولڑہ شریف)
75	اعلاء كلمة الله فی بیان وما اُهل بہ لغیر اللہ	علامہ پیر سید مہر علی شاہؒ	مقامِ اشاعت گولڑہ شریف، اسلام آباد
76	ملفوظاتِ مہریہ (مقالاتِ مرضیہ)	علامہ پیر سید مہر علی شاہؒ	پروفیشنلز پرنٹنگ لاہور (مقامِ اشاعت گولڑہ شریف)
77	تحقیق الحق فی کلمة الحق	حضرت علامہ پیر سید مہر علی شاہؒ، متوفی 1356ھ	لاہور (مقامِ اشاعت گولڑہ شریف)
78	فتاویٰ مہریہ (الافاضات السنیہ)	مرتب مولانا فیض احمد فیض (مرحوم)	پاکستان انٹرنیشنل پرنٹرز لاہور (مقامِ اشاعت گولڑہ شریف)
79	تصفیہ مابین سنی وشیعہ	علامہ پیر سید مہر علی شاہؒ	پروفیشنلز پرنٹنگ لاہور (مقامِ اشاعت گولڑہ شریف)
80	رفع الاشتباہ عن قول سیدنا مہر علی شاہ	شیخ الحدیث مولانا مشتاق احمد چشتی	گولڑہ شریف، اسلام آباد
81	تحقیق الحق الظریف الجید فی عدم نکاح الشریفة السیدة لغیر الشریف السید	مفتی حافظ عبد الحی چشتی بہاولپوری	ملتان

Marfat.com

82	احقاق الحق والایضاح فی شرطیۃ الکفو للنکاح	مفتی عبدالشکور ہزاروی وزیرآبادی	ہبی پرنٹنگ پریس ملتان (مقام اشاعت گولڑہ شریف)
83	حق الایضاح فی شرطیۃ الکفو للنکاح	قاضی غلام گیلانی (مسودہ)	
84	سیف العطاء	استاذ العلماء علامہ عطا محمد بندیالوی چشتی	گرافک پریس لاہور
85	نورالابصار فی مناقب آل بیت المختار	الشیخ مومن الشبلنجی مصری	دارالمعرفۃ بیروت لبنان
86	بہجۃ الاسرار (عربی)	علامہ نورالدین الشطنوفی' متوفی 713ھ	
87	قلائدالجواہر	شیخ محمد بن یحیٰی التادفی حنبلی' متوفی 963ھ	مطبعہ میمنیہ مصر
88	بہجۃ الاسرار (اُردو)	محمد شریف عارف نوری قادری	لاہور
89	المغنی	علامہ موفق الدین ابومحمد عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی' متوفی 620ھ	دارالفکر بیروت
90	شرح نہج البلاغہ	شیخ عزالدین عبدالحمید بن ابی الحدید' متوفی 656ھ	حیدرآباد دکن
91	مدارج النبوۃ	شیخ عبدالحق محدث دہلوی' متوفی 1052ھ	مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر
92	رسائل ابن عابدین	علامہ سید امین ابن عابدین شامی' متوفی 1252ھ	سہیل اکیڈمی لاہور
93	رحماء بینہم	حضرت مولانا محمد نافع (مرحوم)	دارالکتاب کتاب مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
94	اردو دائرۂ معارف اسلامیہ		زیر اہتمام دانش گاہ پنجاب لاہور
95	معجم الصحابہ	امام حافظ ابوالحسین عبدالباقی قانع بغدادی	دارالفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع بیروت
96	استاذ العلماء	مولانا حبیب الرحمٰن شیروانی	شیروانی پریس علی گڑھ انڈیا
97	تذکرۂ محدث سورتی	خواجہ رضی حیدر	سورتی اکیڈمی کراچی
98	مخازن القسب	میر عبدالرحمٰن بن سیف الدین (قلمی نسخہ)	
99	خزینۃ الاصفیاء	مفتی غلام سرور لاہوری	لاہور
100	مظہر لاریب (ترجمہ شرح فتوح الغیب)	علامہ محمد تابش قصوری' علامہ محمد یاسین قادری	نوریہ رضویہ پبلیکیشنز 11 گنج بخش روڈ لاہور

Marfat.com

101	سبع سنابل فارسی	میر سید عبدالواحد بلگرامی	مکتبہ قادریہ لاہور
102	تاریخِ مشائخ چشت	خلیق احمد نظامی	مکتبہ عارفین رقیہ بلڈنگ پاکستان چوک کراچی
103	الامن والعلٰی	امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی متوفی 1340ھ	رحمان پبلشرز لاہور
104	فتوحاتِ مکیہ	شیخِ اکبر حضرت محی الدین ابنِ عربی	مصر
105	حاشیہ ملا حسن	مولانا محمد یوسف	قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی

Marfat.com

کتابیات (از متن)	
نامِ کتاب	صفحہ نمبر
ا/آ	
آئینۂ شریعت میں پیری مریدی کی حیثیت	307
آدابِ فتویٰ نویسی	442
اعلاءِ کلمۃِ اللّٰہ	365
ارشادالساری	150
اردو دائرۂ معارفِ اسلامیہ	366
الاشباہ	193,194
أصولِ بزدوی	210
أسْدُالغابہ	313
انسابُ الاشراف	317
الاِستبصار	318,324
أصولِ کافی	335
احقاق الحق والایضاح فی شرطیۃ الکفو للنکاح	357,362,363
ب	
بدائع الصنائع	8,66,108,115,117,118,119,120, 131,132,203,204,314
البحرُ الرائق (بحرالرائق، بحر)	47,65,77,80,85,131,155,156,158, 160,161,191,192,193,194,195, 196,197,198,199,201,202,203 204,210,212,217,218,219,222 223,291,434,
بزّازیہ	201,213,220
بھجۃُ الاسرار	93,356
بدایۃُ المبتدی	128
بغیۃ المسترشدین	175

Marfat.com

کتابیات

البدایۃ والنہایۃ	314
البنایۃ(بنایہ)	434
ت	
تنویرالابصار	63,64,77,80,129,146,216,217, 219,220,221,222,289,293
تحقیق الحق الظریف الجدید(تحقیق الحق)	185,224,237,314
تفسیرِ روح البیان(روح البیان)	10,207
تصفیہ مابین سُنی وشیعہ	11,418
تفسیرِ خازن	41
تفسیرِ مظہری	207
تفسیرِ جلالین	246
تفسیر روح المعانی	265
تاریخ طبری	313
تہذیب الاحکام	319,324
تنزیۃ الانبیاء	328
تاریخ طراز مذہب مظفری	335,336
ج	
الجامع الصغیر(جامع الصغیر،جامعِ صغیر)	66,127,128,131,132,144,302, 343
الجامع الکبیر(جامع الکبیر،جامع کبیر)	144,343
جامع الرموز	290,434
جامع الفقہ	183
جامع الفتاوٰی(جامعِ قاضی خان)	189,192,213,215,220
جمہرۃ الانساب	318,340
حلبی	434

کتابیات

ح، خ

حاشیۂ نوح آفندی علی الدرر (حاشیۂ نوح آفندی)	59,70
حق الایضاح فی شرطیۃ الکفو للنکاح	335,338
حسب ونسب	268,344,345
حموی	434
خصائصِ کبریٰ	154
خزینۃ الاصفیاء	371

د

الدرّالمختار (الدرّ، درِمختار)	64,65,70,77,80,129,131,144,145, 146,147,212,216,217,218,219, 220,221,222,223,289,291,292, 293,294,295,297,298,343,432, 434,
دُررالاحکام شرحِ غُررالاحکام (الدُرر)	59,79,80,213,220,434

ر

ردّالمحتار علی الدرّ المختار (ردّالمحتار، فتاویٰ شامی، فتاویٰ شامیہ، حاشیہ شامی، شامی)	59,62,64,70,74,77,80,84,85,130 218,219,221,222,291,293,294, 295,301,314,432,433,434,435,
رفع الاشتباہ عن قولِ سیدنا مہر علی شاہ (رفع الاشتباہ)	99,102,106,107,109,120,153, 154,155,159,160,161,162,171, 176,186,187,188,191,192,198 199,204,208,224,227
رحماءُ بینھم	337

س

سبع سنابل	16,17
سیفِ چشتیائی	2 37,282

Marfat.com

کتابیات

سُننِ بیہقی	151
سُننِ الدار قطنی (دار قطنی)	152
سُننِ ابی داؤد	152
سُننِ نسائی	1 53,312
سُننِ ابنِ ماجہ	153
س	
سِیَرِ کبیر	271
السعدیہ	294,295
سعیدیات	434
ش	
شرح الوقایہ	79,80,86,140,210,211,434
شرح عقود رسم المفتی (رسم المفتی)	208,442,
شمس الہدایہ	237
شرح صحیح مسلم	258
شفاءالعلیل	326
شرح حدیدی	328
شرائع الاسلام	330,331
شرح العقائد	392
شرح الیاس	434
ص	
صحیح بخاری (بخاری شریف)	33,35,150,175,313
صحیح مسلم	109,152,153,154,237
صحیحین	150,151
صحاح ستہ	151
الصواعق المحرقۃ	175

Marfat.com

کتابیات

ط، ظ

طحاوی شریف (شرح معانی الآثار)	434
ظہیریہ (کتاب ظہیریہ)	66,131

ع، غ

عمدۃ الرعایہ (حاشیہ شرح الوقایہ)	79,80,86
عنایہ	88,118,123,179,294,295,434
عین الہدایہ	114
العِلَلُ المتناهية	171
غُرر الاحکام	79,80
غاية السّروجي	183,188
غمز العُیون	294,295

ف

فتح القدیر	58,61,70,73,80,88,89,99,100, 109,110,111,113,114,118,124, 126,176,179,180,188,189,190, 191,192,195,197,215,216,301 303,434
فتاوی عالمگیریہ (الفتاوی العالمکیریہ، فتاوی عالمگیری، فتاوی الہندیہ)	176,177,179,182,183,185,186 187,188,189,191,192,273,434,
فتاوی رضویہ	184,209,213,381,433
الفقۃ الاسلامی وادلتۃ	46,49,58,70
فتاوی دار العلوم دیوبند	381,433
فتوحات مکیہ	10,249
فتاوی خانیہ (خانیہ)	184,274
فتاوی کُبری	178

Marfat.com

کتابیات

فتاوی مصریہ	68,233,404
فتاوی ابن حجر ہیتمی	175
فتح اللہ المعین	197,198
فتاوی خیریہ	200,220
فیض۔	201,213,220
فتاوی قاضی خان	207,208,209,212,215,273
فتاوی برھنہ	434
فتاوی غیاثیہ	434
فتاوی کاملیہ	434
فتاوی خلاصہ ابوالمکارم	434
فتاوی صمدیہ	434

ق

قلائد الجواہر	355
قواعد الفقہ	289,296
قرآن مجید (قرآن پاک، قرآن کریم، قرآن)	2,3,4,5,8,10,13,14,15,17,20,24, 25,26,27,33,42,43,47,72,229, 236,247,248,262,266,278,286, 302,303,305,347;369,406,407 428,443,444,446,448,451

ک

کنز الدقائق	77,80,156,191,192,196,194
کفایہ	190,225
کنز العمال	251,312,
کشاف المصطلحات	290
کشف الاستار (حاشیہ کشف الاستار)	293

Marfat.com

کتابیات

الکافی	318,319,334
کتاب الشافی	327,328
کتاب التعریفات	290
کتاب السنن	310
کتاب الاصابہ	313
کتاب الاستیعاب	313
کتاب الثقات	314
کتاب المحبر	316,340
کتاب المعارف	316
ل،م	
لسان العرب	13,38,43,
لسان المیزان	170
لسان الاحکام	434
مشکوٰۃ المصابیح (مشکوٰۃ)	39
مرقات (شرح مشکوٰۃ)	39,98
المناقب	141
معجم اوسط طبرانی	152
مناقب الشافعی	157
مسند امام اعظم	240
مجمع الفتاوی	201,213,220
مسند بزاز	152
مسند امام احمد	153
مختصر القدوری (قدوری)	128
المقاصد الحسنہ	157
المستدرک	312
منتہی الآمال	336

Marfat.com

کتابیات

مرآۃ العقول	335
مقاتل الطالبین	339
مدارج النبوۃ	307,314
مالا بدمنہ	302
من لا یحضرہ الفقیہ	318,319
مجالس المومنین	333
مسالک الافہام	330
مصائب النواصب	333,335
ملفوظاتِ مہریہ	45,275,384,385
مہر منیر	304,369,377,378,379,380,382 385,390
مُغنی ابنِ قدامہ (المغنی)	89,92,162,164,327,362
المحیط (محیط)	66,131,132,189,192,201,202 213,220,223
المبسوط (مبسوط)	71,74,77,80,81,82,93,96,97, 108,126,176,191,192,201,202, 203,224,227,269,270,343

ن،و

نام و نسب	3,136,351,372
نہر الفائق (النہر، نہر)	66,131,132,202,216,223
نافع الکبیر	127,302
نصب الرایہ	171
نہج البلاغۃ	328
ناسخ التواریخ	339
نسبِ قریش	315,340
نشر العرف	434

Marfat.com

کتابیات

وفیات الاعیان	143
واقعات المفتین	434

ہ

الھدایۃ (ہدایہ)	47,57,75,76,77,80,93,94,96,97 99,108,112,113,114,118,123, 128,152,179,225,434,

ی

ینابیع المودۃ (ینابیع)	176,183,185,186,187,188,189, 190,192,202,216,220

Marfat.com

آیاتِ مبارکہ

صفحہ نمبر		نمبر شمار
1	وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا وَجَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ	1
1	وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ؕ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا	2
1	یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ	3
3	یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا	4
3	واذکرن ما یتلی فی بیوتکنّ	
4	وما کان لکم ان تؤذوا رسول اللّٰہ ولا ان تنکحوا ازواجهٗ من بعدهٖ ابدًا انّ ذٰلکم کان عند اللّٰہ عظیمًا.	5
5	یا ایّها النّبیّ قُل لازوَاجك وَبناتك و نساءِ المؤمنین یُدنین علیهنّ من جلابیبهنّ	6
12	وانکحوا الایامٰی منکم والصّالحین من عبادِکم واِمائکم ان یکونوا فقرآءَ یغنهم اللّٰہ من فضلهٖ۔	7
14	فلا تعضلوهنّ ان ینکحن ازواجهنّ	8
18,19	وقودُها النّاس والحجارة	9
21	الّذی خلقك فسوّاك فعدلك فی اَیِّ صورةٍ مّاشاءَ رکّبك	10

Marfat.com

آیاتِ مبارکہ		
نمبر شمار		صفحہ نمبر
11	خلقتُ بیدیّ	21
12	ربِ انّھنّ اضللن کثیرًا مّن النّاسِ	22
13	وَاَنذِر عشیرتك الاقربین	32,33,206
14	وازواجکم و عشیرتکم	33
15	سیّدًا وّ حصُورًا وّ نبیًا مّن الصّالحین	41,42
16	اِنّی جاعل فی الارضِ خلیفة	42
17	وقالوا ربّنآ اِنّا اطعنا سادتنا وکبرآءَ نا فاضلّونا السّبیلا	43
18	ولم یکن لہٗ کفوًا احد	47
19	انّ اکرمکم عند اللّٰہ اتقا کم	50,71,72,167,451
20	وھو الّذی خلق من المآءِ بشرًا	50
21	واللّٰہ فضّل بعضکم علٰی بعض فی الرّزق	51
22	یرفع اللّٰہ الّذین امنوا منکم و الّذین اوتوا العلم درجات	51
23	انّما الصّدقات للفقرآء والمسٰکین والعاملین علیھا والمؤلّفة قلوبھم	125
24	أفنجعل المسلمین کالمجرمین مالکم کیف تحکمون	36,409
	وقَالَ الرَّسُولُ یٰارَبِّ إِنَّ قومي اتّخذواھٰذاالقرآنَ مھجُورًا	207
25	والّذین امنوا واتّبعتھم ذرّیّتھم بایمان الحقنا بھم ذرّیّتھم وما التنٰھم من عملھم من شیءٍ کلّ امرئ	229

Marfat.com

آیات مبارکہ		
نمبر شمار		صفحہ نمبر
	بما کسب رھین	
26	قُل ان کان للرّحمٰن ولد فانا اوّل العٰبد ین	235,237
27	ومن کان فی ھٰذہٖ اعمٰی فھو فی الاٰخرۃ اَعمٰی واضلّ سبیلًا	236
28	لو کان فیھما الھۃ اِ لّا اللہ لفسدتا	237
29	انّہٗ لیس من اھلک انّہٗ عمل غیر صالح	239,241
30	وما کنّا معذّبین حتّٰی نبعث رسولًا	241
31	فطرۃ اللہ الّتی فطرا لنّاس علیھا	241
32	وکان ابوھما صالحًا	241
33	الاخلّاء یومئذٍ بعضھم لبعض عَدوّ الّا المتّقین	247
34	یودّ المجرم لو یفتدی من عذاب یومئذ ببنیہٖ وصاحبتہٖ واخیہ وفصیلتہِ الّتی تؤیہٖ ومن فی الارض جمیعًا ثمّ ینجیہٖ	248
35	فان طلّقھا فلا تحلّ لہٗ من بعد حتّٰی تنکح زوجًا غیرہٗ	263
36	ھنّ لباس لکم وانتم لباس لّھنّ	271
37	لتسکنوا الیھا وجعل بینکم مَوَدّۃً وّرحمۃً	271
38	ولھنّ مثل الّذی علیھنّ بالمعروف وللرّجال علیھنّ درجۃ	272
39	فوق کل ذی علم علیم	280,281
40	فان تنازعتم فی شیئٍ فردّوہٗ الی اللہ والرّسول	280
41	فرضنا علیھم فی ازواجھم	284
42	فاذا وجبت جنوبھا فکلوا منھا واطعموا القا نع و المعترّ	286

Marfat.com

آیات مبارکہ		
نمبر شمار		صفحہ نمبر
43	أفتؤمنون ببعض الكتاب وتكفرون ببعض	305
44	وتكتمون الحق وانتم تعلمون	405
45	قَدتّبيّن الرّشدُ من الغيّ	431
	ولقد كرّمنا بنی ادم	450

....

Marfat.com

احادیث طیبہ		
صفحہ نمبر		نمبر شمار
1	اِذَا اَتَاکُم مَن تَرضَون خُلقَہٗ وَدِینَہٗ فانکحوہُ اِلّا تفعَلُوا تکُن فِتنَۃٌ فِی الارضِ وَفسادٌ عَرِیضٌ	1
9	انّ الشّریفۃ تزوّج کلّ مسلم	2
11	مکتوب فی التّوراۃ من بلغت لہ ابنۃ اثنتّی عشرۃ سنۃ فلم یزوّجھا فرکبت اثمًا فأ ثم ذٰلک علیہ	3
14	النّکاح من سنّتی فمن رّغب عن سنّتی فلیس منّی	4
23	من یھدہِ اللّٰہ فلا مضلّ لہ و من یُضللْ فلا ھادی لہٗ	5
31	اِنّ اللّٰہ اصطفٰی کنانۃ من وُلدِ اسمٰعیل واصطفٰی قریشًا من کنانۃ واصطفٰی من قریش بنی ھاشم واصطفانی من بنيِ ھاشم	6
39	قُومُوا الٰی سیّدِکُم	7
39,42	اَنَا سیّد ولدِ ادم ولا فخر	8
40,41	اِبنی ھٰذا سیّدٌ لعلّ اللّٰہ یصلح بہ بین فئتین عظیمتین من المسلمین	9
47	المسلمون تتکا فأ دماء ھم أی تتساوی فیکون دم الوضیع منھم کدم الرّفیع	10
48	الالایزوّج النّسآء الّا الاولیاء ولا یزوّ جن الّا من الاکفاء	11
50,62,70,71	النّاس سواسیۃ کأسنان المشط، لا فضل لعربیّ علیٰ عجمیّ انّما الفضل بالتّقوٰی	12

Marfat.com

احادیث طیبہ

نمبر شمار		صفحہ نمبر
13	ليس لعربيّ على عجميّ فضل الّا بالتقوٰى	50
14	قـل لهم انّ رسول الله يأمر كم ان تزوّجو نى	52
15	ثلاث لا تؤخّر' الصّلوٰة اذا اتت والجنازة اذاحضرت والأ يـمّ اذاوجد تّ لها كفؤا	56
16	لا تنكحوا النّساء الّاالا كفاء ولا يـزوّجـو هـنّ الّا الاوليـاء ولامهـر دون عشــرة دراهــم	56
17	تـخيّـروا لنطفكم وا نكحوا الا كفاء	56
18	العرب بعضهم اكفاء لبعض، قبيلة بقبيلة ورجل برجل والموالى بعضهم اكفاء لبعض، قبيلة بقبيلة ورجل برجل الّا حـا ئك أو حـجـام	56
19	لامنعنّ تزوّج ذوات الاحساب الّامـن الا كفاء	56
20	اذا اتا كم من ترضون دينهٗ وخلقهٗ فا نكحوه' الّا تفعلوه' تكن فتنة فى ا لارض و فساد كبيرٌ	56
21	مـن ابـطأ بهٖ عـملهٗ لا يسرع بهٖ نسبهٗ	72
22	قريش بعضهم اكفاء لبعض بطن ببطن والعرب بعضهم اكفاء لبعض قبيلة بقبيلة والموالى بعضهم اكفاء لبعض رجل برجل	74,75,80,93,115 116,121
23	لعن آخر الامّة اوّلها	78
24	انّ الله اَوحى اِلىّ اَنْ اُزَوِّجَ كريمتى يعنى رقيّۃ واُمّ كلثوم	97

Marfat.com

احادیث طیبہ

نمبر شمار		صفحہ نمبر
	عن عثمانؓ	
25	انّ رسول ﷺ قال مازوّجتُ عثمانَ بأمِّ کلثوم الّا بوَحی	98
26	قال النبیّ ﷺ الأئمّة من قریش	116
27	انّ رسول اللّٰه ﷺ زوّج ابنتهٗ من عثمانؓ وکان أمویًّا لا ھاشمیًا وزوّج علیؓ ابنتهٗ من عمرؓ ولم یکن ھاشمیًا بل عدویًا	116,204
28	اِجعلهٗ مکانهٗ ولن یجزی عن احد بعدك	150
29	اما تحسن سورة مّن القرآن فأصدّ قها السّورة ولا یکون لاحد بعدك مهرًا	151
30	کلهٗ انت و عیالك فقد کفّر اللّٰه عنك	152
31	کلْ انت وعیالك تجزئك ولا تجزئ احداً بعدك	152
32	ارضعیه حتّٰی یدخل علیكِ	153
33	وامر النبیّ ﷺ فاطمة بنت قیس ان تنکح اسامة بن زید مولاه فنکحها بامرہٖ	167
34	العرب بعضهم لبعض اکفاء رجل برجل وحیّ بحیّ و قبیلة بقبیلة والموالی مثل ذٰلك الّا حائك أو حجام	169,170
35	النّاس اکفاء قبیلة بقبیلة وعربیّ لعربیّ ومولٰی لمولٰی الّا حائك أوحجّام	171
36	انّ اللّٰه اصطفٰی کنانة من ولد اسماعیل واصطفٰی قریشًا	205

Marfat.com

احادیث طیبہ		
نمبر شمار		صفحہ نمبر
	من کنانة واصطفٰی من قریش بنی ھاشم واصطفانی من بنی ھاشم	
37	التّاجر الصّدوق الامینُ مع النّبیّین والصدّیقین والشّھداء	230
38	اناوکافل الیتیم لہٗ ولغیرہٖ فی الجنّة ھٰکذا واشار بالسّبابة والوسطٰی وفرّج بینھما شیأ	230
39	مَن عالَ جاریتین حتّٰی تبلغا جاء یوم القیمة انا و ھُوَ کذلك و ضمَّ اَصابعہٗ	230
40	لوعاش لکان صدّیقا نبیّا	237
41	کلّ مولود یولد علی الفطرة فا بواہ یھوّدانہٖ وینصّرانہٖ قیل فمن مات صغیرًایارسول اللّٰہ قال اللّٰہ اعلم بما کانوا عاملین	240
42	کلّ نسب وصھرینقطع یوم القیامة اِلّانسبی و صھری	242
43	قال سمعت رسول اللّٰہ ﷺ یقول ینقطع یوم القیامة کلّ سببٍ وّ نسبٍ الّاسببی ونسبی	244
44	انّی سمعت رسول اللّٰہ ﷺ یقول کلّ نسب وسبب ینقطع یوم القیامة الّا ماکان من سببی و نسبی فا حببت ان یکون بینی و بین رسول اللّٰہ ﷺ نسب وسبب	244,311
45	یابنی ھاشم لا یاتنی النّاس با عمالھم وتأتونی بأنسابکم	249
	انّ ربّکم واحد و انّ أباکم واحد فلا فضل لعربیٍ	250

Marfat.com

احادیث طیبہ		
نمبر شمار		صفحہ نمبر
	علی عجمیّ ولالعجمیّ علی عربیّ الّا با لتّقوٰی فانّ اللّٰہ یقو ل الیوم ارفع نسبی واضیع نسبکم این المتّقون	
46	لا یسئلکم احسابکم وأنسابکم یوم القیامۃ اکرمکم عنداللّٰہ اتقا کم	250
47	انّ النّبیّ ﷺ قال لہ انظر فانّک لیس بخیرٍ مّن احمر ولا اسود الّا ان تفضّلہٗ بالتّقوٰی	251
48	انّ اللّٰہ عزّوجلّ یقول یوم القیامۃ امرتکم فضیّعتم عہدت الیکم فیہ ورفعتم انسابکم فالیوم ارفع نسبی وا ضیع انسابکم أین المتقون؟ أین المتقون؟ انّ اکرمکم عنداللّٰہ اتقا کم	251
49	انّ رسول اللّٰہ ﷺ قال انّ فی امّتی اربعًا من امرِالجا ہلیّۃ لیسُوا بتارکینَ الفخر فی الانساب و الطعن فی الانساب والاستسقاء بالنّجوم وا لنّیاحۃ علَی المیّت	252
50	قال رسول اللّٰہ ﷺ اذا خطب الیکم من ترضون دینہٗ و خلقہٗ فزوّجوہٗ الّا تفعلوا تکن فتنۃ فی الا رض وفساد عریض	256
51	قال رسول اللّٰہ ﷺ یا ابا امامۃ ما انا وامۃ سفعاء الخدّین شفعاء المعصمین امنت بربّھا و تحننت علی ولدھا الّا کھا تین وفرّق بین السبابۃ والوسطٰی واللّٰہ اذھب	256

Marfat.com

احادیث طیبہ

صفحہ نمبر		نمبر شمار
	فخر الجاهليّة وتكبّرها بآبائها كلّكم لأدم وحوّا كطف الصّاع بالصّاع وانّ اكرمكم عندالله اتقاكم فمن اتاكم ترضون دينهٗ وامانتهٗ فزوّجوه۔	
258	انّ النّبیّ قال لهٗ يا علیّ ثلاث لا توخّرها الصّلوٰة اذا اتت و الجنازة اذا حضرت والايّم اذا وجدتّ لها كفوا	52
287	عليكم بسنّتی وسُنّة الخلفاء من بعدی وعضّوا عليها بالنّواجذ	53
358	خير القرون قرنی	54
395	من جاء كم من ترضون دينهٗ وخلقهٗ فزوّجوهٗ	55
395	تنكح المرأة لأربع: لمالها ولحسبها ولجمالها ولدينها فاظفر بذات الدّين تربت يداك	56
415	قال رسولُ الله ﷺ قال الله تعالٰی كذّبنی ابنُ ادمَ ولم يكن لَهٗ ذٰلِكَ وَشتمنی ولم يكن لهٗ ذٰلك فامّا تكذيبهٗ ايّایَ فقولهٗ لن يعيدنی كما بدأنی وليس اوّلُ الخلقِ باهون علیّ من إعادتهٖ وامّا شتمهٗ ايّایَ فقولهٗ اتّخذ الله ولدًا وانا الاحدُ الصّمدُ الّذی لم ألد ولَم أُولد ولَم يكن لی كفوًا احد وفی رواية ابنِ عبّاس واما شتمهٗ ايّای فقولهٗ لی ولد وسبحانی ان اتّخذ صاحبةً أو ولدًا	57

Marfat.com

احادیث طیبہ		
نمبر شمار		صفحہ نمبر
58	قَال لعن عبدالدّینار و عبدالدّراھم	420
59	اِذا خطب الیکم من ترضون دینہٗ و خلقہٗ فزوّ جوہ اَلّا تفعلوا تکن فتنۃ فی الارض و فساد عریضٌ۔	451
60	خیُرالامور اوساطھا	456

Marfat.com

اعلام		
نمبر شمار	اعلام	صفحہ نمبر
1	اللہ تعالیٰ (خداوندِ عالم، خداوند تعالیٰ، خدائے تعالیٰ، باری تعالیٰ	1,3,5,6,12,16,18,19,21,22,23,24,31,33,39,43 47,50,51,52,56,58,72,81,97,98,105,109,118, 136,149,162,167,175,191,192,193,194,197, 198,205,206,207,227,229,231,234,235,236, 237,240,241,242,243,244,245,246,248,250, 251,252,253,254,256,257,258,263,265,266, 269,271,272,275,280,287,288,294,296,309, 311,317,318,332,345,346,347,350,351,352, 358,360,361,373,374,377,378,391,392,394, 395,396,397,398,399,400,403,406,407,408 409,411,415,416,421,425,426,431,433,444, 446,449,451,452,453,454,455,
2	محمد امین ابنِ عابدین شامی (سیدؒ علامہ، خاتم المحققین)	59,72,84,128,140,183,193,195,196,198,199, 200,201,202,205,207,208,210,212,213,218, 219,220,221,222,223,277,294,295,301,326, 434,
3	اُمِ کلثوم بنتِ رسول اللہ (سیدہ)	7,97,98,99,110,127,128,309,311
4	اُمِ کلثوم بنتِ علی و فاطمہ زہرہ (سیدہ)	4,8,85,86,87,90,91,92,156,174,180,243,310, 311,312,313,314,315,316,317,318,319,320, 321,322,323,324,325,326,328,329,330,331, 332,333,334,335,336,344
5	احمد رضا خان (امام علامہ فاضل بریلویؒ)	16,149,184,185,197,209,213,293,362,374, 432,433,436,

Marfat.com

6	احمد بن حنبل (امام)	47,89,90,164,165,168,173,251,347,359,362
7	اسماعیل بن ابراہیم (نبی اللہ)	31,34,109,205
8	ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ	52,53,61,153,167,260
9	اسامہ بن زید	53,61,62,153,167,168
10	ابوبکر صدیق (صدیق اکبر، امیر المومنین)	119,122,125,371
11	اسمٰعیل حقی مصری (علامہ، صاحب تفسیر روح البیان)	9,10
12	ابوالعاص بن ربیع	89,90,309
13	ابوحاتم مزنی	56,57,259
14	احمد سعید کاظمی (علامہ، غزالی زمان)	103,104
15	ابومسعود ازہری	197,198,247
16	اکبر الہ آبادی	119,163,450
17	امیر علی (سید، جسٹس، صاحب عین الہدایہ، شارح ہدایہ)	58,114
18	احمد بن شعیب نسائی (امام، صاحب سنن نسائی)	47
19	ابراہیم (نبی اللہ)	22
20	آدم (نبی اللہ)	250
21	اسماعیل (قاری)	186
22	ابوالنعمان ازدی	151
23	ابراہیم بن محمد	252
24	ابومالک اشعری (صحابی رسول)	252
25	امّ سلمہ (امّ المومنین)	153
26	ابوطیبہ	270
27	ابن شمیل	39

Marfat.com

28	ابومنصور	39
29	ابنِ شہاب زہری	152,173
30	ابوہند	53,54
31	ابوبردہ	151
32	ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ	141
33	اسماعیل بن مسعدہ	170
34	ابونصر احمد بن حسین	141
35	ابوذر غفاری	251
36	ابوالحسن عطوفی	356
37	احمد فراز (شاعر)	105
38	ابنِ عدی	170
39	اُمِ عیاش	98
40	ابوسعید	312,313
41	ابوقتادہ	312,313
42	ام القاسم بنت حسن بن حسن	340
43	ابوالحسن کرخی (امام)	49,50,62,70,71,72,73,208,273
44	ابوہریرہ (صحابیِ رسول)	151,240,251,252,256,312,313,415,420
45	احمد بن حسین بیہقی	157,251,252,256
46	ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص (امام علامہ)	71,72,73,265,273
47	اسحاق بن ابراہیم بن علاء زبیدی	169,170
48	ابنِ جریج	173
49	ابوامامہ	256,257,446
50	اورنگ زیب عالمگیر	176
51	ابراہیم بن محمد بن طلحہ	172
52	ابوجعفر طحاوی	209

Marfat.com

53	ابوجہل	54,446
54	ابولہب	316,317,446
55	ابراہیم بن نعیم عدوی	319,323,324,325
56	ابوعبداللہ	328
57	ابن ابی الحدید	339
58	ابوالفرج اصفہانی	338
59	ابراہیم بن حسن	340
60	ابوجعفر بغدادی	317
61	احمد بن یحییٰ بلاذری	340
62	ابنِ حزم	169,170,173,259,314
63	ابنِ حبان	230,240,256,258,259,260
64	ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (امام صاحب جامع ترمذی)	436
65	امجد علی (مولانا)	436
66	ابراہیم (مولانا)	440,441
67	احمد امین (مولوی)	441
68	احمد شیر (مولوی)	441
69	استرولی معین (مولوی)	441
70	احمد حسین (مولوی)	341
71	ابراہیم	341
72	ایوب بن مسلمہ بن عبداللہ بن ولید بن مغیرہ	343
73	ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس	343
		364,374,375,376,377,379,382,384,385,390,
74	ام الحسین بنتِ علی	392
75	احمد حسن محدث کانپوری (مولانا)	368,369

Marfat.com

76	ابوعبیدہ بن جراح	368
77	اسداللہ	368
78	احمد بن محصار العطاس (سیّد بڑے مدنی صاحب)	393
79	احمد علی بن حجر عسقلانی (امام علامہ)	98,99,170,172,173,174,178,179,181,259,313
80	ابن سیرین	165
81	ابن عون	165
82	ابو محمد جوہری	169,171
83	ابراہیم نخعی	147
84	احمد معصری (سیّد)	291
85	احمد علی سہارنپوری (شیخ الحدیث)	373
86	انیس النساء	376
87	امّ عباس	98
88	ابو مالک اشعری	252
89	اہل اللہ شاہ	376
	ب،ت،ث	
90	بلال (صحابیِ رسول)	52,53,54,61,270
91	باقر (سیّد امام)	36,310,311,449
92	بیری (علّامہ)	193,194,197,198
93	بقیہ	169,171
94	باقر مجلسی (ملّا)	335
95	بردہ بن نیاز	150
96	بشیر احمد (مولوی)	441
97	برہان انباسی	196
98	بزّازی	216
99	تفضل حسین (مولوی)	441

100	ثوبیہ (لونڈی)	254
101	ثناء اللہ پانی پتی	303
	ج، ح، خ	
102	جلال الدین سیوطی (امام، علامہ)	154,153
103	جابر بن سمرہ	57,56,33
104	جد بن قیس	42,41
105	جعفر صادق (امام، سید)	36,310,311,319,323,324,325,449
106	جلال الدین خوارزمی کرلانی (علامہ)	225
107	جعفر بن مصعب بن زبیر	341,342
108	جعفر	342
109	جمال اللہ ملتانی (حافظ)	270
110	جگر مرادآبادی	407
111	جعفر بن حسن طوسی	316
112	حوا (حضرت)	256,257
113	حبیب بن ابی ثابت	172
114	حسن بن منصور بن محمود اوزجندی	32,99,183,184,185,186,189,190,193,207,208,
115	(امام، قاضی، علامہ، فقیہ النفس)	209,210,211,212,213,214,215,273,431
116	حسن مجتبیٰ بن علی (امام، سید)	34,35,40,41,339,340,341,342,409,449
117	حسین بن علی (امام، سید، ابن زہرا)	34,42,91,92,142,342,362,396,399,449
118	حسن مثنیٰ بن حسن مجتبیٰ	142,339,449
119	حفصہ بنت عمر (ام المومنین)	81,82,83,317
120	حسن بن زیاد	128,129,210,211,347,405,413
121	حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب	337,338,339,345
122	حکیم بن حزام	92
123	حسین شاہ (سید)	29
124	حمزہ بن یوسف	170

Marfat.com

125	حسن بن سفیان	170
126	حلبی (علامہ)	294
127	حسن (ابومحمد)	139
128	حسن بصری (امام)	49,50,222
129	حلوانی (شمس الائمہ)	208
130	حامد سونی پتی (مولوی سید)	367
131	حامد رضا خان (مولنا)	436
132	حبیب شاہ (مولوی)	440
133	محمد حسن (مولوی حکیم)	441
134	حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس بن عبدالمطلب	340
135	حسن	341
136	حسن بن معاویہ	341
137	حلیمی (علامہ)	252
138	حماد بن ابی سلیمان	147,165,323
139	الحلی (محقق)	330,331
140	خیر الدین رملی (علامہ)	200,202,213,220
141	خصاف (امام)	208
142	خلیل احمد (مولوی)	440
	ردیف د	
143	داؤد (نبی اللہ)	42
144	داؤد	342
145	داؤد بن علی بن عبیداللہ بن عباس بن عبدالمطلب	342
146	دارقطنی	53,169,171,230
147	دارا (بادشاہ)	123

148	ذہبی (علامہ)	326
149	رقیہ بنتِ رسول اللہ (سیّدہ)	7,34,94,96,97,98,127,309
150	رقیہ بنتِ عمر	313,314,316,317,318
151	رقیہ بنتِ عبداللہ	338
152	رونق علی (سیّد)	368
153	ربیع بن سلیمان	157
154	زینب بنتِ رسول اللہ (سیّدہ)	89,309,331
155	زفر بن ہذیل (امام)	128,129,281,347
156	زین الدین الشہیر بابن نجیم (امام علامہ)	192,193,194,195,196,197,198,199,292
157	زیلعی (امام حافظ الحدیث)	171
158	زینب بنتِ ام سلمہ	153
159	زینب بنتِ جحش	153,168
160	زرارہ	323
161	زینب بن حسن	338
162	زید بن حارثہ	153,168
163	زرعہ زبیدی	169
164	زید بن عمر	312,313,314,317,318,326
165	زبیر (صحابی رسول)	310,311
166	زینب کبریٰ بنت فاطمہ وعلی	315
167	زینب بنت حسن بن حسن	341
168	زین الدین العاملی	330
	[illegible]	
169	سلطان ابوسعید ابوالخیر	23
170	سعد بن معاذ	39,311
171	سلیمان بن اشعث ابوداؤد (امام صاحب سنن ابی داؤد)	47

Marfat.com

172	سکینہ بنت حسین (سیّدہ)	44,90,91,92,331,332,333,337,345,346
173	سکینہ بنت حسین (سیّدہ)	52,53,153,167,260
174	سلمان فارسی	174
175	سعد بن عاص	312,313
176	سہیل بن احمد بن محضار العطاس	393,394
177	سعدی شیرازی	68
178	سفیان ثوری (امام)	49,50,62,70,71,73,172,225,226,227,268,270
179	سعید رسول (مولوی)	273
180	سعید احمد (مولوی)	440
181	سلامت اللہ (مولوی)	440
182	سعید احمد معین (مولوی)	441
183	سلمان بن خالد	323,324
184	سوید	171
185	سلطان محمود انگوی	375
186	سعید بن عبداللہ جہنی	259
187	سلیمان تونسوی (حضرت)	370
188	سیال محمد شاہ (مولوی)	441
189	سیّد شریف جرجانی	290
190	شیبان بن ذہل	139
191	شبلنجی مصری (علامہ)	143
192	شمس الدین سیالوی	370
193	شہاب الدین سہروردی (شیخ)	371
194	شہاب الدین سیّد محمود آلوسی (ابوالفضل، صاحب تفسیر روح المعانی)	265
195	صالح بن معاویہ	341
196	ضحاک بن قیس	52,53

Marfat.com

197	ضحاک (امام)	239
198	سعد الدین تفتازانی (امام)	392
199	سکندر (بادشاہ)	123
	ط، ظ	
200	طبرانی	98
201	طلحہ (صحابی رسول)	310,311
202	طیب سورتی (مولانا)	364,376,384
203	طحاوی (امام)	294
204	ظہور الحسن (مولوی)	440
	ع، غ	
205	عمر بن خطاب (امیر المومنین فاروق اعظم)	11,56,57,84,85,86,87,90,91,99,110,116,117, 119,122,125,127,128,156,163,172,173,174, 180,204,243,245,307,310,311,312,313,314, 315,316,317,318,319,320,321,323,325,326, 327,328,329,330,331,332,333,334,335,336, 344,366
206	علی المرتضیٰ (امیر المومنین ابو تراب)	7,18,20,28,29,30,31,35,37,40,47,56,84,85, 86,89,90,91,105,116,117,120,122,127,128, 152,156,160,203,204,243,245,257,258,306, 307,310,311,313,314,315,316,317,318,319, 320,322,323,324,325,327,328,329,330,332, 333,334,335,336,396,399,449
207	عثمان غنی (امیر المومنین)	7,30,31,81,82,83,88,89,90,91,94,96,97,98,99, 107,110,116,117,119,122,127,153,154,156,159, 180,204,243,307,309,310,321,331,334,339, 340,347,348

Marfat.com

208	علاؤالدین ابوبکر مسعود کاسانی (علامہ صاحبِ بدائع الصنائع)	8,66,108,115,205
209	عبدالواحد بلگرامی (سیدؒ صاحبِ سبع سنابل)	16,17,28
210	عکرمہ (صحابی)	39
211	عقبہ بن عامر	151
212	عیسیٰ (نبی)	416
213	عبداللہ بن مسعود (حضرت)	168
214	عبدالرحمٰن جامی	15
215	عتابی	183,185,
216	عبداللہ	91
217	عبدمناف	143
218	عدنان	139,140
219	عبدشمس	82
220	علی (سید)	198
221	عبداللہ ابن عمر	56,57,90,152,169,170,171,173,312,313
222	عبدالرحمٰن طفسونجی (شیخ)	93,335,356,359,360
223	عزیزالرحمٰن (مفتی)	435,439
224	عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج	240
225	عمر بن جموح	42
226	عبدالمطلب (مطلب)	37,142
227	علی مقدسی (شیخ اسلام)	196
228	علی بن ابی بکر مرغینانی (علامہ صاحبِ ہدایہ)	32,96,112,185
229	علی بن حسین (سیدؒ امامؒ زین العابدین)	35,341,342,345,408,449,450

Marfat.com

230	علی بن سلطان محمد القاری (ملّا، صاحبِ مرقات)	39,98
231	عبدالحق محدثِ دہلوی (شیخ)	307,314
232	عبدالرحمٰن بن عوف	53,61,310,311
233	عبداللہ بن عثمان بن حکیم بن عثمان	90,92,337
234	عائشہ بنتِ ابی بکر (اُمّ المومنین)	56,57,81,82,83,152,153,167,216,217,220, 256,260
235	عبدالشکور ہزاروی (مفتی)	69,132,137,211,357,363,364,370,372
236	عبداللہ بن احمد بن قدامہ (صاحب المغنی)	89,92,162,163,165,167,168,169,171,172, 174,175,306,359,362
237	عبدالقادر جیلانی (شیخ، سیدٌ پیرانِ پیرٌ غوثِ اعظم)	89,92,93,168,306,307,355,356,357,358,359 360,361,363,416,421,449
238	عبداللہ بن عباس	97,273,312,313,325,327,415
239	عبداللہ المحض (سیّد)	142,338,343,409,449
240	علاؤالدین حصکفی (علامہ، صاحبِ درمختار)	216,217,222,223
241	عبدالحی چشتی	185,223,224,346,347,348
242	عباس علی قلی خان (مرزا، مورّخ)	335
243	عباس قمی (شیخ)	336
244	عبدالقادر بیدل (مرزا)	104
245	علی ہجویری	449
246	علی متقی بن حسام الدین ہندی (صاحبِ کنز العمال)	312
247	علی بن عروہ	170
248	عثمان بن عبدالرحمٰن	170
249	عمران بن ابوالفضل	169,170

Marfat.com

250	عبداللہ بن مسعود	147
251	علقمہ	147
252	عمرو بن مسعود	165
253	عمر بن عبدالعزیز	51
254	عبید بن عمیر	165
255	عبدالرحمٰن بن علی بن جوزی	169,170
256	عبدالرحمٰن علوی مصری	175
257	عبدالرزاق	172,173
258	عبداللہ بن عبدالرحمٰن داری	230
259	علی بن محمد بزدوی (فخر الاسلام)	208,209,210
260	عبدالجبار	327
261	علی بن محمد ابنِ اثیر	313
262	عمادالدین ابنِ کثیر	314
263	عباس بن عبدالمطلب	319,320,321,333,334
264	عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب	315
265	عون بن جعفر بن ابی طالب	316,318,336
266	عبداللہ بن سنان	323,324
267	عبداللہ بن عمرو بن عثمان	331,337,338
268	عبداللہ بن حسن	338
269	عبدالعلی (مولانا)	436
270	عبدالحکیم (مولوی)	440
271	عبدالوہاب (مولوی)	440
272	عبدالغفار (مولوی)	440
273	عبدالسمیع (مولوی)	441
274	عبدالوحید (مولوی)	441
275	علی محمد معین (مولوی)	441

276	عبداللہ (مولوی)	441
277	عبداللہ	341
278	عبرہ (سیّدہ)	342
279	علی بن حسن بن حسن بن علی	342
280	عبّاس بن موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عبّاس بن عبدالمطلب	343
281	عبیداللہ (شاہ)	367
282	عبدالقادر (شاہ)	367,392
283	عبدالغنی (شاہ)	367
284	رفیع الدین (شاہ)	367
285	علی خیر خیرآبادی (سیّد)	370
286	عبدالرحیم بن شاہ وجیہ الدین بن معظم الدین دہلوی (شاہ)	366,392
287	عنایت حسین (سیّد)	374,376
288	عبدالعزیز (شاہ، خاتم المحدثین)	364,367,368,392
289	غلام محی الدین بابوجی (سیّد، جدِ امجد)	104,375,393,450
290	غلام محمد گھوٹوی (علامہ)	375
291	غلام گیلانی (قاضی)	433,435,439
292	غلام رسول سعیدی (شیخ الحدیث، علّامہ)	169,237,259
293	غلام محی الدین (مولوی)	378,440
294	غلام سرور لاہوری	371
295	غلام علی سیّد	368
296	عشاری	171
	ف، ق	
297	فاطمہ زہرا بنتِ رسول اللہ (سیّدہ)	7,28,29,30,34,37,41,42,86,87,92,94,122,174, 216,217,220,221,316,332,336,354,359,396,

		399,407,448,453,455
298	فاطمہ بنتِ حسین بن علی (سیّدہ)	90,91,92,331,332,337,338,339,345,346
299	فاطمہ بنتِ عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب (اُمّ الشافعی)	141
300	فیض احمد فیض مرحوم (علامہ)	106
301	فرقد	139
302	فخرالدین رازی (صاحبِ تفسیر کبیر)	367
303	فاطمہ صغریٰ بنتِ سیّد الشہداء	142
304	فریدالدین مسعود گنج شکر (حضرت بابا)	22,375,306
305	فاطمہ بنتِ قیس	52,53,61,153,167
306	فاطمہ بنتِ محمد بن علی بن حسین علی بن ابی طالب	343
307	فخر جہاں دہلوی	364,370,371,373
308	فضل حق (مولوی)	436,440
309	فضل حسین (مولوی)	441
310	فاطمہ بنتِ حسن بن حسن	341
311	فاطمہ اُمّ ولد	341
312	فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی (شاہ)	364,374,376,384
313	فاطمہ بنتِ عمر	317
314	فرعون	446
315	قطب الدین	306
316	قاچار (بادشاہ دولتِ ایران)	336
317	قحطان	139
318	قضاعہ	139
319	قاآنی شیرازی	123
320	قاسم (علامہ)	196
321	قتادہ (حضرت)	39

322	قاسم بن عبداللہ	338
323	قطب الدین بختیار کاکی	306
	ک،گ	
324	کنعان بن نوح	234
325	کمال الدین ابن ہمام	32,58,88,99,100,109,113,114,121,123,124,
326	(امام، علامہ، صاحبِ فتح القدیر)	126,177,179,189,195,196,200,201,197,215,
327	کلیم اللہ جہاں آبادی (شاہ)	216,223
328	گیسودراز (بندہ نواز)	371.372
329	گل احمد (مولوی)	440
	ل،م	
330	لطف اللہ علیگڑھی (استاذ الکل، مفتی ہند)	364,368,369,370,374,377,379,382,384,385
		390,392
331	لطیف النساء	374
332	محمد (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)	1,3,5,7,8,9,10,11,12,14,15,16,20,30,31,32,
	حضور، رسول اللہ، نبی پاک، پیغمبرِ خدا،	33,35,37,39,40,41,42,43,44,48,50,52,53,56
	سیدِ عالم، رسالت مآب، شارع، سید	58,59,61,72,74,75,76,79,80,81,82,83,88,90,
	البشر، افضل الانبیاء، ختمی مرتبت، سید	91,94,96,97,98,99,107,171,178,180,203,204,
	الوریٰ، سید السادات)	206,207,230,231,234,235,236,237,240,241,
		242,243,244,245,246,249,250,251,252,254,
		255,256,257,258,268,269,270,272,287,288,
		294,295,307,311,312,316,317,318,321,331,
		334,344,345,346,347,349,350,393,395,396,
		397,398,399,407,408,411,415,420,423,426,
		429,444,446,448,451,454,455
333	مہر علی شاہ	3,4,11,21,28,29,33,34,45,46,68,76,95,96,
	(پیر، سید، حضرت گولڑوی، جدِ امجد)	102,103,107,158,160,185,233,235,236,236,

Marfat.com

		260,275,276,282,283,298,299,304,305,306, 307,314,344,346,351,352,365,367,368,369, 370,372,373,374,375,376,377,379,381,382, 383,384,385,386,387,388,389,390,391,392, 393,400,401,403,404,405,411,413,414,416, 417,418,419,422,436,441,445,450
334	محمد بن حسن شیبانی (امام ابوعبداللہ)	65,100,107,108,109,110,111,112,113,114,115 118,119,120,121,122,123,124,125,126,127, 128,129,130,132,133,134,137,138,139,140, 144,145,147,148,160,161,174,218,270,271, 280,294,295,302,343,344,347,383,410,412, 434,439
335	محمد بن ادریس شافعی (امام)	88,89,99,100,101,109,110,111,112,113,140, 141,142,143,157,165,175,180,181,182,273, 343,347,362,412
336	مالک بن انس (امام)	61,62,70,71,73,74,87,88,89,162,165,273, 347,362,429,451
337	مشتاق احمد (علامہ شیخ الحدیث)	102,103,104,106,108,115,118,120,124,129, 132,134,144,154,155,159,160,161,162,163, 164,165,166,168,169,171,175,176,177,179, 181,182,183,186,188,189,191,204,210,211, 224,227
338	محمد بن احمد سرخسی (امام شمس الائمہ صاحب مبسوط)	71,74,80,93,96,108,185,208,224,225,227, 268,269,270,271,362,434,439
339	محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری (امام)	9,141,259,260,312
340	محمد بن اسمٰعیل بخاری (امام)	9,167,230,260,415

Marfat.com

341	محی الدین ابن عربی (شیخ اکبر)	10,249,253,367
342	مصعب بن زبیر	90,92
343	محمد بن یحییٰ تادفی	355
344	معین الدین چشتی (خواجہ خواجگان خواجہ اجمیر)	17,18,19,20,21,22,24,306,416,449,
345	ممتاز احمد (علامہ)	106
346	محمد بن حسین بن علی طوری	198
347	محبوب علی (حاجی قوال)	104
348	محمد موسیٰ (حاجی)	432
349	مسلم بن حجاج (امام صاحب مسلم شریف)	9,167,230,260
350	معین الدین (سید بڑے لالہ جی والد مصنف)	394,397
351	محمد خان	68
352	محمد بن عبداللہ تمرتاشی (صاحب تنویر الابصار)	216
353	میر انیس	454
354	محمد بن علی	192
355	محمد بن عبدالملک	169,170
356	محمد بن عبداللہ بن عمار	170
357	مقداد بن اسود	334
358	محمد نافع (مولوی)	337
359	محمد بن ہارون حضرمی	171
360	محمد بن زکریا ارزق	171
361	محمد بن فضل	171
362	محمد بن جریر طبری	313

Marfat.com

363	محمد بن جعفر بن ابی طالب	326,327,328
364	محمد بن یعقوب کلینی	323,324
365	محمد مصعب زبیری	340
366	محمد بن عبداللہ	338,339
367	مرتضیٰ علم الہدیٰ (مجتہد، سیّد)	326,327,328
368	معاویہ بن عمار	323,324
369	مصعب بن زبیر	331,333,337
370	مصطفیٰ رضا (مولانا)	436
371	خضر اللہ خان (مولوی)	
372	محمد نبی (مولوی)	440
373	منور علی (مولوی)	440
374	محمد وزیر (حافظ، مولوی)	441
375	محمد یوسف (مولوی)	440
376	محمد علی (مولوی)	440
377	مقرب علی (مولوی)	440
378	محمد شفیع (مولوی)	441
379	محفوظ علی (مولوی)	441
380	محمد طیب معین (مولوی، قاری)	441
381	محمد یعقوب معین	441
382	مسعود احمد (مولوی)	441
383	محمد گل (مولوی)	441
384	محمد بن مروان	340,341
385	مروان بن ابان بن عثمان	340,341
386	ملیکہ بنت حسن بن حسن (سیّدہ)	340,341,342
387	معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب	341

Marfat.com

388	محمد بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب	341
389	موسیٰ بن داؤد	342
390	محمد میاں سورتی (سیّد)	376
391	محمد شفیع قریشی	380
392	محمد علی مکھڈوی	370
393	موسیٰ کاظم (امام)	366
394	ملیکہ بنتِ جرول خزاعی (اُمِ کلثوم)	314
395	محمد بن علی بن بابویہ قمی	318
396	محمد افضل (مولوی)	440
397	محمد اشفاق (مولوی)	440
398	محمد ادریس (مولوی)	441
399	محمد اسحاق (حکیم، مولوی)	441
400	محمد اسحاق (شاہ، محدث، دہلوی)	464
	ن	
401	نعمان بن ثابت (امامِ اعظم، ابوحنیفہ)	8,61,64,65,66,70,71,72,89,93,94,96,97,99, 100,101,110,111,112,127,128,129,130,131, 147,174,193,210,211,218,222,223,224,225, 226,227,240,262,263,273,274,275,280,281, 347,362,383,402,410,412,413,414,416,418, 430,439,442
402	نفسِ ذکیہ (سیّد)	449
403	نضر بن کنانہ	81,82,140
404	نورالدین علی خلوتی	306
405	نوح آفندی	59,70
406	نوح (نبی)	234,239,241

407	نوراللہ شوستری (قاضی، مجتہد)	234,239,241
408	نصیرالدین نصیر (مصنفِ کتاب)	333,345
		105,148,199,210,236,354,394,397,412,454,
409	نافع	456
410	نظام شیخ	169,170,171
411	نظرالدین (مولوی)	177,
412	نوراحمد (مولوی)	440
413	نوح بن ابراہیم بن محمد بن طلحہ بن	440
414	عبیداللہ	
415	نظام الدین اورنگ آبادی	364,370,372,392
416	نورمحمد مہاروی (حضرت)	370
	و	
417	وھبۃ الزحیلی (الدکتور، محقق، سکالر)	46,49,58
418	ولی الدین محمد بن عبداللہ	39
	(شیخ، علامہ، صاحبِ مشکوٰۃ)	
419	ہند بنت ولید بن عتبہ	167,260,52,53
420	ہاشم (حضور کے پردادا)	37,142,143
421	ہشام بن سالم	319
422	ہاشم (امام شافعی کے پرداد)	142,143
423	ہروی	39
	ی	
424	یحییٰ بن شرف نووی (امام)	154,241
425	یحییٰ (نبی)	42,43
426	یعقوب ابویوسف (امام تلمیذ امام اعظم)	65,127,128,129,130,132,133,134,137,184,
		273,274,275,280,247,383,410,412,442
427	یونس بن عبدالاعلیٰ	141

Marfat.com

428	یحییٰ بن محمد بن عمروس	169
429	یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر	313
430	یزید بن معاویہ	341

اماکن

مقام	صفحہ نمبر
ا/آ	
آرام باغ	139,184,218,
انگہ	375
اہواز	418
اصبہان	418
استرآباد	418
اجمیر	17,18
اسلام آباد	233,357,382
انڈیا	368,370,371,436
ایران	245,328,331,335,336,337
ب	
بوہڑگیٹ	75
بہاولپور	105
بلخ	418
بریلی شریف	436
بھوئی	380
بصرہ	418
بحرین	418
بخارا	418
بغداد	418,442
بیروت	9,11,13,139,141,143,157,172,

اماکن	
	181,227,250,257,265,269,270, 273,291,329,338,339,359, 363,420
پ،ت	
پاکپتن	375
پنڈہ	441
پنجاب	366,370
پشاور	209,214,215
پاکستان(پاک)	8,14,58,59,79,86,87,131,177, 180,183,186,192,200,202,208, 223,225,261,262,279,411,433,
تہران	335
تھانہ بھون	441
ترمذ	418
ج،ح،خ	
جلیسر	368
جرجان	418
جزیرہ	418
حصن کیفا	222
حلوان	418
حیدرآباد	173,316,339
خوارزم	418

Marfat.com

اماکن	
د،ر	
دامغان	418
دمشق	333,418
دکن	173,316,339
دیوبند	381,433,435,439
دہلی	39,291,292,436
رے	418
رملہ	418
رافہ	418
رام پور	436,440
راولپنڈی	365,378
روم	328,329,418
س،ش،ص	
سورت	171
سرخس	418
سرکی (روڈ)	186
سکھر	307
سمرقند	418
سجستان	418
سیال شریف	373
سرگودھا	375
شام	139,333

Marfat.com

شمس آباد	433,435,439
صنعان	418
طوغی (روڈ)	186
طفسونج	357
طبرستان	418
عراق	71,357
غورشتی	441
علی گڑھ	368,379,382
فیصل آباد	171
قومس	418
قستان	418
کلفٹن	142
کربلا	338
کان پور	379
کوفہ	139
کرمان	418
کیش	418
کیمبل پور	433,435,439,441
کوئٹہ	8,58,59,62,64,77,78,84,85,88,99,116,

Marfat.com

اماکن

	131,140,160,177,180,183,186,
	192,200,202,208,218,220,223,
کراچی	225,293,22,60,65,129,139,142,
	144,147,174,184,218,240,241,
	256,291,293,302
	311,313,337,343,374,376,
گلبرگہ شریف	371
گولڑہ شریف	102,104,105,106,120,133,137,
	154,163,175,177,185,224,227,
	233,260,267,282,297,348,351,
	352,357,361,362,365,367,368,
	369,370,371,372,373,377,379,
	380,381,382,383,387,393,402,
	405,410,411,412,414,436,441

ک،گ

کلفٹن	142
کربلا	338
کان پور	379
کوفہ	139
کرمان	418
کیش	418
کیمبل پور	433,435,439,441
کوئٹہ	8,58,59,62,64,77,78,84,85,88,

Marfat.com

	99,116,
لندن	232
لبنان	139,141,143
لکھنؤ	319,323,324
لاہور	46,58,114,153,198,265,275, 294,366,368,371,373,378, 415,421,433
موصل	418
مسا	418
مرو	418
مراکش	142,338
مکہ مکرمہ	260,418
مدینہ منورہ (مدینہ شریف، مدینہ عالیہ)	9,142,393,394,418
ملتان	75,79,86,103,106,112,113, 141,211,
مصر	224,235,275,357,433
نصیبین	418

اماکن	
نہاوند	418
نیشاپور	418
واسط	139,418
ہمدان	418
ہرات	418
ہندوستان (ہند)	9,14,20,171,381,382,393,435
یمن	418
یمامہ	418
یافوخ	54

Marfat.com

اشعار					
نمبر شمار	شاعر کا نام	مصرعِ اوّل	مصرعِ مفرد	صنفِ سخن	صفحہ نمبر
1	نصیر الدین نصیرؔ	میرے دریا بُرد ہو جانے کا غُل تو مچ گیا		فرد	04
2	مولانا جامیؒ	اولادِ نبی کہ نیست بر راہِ نبی		فرد	15
3	احمد رضا خان بریلویؒ	اللہ اللہ عزّ و شان و احترامِ بلگرام		منقبت	16
4	مرزا عبدالقادر بیدلؒ	چہ ممکن است رو و داغِ بندگی ز جبیں		فرد	20
5	نامعلوم	خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را	ع		20
6	حضرت گولڑویؒ	بے رنگ دے اِس مُورت تھیں	ع		21
7	سلطان ابو سعید ابوالخیرؒ	خواہی کہ کسے شوی، ز ہستی کم کن		رباعی	23
8	نصیر الدین نصیرؔ	ہر ذرّہ پہ فضلِ کبریا ہوتا ہے		رباعی	23
9	نصیر الدین نصیرؔ	اے فاطمہ کے لال! یہ تیرا ہی کام ہے	ع		41
10	سعدیؒ	علمے کہ راہِ حق نہ نُماید، جہالت است	ع		68
11	نامعلوم	از ما سُخنے بشنو و با ما سُخنے گو		فرد	93
12	علامہ محمد اقبالؒ	اے طائرِ لاہُوتی! اُس رزق سے موت اچھی	ع		95
13	نصیر الدین نصیرؔ	تم نے جو کچھ بھی کہا، ہم نے سنا، مانے گئے		فرد	96
14	نصیر الدین نصیرؔ	دفعتاً ہو گیا یہ کیا تم کو		فرد	103
15	مرزا عبدالقادر بیدلؒ	با ہر کمال اندکے آشفتگی خوش است		فرد	104
16	نصیر الدین نصیرؔ	ماضی کے دریچے سے ذرا جھانک کے دیکھو		فرد	105
17	نصیر الدین نصیرؔ	شیشہ اُٹھا کہ شب ماہتاب ہے ساقی		غزل	105
18	احمد فرازؔ	جی میں جو آتی ہے کر گزرو، کہیں ایسا نہ ہو		فرد	105

Marfat.com

		اشعار			
نمبر شمار	شاعر کا نام	مصرع اوّل	مصرع مفرد	صنف سخن	صفحہ نمبر
58	نصیر الدین نصیرؔ	ابنِ زہراؑ سے ترے دل میں ہیں یہ زہر بھرے		فرد	362
59	نامعلوم	بنونا بنو ابنأ نا و بناتنا		فرد	365
60	نامعلوم	نظر والے نہیں کرتے ہیں تکلیفِ جہاں گردی		فرد	377
61	نصیر الدین نصیرؔ	قُربِ شاہی کی ہوس میں ایسے فتوے داغ کر		فرد	386
62	نصیر الدین نصیرؔ	کوئی دیکھے تو یہ سمجھے کہ پیے بیٹھے ہیں	ع		388
63	نصیر الدین نصیرؔ	اظہار یہ پندار کی دارائی کا		فرد	391
64	نصیر الدین نصیرؔ	مفتیِ شہر بھی انساں ہیں بہک سکتے ہیں		فرد	403
65	جگر مراد آبادی	اللہ اگر توفیق نہ دے انسان کے بس کا کام نہیں		فرد	407
66	نامعلوم	گر فرقِ مراتب نہ کنی زندیقی	ع		413
67	نصیر الدین نصیرؔ	یہ وُسعتِ ماہ و طین دوگز ہی رہی		رباعی	420
68	نصیر الدین نصیرؔ	حضرت زاہد بھی ساقی سے ملا لیتے جو آنکھ		فرد	428
69	نامعلوم	فریاد از درازیِ خوابِ گرانِ ما		فرد	429
70	نصیر الدین نصیرؔ	ہیں جاہ کے بت ، یہ مذہبی جاہ نُما		رباعی	431
71	اکبر الہ آبادی	نگاہیں کاملوں پر پڑ ہی جاتی ہیں زمانے کی		فرد	450
72	نامعلوم	وما ینفع الاصل من ھاشم		فرد	451
73	مرزا غالب	تمھیں کہو کہ یہ اندازِ گفتگو کیا ہے	ع		452
74	نصیر الدین نصیرؔ	اللہ اہلِ بیتِ پیمبر کے ساتھ ہے		منقبت	454
75	میر انیس	سمجھا ہے کیا امامِ عراق و حجاز کو	ع		455
76	نصیر الدین نصیرؔ	ذاتی ہے نصیرؔا صرف ربّ کی عزت		رباعی	456

Marfat.com

تصانیفِ نصیر

1:-	لفظ اللہ کی تحقیق	(متلاشیانِ راہِ حق کے لیے سامانِ تحقیق)	مطبوعہ
2:-	قرآنِ مجید کے آدابِ تلاوت	(قرآنِ مجید کی رفعت وعظمت، قلوب واذہان میں جاگزیں کرنے والا رسالہ)	مطبوعہ
3:-	موازنۂ علم وکرامت	(مقامِ علم گھٹانے والوں کے لیے تازیانۂ عبرت)	مطبوعہ
4:-	اِعانت واستعانت کی شرعی حیثیت	(اِثباتِ توحید ورَدِّ شرک کے لیے دلائلِ قاطعہ)	مطبوعہ
5:-	نام ونسب	(سیادتِ غوثِ پاکؓ کے تحقیقی ثبوت، نکاحِ سیّدہ کی شرعی حیثیت اور شیعہ وخوارج کے عقائد کا تفصیلی جائزہ)	مطبوعہ
6:-	حضرت پیرانِ پیرؒ کی شخصیت، سیرت اور تعلیمات	(ایک ایمان افروز اور شرک سوز مقالہ)	مطبوعہ
7:-	راہ ورسمِ منزل ہا	(تصوف اور عصری مسائل پر سیر حاصل بحث)	مطبوعہ
8:-	امام ابوحنیفہؒ اور اُن کا طرزِ استدلال	(امام الائمہ، سراج الامہ، کے علمی وفقہی مقام ومرتبہ کا بیان)	زیرِ طبع
9:-	کیا ابلیس عالم تھا؟	(اربابِ علم واصحابِ تحقیق کے لیے پیغامِ مباہات)	مطبوعہ
10:-	اسلام میں شاعری کی حیثیت	(ایک انوکھا اور اچھوتا تحقیقی مقالہ)	مطبوعہ
11:-	رنگِ نظام	(قرآن وحدیث کی روشنی میں اُردو مجموعۂ رُباعیات)	مطبوعہ
12:-	دیں ہمہ اُوست	(عربی، فارسی، اُردو اور پنجابی میں نعتیں)	مطبوعہ
13:-	فیضِ نسبت	(عربی، فارسی، اُردو اور پنجابی میں مناقب)	مطبوعہ
14:-	آغوشِ حیرت	(فارسی رُباعیات)	مطبوعہ
15:-	پیمانِ شب	(اُردو غزلیات کا پہلا مجموعہ)	مطبوعہ
16:-	دستِ نظر	(اُردو غزلیات کا دوسرا مجموعہ)	مطبوعہ
17:-	عرشِ ناز	(فارسی، اُردو، پوربی، پنجابی اور سرائیکی میں متفرق کلام)	مطبوعہ
18:-	لطمۃ الغیب علیٰ ازالۃ الریب	(حضرت پیران پیرؒ کے گستاخوں کے منہ پر غیبی طمانچہ)	مطبوعہ
19:-	طریق الفلاح فی مسئلۃ الکفو للنکاح	(نکاح سیّدہ یا غیر سیّد کی شرعی حیثیت)	مطبوعہ

Marfat.com